سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

(جمعرات 09، جمعتہ المبارک 10، سوموار 13، بدھ 15، جمعرات 16۔ مئی 2024)

(یوم الخمیس 30۔ شوال، یوم الجمعہ یکم، یوم الاثنین 4، یوم الاربعاء 6، یوم الخمیس 7۔ ذیقعد 1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: نواں اجلاس

جلد 9 (حصہ اوّل): شمارہ جات : 1 تا 5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

نواں اجلاس

جمعرات، 09۔ مئی 2024

جلد 9: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	1
2۔	فہرست کارروائی	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	7
4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	9
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	10

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
6۔	پینل آف چیئرپرسنز	11
	پوائنٹ آف آرڈر	
7۔	گوادر میں پنجاب کے سات مزدوروں کو قتل کرنے کی مذمت	11
	سوالات (محکمہ آبپاشی)	
8۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	17
	توجہ دلاؤ نوٹس	
9۔	حسن ابدال میں سپیشل ایجوکیشن کی بچیوں کی برہنہ ویڈیو بنانے	
	پر کارروائی سے متعلقہ تفصیلات (۔۔۔جاری)	42
10۔	لاہور: تھانہ شالیمار پولیس آفیسرز کا سابق چیئرمین یوسی 130 کے	
	خلاف جھوٹے مقدمہ سے متعلقہ تفصیلات	45
11۔	فیصل آباد: ٹھیکری والا چک نمبر 66 ج۔ب میں ڈکیتی کی واردات اور	
	قتل سے متعلقہ تفصیلات	48
	تحاریک استحقاق	
12۔	(کوئی تحریک استحقاق پیش نہ ہوئی)	50
	تحاریک التوائے کار	
13۔	ضلع لیّہ میں نہری پانی کی چوری روکنے اور پانی کا	
	کوٹا بڑھانے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	54
14۔	لاہور میں میڈیکل سٹوروں پر جعلی ادویات کی فروخت	
	مالکان کے خلاف کارروائی کا مطالبہ	61
15۔	عباسیہ لنک کینال سے پانی چوری کرنے پر پانچ ایف آئی آر درج کر کے	
	زمینداروں سے لاکھوں روپے جرمانے کی وصولی کا معاملہ	63
16۔	کوٹ ادو میں مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال کی بلڈنگ نامکمل ہونے کی بناء پر	
	خواتین مریضوں کو مشکلات کا سامنا	65

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
17۔	صوبہ پنجاب میں بلدیاتی ادارے مالی بحران کا شکار، بجلی کے نرخ زیادہ لاگو ہونے پر سٹریٹ لائٹس بند پوائنٹ آف آرڈر	66
18۔	اضافی مخصوص نشستوں کو ڈی نوٹیفائی کرنے کا معاملہ سرکاری کارروائی آرڈیننسوں کی مدت نفاذ میں توسیع	72
19۔	قاعدہ 127 کے تحت تحریک تحریک	82
20۔	آئین کے آرٹیکل (a)(2)128 کے تحت آرڈیننسز میں توسیع کے لئے قراردادوں کا پیش کیا جانا	82
21۔	آرڈیننس (ترمیم) پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن 2023 (4 بابت 2024) کی مدت نفاذ میں توسیع کے لئے قرارداد کا پیش کیا جانا	83
22۔	آرڈیننس اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کا کنٹرول پنجاب 2023 (5 بابت 2024) کی مدت نفاذ میں توسیع کے لئے قرارداد کا پیش کیا جانا۔	84
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
23۔	حکومت پنجاب کے مختلف محکمہ جات برائے سال 20-2019 تا 23-2022 کی آڈٹ رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	86
24۔	قواعد کی معطلی کی تحریک قرارداد	94
25۔	معزز ایوان کا 9۔ مئی کو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی رہائش کو نذر آتش کرنے اور قومی سلامتی کے اداروں کو نشانہ بنانے پر سیاسی عناصر کے خلاف کارروائی کا مطالبہ	95

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعۃ المبارک، 10۔ مئی 2024	
	جلد9: شمارہ 2	
26۔	فہرست کارروائی	101
27۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	103
28۔	نعت رسول مقبول ﷺ	104
29۔	اسمبلی کی مخصوص نشستوں کے بارے میں جناب سپیکر کی رولنگ	105
	پوائنٹ آف آرڈر	
30۔	ایوان کی پارلیمانی کمیٹیوں کی جلد تشکیل کا مطالبہ	114
31۔	کسانوں سے گندم خریدنے کا مطالبہ	116
	سوالات (محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری اور کانکنی ومعدنیات)	
32۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	118
	زیرو آور نوٹس	
33۔	صوبہ بھر کے 13 ہزار سے زائد سرکاری سکولوں کو پرائیویٹ نہ کرنے کا مطالبہ	153
34۔	لاہور: سرگنگارام ہسپتال کی ایم آر آئی اور سی ٹی سکین مشینیں خراب ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	156
35۔	حلقہ پی پی۔165 رائیونڈ سٹی کا سیوریج سسٹم ناکارہ ہونے کی وجہ سے وبائی امراض پھیلنے کا خدشہ (۔۔۔جاری)	158
36۔	صوبہ بھر کی مویشی منڈیوں میں ٹھیکیداروں سے قواعد وضوابط پر عملدرآمد کروانے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	161
	پوائنٹ آف آرڈر	
37۔	پی ٹی آئی کے ورکر میاں نعیم اور مفتی اشفاق کے گھر پر پولیس کی توڑ پھوڑ اور گوادر میں خانیوال کے سات بے گناہ شہریوں کے قتل کا معاملہ	162

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	زیرو آور نوٹس(۔۔۔جاری)	
38۔	محکمہ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن کا سرکاری ہسپتالوں میں انجیوگرافی کی سہولیات ٹھیکہ پر دینے کا معاملہ ----------	165
	تحاریک استحقاق	
39۔	ڈی پی او چنیوٹ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویّہ ----------	169
40۔	ڈی ایس پی تھانہ بٹالہ کالونی فیصل آباد کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویّہ-----	170
41۔	ایس ایچ او اور سب انسپکٹر گوجرانوالہ کی معزز ممبر اسمبلی کے گھر پر توڑ پھوڑ اور فیملی کو ہراساں کرنا ----------	171
42۔	الیکشن آفس کے باہر پولیس کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک ----------	173
	پوائنٹ آف آرڈر	
43۔	سول سیکرٹریٹ جنوبی پنجاب کو ختم کرنے کا معاملہ ----------	175
	تحاریک التوائے کار	
44۔	ضلع اٹک تحصیل فتح جنگ کے دیہات کی ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی کو سپیشل اکنامک زون میں تبدیل نہ کرنے کا مطالبہ(۔۔۔جاری) ----------	179
45۔	Avastin انجکشن نہ ملنے کی وجہ سے شوگر کے مریض بینائی کے سستے علاج سے محروم ----------	183
46۔	فیصل آباد: الائیڈ ہسپتال کی مشینیں خراب ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری) ----------	187
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
47۔	حکومت پنجاب کے مختلف محکمہ جات کی 22-2021 اور 23-2022 کی آڈٹ رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	189

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
48۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	190
	قرارداد	
49۔	گوادر (بلوچستان) میں پنجابی مسافروں کو شہید کرنے کا معاملہ	191
	سوموار، 13۔ مئی 2024	
	جلد 9: شمارہ 3	
50۔	فہرست کارروائی	195
51۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	197
52۔	نعت رسول مقبول ﷺ	198
	سوالات (محکمہ جات خوراک اور خزانہ)	
53۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	199
	توجہ دلاؤ نوٹس	
54۔	فیصل آباد: ٹھیکری والا چک نمبر 66 ج۔ب میں ڈکیتی کی واردات اور قتل	
	سے متعلقہ تفصیلات (۔۔۔جاری)	220
55۔	چکوال: چوآسیدن شاہ کی حدود میں ملک عبدالصبور کے قتل سے متعلقہ تفصیلات	224
56۔	شیخوپورہ تھانہ شرقپور کی حدود میں نوجوان کے قتل سے متعلقہ تفصیلات	227
	تحاریک استحقاق	
57۔	کہروڑ پکا پولیس کا ڈی ایس پی کی سربراہی میں معزز رکن اسمبلی کے	
	گھر پر بلاوارنٹ چھاپہ	234
58۔	کمپٹرولر پنجاب ہاؤس اسلام آباد کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک	235
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
59۔	سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	236

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
60۔	ترقیاتی اداروں کے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹس کے زیر تعمیر منصوبے سست روی کا شکار	237
61۔	ریسکیو 1122 کے ملازمین کو دوران ڈیوٹی معذور ہونے کی صورت میں خصوصی مراعات سے نوازنے کا مطالبہ	238
62۔	راولپنڈی پی پی-9 کے گاؤں لوسر، یونین کونسل بگا شیخاں میں کوڑا ڈمپ کرنے سے عوام موذی امراض میں مبتلا	239
63۔	ستھرا پنجاب پروگرام کے تحت دیہاتوں میں صفائی کرنے والے نجی کمپنیوں کے ملازمین کے تحفظات	240
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
64۔	مسودہ قانون پنجاب ہتک عزت 2024	243
	عام بحث	
65۔	گندم کی خریداری پر عام بحث	243
	بدھ، 15۔ مئی 2024	
	جلد 9: شمارہ 4	
66۔	فہرست کارروائی	307
67۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	309
68۔	نعت رسول مقبول ﷺ	310
	سوالات (محکمہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر)	
69۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	312

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
70۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)----------	347
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
71۔	ہتک عزت پنجاب بل 2024 کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی	
	رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	361
	تحاریک استحقاق	
72۔	سابق ایس ایچ او بھلوال کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک ----------	365
73۔	پولیس تھانہ کوٹ سابا کے اہلکاران کا بغیر وارنٹ معزز رکن اسمبلی کے	
	گھر پر دھاوا، ان کی فیملی کو ہراساں کرنا ----------	366
74۔	ڈی پی او خانیوال کا معزز رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ ----------	367
	تحاریک التوائے کار	
75۔	ضلع مری میں فصلوں اور باغات کو نقصان پہنچانے والے	
	خطرناک جانوروں سے نجات کے اقدامات کا مطالبہ ----------	369
76۔	ضلع کوٹ ادو میں مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال کی بلڈنگ نامکمل ہونے پر خواتین	
	علاج معالجہ کی سہولیات سے محروم ----------	369
77۔	ضلع میانوالی، مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال سینئر ڈاکٹر، پیرامیڈیکل سٹاف	
	اور طبی سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ ----------	370
78۔	فیصل آباد میں ریگل چوک لسوڑی شاہ دربار کے نواح میں شہزاد میڈیکل سٹور	
	کے مالکان کا محکمہ صحت کے عملہ کی ملی بھگت سے انسانی زندگیوں سے کھیلنے	
	کا انکشاف ----------	371
79۔	لاہور، اپر مال پر واقع جم خانہ کو بااثر افراد کو 50 سالہ لیز پر دیکر	
	ملکی خزانہ کو ماہانہ کروڑوں روپے کے نقصان کا انکشاف ----------	373

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
80۔	ضلع لیہ، THQ فتح پور میں ڈاکٹرز، پیرامیڈیکل عملہ اور طبی مشینری فراہم کرنے کا مطالبہ ----------	378
81۔	ڈاکٹر فیصل مسعود ٹیچنگ ہسپتال سرگودھا میں طبی سہولیات مہیا کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ----------	379
82۔	ریسکیو 1122 کے دوران سروس معذور ہونے والے ملازمین کو رسک الاؤنس دینے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ----------	379
83۔	Avsitn انجکشن نہ ملنے کی وجہ سے شوگر کے مریض بینائی کے سستے علاج سے محروم (۔۔۔جاری) ----------	380
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
84۔	حکومت پنجاب کے مختلف محکمہ جات کی 18-2017، 21-2020 اور 23-2022 کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	384
	بحث زیر قاعدہ 87	
85۔	ستھرا پنجاب پروگرام کے تحت دیہاتوں میں صفائی کرنے والے نجی کمپنیوں کے ملازمین کے تحفظات ----------	385
86۔	لاہور، جنرل ہسپتال کے ملحقہ علاقہ عوامی کالونی میں سیوریج سسٹم بند ہونے سے رہائشی موذی امراض کا شکار ----------	386
	قاعدہ 87 کے تحت تحریک	
87۔	تحریک التوائے کار نمبر 94,175,188/2024 سے نکلنے والے عوامی اہمیت کے امور پر بحث ----------	386

جمعرات،16۔مئی2024

جلد9:شمارہ 5

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
88۔	فہرست کارروائی	439
89۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	441
90۔	نعت رسول مقبول ﷺ	442
	سوالات (محکمہ ٹرانسپورٹ)	
91۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	443
	پوائنٹ آف آرڈر	
92۔	حلقہ پی پی-26 تحصیل پنڈ دادنخان میں کشتی اُلٹنے سے 6 افراد کی ہلاکت	470
93۔	شیخوپورہ: پولیس کے روّیہ سے دلبرداشتہ خاتون کی خودکشی	472
	توجہ دلاؤ نوٹس	
94۔	فیصل آباد: ٹھیکری والا چک 71۔ج ب کے رہائشی محمد اعظم نامی شخص کے قتل سے متعلقہ تفصیلات	473
95۔	لاہور: تھانہ فیکٹری ایریا میں دو افراد کے مابین لڑائی اور فائرنگ سے دلاور نامی شخص کے قتل سے متعلقہ تفصیلات	479
	تحاریک التوائے کار	
96۔	مویشی منڈی لیہ میں کرپشن میں ملوث انتظامیہ کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ	484
97۔	ضلع میانوالی کچہ گجرات میں BHU کو فنکشنل کرنے کا مطالبہ	485
98۔	پنجاب کے مختلف اضلاع میں نجی ہوٹلز مالکان کو واسا کی طرف سے بھاری ٹیکس کا سامنا	486

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
99۔	پنجاب انفارمیشن کمیشن 2020-21, 2021-22 اور 2022-23، پنجاب پبلک سروس کمیشن 2022 اور محتسب پنجاب کی 2022 کی سالانہ رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	488
100۔	انڈیکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(39)/2024/44. Dated:07th May, 2024. The following Order, made by the Acting Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

"In exercise of the powers conferred under Article 109 (a) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Ahmad Khan,** Acting Governor of the Punjab, hereby summon Provincial Assembly of the Punjab to meet on **09th May, 2024 (Thursday) at 02:00 pm** in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated: Lahore, the 07th May, 2024

MALIK MUHAMMAD AHMAD KHAN
ACTING GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

جمعرات، 9۔ مئی 2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

GOVERNMENT BUSINESS

(a) EXTENSION OF ORDINANCES

(i) MOTION UNDER RULE 127 OF THE RULES OF PROCEDURE OF PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB 1997

A MINISTER to move that leave be granted to move Resolutions under Article 128(2)(a) of the Constitution for extension of the following Ordinances:

1. The Punjab Healthcare Commission (Amendment) Ordinance 2023 (IV of 2024); and
2. The Punjab Price Control of Essential Commodities Ordinance 2023 (V of 2024).

4

(ii) RESOLUTIONS UNDER ARTICLE 128 (2) (a) OF THE CONSTITUTION

1. RESOLUTION FOR EXTENSION OF THE PUNJAB HEALTHCARE COMMISSION (AMENDMENT) ORDINANCE 2023 (IV OF 2024)

A MINISTER to move that the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Healthcare Commission (Amendment) Ordinance 2023 (IV of 2024), promulgated on 22nd February 2024, for a further period of ninety days with effect from 22nd May 2024.

2. RESOLUTION FOR EXTENSION OF THE PUNJAB PRICE CONTROL OF ESSENTIAL COMMODITIES ORDINANCE 2023 (V OF 2024)

A MINISTER to move that the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Price Control of Essential Commodities Ordinance 2023 (V of 2024), promulgated on 03rd March 2024, for a further period of ninety days with effect from 01st June 2024.

(b) LAYING OF REPORTS

A MINISTER to lay the following Reports:

1. Special Audit Report on LDA City Housing Scheme Lahore, HUD & PHE Department, Government of the Punjab, for the Audit Year 2019-20.

5

2. Special Audit Report on the Accounts of Sustainable Development Goals Achievement Program (SAP), C&W, HUD&PHE, LG&CD Departments and District Health & Education Authorities, Government of the Punjab, for the Audit Year 2020-21.
3. Performance Audit Report on Dualization of Khanewal-Lodhran Bypass Road (94 KM), Communication & Works Department, Government of the Punjab, for the Audit Year 2020-21.
4. Audit Report on the Accounts of District Councils of Punjab (North), for the Audit Year 2020-21.
5. Audit Report on the Accounts of Municipal Committees of Gujranwala, Lahore, Rawalpindi & Sargodha Regions, for the Audit Year 2020-21.
6. Audit Report on the Accounts of Metropolitan Corporation Lahore and 6 Municipal Corporations of Punjab (North), for the Audit Year 2020-21.
7. Audit Report on the Accounts of Public Sector enterprises, Government of the Punjab, for the Audit Year 2020-21.
8. Audit Report on the Accounts of Communication and Works, Housing, Urban Development & Public Health Engineering, Irrigation, Local Government & Community Development and Energy Departments, Government of the Punjab, for the Audit Year 2021-22.
9. Special Audit Report on the Accounts of Rawalpindi Ring Road Project, Housing Urban Development & Public Health Engineering Department, Government of the Punjab for the Audit Year 2021-22.
10. Audit Report on the Accounts of 18-District Councils of Punjab (North) for the Audit Year 2019-20.

6

11. Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab for the Audit Year 2022-23.
12. Performance Audit Report on District Headquarter Hospital Khushab, for the Audit Year 2020-21.
13. Performance Audit Report on Punjab Non-Formal Education Project in the Districts Lahore, Kasur, Okara, Sheikhupura & Nankana Sahib for the Audit Year 2020-21.
14. Performance Audit Report on Sialkot Waste Management Company for the Audit Year 2020-21.
15. Special Study on Human Resource Hiring in District Education and District Health Authorities of District Lahore and Kasur for the Audit Year 2020-21.
16. Special Study Report on Provision of Service Delivery by District Education Authority Bhakkar for the Audit Year 2020-21.
17. Special Study on Human Resource Hiring in District Education Authority and District Health Authority of District Gujranwala for the Audit Year 2020-21.
18. Special Study on Human Resource Hiring in District Health Authority and District Education Authority of District Sialkot for the Audit Year 2021-22.
19. Special Study on Human Resource Hiring in District Education Authority and District Health Authority of Districts Okara & Nankana Sahib for the Audit Year 2021-22.
20. Special Audit Report on the Accounts of District Council Kasur for the Audit Year 2021-22.

7

صوبائی اسمبلی پنجاب

ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر : ملک محمد احمد خان

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک ظہیر اقبال چنڑ

وزیر اعلیٰ : محترمہ مریم نواز شریف

پینل آف چیئرپرسنز

1۔ جناب غلام رضا، ایم پی اے : پی پی۔192

2۔ سید علی حیدر گیلانی، ایم پی اے : پی پی۔213

3۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین، ایم پی اے : ڈبلیو۔304

4۔ جناب خرم خان وِرک، ایم پی اے : پی پی۔48

کابینہ

1۔ محترمہ مریم اورنگزیب: سینئر وزیر

منصوبہ بندی و ترقیات، تحفظ ماحول و موسمیاتی تبدیلی
جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری اور وزیر اعلیٰ
کے خصوصی اقدامات

2۔ سید محمد عاشق حسین شاہ : وزیر زراعت

3۔ جناب محمد کاظم پیرزادہ : وزیر آبپاشی

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-II)2-13/2024 مورخہ 6۔مارچ 2024 وزراء کو ان کے محکمہ جات کا چارج تفویض کیا گیا۔
- نوٹیفکیشن مورخہ 15۔اپریل 2024 کے تحت جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن (وزیر خزانہ) کو پارلیمانی امور کا اضافی چارج تفویض کیا گیا۔
- نوٹیفکیشن مورخہ 2۔مئی 2024 کے تحت جناب صہیب احمد ملک (وزیر مواصلات و تعمیرات) کو (قانون) کا اضافی چارج تفویض کیا گیا۔

8

4۔	رانا سکندر حیات	:	وزیر سکولز ایجوکیشن
5۔	خواجہ عمران نذیر	:	وزیر پرائمری و سیکنڈری ہیلتھ کیئر
6۔	خواجہ سلمان رفیق	:	وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز
7۔	جناب ذیشان رفیق	:	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی
8۔	جناب بلال اکبر خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ
9۔	جناب صہیب احمد ملک	:	وزیر مواصلات، تعمیرات و قانون
10۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	وزیر اطلاعات
11۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک
12۔	جناب رمیش سنگھ اروڑا	:	وزیر اقلیتی امور
13۔	جناب فیصل ایوب کھوکھر	:	وزیر کھیل
14۔	جناب شافع حسین	:	وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری
15۔	سردار شیر علی گورچانی	:	وزیر کانکنی و معدنیات
16۔	جناب سہیل شوکت بٹ	:	وزیر سماجی بہبود و بیت المال
17۔	جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ و پارلیمانی امور

ایڈووکیٹ جنرل

جناب خالد اسحاق

ایوان کے افسران

سیکرٹری جنرل	:	چودھری عامر حبیب
ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور)	:	جناب خالد محمود
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)	:	جناب علی حسنین بھلی

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا نواں اجلاس

جمعرات، 9۔ مئی 2024

(یوم الخمیس، 30۔ شوال 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر زلاہور میں شام 4 بج کر 14 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر ملک محمد احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبد الماجد نور نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

سورۃ الحُجُرات (آیات نمبر 1 تا 3)

مومنو! کسی بات کے جواب میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے پہلے نہ بول اٹھا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سُنتا جانتا ہے (1) اے اہلِ ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر ﷺ کی آواز سے اُونچی نہ کرو۔ اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو اِس طرح اُن کے رُوبرو زور سے نہ بولا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تُمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو (2) جو لوگ اللہ کے پیغمبر ﷺ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے اُن کے دِل تقویٰ کے لئے آزما لئے ہیں اور اُن کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم ہے (3) وَمَاعلینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب نعمان علی غوری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا کوئی محبوب ﷺ نہ ہو گا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرشِ بریں ہے
مِلتا نہیں کیا کیا دوجہاں کو تیرے در سے
اِک لفظ "نہیں" ہے جو تیرے لب پہ نہیں ہے
ہر اِک کو میسر کہاں اُس در کی غُلامی
اُس در کا تو دربان بھی جبریلِ امیں ہے
دِل گریہ کُناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم تیرا اندازِ طلب کتنا حسین ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ پینل آف چیئرپرسنز کا اعلان کریں۔

پینل آف چیئرپرسنز

سیکرٹری جنرل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرپرسنز نامزد فرمایا ہے:

1۔ جناب غلام رضا، ایم پی اے : پی پی۔192
2۔ سید علی حیدر گیلانی، ایم پی اے : پی پی۔213
3۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین، ایم پی اے : ڈبلیو۔304
4۔ جناب خرم خان وِرک، ایم پی اے : پی پی۔48

شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

گوادر میں پنجاب کے سات مزدوروں کو قتل کرنے کی مذمت

جناب سپیکر: جی، امجد صاحب! Relevant اور procedure کے متعلق ہو otherwise I will declare it out of order.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ، میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت ضروری ہے۔ یہ پنجاب کا ایوان ہے آج ایک مرتبہ پھر پنجاب کے سات مزدوروں کو گوادر (بلوچستان) میں گولیاں مار کر

قتل کیا گیا ہے۔ دوسری مرتبہ یہ واقعہ ہوا ہے اور روز یہ کہانی ہوتی ہے تو اِس حوالے سے پہلے بھی میں نے ایک قرارداد دی تھی کہ 11 مزدوروں کو بس سے اُتار کر قتل کرنے پر یہ ہاؤس واقعہ کی مذمت کرے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! یہ بڑا sensitive matter ہے تو اِس پر ایسے بات کرنا مناسب نہیں ہے لہٰذا اس حوالے سے آپ through parliamentary tools کوئی چیز لے کر آئیں تو میں اُسے آج ہی take up کروں گا۔ آپ اِس سلسلے میں کوئی بھی بات کرنا چاہتے ہیں but Point of Order پر اِس طرح بات کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا تو آپ تشریف رکھیں اور اِس پر کوئی توجہ دلاؤ نوٹس دے سکتے ہیں یا اِس پر کوئی قرارداد لانا چاہتے ہیں تو لے آئیں۔ آج لانا چاہتے ہیں تو لے آئیں اسے out of turn take up کر لیں گے کیونکہ یہ important بات ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر صرف اِس وقت آپ Question Hour سے متعلق بات کر سکتے ہیں not beyond that اِس حوالے سے کچھ تحریری طور پر لے کر آئیں I am instructing the Assembly Secretariat آپ ابھی لے کر آئیں جسے آج ہی take up کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں بھی اِسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب! آپ دونوں کو club کر کے لے آئیں۔ وہ بھی لے آئیں اور یہ بھی لے آئیں۔ آج ہی دیں it will be taken up today آپ please لے کر آئیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! شکریہ، میں آپ کی توجہ اِس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کی روایات ہیں کہ کوئی بھی sensitive معاملہ یا واقعہ ہو جائے تو اسے پوائنٹ آف آرڈر پر take up کیا جاتا ہے اور اُس پر پوری discussion ہو سکتی ہے۔ آپ نے rules کی بات کی تو آپ کی بات بالکل صحیح ہے لیکن آپ اِس اسمبلی کی روایات دیکھیں کہ اِس طرح کے معاملات کو ہمیشہ پوائنٹ آف آرڈر پر take up کیا جاتا ہے اور اُس پر معزز ارکان اگر رائے دینا چاہیں یا آپ اس پر statement دینا چاہیں تو دی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ پہلے دن جب اسمبلی میں ارکان کا حلف ہوا تو میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا تھا کہ this House is not complete پھر آپ کا بھی الیکشن ہو گیا we were elected as independent ہم نے join کیا اور اُس کے بعد ہم SIC میں چلے گئے تو ہماری جو seats تھیں because of the decision of the Peshawar High Court تو الیکشن کمیشن نے ہماری مخصوص سیٹیں خیرات میں اُس طرف دے دیں اور وہ ارکان اسمبلی بن گئیں now after the Apex Court decision آنے کے بعد they are suspended, just like if you have suspended any member of the House he can't enter in the House. after the decision of suspension of the میرا یہ pertinent question ہے کہ there is no moral, legal and constitutional justification for those members to sit in the House. I would request the honorable Speaker to identify those seats جو 22 یا 23 تھیں اور خیرات میں دی گئی تھیں they should stand up now and they should leave the House if somebody is here from them. I think, this is very important legal, constitutional, moral and political question because we were just deprived from the seats illegally and immorally. Now as the decision has been made by the Supreme Court of Pakistan they have no locus standi to sit in this House or to come. I would say, this is the duty of the Speaker to get that money out, the hard paid money from the taxes was paid and they have utilized that money without contributing any legal thing in the House. I would say you are bound to take action and see if any order by the Apex Court جو کیا ہے

of those members elected on our seats is sitting here or not. If they are sitting here they should be moved out because no stranger can sit in this House.

محترمہ رُشدہ لودھی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رُشدہ صاحبہ! ایک منٹ بیٹھیں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ کل lawyers والے issue پر بات کرنا چاہ رہی ہیں I will give you the floor سعید اکبر خان نوانی صاحب نے بھی بات کی اور رانا آفتاب صاحب نے بھی بات کی تو I take it first, as what you said سپریم کورٹ کا جو فیصلہ آیا ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ اُن processes میں جس میں voting involve ہیں اُس میں participate نہیں کریں گے۔ ہم نے اس ابہام کو دور کرنے کے لئے ان سے opinion لینے کے لئے بھیجا ہے۔ جو پہلے ہم پر پابندی تھی because in certain acts, this office and this House has to act in accordance with the notifications of the Election Commission. وہ ہم پر پابندی ہے۔ as long as they were notified by the Election Commission we were under obligatory duty to administer the oath. We did that اب یا تو سپریم کورٹ الیکشن کمیشن کے فیصلے کو بالکل de-notify کرنے کا کہہ دیتی تو اور بات تھی۔ اب سپریم کورٹ نے صرف اس حد تک کہا اور ساتھ ہی ایک directive nature دے دیا کہ یہ کون کون سے functions perform نہیں کریں گے۔ Let's say in any bill they cannot vote, in money bills they cannot vote. اب ہم نے اس کی clarification کے لئے لکھ کر بھیجا ہے we have asked the Advocate General Office also and Law Department کہ وہ اس پر ہمیں clarification بھجوادیں کہ اس آرڈر کی interpretation کیا ہے۔ اگر وہ آرڈر یہ کہے گا کہ the notification has been suspended تو الیکشن کمیشن پہلے اِن کو de-notify کرے گا۔ For this purpose that they are not allowed to come and sit they have to be de-notified.

As long as they are not de-notified, I don't have any authority to say that they are de-notified.(نعرہ ہائے تحسین)

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I would not accept any interpretation from you. جب آپ کے پاس کوئی ایسا issue آتا ہے تو You just say Attorney General, Advocate General. We are also from the same profession. میرا issue یہ ہے کہ is there any moral, legal, justification of those members to sit in the House. When they cannot vote, they cannot participate.

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ This will come to the repetition of what you earlier said آپ کا یہ سوال کہ کیا ان کا ہاؤس میں رہنے کا کوئی اخلاقی اور سیاسی جواز بنتا ہے؟ If election commission is ordered to de- notify by the Supreme Court.

Election Commission will act in accordance and we will do so.

MR AFTAB AHMED KHAN: I agree with you that until or unless they are de-notified. The British constitution is not a written constitution that is governed by unwritten constitution. There are some customs, traditions and conventions. So, what is the benefit of sitting here when you cannot vote for anything?

جناب سپیکر: رانا صاحب! For that reason میں ایک بات آپ سے کہہ دوں۔ جیسے ابھی سعید اکبر خان صاحب ہمارے senior most member ہیں he is a member of this House from last 8 consecutive Assemblies. آپ کا بھی یہاں ایک پرانا تعلق ہے۔ میرا یہ ماننا ہے دیکھیں، جب آپ برٹش سسٹم کی example quote کر رہے ہیں، اُن کا اور ہمارا فرق یہ ہے کہ وہ ایک unwritten Constitution کے ساتھ جس میں conventions کو، precedents کو واضح طور پر ایک law کی sanctity حاصل ہے۔ ہمارے پاس ایک

written set of Constitution ہے، written set of Rules of Procedure ہے۔ ہمیں اس کے مطابق جانا ہے۔ ابھی جو سعید اکبر خان صاحب کہہ رہے ہیں کہ اِس ہاؤس کی روایت رہی ہے کہ اگر کوئی بڑا urgent nature کا ایسا مسئلہ آجائے جو باعث تشویش ہو تو یہ پورا ہاؤس پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات اٹھاتا ہے اور بحث بھی کرتا ہے لیکن میں اُن سے اس بات پر اختلاف کرتا ہوں۔ میں بھی اس ہاؤس کا 2002 سے ممبر آرہا ہوں۔ Rules of Procedure کے مطابق اگر کسی نے پوائنٹ آف آرڈر لینا ہے تو وہ پوائنٹ آف آرڈر یعنی ابھی question hour ہے اور اس دوران اگر ہم کوئی اور procedure take up کرلیں تو procedure کے in accordance with لانے کے لئے آپ پوائنٹ آف آرڈر لے سکتے ہیں that is just for the correctness of procedure. اگر آپ کے پاس زیرو آور ہے، امجد علی جاوید صاحب has the right, he can bring in the resolution یہ آکر کہہ سکتے ہیں کہ میں قرارداد پیش کرتا ہوں لہٰذا آپ پوری کارروائی معطل کردیں کہ یہ اندوہناک واقعہ بلوچستان میں پیش آیا۔

I will. Why wouldn't I? But it has to be governed by the Rules of Procedure

unless it is notified, unless they are de notified. I am تو آپ نے جو یہ لیا bound to act as the order says. (نعرہ ہائے تحسین)

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے agree کیا ہے۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہاں پارلیمانی امور کے منسٹر ہیں وہ بھی اس پر اپنی رائے دے دیں۔ I should stop acting as a Law Minister now. I should stop acting as government now. Government should tell.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے خود بھی کہا ہے کہ ہمارے سینئر ممبر نوانی صاحب نے کہا ہے کہ اگر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ میں بھی آپ کے اس point of view سے agree کروں گا

کہ آپ نے clearly امجد جاوید صاحب کو یہ کہا ہے کہ وہ اِس پر قرارداد لے آئیں اور اس کو out of turn لے لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ زیادہ بہتر ہے اگر اِس کو ایسا کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ کو پتا ہے کہ مجھے اِس ہاؤس کو بھی چلانا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے کیا میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر کا مسئلہ تھا؟

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ کا نہیں بلکہ انہوں نے سعید اکبر نوانی صاحب کا جواب دیا ہے اور آپ کا جواب میں نے دے دیا۔

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ آبپاشی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اِن کے جواب دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب جاوید نیاز منج کا ہے۔ وہ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

جناب جاوید نیاز منج: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 97 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد حلقہ پی پی۔107 کے چکوک 264، 265، 267، 270، 280 کی سیم زدہ زمین سے متعلقہ تفصیلات

***97: جناب جاوید نیاز منج:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔107 فیصل آباد سمندری روڈ پر چک نمبر 264 ر،ب (ناگاں) میں 17 مربع زرعی زمین سیم کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ حلقہ میں ہی چک نمبر 270 ر،ب (ماجھی وال) میں 18 مربعے زرعی رقبہ سیم کا شکار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چک نمبر 280 ر،ب (اللیاں والی) میں 06 اور چک نمبر 265 ر،ب (بڑی ناگاں) میں 04 مربعے زرعی زمین سیم کی وجہ سے ناقابل کاشت ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چک نمبر 267 ر،ب (جالندھر) میں 16 مربعے زمین سیم کے پانی کی وجہ سے ناکارہ ہو چکی ہے؟

(ہ) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متاثرہ زرعی اراضی سے سیم کے خاتمہ کے لئے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ):

(الف) چک نمبر 264 ر،ب (ناگاں) میں سے چند ایک مربع جات سیم زدہ ہیں۔ مزید برآں اس علاقہ کے موجودہ زمینی سیم نالہ کے بیڈ لیول سے نیچے ہونے کے باعث پانی کی نکاسی موجودہ سیم نالہ میں بذریعہ سیپج (Seepage) نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے زمین قابل کاشت نہ ہے۔

(ب) چک نمبر 270 ر،ب (ماجھی وال) میں سے چند ایک مربع جات سیم زدہ ہیں۔ مزید برآں اس علاقہ کے موجودہ زمینی لیول سیم نالہ کے بیڈ لیول سے نیچے ہونے کے باعث پانی کی نکاسی موجودہ سیم نالہ میں بذریعہ سیپج نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے زمین قابل کاشت نہ ہے۔

(ج) چک نمبر 280 رب (اللیاں والی) اور چک نمبر 265 رب (بڑی ناگاں) میں سے چند ایک مربع جات سیم زدہ ہیں۔ مزید برآں اس علاقہ کے موجودہ زمینی لیول سیم نالہ کے بیڈ لیول سے نیچے ہونے کے باعث پانی کی نکاسی موجودہ سیم نالہ میں بذریعہ سیپج (Seepage) نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے زمین قابل کاشت نہ ہے۔

(د) چک نمبر 267 رب (جالندھر) میں سے چند ایک مربع جات سیم زدہ ہیں۔ مزید برآں اس علاقہ کے موجودہ زمینی لیول سیم نالہ کے بیڈ لیول سے نیچے ہونے کے باعث پانی کی نکاسی موجودہ سیم نالہ میں بذریعہ سیپج (Seepage) نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے زمین قابل کاشت نہ ہے۔

(ہ) مذکورہ بالا صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے محکمہ آبپاشی نے مذکورہ چکوک کے علاوہ بہت سارے چکوک کے علاقہ جات کو قابل کاشت بنانے کی غرض سے ایک عدد ترقیاتی سکیم (Restoration of Water Logged Area in District Faisalabad) بذریعہ سمندری ڈرینج ڈویژن، فیصل آباد زون مرتب کی ہے۔ جس کے دائرہ کار میں نو ڈرینوں کی جدید تقاضوں پر بحالی اور دو نئی ڈرینوں کی تعمیر شامل ہے۔ مذکورہ بالا علاقے کی فیزیبلٹی (Feasibility) سٹڈی کے لئے کنسلٹنٹ فرم کا انتخابی عمل مکمل ہو چکا ہے۔ انتخابی عمل مکمل ہونے کے بعد فیزیبلٹی (Feasibility) سٹڈی کو مکمل ہونے میں 4 ماہ درکار ہونگے۔ فیزیبلٹی (Feasibility) سٹڈی کی سفارشات کی روشنی میں PC-I مرتب کیا جائے گا اور مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد سیم زدہ علاقے کی بحالی کا کام شروع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب جاوید نیاز منج: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ ہم ایک پراجیکٹ بنا رہے ہیں اور اس کی feasibility study مکمل کرنے کے لئے چار ماہ درکار ہوں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں نے اس سلسلہ میں تحریک التوائے کار بھی دی ہوئی ہے تو جب تک اس کی feasibility report نہیں آجاتی اس سوال کو ملتوی کر دیا جائے کیونکہ ہم feasibility report دیکھ کر ہی آگے چلیں گے کہ محکمہ اس میں کس حد تک serious ہے اور اُن کی اس میں کیا input ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس کے جواب سے مطمئن ہیں؟

جناب جاوید نیاز منج: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔ میں اس سوال کو واپس نہیں لینا چاہتا بلکہ اس کو pend کروانا چاہتا ہوں جب تک feasibility report نہیں آجاتی۔

جناب سپیکر: چلیں، اس سوال کو pend کر دیتے ہیں۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! اس کی feasibility مکمل ہو گئی ہے اور ہم نے اس کو award کرنا ہے۔۔

جناب جاوید نیاز منج: جناب سپیکر! میرے سوال کو pend کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا اس کو pend کر دیں؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! ہماری Departmental Development Sub-Committee نے اِس کا PC-1 approve کر لیا ہے اور ہم نے آگے کام award کر دیا ہے۔ consultant اس پر رپورٹ دے گا اور وہ جو ہمیں advice کرے گا کہ ہم اس کا کیا solution نکالیں پھر ہم اس پر آگے proceed کریں گے۔ لہٰذا اس سوال کو pending کرنے کی ضروت نہیں ہے۔

جناب جاوید نیاز منج: جناب سپیکر! وہاں ایک ہزار پانچ صد سے زیادہ چھوٹے مالکان ہیں جن کا یہ رقبہ برباد ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی feasibility study بن گئی ہے۔

جناب جاوید نیاز منج: جناب سپیکر! اس رقبے میں دو دو فٹ سیم کا پانی کھڑا ہے، رقبہ ناقابل کاشت ہے، لوگوں کا روزگار وہاں ختم ہے اور اس سے صحت کے مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ درست فرما رہے ہیں۔ یہ جو سکاف کے ڈرین بنے تھے یہ seventy's اور eighty's کے era میں بننے تھے۔ یہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ جب اس کو بنایا جاتا تھا تو جو ہمارا surface level ہے اس پر بنایا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! اگر surface level پر ہوتا تو یہ سیم نالے اس کا purpose fulfill کر رہے ہوتے۔ یہ درست کہہ رہے ہیں کہ وہ سیم نالے purpose fulfill نہیں کر رہے، وہاں سے جو water logging ہوئی ہے اور excess پانی ہے وہ اس کو باہر drain out نہیں کر رہے اس حد تک معزز ممبر صاحب صحیح فرما رہے ہیں لیکن جہاں تک اس کے solution کا تعلق ہے تو ہم نے اس کے PC-1 کی approval دے دی ہے اور اس کے لئے consultant hire کرنے کا process start ہو چکا ہے تو اب آپ اس سوال کو pending نہ کروائیں کیونکہ جب process start ہو جاتا ہے تو وہ اپنی study کر کے اس کا solution advice کریں گے کہ آیا ہم نے وہاں پر ٹیوب ویلز لگانے ہیں یا کیا کرنا ہے۔ محکمہ اس کا solution نکالنے میں serious ہے اور ہم ان شاءاللہ اس کا solution نکالیں گے۔

جناب جاوید نیاز منج: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا supplementary question ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال کے جز (ح) ہے تو اس میں کیا منسٹر صاحب بتانا پسند فرمائیں گے کہ پورے پنجاب سے آل شریف نے ضلع رحیم یار خان میں شوگر ملیں install کر دی ہیں اور جو کاٹن ایریا تھا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ ان ملوں کی وجہ سے وہاں بھی waterlogged area بہت زیادہ ہو گیا اور پانی زمین سے اوپر آ گیا ہے تو کیا وہاں ضلع رحیم یار خان میں بھی restoration waterlogging area کے لئے سروے کرانے کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال سے زیادہ point scoring والا question ہے تو مجھے معزز ممبر بتا دیں کہ جہاں پر شوگر ملوں کی وجہ سے waterlogging ہو رہی ہے؟ میں خود بھی کاشتکار ہوں اور میں نے تو آج تک نہیں سنا کہ کہیں شوگر مل لگنے کی وجہ

سے waterlogging ہو گئی ہو۔ waterlogging کے اور issues ہوتے ہیں اور اس کی اور وجوہات ہوتی ہیں۔ شوگر ملز کی وجہ سے تو کوئی سیم نہیں ہوتا اگر پھر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اس پر ان کا کوئی سوال بنتا ہے تو یہ fresh question بنتا ہے یہ fresh question دے دیں اور ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جب گنے کی کاشت بڑھتی ہے تو اس کو پانی کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اور لوگ پانی اس کو زیادہ لگاتے ہیں جس سے waterlogging area ہوتا ہے۔ ماشاءاللہ اگر آپ زمیندار ہیں تو آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ جہاں پر گنے کی کاشت زیادہ بڑھ رہی ہے، کیونکہ پہلے وہ کاٹن ایریا تھا اور جب سے وہ شوگر ایریا میں convert ہوا ہے تو وہاں پر waterlogging area زیادہ ہو رہا ہے بجائے deep پانی جانے کے پانی اوپر آ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اس پر fresh question دے دیں۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! نہیں، میں آپ کو اس کا جواب عرض کر رہا ہوں کہ جو crop patterns ہیں اس پر separate rules ہیں اس کا agriculture department فیصلہ کرے گا ہمارا ارریگیشن ڈیپارٹمنٹ اپنے outlet پر پانی دینے کا پابند ہے۔ یہ ان کا question بنتا ہی ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے ہے اگر ان کو crop patterns پر اعتراض ہے کہ وہاں پر کون سی فصل کاشت کی جانی چاہئے یا نہیں کی جانی چاہئے تو یہ ایک علیٰحدہ بحث ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، next question جناب احسن رضا خان کا ہے سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 221 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تصور: 2019 سے اب تک مائنر اور انہار کی بھل صفائی سے متعلقہ تفصیلات

*221: **جناب احسن رضا خان:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔180 قصور میں یکم جنوری2019 سے آج تک کون کون سی مائنز اور انہار کی بھل صفائی کی گئی ان کے نام اور سال وار ہر دفعہ کتنی رقم بھل صفائی کی مد میں خرچ کی گئی؟

(ب) ان پانچ سالوں کے دوران کتنے فنڈز قصور ڈسٹرکٹ کے لئے مختص کئے گئے اور کتنے فنڈز پی پی۔180 میں کس کس مائنز اور راجباہ و انہار پر خرچ کئے گئے، مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ):

(الف) یکم جنوری2019 سے لے کر اپریل2024 تک جن مائنز اور انہار کی بھل صفائی کرائی گئی۔ ان کاموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال2019-20 سے لے کر2023-24 تک قصور کینال ڈویژن کو مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مالی سال	رقم (ملین روپے)
2019-20	1.454
2020-21	1.700
2021-22	13.773
2022-23	12.842
2023-24	19.576

پی پی۔ 180 میں مائنز اور راجباہ پر خرچ کئے گئے فنڈز کی تفصیلات سوال کے جز الف میں درج ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب احسن رضا خان!

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ (الف) پی پی۔180 قصور میں یکم جنوری 2019 سے آج تک کون کون سی مائنز اور انہار کی بھل صفائی کی گئی ان کے نام اور سال وار ہر دفعہ کتنی رقم بھل صفائی کی مد میں خرچ کی گئی؟

(ب) ان پانچ سالوں کے دوران کتنے فنڈز قصور ڈسٹرکٹ کے لئے مختص کئے گئے اور کتنے فنڈز پی پی۔180 میں کس کس مائنز اور راجباہ و انہار پر خرچ کئے گئے، مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! اگر وہ چاہتے ہیں کہ میں جواب ان کے لئے پڑھ دوں تو جواب یہ ہے کہ مالی سال 20-2019 میں 1.454 ملین روپے خرچ کئے، 21-2020 میں 1.700 ملین روپے خرچ کئے گئے، 22-2021 میں 13.773 ملین روپے خرچ کئے گئے، 23-2022 میں 12.842 ملین روپے خرچ کئے گئے اور ہم نے 24-2023 میں 19.576 ملین روپے خرچ کئے ہیں۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ یہ جو مختص کی گئی رقم ہے، اس حوالے سے آگے انہوں نے جو رپورٹ پیش کی ہے اور یہ جو اخراجات ہیں یہ same same ہیں۔ آپ یہ figures دیکھ لیں کہ مالی سال 20-2019 میں 1.454 ملین روپے مختص کئے گئے، جو اخراجات ہیں وہ بھی 1.454 ملین روپے ہوئے ہیں اور آگے 21-2020 میں 1.700 ملین روپے مختص کئے گئے اور اتنے ہی خرچ کئے گئے تو مجھے یہ بتائیں کہ یہ اخراجات same same کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ سارا fake جواب ہے لیکن وہاں پر حقائق یہ ہیں کہ جو میرے مائنز اور انہار کی یہ ground پر ان کی کوئی صفائی نہیں کرتے اور یہ ساری رقم محکمے نے ہڑپ کی ہے۔ یہ total fake answer ہے تو میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ اس کی دی گئی تفصیل پر محکمے میں کمیٹی بنائی جائے اور موقع پر جا کر visit کرے کیونکہ میری وہاں constituency ہے، میں نے on the ground چیک کیا ہے اور وہاں پر بالکل کوئی کام نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر اس میں 2019 لے کر 2023 تک چیک کرانے کا کہہ رہے ہیں تو اس کو چیک اس لئے نہیں کیا جا سکے گا کیونکہ یہ ہر سال desilting کا process ongoing ہوتا ہے جس کے بارے میں ان کا سوال ہے۔ وہ

desiltingکا پروگرام ongoing ہی ہے اس لئے کہ وہ دوبارہ silt up ہو جاتا ہے۔ اب اس کو تو چیک نہیں کیا جا سکتا لیکن جو 24-2023 میں 19.576 ملین روپے خرچ کیا گیا ہے اگر معزز ممبر چاہتے ہیں تو میں اس پر ایک کمیٹی بنا کر وہاں پر بھیج دیتا ہوں اور اسے چیک کروا لیتے ہیں۔ اگر یہ چاہیں گے تو میں اس کا جواب ان کے ساتھ شیئر کر دوں گا کہ اس سال جن مائنرز کی بھل صفائی کی ہے تو وہ پہلے پانی کتنا اٹھا رہے تھے اور اب بھل صفائی کے بعد کتنا پانی اٹھا رہے ہیں۔ یہ تمام چیزیں ان کے ساتھ شیئر کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب احسن رضا خان! آپ منسٹر صاحب کی بات سے مطمئن ہیں۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم پچھلی رپورٹ چیک نہیں کر سکتے تو وہ کس rule کے تحت پچھلی رپورٹ چیک نہیں کر سکتے؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! میں نے کسی rule کا حوالہ نہیں دیا۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ natural phenomena ہے کہ ہر سال نہروں میں silt آتا ہے اور وہ دوبارہ silt up ہوتی ہیں۔ اب 20-2019 میں جو 1.454 ملین روپے خرچ کئے گئے تھے تو میرے علم نہیں ہے کہ کوئی ایسا mechanism ہے کہ اس کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے تو یہ تجویز فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اگر کوئی confusion ہے تو آپ احسن رضا خان کو بلا لیں اور ان کی confusion دور کر دیں۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! دیکھیں، مجھے بلانے کی ضرورت نہیں ہے یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ یہ ہر حلقے میں ایسے ہی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احسن رضا خان! یہ پنجاب کی بھلائی کے لئے تو بات ہو رہی ہے۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میری بات سنیں کہ یہ ایک کمیٹی تشکیل دیں، یہ بھل صفائی کی صورت میں ایس ڈی او سے لے کر، ایکسیئن سے لے کر، ایس ای سے لے کر سیکرٹری تک گورنمنٹ کا کروڑوں روپے کھاتے ہیں اور انہوں نے پنجاب کی انہار کا جو برا حشر کیا ہوا ہے، یہاں ایوان میں موجود تمام ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، آپ بھی کسان اور زمیندار ہیں، آپ اس کے لئے

ایک کمیٹی بنائیں تا کہ وہ field میں جا کر چیک کرے کہ یہ on ground کام کرتے ہیں یا نہیں کرتے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! ہمارے ملک میں الزام لگانا سب سے آسان ترین کام ہے، پیسے کھا جاتے ہوں گے میں یہاں پر کسی کی صفائی پیش کرنے کے لئے نہیں کھڑا ہوا۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں 24-2023 after many years میں ہم نے ایک full fledge drive بھل صفائی کے لئے چلائی ہے جس کو ہمارے consultant جس میں نیسپاک، پاکستان آرمی اور لمز نے ہمیں check کیا ہے انہوں نے ہمارے کام کو satisfactory قرار دیا ہے لیکن ہم نے صرف اس پر ہی rely نہیں کیا بلکہ جس طرح معزز رکن کا concern ہے تو بطور کسان میرا بھی وہی concern ہے ہم نے اس پر جو کام کیا ہے اس حوالے سے اگر یہ کہیں گے تو ہم figures بھی دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House. Order please. Order please. رانا شہباز صاحب! آپ اور سب معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! اس حوالے سے اگر یہ کہیں گے تو ہم نے جہاں جہاں بھل صفائی کروائی ہے ہم figures بھی دے دیں گے، وہاں پر نہریں صفائی سے پہلے کتنا پانی اٹھا رہی تھیں اور اب صفائی کے بعد وہ کتنا پانی اٹھا رہی ہیں، ہم آپ کو باقاعدہ statistics کے ساتھ ریکارڈ پیش کر دیں گے؟ اس کے باوجود اگر معزز ممبر کا یہ خیال ہے کہ اس حوالے سے کوئی کمیٹی بننی چاہئے تو محکمہ کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے، شفافیت کے لئے جو بھی کیا جائے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! چلیں، ٹھیک ہے آپ پھر اس حوالے سے ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سوال پر پہلے ہی چار ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ آپ اگلے سوال میں اپنا ضمنی سوال کر لیں۔ اگلا سوال بھی جناب احسن رضا کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 224 ہے۔

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! میرا ایک ضروری ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھٹی صاحب! اب معزز ممبر نے سوال نمبر بول دیا ہے لہٰذا آپ اسی سوال میں اپنا ضمنی سوال کر لیں۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 224 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قصور: محکمہ انہار کی سرکاری اراضی اور اس پر غیر قانونی قبضہ سے متعلقہ تفصیلات

***224: جناب احسن رضا خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-**

(الف) پی پی۔80 قصور میں محکمہ آبپاشی اور انہار ونگ کی کتنی اراضی کس کس جگہ ہے تفصیل جگہ وار اور ایکڑ وار فراہم کریں؟

(ب) یہ رقبہ کن کن افراد کے قبضہ میں ہے اور ان سے سالانہ کتنی رقم محکمہ وصول کس مد میں کر رہا ہے؟

(ج) کتنا رقبہ سرکار کے قبضہ میں ہے اور اس رقبہ پر کیا کاشت کیا جا رہا ہے کتنا رقبہ بنجر اور غیر آباد کہاں کہاں پڑا ہے سرکاری رقبہ کے استعمال کی پالیسی کیا ہے اگر کوئی پالیسی نہ ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کتنے رقبہ پر کن کن افراد نے غیر قانونی قبضہ کر رکھا ہے ان افراد کے نام، رقبہ کی تفصیل جگہ وار بتائیں اور ان سے رقبہ سرکاری کیوں واگزار نہیں کروایا جا رہا ہے؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ):

(الف)، (ب)، (ج)، (د) محکمہ انہار قصور کینال ڈویژن میں تمام غیر استعمال شُدہ رقبہ بحوالہ چٹھی نمبری SO(REV)(I&P)12-70/09 مورخہ 17.02.2010 محکمہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دی گئی تھی۔ لہٰذا محکمہ انہار قصور کینال ڈویژن ڈی سی قصور کے پاس کسی بھی فرد کو سرکاری رقبہ الاٹ / نیلام کرنے کے اختیارات

نہ ہیں اس تمام رقبے کی الاٹمنٹ / نیلامی کرنے کی اور ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرانے کی تمام ذمہ داری محکمہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں انہوں نے ایک چٹھی کا حوالہ دیا ہے۔ (الف)،(ب)،(ج)،(د) محکمہ انہار قصور کینال ڈویژن میں تمام غیر استعمال شُدہ رقبہ بحوالہ چٹھی نمبری SO(REV)(I&P)12-70/09 مورخہ 17.02.2010 محکمہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دی گئی تھی لہٰذا محکمہ انہار قصور کینال ڈویژن ڈی سی سی قصور کے پاس کسی بھی فرد کو سرکاری رقبہ الاٹ / نیلام کرنے کے اختیارات نہ ہیں اس تمام رقبے کی الاٹمنٹ / نیلامی کرنے کی اور ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرانے کی تمام ذمہ داری محکمہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی ہے لیکن میں نے اپنے سوال کے جز(الف) میں ان سے پوچھا تھا کہ محکمہ آبپاشی اور انہار ونگ کی کتنی اراضی کس کس جگہ ہے؟ سب سے پہلے یہ مجھے بتائیں کہ انہوں نے یہاں پر ایک چٹھی کا حوالہ دیا ہے تو یہ land کس rule کے تحت محکمہ آبپاشی سے، صوبائی گورنمنٹ کی طرف سے ڈی سی قصور کو ٹرانسفر کی گئی ہے، کیا اس حوالے سے ان کے پاس کوئی انتقال نمبر یا اور کوئی حوالہ ہے، یہاں جواب میں صرف ایک چٹھی کا حوالہ دیا گیا ہے، پھر میں نے ان سے یہ پوچھا تھا کہ محکمہ سالانہ کتنی رقم کس مد میں کر رہا ہے، اب اس کے جواب میں بھی انہوں نے صرف چٹھی کا حوالہ دیا ہے تو پھر مجھے اس چٹھی کی تفصیل بتائی جائے کہ یہ چٹھی کیا ہے اور یہ کس نے لکھی ہے اور کس قانون کے تحت لکھی ہے، ایک محکمہ جب دوسرے محکمے کو land handover کرتا ہے تو وہ کسی قانون کے تحت کرتا ہے اور جب کوئی land transfer ہوتی ہے تو اس کا کوئی انتقال نمبر بھی ہوتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! انہوں نے پوچھا تھا کہ قصور میں محکمہ انہار کا کتنا رقبہ موجود ہے اور باقی ان کے جتنے بھی سوال ہیں وہ اسی سے relevant ہیں یعنی اگر ہمارے پاس رقبہ ہوتا تو پھر ہمارے پاس اس کی سالانہ آمدن کی تفصیل ہوتی تب میں ان کی خدمت میں وہ

تفصیل پیش کرتا؟ اگر ہمارے پاس رقبہ ہوتا اور وہ رقبہ ہم نے اگر کسی کو الاٹ کیا ہوتا تو پھر اس کی تفصیل میں ان کی خدمت میں پیش کرتا، اگر وہ رقبہ کسی شخص کو lease پر دیا ہوتا تو اس شخص کا نام میں ان کی خدمت میں پیش کرتا، یہ 2010 department to department ہم نے رقبہ دیا ہے اس جواب میں ہم نے اصل چٹھی لگائی ہے جو ان کے پاس موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ایک منٹ ذرا بیٹھ جائیں۔ میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ Question Hour جاری ہے اور یہاں پر ہر معزز ممبر خوش گپیوں میں مصروف ہے، اگر آپ نے گپ شپ لگانی ہے تو لابیز موجود ہیں آپ kindly اُدھر تشریف لے جائیں۔ خاموشی اختیار کریں۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! یہ چٹھی ہم نے ان کو دے دی ہے اور یہ کس قانون کے تحت ہم نے ان کو land دی ہے اور اس کی approval کیسے ہوئی ہے اس کی اگر یہ تفصیل چاہتے ہیں تو یہ fresh question بنتا ہے۔ ہمارے سے انہوں نے یہ پوچھا تھا کہ محکمہ آبپاشی کی وہاں پر کتنی اراضی ہے ؟ ہم نے وہ اراضی 2010 میں ایک چٹھی کے تحت ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو منتقل کر دی ہے یعنی department to department ہم نے منتقل کر دی ہے تو وہ کس قاعدہ قانون کے تحت کی گئی ہے اس حوالے سے یہ fresh question دے دیں کہ یہ اراضی ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے کس قانون کے تحت لی گئی ہے ہمارے part پر جو کچھ ہو گا وہ میں ہاؤس کے سامنے ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھ کچھ اور رہا ہوں لیکن یہ جواب کچھ اور دے رہے ہیں۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ ہمارا محکمہ آبپاشی کا کتنا رقبہ ہے جو کہ لوگ کاشت کر رہے ہیں اور اس کا ریونیو کون اکٹھا کرتا ہے اور اگر ان کے پاس اس زمین کا possession ہے تو یہ کس قانون کے تحت ہمارے خزانے میں جو جمع ہوتا ہے یہ ہزاروں ایکڑ کی تعداد میں ہے مگر یہ کہہ رہے ہیں کہ

(اذان عصر)

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں زیر بحث سوال پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جز **الف، ب، ج، د اور ہ** کا اکٹھا جواب دیا گیا ہے۔ اس میں ہے کہ محکمہ انہار۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! پلیز ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔ رانا شہباز صاحب! آپ ہاؤس سے باہر فوٹو سیشن کر لیتے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تو انتہائی نامناسب بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز ہاؤس کے decorum کا دھیان کر لیں۔ بہت شکریہ

محترمہ کوثر جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے تو اذان کا بھی خیال نہیں کیا۔ ایوان میں اذان کی آواز آ رہی تھی اور یہ شور شرابہ کر رہے تھے اور فوٹو بنانے میں مصروف تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! پلیز آپ تشریف رکھیں۔ سب کو اذان کا خیال کرنا چاہئے۔ احسن صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! اس طرح نہ کریں پلیز تشریف رکھیں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! یہاں پر معطل ممبران بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ وقفہ سوالات میں interrupt نہ کریں اور سب کو بٹھائیں۔ Order in the House, order in the House. رانا صاحب! آپ ہاؤس کے decorum کا دھیان کریں، پلیز آپ ہاؤس کے decorum کا دھیان کریں اور تشریف رکھیں۔ سمیع اللہ خان صاحب ضمنی سوال کر رہے ہیں۔ آپ نے جو بات بھی کرنی ہے وقفہ سوالات کے بعد کریں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ میجر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ آپ اس طرح نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو کر نعرے بازی اور احتجاج شروع کر دیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا شہباز صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ تمام معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ یہاں پر کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں ہوئی۔ رانا شہباز صاحب! آپ اس طرح گفتگو نہیں کر سکتے۔پلیز تشریف رکھیں۔ ملک احمد خان بھچر صاحب!، قریشی صاحب! آپ ممبران کو بٹھائیں۔ آپ اس طرح نہ کریں، رانا صاحب! آپ اس طرح نہ کریں۔ رانا شہباز صاحب! میں آپ کو بتا رہا ہوں آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہے۔ رانا صاحب! آپ ٹھیک نہیں کر رہے۔ آپ ہاؤس کے decorum کا دھیان کریں، رانا صاحب! آپ ہاؤس کے decorum کا دھیان کریں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف سپیکر ڈائس کے سامنے کھڑے ہو کر مسلسل نعرے بازی کرنے لگے)

رانا صاحب! ملک احمد خان بھچر صاحب! .This is not a way یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ وقفہ سوالات کے درمیان کھڑے ہو جائیں اور احتجاج شروع کر دیں۔ آپ احتجاج کریں لیکن یہ بڑی زیادتی والی بات ہے۔ آپ کے ہی colleague کے سوالات ہیں۔ آپ ہاؤس کے decorum کا دھیان کریں۔ رانا شہباز صاحب، ملک احمد خان بھچر صاحب! پلیز آپ معزز ممبران کو اپنی اپنی سیٹوں پر بٹھائیں۔ آپ اس طرح نہ کریں ، سپیکر ڈائس کے سامنے سے ہٹ جائیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین ممبران بھی اپنی اپنی سیٹوں سے آگے آ گئیں اور نعرے بازی شروع کر دی)

معزز خواتین ممبران! اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف لے جائیں۔ رانا شہباز صاحب! تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف لے گئے)

سمیع اللہ خان صاحب! آپ ضمنی سوال کر رہے تھے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! وہ وضاحت ہو گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال محترمہ آشفہ ریاض کا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ بازی)

معزز ممبران! تشریف رکھیں۔اب آپ کا احتجاج ہو گیا ہے۔ملک احمد خان صاحب! آپ کا احتجاج ہو گیا،videos بن گئیں اور clips بھی بن گئے ہیں لہٰذا اب اپنے ممبران کو بٹھائیں۔ مہربانی کر کے خاموشی اختیار کریں۔ محترمہ آشفہ ریاض! اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ آشفہ ریاض: جناب سپیکر! سوال نمبر 228 اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: دریائے راوی پر بھسی بند کی تعمیر و تکمیل سے متعلقہ و دیگر تفصیلات

***228: محترمہ آشفہ ریاض:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے راوی پر بھسی بند کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تعمیر تین سال قبل شروع کی گئی تھی مگر ابھی تک یہ بند مکمل نہیں ہوا ہے؟

(ب) یہ منصوبہ کتنی مالیت کا ہے کب مکمل ہونا تھا اس پر کتنا کام ہوا ہے کتنا کام بقایا ہے اس پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے بروقت کام مکمل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) اس منصوبہ کی تکمیل سے ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی اور عوام کو فائدہ ہونا تھا؟

(د) کیا حکومت اس کو جلد از جلد مکمل کرنے کے لئے اس کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل ہیں ان کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور فنڈز فراہم کرنے کے لئے بھی تیار ہے؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ موضع بھسی بند تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے بچاؤ کے لئے تین عدد سٹون سٹڈ (Stone Stud) کی تعمیر کا کام 2022 میں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت شروع کیا گیا تھا۔ جس پر کام موقع پر مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) اس منصوبے کی کل مالیت 34.036 ملین روپے تھی۔ جس کی فنڈنگ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت ہوئی۔ زیر بحث کام اپریل 2022 میں منظور ہوا اور اس پر کام ٹینڈر پراسس کے بعد مئی 2022 کے آخری ہفتہ میں شروع ہوا۔ کام کی میعاد

جولائی 2022 تک تھی۔ لیکن کام فلڈ سیزن سے پہلے وقت کی کمی کے باعث مکمل نہ ہو سکا۔ اس کے بعد مالی سال 23-2022 فنڈز التوا کا شکار ہو گئے جن کی وجہ سے دوبارہ کام اپریل 2023 میں دوبارہ شروع ہوا اور مالی سال 23-2022 کے اختتام تک اس منصوبے پر سو فیصد کام مکمل ہو چکا تھا۔ اس منصوبہ پر 29.806 ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔ مزید یہ کہ موضع بھسی کاٹھیہ کے علاقے میں دریائے راوی کا کٹاؤ رک چکا ہے اور منصوبہ اپنے مقاصد حاصل کر چکا ہے۔

(ج) جی ہاں! اس منصوبہ کے فوائد درج ذیل ہیں بند بنانے کے مقاصد سو فیصد حاصل ہو چکے ہیں۔

1۔ ان سٹون سٹڈز (Stone Studs) کی تعمیر کی وجہ سے دریائے راوی کے کٹاؤ کے شکار بھسی کاٹھیہ کا علاقہ مکمل طور پر کٹاؤ سے محفوظ ہو چکا ہے۔

2۔ اس سکیم کی وجہ سے دریائے راوی کے بہاؤ کا رخ آبادی سے دور منتقل ہو چکا ہے جو کہ ایک اہم مقصد تھا۔

(د) اس منصوبے پر سو فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور یہ کہ اس کام کی وجہ سے موضع بھسی کاٹھیہ کے کٹاؤ کو روکنے کے فوائد حاصل ہو چکے ہیں جس کی وضاحت جز (ج) میں کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ آشفہ ریاض: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال بھی محترمہ آشفہ ریاض کا ہے۔

محترمہ آشفہ ریاض: جناب سپیکر! سوال نمبر 257 اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: محکمہ آبپاشی کا ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ اور اس کے منصوبہ جات سے متعلقہ تفصیلات

***257: محترمہ آشفہ ریاض:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹوبہ ٹیک سنگھ محکمہ آبپاشی کا سال 2021، 2022 اور 2023 کا بجٹ کتنا تھا ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم اس ضلع میں کن کن منصوبہ جات کے عوامی فلاح پر خرچ کی گئی ان کے نام مع تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کمالیہ تحصیل اور پی پی۔123 کے کون کون سے منصوبہ جات پر رقم خرچ کی گئی۔ ان کے نام مع تخمینہ لاگت کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

(د) ان سالوں کے دوران کمالیہ اور پیر محل کی حدود میں دریائے راوی پر بند اور پشتوں کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ کی گئی، ان کی مکمل تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا علاقہ محکمہ اریگیشن کی برالہ کینال ڈویژن اور لوئر گوگیرہ کینال ڈویژن کی حدود میں آتا ہے۔ مالی سال 21-2020، 22-2021 اور 23-2022 میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دونوں ڈویژنوں نے مشترکہ طور پر ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ کی مد میں جو فنڈز استعمال کئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	ترقیاتی بجٹ	غیر ترقیاتی بجٹ
2020-21	---	24.760 ملین روپے
2021-22	11.181 ملین روپے	25.563 ملین روپے
2022-23	29.806 ملین روپے	11.964 ملین روپے

(ب) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں عوامی فلاح کے جن منصوبہ جات پر رقم خرچ کی گئی ان کے نام مع تخمینہ لاگت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ کنکریٹ لائننگ ہوتر سب مائنر RD 0+000 to 11+989 (ٹیل) جس کی تخمینہ لاگت 16.861 ملین روپے ہے جس میں سے 8.476 ملین خرچ ہو چکے ہیں جبکہ 95 فیصد کام موقع پر مکمل ہو چکا ہے۔

2۔ بھسی پر حفاظتی بند سٹون سٹڈ کی تعمیر، جھلار سگلا کی توسیع اور کھچی ہیڈ بند کی توسیع کے منصوبہ کی کل مالیت 30.036 ملین روپے ہے۔ اس منصوبے پر تقریباً 29.806 ملین روپے کی رقم خرچ ہو چکی ہے اور موقع پر 100 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ نہروں کی سالانہ مرمت، پٹڑیوں کی مضبوطی اور راجباہوں کی بھل صفائی کی گئی ہے۔

(ج) ان سالوں کے دوران کمالیہ تحصیل اور پی پی 123 کے منصوبہ جات پر خرچ کی گئی رقم مع تخمینہ لاگت کی تفصیل دج ذیل ہے۔

بھسی پر حفاظتی بند سٹون سٹڈ کی تعمیر، جھلار سگلا کی توسیع اور کھچی ہیڈ بند کی توسیع کے منصوبہ کی کل مالیت 30.036 ملین روپے ہے۔ اس منصوبے پر تقریباً 29.806 ملین روپے کی رقم خرچ ہو چکی ہے اور موقع پر 100 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران کمالیہ اور پیر محل کی حدود میں دریائے راوی پر سیلابی پشتوں کی تعمیر پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل دج ذیل ہے۔

مالی سال	رقم کی تفصیل
2020-21	27.050 ملین روپے
2021-22	6.312 ملین روپے
2022-23	45.427 ملین روپے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ آشفہ ریاض: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز(ج) میں پوچھا ہے کہ "ان سالوں کے دوران کمالیہ تحصیل اور پی پی۔123 کے کون کون سے منصوبہ جات پر رقم خرچ کی گئی؟ ان کے نام مع تخمینہ لاگت کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے۔" محکمہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ "ان سالوں کے دوران کمالیہ تحصیل اور پی پی۔123 کے منصوبہ جات پر خرچ کی گئی رقم مع تخمینہ لاگت کی تفصیل درج ذیل ہے۔ بھسی پر حفاظتی بند سٹون سٹڈ کی تعمیر، جھلار سگلا کی توسیع اور کھجی ہیڈ بند کی توسیع کے منصوبہ کی کل مالیت 30.036 ملین روپے ہے۔"

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کو بتانا چاہوں گی کہ اعداد و شمار کے لحاظ سے ان کے محکمہ نے انہیں بالکل صحیح guide نہیں کیا۔ آپ میرے پچھلے سوال کی طرف چلے جائیں۔ اس کے جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "اس منصوبے کی کل مالیت 34.036 ملین روپے تھی"۔ اس کے بعد میں نے نیا سوال دیا اور اس کے جواب میں محکمہ بتا رہا ہے کہ "بھسی پر حفاظتی بند سٹون سٹڈ کی تعمیر، جھلار سگلا کی توسیع اور کھجی ہیڈ بند کی توسیع کے منصوبہ کی کل مالیت 30.036 ملین روپے ہے"۔ پہلی بات یہ ہے کہ جھلار سگلا اور کھجی ہیڈ بند کی کوئی توسیع نہیں کی گئی اور نہ ہی یہاں پر 30.036 ملین روپے کی رقم خرچ کی گئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے درخواست کروں گی کہ وہ مہربانی کر کے میرے حلقے میں تشریف لائیں اور آ کر دیکھیں کہ ان کے محکمہ نے یہاں پر کون سی توسیع کی ہے؟ ان ہیڈز کی توسیع بہت ضروری ہے تاکہ رقبہ سیلاب سے محفوظ رہے اور کسانوں کا نقصان نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! بھسی ہیڈ پر حفاظتی بند سٹون سٹڈ کی تعمیر کے حوالے سے عرض کروں گا کہ جب کسی embankment کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو وہاں پر پتھر ڈالتے رہتے ہیں۔ جواب میں بتایا گیا ہے کہ موقع پر سو فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ یہاں سے دریا اپنا رُخ تبدیل کر چکا ہے۔ اب ہم embankment کے اوپر کوئی pressure محسوس نہیں کرتے۔ محترمہ آشفہ ریاض صاحبہ نے فرمایا ہے کہ میں ان کے حلقے میں visit کروں اور اس کام کو physically دیکھوں تو میں ان سے یہاں on the floor of the House commit کر رہا

ہوں کہ میں موقع پر جا کر اس کو دیکھ لوں گا، میں visit کرنے سے پہلے محترمہ کو آگاہ کروں گا اور ان کو ساتھ لے کر اس کام کو دیکھوں گا۔ اگر محترمہ آشفہ ریاض چاہتی ہیں کہ اس کی انکوائری کی جائے تو میں اس کے لئے تیار ہوں اور انکوائری رپورٹ سے محترمہ کو بھی آگاہ کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

محترمہ آشفہ ریاض: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کو clear کر دوں کہ میرے حلقے میں بھسی بند بالکل opposite direction میں ہے جبکہ جھلار سگلا اور کھجی ہیڈ بند دوسری طرف ہے۔ میں پھر یہی کہوں گی کہ جھلار سگلا اور کھجی ہیڈ بند کی توسیع نہیں کی گئی جبکہ بھسی ہیڈ کے اوپر جو تین سٹڈ بند بنائے گئے ہیں وہ اپنی جگہ پر موجود ہیں اور اس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا ہے۔ جواب میں بتایا گیا ہے کہ "بھسی پر حفاظتی بند سٹون سٹڈ کی تعمیر، جھلار سگلا کی توسیع اور کھجی ہیڈ بند کی توسیع کے منصوبہ پر 30.036 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں۔" یہ غلط بیانی کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے already بھسی ہیڈ بند پر 34.036 ملین روپے تین عدد سٹون سٹڈ بند کی تعمیر پر لگا دیئے ہیں۔ اس کے بعد یہ 30.036 ملین روپے کی رقم خرچ کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ اس میں یہ حفاظتی سٹڈ بند بھسی کو add کر رہے ہیں، جھلار سگلا اور ہیڈ کھجی کی توسیع کا ذکر بھی کر رہے ہیں جبکہ ان دو ہیڈز کی کوئی توسیع نہیں کی گئی۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! میں نے اپنے جواب میں 30.036 ملین روپے کی رقم خرچ کا ذکر کیا ہے۔ اس میں سے 29.806 ملین روپے کی رقم بھسی بند پر خرچ ہوئی ہے۔ محترمہ تسلیم کر رہی ہیں کہ اس کا فائدہ ہوا ہے۔ اگر محترمہ کا سوال excess amount کے بارے میں ہے تو میں اس کو چیک کروالیتا ہوں۔ میں ذاتی طور پر محترمہ کے ساتھ وہاں موقع پر visit کرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔

محترمہ آشفہ ریاض: جناب سپیکر! شاید منسٹر صاحب میری بات کو understand نہیں کر رہے۔ میرے سوال نمبر 228 کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ بھسی کے تین عدد سٹڈ سٹون بند 34.036 ملین روپے کی رقم سے مکمل ہو چکے ہیں۔ میرے اگلے سوال نمبر 257 کے جواب میں یہ کسی اضافی کام کی بات نہیں کر رہے بلکہ انہوں نے بتایا ہے کہ "بھسی پر حفاظتی بند سٹون سٹڈ

کی تعمیر، جھلار سگلا کی توسیع اور کھجی ہیڈ بند کی توسیع کے منصوبہ پر 30.036 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں۔" یہ دونوں different amounts ہیں۔ مہربانی کر کے اس کو چیک کریں کیونکہ آپ کا محکمہ آپ کو صحیح guide نہیں کر رہا۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! اس منصوبے کا original estimate 34.036 ملین روپے کا تھا جبکہ اس منصوبے پر تقریباً 29.806 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

محترمہ آشفہ ریاض: جناب سپیکر! اگر اس منصوبے پر 29.806 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں تو پھر باقی بچ جانے والی رقم آپ نے اس میں کیوں mention کی ہوئی ہے؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! میں اس کو چیک کر کے محترمہ آشفہ ریاض کو بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ محترمہ آشفہ ریاض کو اس بارے میں بتا دیجئے گا۔

محترمہ آشفہ ریاض: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مہربانی کر کے میرے حلقے میں آ کر دیکھیں کہ محکمہ نے موقع پر یہ کام کیا بھی ہے یا نہیں؟ محکمہ آبپاشی کے منصوبے کاغذوں میں ہی بنتے ہیں اور پھر کاغذوں میں ہی بہہ جاتے ہیں۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! میں نے محترمہ آشفہ ریاض سے on the floor of the House commit کیا ہے کہ جب ہم آپ کے علاقے میں visit کریں گے تو میں آپ کو بتا کر آؤں گا اور آپ کو اپنے ساتھ لے جا کر موقع پر visit کیا جائے گا۔

محترمہ آشفہ ریاض: جناب سپیکر! میں اپنے حلقے میں منسٹر صاحب کو welcome کروں گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں محکمہ نے لکھا ہے کہ "ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا علاقہ محکمہ اریگیشن کی برالہ کینال ڈویژن اور لوئر گوگیرہ کینال ڈویژن کی حدود میں آتا ہے"۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جواب درست ہے یا اس کی تصحیح کی جا سکتی ہے، کیا واقعتاً یہ درست ہے؟ اصل میں on the floor of the House جو جواب دیا جاتا ہے اس کی ایک sanctity ہوتی ہے تو کیا محکمہ نے یہ درست جواب دیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! یہ مجھ سے کس چیز کی clarification چاہ رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں لکھا گیا ہے کہ "ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا علاقہ محکمہ اریگیشن کی برالہ کینال ڈویژن اور لوئر گوگیرہ کینال ڈویژن کی حدود میں آتا ہے"۔ کیا اس کے علاوہ اس میں کوئی اور نہر تو نہیں ہے اور کیا یہ جواب درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ کون سا جز پڑھ رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں سوال نمبر 257 کے جواب کے جز (الف) کی بابت پوچھ رہا ہوں۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! سوال نمبر 257 کے جز (الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ محکمہ آبپاشی کا سال 2021، 2022 اور 2023 کا بجٹ کتنا تھا ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟" وہ تفصیل ہم نے جواب میں دے دی ہے۔ اب یہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر برالہ کینال ڈویژن اور لوئر گوگیرہ کینال ڈویژن کے علاوہ بھی کوئی علاقہ ہے۔ محترمہ آشفہ ریاض کا concern اپنے حلقے میں embankments کے حوالے سے تھا تو اس سوال کے جواب کے اندر اس کو اُس حد تک address کیا گیا ہے۔ اگر معزز ممبر یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر کون کون سی نہریں آتی ہیں تو یہ fresh question کر لیں ہم ان کو بتا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد علی صاحب! آپ fresh question کر لیں یا وزیر موصوف کے ساتھ بیٹھ جائیں پلیز۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وزیر موصوف کے ساتھ بیٹھنے کی بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ سارے محکمے غلط اعداد و شمار دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ fresh question ڈالیں وزیر موصوف اُس کا جواب دے دیں گے کیونکہ محکمہ آپ کو جواب دینے کا پابند ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ سارا record ہو رہا ہے اور یہ پنجاب اسمبلی کا ساری عمر کا record ہے۔ محکموں کو اس کی sanctity کا احساس ہونا چاہئے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ وزیر موصوف ہمارے بھائی ہیں یہ اپنے محکمے کو بتائیں کہ جو بھی جواب دینا ہے وہ صحیح دینا ہے۔ جھنگ برانچ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ایک major area ہے لیکن اس میں جھنگ برانچ کا نام ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر بالکل درست فرما رہے ہیں جھنگ برانچ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہے لیکن محترمہ آشفہ ریاض کا یہ سوال اپنے حلقے کے ایک بند کے حوالے سے تھا ہم نے اُس کو address کر کے اس سوال کے جواب میں ان دو ڈویژنوں کا ذکر کیا ہے۔ اس سوال میں یہ پوچھا ہی نہیں گیا کہ وہاں پر کتنی نہریں ہیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جھنگ برانچ بالکل ہے لیکن اس سوال کے جواب میں جھنگ برانچ کا ذکر نہیں ہوا تو وہاں سے جھنگ برانچ erode نہیں ہو گی، جھنگ برانچ وہاں پر موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، امجد علی صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ اسمبلی کا record بن رہا ہے اسے ہماری آنے والی نسلوں نے دیکھنا اور پڑھنا ہے تو اس میں جو بات آئے گی اُس کے مطابق دیکھا جائے گا۔ محکمہ جب ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ذکر کرے تو اُس کا مکمل احاطہ کرے۔

جناب سپیکر! جُز "ب" میں ہے کہ "کنکریٹ لائننگ ہوتر سب مائنر RD 0+000 to 11+989 (ٹیل) جس کی تخمینہ لاگت 16.861 ملین روپے ہے جس میں سے 8.476 ملین خرچ ہو چکے ہیں۔" میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں گوگیرہ برانچ کا ذکر ہے تو جہاں کنکریٹ لائننگ ہوتی ہے وہاں سے اس طرح کی شکایات موصول ہوئی ہیں کہ heads کی جو designing کی گئی ہے اُس غلط designing کی وجہ سے اگلے سیراب ہونے والے علاقے کا پانی کم تو نہیں

ہو گیا؟ کیا محکمے کے پاس اس طرح کی کوئی شکایات ہیں اگر ایسی شکایات ہیں تو اس کے ازالے کے لئے انہوں نے آج تک کچھ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہم نے آنے والی نسلوں کو ٹھیک record دینا ہے اُس کے اندر ہم نے اُس سوال کی حد تک address کیا ہے۔ اُس سوال میں وہاں کی پوری نہریں نہیں پوچھی گئی تھیں اس وجہ سے ہم نے کوئی concealment affect نہیں کیا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہم نے lining کی ہے اُس کی وجہ سے ان کو ٹیل پر پانی کا issue آرہا ہے تو وہ مجھے بتا دیں اُس کو check کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! یہ آپ کا ساتواں ضمنی سوال ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ایک ہی ہے جس کا وزیر موصوف جواب دے رہے ہیں میں اُسی کو discuss کر رہا ہوں اور یہیں سے معاملات address ہونے ہیں۔towards گوگیرہ بنگلہ شورکوٹ مائنر کی designing ہو گئی ہے اور یہاں سے میرا حلقہ شروع ہو جاتا ہے۔ میں نے تحریراً بھی وزیر موصوف کو گوش گزار کر دیا ہے۔ اس ایوان میں چونکہ یہ سوال آگیا ہے تو میں دوبارہ repeat کرتا ہوں کہ اُس کو address کریں اُس سے آگے 40 دیہات ہیں وہ لوگ اس designing کی وجہ سے اپنی فصلات کاشت نہیں کر پا رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا point آگیا ہے آپ وزیر موصوف کے ساتھ بیٹھ جائیں آپ کی کوئی بھی confusion ہو گی تو وہ دُور کر دیں گے۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے مجھے جو تحریری شکایت جمع کرائی ہے میں نے ان کے حکم کے مطابق concerned officer کو بھیج کر اُنہیں direct کیا ہے کہ وہ معزز ممبر سے رابطہ کریں۔ انہوں نے اگر ان سے رابطہ نہیں کیا تو پھر بھی ہم اُس شکایت کو address کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوالات کا ٹائم ختم ہوا چاہتا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔ پہلا Call Attention Notice سردار محمد علی خان کا ہے۔ جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ Call Attention Notice پہلے بھی take up ہوا تھا محرک نے اس کو دوبارہ سے کیا ہے تو اس کا جواب آ گیا ہے۔ محرک نے پچھلے اجلاس میں بھی کچھ چیزیں پوچھی تھیں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں پہلے وہ بتا دوں یا اب جو نیا جواب آیا ہے وہ بتاؤں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جو نیا جواب آیا ہے آپ وہ بتا دیں۔

حسن ابدال میں سپیشل ایجوکیشن کی بچیوں کی برہنہ ویڈیو بنانے پر کارروائی سے متعلقہ تفصیلات (۔۔۔جاری)

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ایوان کو اس کیس کی existing situation کے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ مذکورہ بالا مضمون درخواست سے صورت جرم 506/380 ت پ Act D Telegraph 25/ کے تحت مقدمہ نمبر 120/24 مورخہ 25-04-2024 تھانہ سٹی حسن ابدال درج رجسٹر کر کے محمد احسان SI نے ملزم عمران شاہ ولد مطلوب شاہ سکنہ محلہ شہید آباد، حسن ابدال کو حسبِ ضابطہ گرفتار کر کے بند حوالات تھانہ کیا اور مورخہ 26-04-2024 کو بعد الت جناب علاقہ مجسٹریٹ صاحب حسن ابدال پیش کیا۔ جناب علاقہ مجسٹریٹ صاحب نے جرم D Telegraph Act 25/ حذف کیا اور ملزم کا 3 یوم ریمانڈ جسمانی منظور فرمایا۔ دورانِ تفتیش ملزم سے دو عدد Cheque Books اور ریکارڈ سرکاری فائل 5 عدد متعلقہ سپیشل ایجوکیشن سنٹر، حسن ابدال برآمد کیں۔ جرم 411/381 لگایا جب کہ جرم 380 ت پ حذف کیا۔ ملزم کو مورخہ 29-04-2024 کو پیش عدالت کر کے remand judicial منظور کروا کر بند حوالات جوڈیشل اٹک کرایا۔ ملزم کو مقدمہ ہذا میں درست گنہگار پا کر

بجرم 506/411/381 میں چالان مکمل مرتب کر کے مورخہ 01-05-2024 کو بغرض سماعت عدالت بھجوایا گیا۔ ضلع ہذا کے تمام SHO's/SDPO's کو سخت ہدایات جاری کی گئیں کہ ایسے افراد جو sexual harassment میں ملوث پائے جائیں اور اس بارے میں کوئی درخواست یا اطلاع موجود ہو تو فوری طور پر بمطابق قانون کارروائی عمل میں لائی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا آپ کو سمجھ آئی ہے کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! وزیر پارلیمانی امور نے جواب دے دیا ہے اور جواب کی کاپی بھی محرک کے پاس پہنچ گئی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اتنا بڑا واقعہ ہو گیا ہے اور آپ نے سنا ہی نہیں اور اسے dispose of کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! وزیر پارلیمانی امور نے بڑا categorically جواب دے دیا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ جرم بہت بڑھ رہا ہے۔ اس پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کیا جانا چاہئے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں بھی یہ معاملہ اٹھایا گیا تھا۔ اس وقت تک جو کارروائی ہوئی تھی وہ ان کو بتا دی گئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے جو نکات اٹھائے تھے تو ان میں ہیڈ مسٹریس صاحبہ کا issue تھا۔ انہوں نے ایک شخص کا بتایا جو ان کو ہراساں کر رہا تھا۔ اس شخص کو بھی فوری طور پر گرفتار کیا گیا تھا۔ میں نے اس کے متعلق ان کو بتایا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کہا تھا کہ ہیڈ مسٹریس صاحبہ کو سکیورٹی فراہم کی جائے۔ اس حوالے سے ہیڈ مسٹریس صاحبہ نے یہ کہا کہ میں اپنے شوہر سے مشورہ کروں گی اگر وہ مجھے اجازت دیں گے تو میں پولیس کی سکیورٹی لوں گی نہیں تو نہیں لوں گی۔ اس کا بھی میں نے ان کو بتا دیا تھا۔ میں نے اس کیس کی موجودہ صورتحال ان کے سامنے پیش کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! آپ بد نصیبی کا عالم دیکھیں کہ اس جواب کے بعد میں نے آپ کے توسط سے حکومت کی اس کوشش کو سراہنا تھا۔ آپ نے وہ بھی ان کے نصیب سے چھین لی کہ میں نے انہیں سراہنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اب کر لیں۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! اب کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ ہم تو سوئے ہوئے بچے کو پیار کرنا چاہتے تھے لیکن آپ نے ایسا نہیں کرنے دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! حکومت نے جو اچھے اقدامات کئے ہیں تو آپ ان کو point out کریں۔ آپ ان کو appreciation دیں۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر پارلیمانی امور کا اور اپنی پولیس کو بروقت کارروائی پر سراہتا ہوں لیکن یہ issue حساس بھی ہے اور غیرت سے متعلق بھی ہے۔ میں آپ کو چند لمحوں میں اس کی تھوڑی سی تصویر بتاؤں گا کہ پولیس نے بروقت کارروائی کی، ملزم کو پکڑا، ملزم پر پرچہ دیا اور ملزم سے برآمدگی بھی ہوئی۔ میں اس ایوان میں بار بار ان معصوم بچیوں کے ساتھ جو ہراسگی ہوئی ہے اس کا ذکر اس لئے نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ان بچیوں کا میڈیا ٹرائل ہو۔ آپ اس ملک کے منصفوں کی حالت دیکھیں۔ اگر ان میں تھوڑی سی غیرت، تھوڑی سی شرم اور تھوڑی سی حیا ہے تو اس واقعہ پر پورے ملک کے اداروں کو کانپ جانا چاہئے تھا۔ اس موصوف جج صاحب نے برآمدگیوں کے باوجود ان کی ضمانت لے لی۔ میری صرف درخواست یہ ہے کہ جس طرح اس واقعہ کو میں نے ایوان میں اٹھایا، جس طرح پولیس ایک ڈیڑھ گھنٹے میں حرکت میں آئی پاکستان کے تمام پسے ہوئے طبقوں اور پاکستان کے تمام مظلوم لوگوں کے لئے آپ کی حکومت کی یہی line and length ہونی چاہئے۔ یہاں صرف اور صرف 9۔ مئی کے حوالے سے خوشامدی قراردادیں پیش کر کے آپ اپنے آقاؤں کو خوش مت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آپ کا point آ گیا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔ جی، محترمہ!

لاہور: تھانہ شالیمار پولیس آفیسرز کا سابق چیئرمین یو سی 130 کے خلاف جھوٹے مقدمہ سے متعلقہ تفصیلات

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ شالیمار کے SHO اور ASI مقصود سعد نے یونین کونسل نمبر 130 کے سابق چیئرمین مہر شہباز احمد اور اسکے ملازم اویس کو ایک جھوٹے مقدمہ نمبر 1364/24 بجرم 354/509-II جو کہ زینت فضل کی مدعیت میں درج ہوا انہیں زبردستی اٹھا کر بند کر دیا اور دونوں کو SHO رانا مجاہد نے اپنے پرائیویٹ کمرہ میں لے جا کر شدید تشدد کا نشانہ بنایا اور سابق چیئرمین کو دو گھنٹے حبس بے جا میں رکھا اور مضروب کی جیب سے مبلغ ایک لاکھ پچیس ہزار روپے مقصود سعد نامی ASI نے نکال لئے اور راڈو گھڑی بطور رشوت لے کر سابق چیئرمین کو جانے دیا اور ملازم اویس کی جھوٹے مقدمہ میں گرفتاری ڈال دی؟

(ب) اس واقعہ کی اب تک کی مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ درست نہیں تھا۔ تھانہ ہذا میں اس وقت اس وقوعہ کی بابت مسماۃ زینت فضل دختر فضل سبحان مکان نمبر 12 گلی نمبر 8 ملتانی کالونی، لاہور کی مدعیت میں مقدمہ نمبر 1364/24 مورخہ 24-4-2024 بجرم 354/509-II ت پ تھانہ شالیمار بر خلاف اویس، جہانزیب، سمیر، معیز اور دو کس نامعلوم کے خلاف درج کر کے بذریعہ تفتیش جینڈر سیل کے سپرد کی گئی جو کہ اسی دوران مہر شہباز چاندی اپنے چار پانچ کس ساتھیوں کے ساتھ تھانہ شالیمار آیا اور احاطہ تھانہ میں کھڑے ہو کر شور و واویلا اور غیر اخلاقی گفتگو کرنا شروع کر دی جو آواز سن کر میں کمرہ SHO سے باہر نکل آیا اور دریافت کیا تو مہر شہباز چاندی نے بتایا کہ میرے ملازم محمد اویس کو آپ نے بلاوجہ حوالات میں بند کیا ہوا ہے۔ میں نے بتایا کہ محمد اویس پر عورت کو

ہراساں کرنے کا مقدمہ درج ہو چکا ہے۔ جس کی تفتیش انویسٹی گیشن ونگ کے سپرد ہو چکی ہے۔ مہر شہباز چاندی پر کسی نے تشدد نہ کیا اور نہ کسی نے RADO گھڑی بطور رشوت لی۔ مہر شہباز چاندی کو حبس بے جا میں رکھنے کا الزام بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔ بروئے رپورٹ محمد جاوید اقبال SI تفتیشی آفیسر مقدمہ نمبر 1364/24 مورخہ 24-4-2024 بجرم 509-II/354 ت پ تھانہ شالیمار لاہور مسماۃ زینت فضل دختر فضل سبحان مدعیہ مقدمہ ہذا نے چار ملزمان اویس، جہانزیب، سمیر، معیز نامزد اور دو کس نامعلوم کے خلاف مقدمہ درج کروایا جو محمد اویس کو موقع پر گرفتار کیا گیا جبکہ بقیہ ملزمان جہانزیب، سمیر اور معیز بعدالت جناب ایڈیشنل سیشن جج صاحب سے عبوری ضمانت پر ہیں۔ جس کی آئندہ تاریخ پیشی 14-5-2024 مقرر ہے۔ ملزمان تاحال شامل تفتیش نہ ہوئے ہیں۔ ملزمان کے شامل تفتیش ہونے پر مقدمہ ہذا کو اصل حقائق کی روشنی میں یکسو کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس میں مزید یہ وضاحت ہے کہ ایک شخص اویس جو گرفتار ہوا تھا۔ اس سے ان کی صلح ہو گئی ہے۔ انہوں نے عدالت میں صلح کر لی ہے اس وجہ سے اس مقدمہ کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ مدعیہ مقدمہ مسماۃ زینت فضل دختر فضل سبحان بذریعہ کونسل ہمراہ اپنے والد عدالت مجاز میں پیش ہو کر اپنا بیان حلفی اسٹام پیپر دیا گیا کہ ملزم اویس یعقوب میرا ملزم نہ ہے۔ میں نے غلط فہمی کی بناء پر اس کا نام FIR میں درج کروایا۔ ملزم کو ڈسچارج کئے جانے یا اس کی ضمانت منظور کئے جانے پر مجھے کوئی اعتراض نہ ہے۔ جناب جج صاحب نے مدعیہ کا بیان حلفی سننے کے بعد ملزم اویس یعقوب کو ڈسچارج کیا اور حصول ڈسچارج آرڈر ملازم کو احاطہ عدالت میں مخلصی دی گئی۔ باقی نامزد ملزمان مسمیان محمد سمیر ولد طاہر شعیب، جہانزیب اور معیز پسران محمد جاوید نے اپنی اپنی عبوری ضمانتیں سیشن کورٹ سے کروا کر روبکار تھانہ بھجوائیں جو ملزمان بعد ازاں گواہان ضمانتیں اب تک مقدمہ ہذا میں شامل تفتیش نہیں ہوئے ہیں۔ ملزمان کی عبوری ضمانت کی تاریخ پیشی آئندہ 14-5-2024 مقرر ہے۔ اس میں مزید بات یہ ہے کہ ایک ملزم سے ان کی صلح ہو گئی ہے جس کو انہوں نے ڈسچارج کروا دیا ہے اور باقی تین ملزمان کی 14-5-2024 تک ان کی عبوری ضمانت ہے۔ پولیس ان کو کہہ رہی ہے کہ شامل تفتیش ہوں اور اگر وہ نہیں ہوں گے تو 14-5-2024 کو پولیس کوشش کرے گی کہ عدالت سے ان کی ضمانت منسوخ کروا کر گرفتار کیا جائے اور مزید تفتیش کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اس کا جواب آ گیا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! پولیس ڈیپارٹمنٹ نے آپ کو one sided جواب دیا ہے۔ ہم اس سارے واقعہ کے witness ہیں تو ہمیں سوچنا چاہئے۔ میری آپ سے humble request ہے کہ آپ اس کے اوپر ایک کمیٹی بنائیں اور منسٹر صاحب اس کو head کریں کوئی issue نہیں ہے۔ یہ سارا واقعہ رات 7 بج کر 45 منٹ پر ہوتا ہے اور معززین علاقہ وہاں 11 بج کر 30 منٹ پر پہنچتے ہیں جبکہ اس کو اکیلے تھانے کے اندر بلایا گیا۔ وہ سابق چیئرمین بھی ہے اور بڑا معزز ہے لیکن یہ واقعہ جس طرح بتایا جا رہا ہے جو سراسر کہانی بنائی گئی ہے کہ انہوں نے تھانے پر ہلہ بول دیا۔ یہ سراسر الزام تراشی ہے۔ اس کو تین گھنٹے تھانے میں رکھ کر SHO نے اپنے کمرے میں اپنے ہاتھ سے تشدد کیا اور یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ SHO نے اس پر تشدد نہیں کیا۔ اس بات کے گواہ بھی موجود ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی منسٹر صاحب کی نگرانی میں بنا لیں۔ اس کی تفتیش ہونا بڑا ضروری ہے۔ اگر آج آپ یہ trend set کر دیں گے تو آئندہ کسی کی بے گناہ لوگوں پر ہاتھ اٹھانے کی جرات نہیں ہو گی چاہے وہ پولیس ہی کیوں نہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر پارلیمانی امور آپ اس پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ سابق چیئرمین مہر شہباز صاحب کی بات کر رہی ہیں اور اویس صاحب شاید ان کے سیکرٹری ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو اس کو ہم further probe کر لیتے ہیں۔ اس جواب میں تو بتایا جا رہا ہے کہ ان کی صلح ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ باقی تین ملزمان نے اپنی عبوری ضمانت کروائی ہوئی ہے اس وجہ سے وہ پیش نہیں ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 39 پر ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں اور آئندہ اجلاس میں اس کی پوری رپورٹ آ جانی چاہئے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب آفتاب احمد خان کا ہے۔

فیصل آباد: ٹھیکری والا چک نمبر 66ج۔ب میں ڈکیتی کی واردات اور قتل سے متعلقہ تفصیلات

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کیا یہ درست ہے کہ ضلع فیصل آباد کے علاقہ ٹھیکری والا چک نمبر 66ج ب میں مورخہ 8۔ مئی 2024 کو 3 کس نامعلوم افراد نے اسلحہ کے زور پر غلام مصطفٰے ولد محمد کبیر سے مبلغ 25000 روپے چھین لئے اور مزاحمت کرنے پر اسے ڈکیتی کے دوران فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) اس قتل کا مقدمہ نمبر 24/1233 تھانہ ٹھیکری والا میں درج کیا گیا ہے؟ ملزمان کی گرفتاری کے حوالے سے اب تک کیا کاروائی عمل میں لائی گئی ہے؟ مکمل تفتیش اور تازہ ترین صورتحال سے اس معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب نہیں آیا یہ دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس آج کے ایجنڈے پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے پہلے Call Attention Notices سے withdraw کیا یہ دوسرا Call Attention Notices ابھی fresh آیا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ fresh Call Attention Notices کا ہمارے پاس جواب نہیں آیا مجھے ابھی ملا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب اس کو pending کر دیں؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس کو pending تو ضرور کر لیں مگر جو میرا علاقہ ہے اس میں daily basis پر قتل و غارت ہو رہی ہے اور یہ بڑا لمحہ فکریہ ہے اور لاء منسٹر صاحب اس پر کوئی ایکشن لیں وہاں رات سڑک بلاک ہو گئی تھی law and order situation اس طرح کی ہے وہاں ایک دن میں پانچ پانچ قتل ہو رہے ہیں تو جناب یہ ان کے پاس IT کی سہولت موجود ہے یہ کل تک اس کا جواب منگوائیں اور اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب کل کے session میں یہ اگر کل نہ ہوا تو رانا صاحب Monday کو ضرور انشاءاللہ اس کا جواب آ جائے گا اور یہ جو آپ نے دوسری بات کی ہے میں ضرور اس کو بھی convey کروں گا کہ وہاں پر اس طرح سے ڈکیتیاں اور قتل ہو رہے ہیں اس کے اوپر بھی ہمیں رپورٹ دیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرے فاضل وزیر صاحب کی بڑی مہربانی ہے میں ان سے کہوں گا کہ وہاں پر تین چار چیزیں بڑی غلط ہو رہی ہیں وہاں پر جو SHO ہے اس کا کام ہے PARCO کا تیل چوری کروانا، جوئے کے اڈے چلانا اور بھتہ لینا یہ سب وہ کر رہا ہے اور وہ بڑا ان کا لے پالک ہے میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا وہ وہاں پر جس طریقے سے وزیر صاحب اسلحہ بانٹ گئے ہیں ہمارے لئے اس سے بہت problem بن گئی ہے kindly he should take action and he should speak to the concerned officer that bring a bad name to your government ہمیں تو کوئی نہیں ہم نے تو یہ وقت گزار لینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب رانا صاحب کے اس پر شدید تحفظات ہیں تو آپ اس کو take up کریں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس طرح رانا صاحب کہہ رہے ہیں تو ہماری پولیس کی طرف سے DIG صاحب جو اس سے related ہیں جو ان سارے issues کو دیکھتے ہیں وہ بھی جہاں بیٹھے ہیں انہوں نے بھی سن لیا ہے۔ ان کو انشاءاللہ Monday والے دن complete جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بہت شکریہ۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ایک اور میرا سوال ہے کہ میرے ڈیرے کے ساتھ ڈکیتی ہوئی ہے اور 324 کا پرچہ دے دیا ہے ادھر ایک آدمی کو پتنگ بازی میں پکڑا ہے اور اس پر 9C میں چرس ڈال دی ہے میں اس لئے نہیں کہہ رہا آپ کے اپنے ممبران کے بھی پولیس سے تحفظات ہیں کیونکہ ابھی آپ تھوڑی دیر بعد دیکھیں گے کہ ہم یہاں سے نکلیں گے تو ان کا رویہ اور

ہو گا خدارا اس پولیس سے جان چھڑوائیں ورنہ آپ کی حکومت کی ناکامی کے لئے یہ ہی کافی ہیں۔ یہی لوگ 9 مئی کے بھی responsible ہیں یہ کل آپ کو بھی نقصان پہنچائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب اس پر انکوائری کرائیں جو رانا صاحب نے ابھی کہا ہے کہ ان کے ڈیرے کے ساتھ ہی ڈکیتی ہوئی ہے تو اس کی انکوائری کروائیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی ٹھیک ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک استحقاق پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بہت شکریہ۔ جی اب ہم Privilege Motion لیتے ہیں ہے۔ اس Privilege Motion کے mover ملک واصف مظہر صاحب ہیں۔ جی وہ تشریف رکھتے ہیں؟ وہ موجود نہ ہیں لہٰذا اس کو pend کر دیتے ہیں۔

جناب بلال یامین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی بلال یامین صاحب!

جناب بلال یامین: جناب سپیکر! کچھ دیر پہلے یہاں جو اس ہاؤس میں ہوا یا تو وہ مجھے آپ کے ساتھ فکس میچ لگا یہ میں سمجھتا ہوں اس ہاؤس میں رولز کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں آج کے دن یہ ویڈیوز بنا کر نعرے لگا کر جن کو خوش کرنے اور جن کو بھیجنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر House in order کیجئے۔ (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو بھی پورا موقع دیا گیا ہے اس طرح نہ کریں ہاؤس کے decorum کا خیال رکھیں رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی بلال صاحب!

جناب بلال یامین: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا جو تھوڑی دیر پہلے جو ادھر تماشا لگا ہوا تھا تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ:

ہم کل بھی سر دار صداقت کے امین تھے

میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں جب یہ کسی کی جھولی میں بیٹھ کر اقتدار کا راستہ دیکھ رہے تھے۔ او چھکر وٹوز بیٹھ جاؤ نوکری ہو گئی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاج کرتے ہوئے سپیکر ڈائس کے سامنے آ گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح نہ کریں آپ سب بیٹھ جائیں ہاؤس کے decorum کا خیال کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر شام 5 بج کر 49 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: Order in the House اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں it is a serious business یہ تحاریک pending ہوتی رہی ہیں اور شور شرابے کی نذر ہوتی رہی ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ please let's be آپ نے محنت کر کے یہ جمع کروائی ہیں تو let's take these Adjournment Motion first بلال صاحب! تشریف رکھیں۔ Now, I have this Adjournment Motion in my hand 13/24 moved by Mr Nadeem Qureshi and is pending for reply.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ابھی اس تحریک التوائے کار کا محکمہ کی طرف سے جواب نہیں آیا۔

(اس مرحلے پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے قہقہے)

جناب سپیکر: Please, this is not the way to do it sir, the minister has replied کہ جواب نہیں آیا تو اس میں آپ اتنا شور شرابہ کر رہے ہیں تو جواب آ لینے دیں Please no shouting. Are we clear on this? All honorable members should be clear on this منسٹر صاحب! یہ 15 مارچ 2024 کو move ہوئی ہے Today we are sitting on what is the date today.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "9۔ مئی" کی آوازیں)

مہربانی، شکریہ۔(قہقہہ)منسٹر صاحب!15مارچ2024کو یہ تحریک moveہوئی تھی اور it is almost fourth month 15 دن یہ گئے تو دو مہینے میں اس کا جواب نہیں آیا۔ آپ وزیر مواصلات و تعمیرات صہیب ملک کو لکھیں he should ask for the questionاور اِس کاreplyلیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار بھی moved on 15-3-2024, 16/24 please no shouting and no cross talk

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ قریشی صاحب! تشریف رکھیں۔ میں آپ کوfloor دوں گا لیکن let me go through the business first آپ تشریف رکھیں گے۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر!میں نے اِسی پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ بات نہیں کر سکتے کیونکہ ابھی اِس کا جواب نہیں آیا تو میں out of the procedure نہیں جا سکتا ناں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر!باقی سارا کام procedureکے مطابق ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، بالکل۔ ایسے ہی ہو رہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں گے۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! اِس ایک سڑک کی وجہ سے پُورا ملتان شہر blockہوا پڑا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! آپ تشریف تو رکھیں please میں آپ کو ضرور موقع دوں گا لیکن آپ فی الحال تشریف رکھیں کیونکہ ابھی اِس کا محکمہ کی طرف سے جواب نہیں آیا تو آپ اِس پر کیا بات کریں گے؟

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں نے اِسی پر بات کرنی ہے اور کون سی آپ کی طبیعت پوچھنی ہے؟

جناب سپیکر: قریشی صاحب! میں آپ سے توقع بھی نہیں رکھتا کہ آپ میری طبیعت پوچھیں گے I don't want it, I have not given you the floor sir.

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! اگر میرے سوال کا حکومت تین مہینے تک جواب نہ دے تو میں بات بھی نہ کروں؟

جناب سپیکر: قریشی صاحب! میں منسٹر صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ وہ آپ کو جواب دیں۔ آپ تشریف رکھیں this is no way please

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! ایسے مجھے ڈانٹیں تو نہیں ناں۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! تو پھر میں کیا کروں کیونکہ میں آپ کو آٹھ مرتبہ تشریف رکھنے کا کہہ چکا ہوں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! آپ ویسے مجھے کہہ دیں کہ بیٹھ جائیں ڈانٹیں تو نہیں۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! پھر آپ مجھے بتا دیں کہ میں کیسے کہوں؟

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! آپ ویسے مجھے بیٹھنے کا کہہ دیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ جناب شعیب امیر صاحب کی تحریک التوائے کار 16/24 moved on 15-3-2024 ہے تو منسٹر صاحب! اس کا جواب آیا ہے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اِس کا جواب بھی میرے پاس نہیں آیا۔

(اِس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے قہقہے)

جناب سپیکر: یہ بہت بڑا پلندا ہے جو کہ پھر pending ہو جائے گا اور اِس کے بعد یہ dispose of پر چلا جائے گا تو میری آپ سے درخواست ہے کہ مجھے اِسے کسی formative form میں لے جانے دیں please let it be منسٹر آب پاشی کاظم پیرزادہ صاحب! تشریف رکھتے ہیں کیونکہ شعیب امیر صاحب کی تحریک التوائے کار آپ کے محکمہ سے متعلق ہے؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پہلے بھی دو دفعہ take up ہوئی ہے اور میں اِس کا جواب لے کر حاضر ہوتا رہا ہوں لیکن معزز رکن موجود نہیں تھے تو کیا اب میں اِس کا جواب پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کے پاس اِس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! میرے پاس اِس کا جواب موجود ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! Please اِس کا جواب دیں۔ کیا شعیب امیر صاحب موجود ہیں؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کے ضمن میں عرض ہے کہ "تھل کینال" جناح بیراج سے نکلتی ہے جس کا ڈسچارج مطابق منظور شدہ ڈیزائن 8000 کیوسک ہے۔ انڈس ریور سسٹم اتھارٹی صوبوں کا share مختص کرتی ہے۔۔۔

آوازیں: جناب سپیکر! محرک موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اِس تحریک کے محرک موجود نہیں ہیں meanwhile اگر آپ کے پاس جواب آ گیا ہے تو اُن کی موجودگی میں پڑھ دیا جائے تو زیادہ مناسب نہیں ہو گا؟

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! میں تیسری دفعہ اِس کا جواب لے کر آیا ہوں اور جب یہ تحریک پیش ہوئی تھی تو اُس وقت ملک میں پانی کی صورت حال اور تھی اور اب اِس کا جواب آ گیا ہے تو اِس کی صورتحال اور ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ جواب پڑھ دیں۔

ضلع لیّہ میں نہری پانی کی چوری روکنے اور پانی کا کوٹا بڑھانے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! ڈائریکٹر ریگولیشن پنجاب پُورے صُوبے کی نہروں کے پانی کا حصہ متعین کرتی ہے۔ اِس کے مطابق مورخہ 18-3-2024 تھل کینال کا حصہ 4500 سے بڑھا کر 6000 کیوسک کر دیا گیا ہے۔ لیہ کینال ڈویژن کا ڈیزائن ڈسچارج 2450 کیوسک ہے۔ دریائے سندھ میں پانی کی کمی کی وجہ سے share 1429 and as of today 1614 کیوسک مل رہا ہے۔ اِس لئے لیہ کینال ڈویژن کی تمام نہروں کا بیک وقت چلنا ممکن نہ ہے۔

پانی کی کمی کو مد نظر رکھتے ہوئے لیہ کینال ڈویژن ہر سال وارہ بندی پروگرام مرتب کرتا ہے اور افسران بالا سے منظور کروا کر اِس پر عمل کیا جاتا ہے جو کہ اِس وقت بھی نافذ العمل ہے۔

جناب سپیکر! لیہ کینال ڈویژن میں پانی چوری نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر کسی نہر پر کوئی وقوعہ رپورٹ ہوتا ہے تو مطابق قانون کارروائی کی جاتی ہے۔ اب چونکہ تھل کینال کا حصہ 4500 سے 6000 ہزار کیوسک کر دیا گیا ہے جس سے دو یا تین دن میں لیہ کینال ڈویژن میں پانی کی فراہمی مزید بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! یہ جواب اُس کا وقت ہے جب اُنہوں نے سوال پوچھا تھا اور اب اِس کے اندر ہر ten dailies پر ہم پانی کے share کو بانٹتے ہیں تو اِس وقت وہاں پر 4500 کیوسک پانی چل رہا ہے اور 30 فیصد پانی کی کمی ہے جو سب کو برابر distribute کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جناب امجد علی صاحب moved on 30-3-2024, 41/24 جو کہ dispose of ہو چکی ہے کیونکہ اِس کا جواب آ گیا ہوا تھا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! مجھے تو اِس کا جواب ہی نہیں ملا کیونکہ ساتویں مرتبہ بھی یہی جواب ملا ہے کہ جواب نہیں آیا تو یہ dispose of کیسے ہو گئی؟

جناب سپیکر: امجد علی صاحب! یہ ہیلتھ سے متعلقہ ہے تو ہم اسے pend کر دیتے ہیں Let's wait for the answer

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، اسے pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب آفتاب احمد خان کی ہے moved on 1-4-2024 اس کا جواب ابھی pending ہے again it was taken on 26-04-2024 and then it was pended again

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اِس کا جواب کب تک آ جائے گا؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! متعلقہ وزیر خواجہ سلمان رفیق ہیں he is not present in the House today.

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اِس وقت health sector کے حالات بہت بُرے ہیں کیونکہ 25 operation theaters بند پڑے ہیں Anesthesia والا بھی کام بند ہے اور خاص طور پر ایکسرے ڈیپارٹمنٹ بھی بند ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اِسے کل کے لئے pending کر لیتے ہیں اور منسٹر صاحب کو کل کے لئے پابند کرتے ہیں کہ وہ آئیں تو پھر اُن کی موجودگی میں بات کرنی زیادہ مناسب رہے گی۔ منسٹر پارلیمانی امور صاحب! کوشش کریں کہ کل منسٹر صاحب بھی آ جائیں اور اس کا جواب بھی آ جائے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار سردار محمد علی خان 24/56 جو کہ چودھری شافع حسین صاحب کے محکمہ سے متعلقہ ہے moved on 30-3-24۔ He was here in the House کیا منسٹر صاحب ہاؤس میں موجود ہیں؟

آوازیں: جناب سپیکر! نہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وہ بھی شاید نماز کے لئے اُٹھے ہیں we are pend it for tomorrow again.

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ چیک کر لیں کہ چودھری شافع صاحب نماز پڑھ رہے ہیں یا کہیں خواب خرگوش میں لیٹے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں ہے کیونکہ وہ نماز کے لئے اُٹھے ہوئے ہیں۔ Then it is 58/24 moved on 01-04-2024 pending for reply by محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ چودھری اعجاز شفیع صاحب کی ہے۔ جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اِس کا میرے پاس ابھی جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں اعجاز شفیع صاحب بھی ہیں اور آپ اِس کا جواب کل منگوا لیں تو we are pending it for tomorrow تاکہ یہ بہت ساری pendency ختم ہو جائے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ زرناب شیر 66/24 moved on 16-4-24 pending for reply محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلقہ ہے۔ محترمہ اِس وقت ہاؤس میں موجود ہیں؟

محترمہ زرناب شیر: جی، جناب سپیکر! میں موجود ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اِس تحریک التوائے کار کو کل کے لئے pend کر دیں کیونکہ اِس کا ابھی جواب نہیں آیا۔

محترمہ زرناب شیر: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار 24/86 جناب محمد الیاس کی ہے جو کہ ابھی پڑھی جانی ہے۔

جناب محمد الیاس: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ میری تحریک التوائے کار نمبر 24/86 ہے اس کا جواب یہاں آنے سے پہلے ہی مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر اسمبلی کوئی ایکشن لیتی ہے تو جواب آنے سے پہلے ہی مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ اُس روز میں نے ایک اور تحریک التوائے کار محکمہ صحت کے متعلق پیش کی تھی کہ ہمارے ہسپتال میں انسولین نہیں مل رہی ہے۔ ہمارے MS نے بتایا کہ میں نے فیصل آباد گاڑی بھیجی کہ 3000 انسولین مل جائے تو انہیں صرف 300 انسولین ملی ہیں۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے، اب تو ہر دوسرا تیسرا شخص شوگر کا مریض ہے۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ یہ تحریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ کو دے دیں اِس کو کل کے ایجنڈے میں شامل کروا لیتے ہیں۔

جناب محمد الیاس: جناب سپیکر! آج میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروا دی ہے، آپ حکم کر دیں تاکہ کل اس کو پڑھا جائے۔

جناب سپیکر: جناب محمد الیاس کی تحریک التوائے کار کو کل کے ایجنڈے پر رکھا جائے۔

جناب محمد الیاس: جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری ایک تحریک استحقاق بھی ہے جو میں نے پیش کی تھی اور وہ پولیس سے متعلق ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کو آج پڑھنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: جب ہم Privilege Motions پر آئیں گے تو پھر اُس کو دیکھ لیں گے۔ جناب امجد علی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 24/88 ہے جو ہائر ایجوکیشن سے متعلقہ ہے یہ 23-4-2024 کو move ہو چکی ہے۔ ابھی اس کا جواب نہیں آیا لہٰذا اس کا wait کر لیتے ہیں۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین کی تحریک التوائے کار 24-4-2024 moved on اس کا بھی جواب آنا ہے۔ میاں صاحب! یہ بھی محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ ہے آپ نے ہی جواب دینا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کو کل تک کے لئے pend کر لیں، اِن شاء اللہ کل اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! in the previous proceedings ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق کافی مسئلے آ رہے ہیں۔ علاقے کا نام ضرور مختلف ہوتا ہے لیکن مسئلہ ایک ہی ہے کہ پنجاب کے طول و عرض میں سیوریج کے مسائل بہت بُری طرح سے لوگوں کی شہری اور دیہاتی زندگی کو متاثر کر رہے ہیں۔ اس پر اُس دن ہمارا consensus تھا کہ this will be put for debate in House. کیا آپ کے محکمے نے کوئی reply دیا ہے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ ہمارے اُس دن ہاؤس کی proceeding کا حصہ تھا کہ اِس کو debate کے لئے open کر دیں۔ سیوریج کے مسائل ایک اژدھا بن گئے ہیں لہٰذا ہاؤس کو بتایا جائے کہ اِس مسئلے پر حکومت کس طریقے سے قابو پائے گی۔ آپ اِس پر ان سے کل comprehensive جواب لیں۔ کل کا سیشن ہم نے afternoon میں رکھا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو چیف منسٹر صاحبہ نے "سُتھرا پنجاب" پراجیکٹ شروع کیا ہے تو اُس میں ہم اِس چیز کو بہت seriously take up کر رہے ہیں۔ اس میں سیوریج، solid waste management اور liquid waste

management ہے۔ جب مجھے محکمے کی جانب سے proper جواب آجائے گا تو پھر میں further detail اس ہاؤس کے ساتھ share کرلوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اِس کو ہم کل کے لئے pend کر رہے ہیں، کل آپ اس پر اپنی policy statement بھی دیں گے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/97 جناب جاوید نیاز منج کی ہے جو محکمہ آبپاشی سے متعلق ہے۔

جناب جاوید نیاز منج: جناب سپیکر! اِن کا جواب ان کے سوال نمبر 97 کے ریفرنس سے آیا ہے۔ اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم اس کی ایک feasibility study بنوا رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جب تک ان کی feasibility study ہو نہیں جاتی تو اُس وقت تک میری تحریک التوائے کار کو pend کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: منج صاحب! آپ نے اس پر سوال بھی move کیا اور اسی پر adjournment motion بھی move کی ہے؟

جناب جاوید نیاز منج: جی ہاں! اس پر میرا سوال بھی تھا لیکن جو جواب آیا ہے اگر آپ ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

جناب سپیکر: کیا تحریک التوائے کار کا بھی جواب آیا ہے؟

جناب جاوید نیاز منج: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 97 تھا اُس کا جواب آیا تھا۔ اگر آپ ان کا جواب ملاحظہ فرمائیں تو اس میں یہ فرمارہے ہیں کہ consultant firm کا انتخاب ہو گا، اس کے بعد اس کی feasibility report آئے گی، اس میں چار ماہ لگیں گے، پھر PC-1 بنے گا۔۔۔

جناب سپیکر: منج صاحب! آپ ذرا تشریف رکھیں۔ جو آپ نے question hour میں مسئلہ اٹھایا تھا adjournment motion میں بھی آپ نے یہی similar بات کی ہے۔ جو مسئلہ آپ نے سوال میں اٹھایا تھا اگر وہی مسئلہ adjournment motion میں لائیں گے تو پھر ہمیں دقت

آئے گی۔ آپ کو ان دونوں میں سے ایک کو رکھنا ہو گا۔ وقفہ سوالات میں وزیر صاحب نے آپ کو بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا تھا۔

جناب جاوید نیاز منج: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اُن کا جواب ملاحظہ فرمالیا جائے۔ اِن کے جواب کے مطابق تو اِس مسئلے کو حل ہوتے ہوئے چار پانچ سال لگ جائیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس پر دوبارہ روشنی ڈال دیں۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! اس میں عرض یہ ہے کہ میں نے معزز ممبر کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ اس کا PC-1 بن چکا ہے، اب ہم consultant hire کرنے والے ہیں اور consultant ہمیں جو solution advise کرے گا ہم اس پر عملدرآمد کریں گے۔ ہم نے اس کے اوپر ان کو commit کیا ہے۔ جب میں نے وقفہ سوالات میں ان کے سوال کا جواب دیا تو اُس وقت بھی آپ ہی چیئر کر رہے تھے اور اُس وقت انہوں نے اس پر اطمینان کا اظہار فرمایا تھا۔ اگر ان کی کوئی query ہو گی تو میں ان سے ان کی راہنمائی لینے کے لئے بھی تیار ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اُن کا concern یہ ہے کہ ایک بہت بڑا رقبہ متاثر ہوا ہے اگر آپ consultant engage کر رہے ہیں تو پھر یہ معزز ممبر آپ کے چیمبرز میں آجاتے ہیں اور آپ اِن کی grievances کو address کرنے کے لئے کوئی راستہ نکال لیں۔

منج صاحب! آپ منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں approach کر لیں یہ ایک public interest کا کام ہے۔ اگر اس کا کوئی resolution ہو سکتا ہے تو آپ ان سے مل کر کوئی حل نکال لیں جو بہتر ہو گا کیونکہ آپ کے پاس local knowledge ہے۔

جناب جاوید نیاز منج: جناب سپیکر! یہ اس میں time frame دے دیں کہ یہ سارا کام اتنے عرصے میں ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کو اجلاس کے بعد اپنے چیمبر میں بلا لیں آج آپ کا محکمہ بھی آیا ہوا ہے بیٹھ کر اس مسئلے کا حل نکال لیں۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! ہماری دو adjournment motions ہیں جن میں سے ایک کا جواب آیا ہوا ہے اور ایک کا نہیں آیا ہے۔ میں وہ دیکھ لیتا ہوں اور معزز ممبر کو اپنے چیمبر میں بلا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منج صاحب! آپ آج اجلاس کے بعد منسٹر صاحب کے چیمبر میں ان سے مل لیں۔ آج ان کے محکمے کے لوگ آئے ہوئے ہیں اس مسئلے کا کوئی حل نکل آئے گا۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/100 جناب احمد خان صاحب کی ہے۔

لاہور میں میڈیکل سٹوروں پر جعلی ادویات کی فروخت
مالکان کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 17۔ اپریل 2024 کی خبر کے مطابق لاہور میں فروخت 11 ادویات غیر معیاری اور جعلی نکلیں، ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری پنجاب کے تجزیئے میں انکشاف ہوا ہے کہ لاہور میں بانجھ پن کے علاج زخموں پر لگانے والی ادویات جعلی ہیں۔ 4-injections میں مختلف مواد کے ذرات پائے گئے، سرجری اور مرگی کے دوروں کے لئے استعمال ہونے والے انجکشن کھانسی اور نزلہ کے لئے استعمال ہونے والے 4 مختلف برانڈ کے سیرپ بھی غیر معیاری نکلے۔ مریضوں اور ان کے لواحقین نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ جعلی ادویات بنانے والوں کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے اور جو عناصر اس گھناؤنے دھندے میں ملوث ہیں ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! Both of Ministers Health are not present in the House

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں منسٹر ہیلتھ کو بھی کل کے لئے کہوں گا اور اِنشاء اللہ جواب بھی منگوا لوں گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب احمد خان صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 102/24 ہے۔ بھچر صاحب! ہمیں rules کی restriction ہے آپ ایک session میں ایک تحریک التوائے کار پڑھ سکتے ہیں تو It should not be placed in future. سیکرٹری صاحب! آپ کسی بھی معزز ممبر کی ایک دن میں ایک motion move کریں اور ایک ہی motion agenda پر رکھیں۔ you have placed two. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 104/2024 محترمہ عظمیٰ کاردار کی ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں پھر دوسری تحریک التوائے کار نہ پڑھوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ نہ پڑھیں۔ we will take it up tomorrow then. محترمہ عظمیٰ کاردار موجود نہیں ہیں۔ اس تحریک التوائے کار کو pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 109/2024 جناب آفتاب احمد خان صاحب کی ہے جو کہ 29-04-2024 کو move کی گئی ہے۔ منسٹر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 109/2024 ہے اس کا جواب بھی 29-04-2024 سے pending ہے یہ بھی محکمہ ہاؤسنگ اینڈ پبلک ہیلتھ کے لئے ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ہاؤسنگ اینڈ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے کہتا ہوں کہ اسمبلی کا جتنا بھی بزنس ہے وہ بھیج دیں کیونکہ ہاؤسنگ اینڈ پبلک ہیلتھ کا منسٹر بھی اس وقت تک کوئی designated نہیں ہے شاید اس وجہ سے انہوں نے بزنس نہیں بھیجا۔

جناب سپیکر: اس کو پھر ایسے کر لیں کہ کل محکمے کے جواب بھی آپ نے ہی دینے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ہم کل اس مسئلے پر every second Adjournment Motion is of similar content تو ہم اس مسئلے پر آپ سے پالیسی statement چاہیں گے کہ آپ اسے کیسے resolve کرتے ہیں۔ اس تحریک التوائے کار کو کل کے لئے pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 115/2024 محترمہ نادیہ کھر کی ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں اسے pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 118/2024 جناب شعیب امیر صاحب کی ہے وہ موجود نہیں

ہیں اسے بھی pend کیا جاتا ہے۔ چودھری محمد اعجاز شفیع صاحب کی تحریک التوائے کار 120/2024 ہے۔ یہ تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے۔ منسٹر صاحب موجود ہیں اگر اس کا جواب آیا ہے تو وہ بتا دیں۔

عباسیہ لنک کینال سے پانی چوری کرنے پر پانچ ایف آئی آر درج کر کے زمینداروں سے لاکھوں روپے جرمانے کی وصولی کا معاملہ

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار 120/2024 کے ضمن میں عرض ہے کہ عباسی لنک کینال جو کہ ہیڈ پائنز سے نکلتی ہے جس کا منظور شدہ discharge پانی 5600 کیوسک ہے جو کہ 2005 میں آپریشن بنیادوں پر چلائی گئی۔ عباسیہ لنک کینال کی لمبائی 2 لاکھ 38 ہزار فٹ ہے۔ عباسیہ لنک کینال کی بر جی 110 سے لے کر بر جی 220 تک جتنے بھی موگا جات نکلتے ہیں وہ سب حکومت پنجاب سے منظور شدہ ہیں۔ مزید بر آں یہ کہ بذریعہ Cabinet meeting مورخہ 16-02-2023 آرمی شہداء کو بر جی نمبر 210 تا 228 تک 103 کیوسک پانی منظور کیا گیا ہے جو کہ annexure-A میں موجود ہے۔ عباسیہ لنک کینال کی لمبائی 2 لاکھ 38 ہزار فٹ ہے جس کی دیکھ بھال اور watching پر صرف 6 مستقل بیلدار تعینات ہیں۔ بر جی نمبر 110 تا 220 بذریعہ لفٹ پانی چوری کا مسئلہ آتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اس ضمن میں زمینداروں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے 2023 میں 5 ایف آئی آر درج کرائی گئی ہیں جن کی تفصیل annexure-B میں لف ہے۔ مبلغ 2 لاکھ 54 ہزار روپے نقد جرمانہ عائد کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل بھی annexure-c میں درج ہے۔ 2024 میں اب تک 5 عدد واقعہ جات کی ایف آئی آر درج کرائی گئی ہیں جن کی تفصیل annexure-D میں لف ہے اور مبلغ 1 لاکھ 40 ہزار روپے جرمانہ کرا چکے ہیں لیکن یہ اس دن تک کی تفصیل ہے جب یہ سوال آیا تھا۔ اس کے اندر میں مزید یہ ad کر دوں کہ ہم نے 08-05-2024 کو 45 ہزار روپے جرمانہ کیا ہے جو اس سے over and above amount ہے، ہم نے 07-05-2024 کو دو ٹریکٹرز along with lift pumps پکڑے ہیں اور پولیس کے حوالے کئے ہیں۔ ہم نے 06-05-2024 کو دو ایف آئی آر رجسٹرڈ کی ہیں۔ ان آخری تین دنوں کا extra data ان کی تسلی کے لئے دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری محمد اعجاز شفیع صاحب! یہ جواب جو پڑھا گیا ہے آپ اس سے مطمئن ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس میں کافی ساری چیزوں میں blunder مارا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ایک منٹ ٹھہریں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں کیونکہ یہ مسئلہ حل چاہتا ہے۔ یہ public importance کا مسئلہ ہے اس حوالے سے ہمارے پاس دو طریقے ہیں۔ اب ان کے جواب کے بعد یا تو ہم ہاؤس کی باقی کارروائی معطل کر دیں، پوری proceeding adjourned کر دی جائے اور یہ سوال ایوان کے سامنے رکھیں اور اس پر بحث شروع کرا دی جائے۔ ایک تو یہ ہے اور دوسرا یہ ہے کہ آج منسٹر صاحب اور ان کا پورا ڈیپارٹمنٹ available ہے۔ آپ ان کے چیمبر میں ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس کا مسئلہ حل کر لیں۔ آپ نے یہ public at large کا مسئلہ اٹھایا ہے which actually needs redressal. اگر اس میں آپ کی کوئی input ہو گی تو محکمہ بھی موجود ہے یہ اس line میں اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ یہ کسی کا ذاتی مسئلہ تو ہے نہیں۔ it is public at large تو میری آپ کو suggestion ہو گی کہ آپ منسٹر صاحب کے چیمبر میں جائیں۔ منسٹر صاحب! آپ کو honorable member آپ کے چیمبر میں ملتے ہیں۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! میں نے ان کی تحریک التوائے کار کا تحریری جواب پڑھا ہے اور ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے جو پچھلے تین دنوں میں کارروائی کی ہے وہ بھی میں نے ان کی خدمت میں عرض کی ہے مزید ہم اس کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بھی input لے لیں اور اس کے مطابق resolution ہو جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! ان شاء اللہ ضرور۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ان کے ڈیٹا کے مطابق 1820 کیوسک پانی چوری ہو رہا ہے۔ میں ان کے آج کا ڈیٹا پڑھ کر بتا دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ میری بات سن لیں۔ It would be more appropriate that you resolve it. یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے اور یہ حل ہونا چاہئے۔ آپ session کے بعد ان کے چیمبر میں تشریف لے جائیں۔ منسٹر صاحب available ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اسے کمیٹی کو ریفر کر دیں۔

جناب سپیکر: میرا نہیں خیال کہ اسے کمیٹی کو بھیجنے کی ضرورت ہے پھر تو پورے ہاؤس میں debate کرنا پڑے گی تو it is more appropriate that you sit with him. Thank you.

وزیر آبپاشی (جناب محمد کاظم پیرزادہ): جناب سپیکر! یہ بتا دیں کہ کون 1800 کیوسک پانی چوری کر رہے ہیں ان کا نام لیں تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر یہ سننا چاہتے ہیں تو سن لیں۔ میں ان کی تسلی کرا دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ آپ چیمبر میں اس مسئلے کا resolution کر لیں۔ یہ زیادہ مناسب ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نادیہ کھر! آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 115/2024 پڑھیں۔

کوٹ ادو میں مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال کی بلڈنگ نامکمل ہونے کی بناء پر خواتین مریضوں کو مشکلات کا سامنا

محترمہ نادیہ کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے ضلع کوٹ ادو میں Mother and Child Hospital کی منظوری کے بعد تعمیر کا آغاز ہو گیا تھا لیکن اس کی بلڈنگ کو مکمل نہیں کیا جا رہا ہے نامعلوم وجوہات کی بنا پر تاخیر کی جا رہی ہے جس کی وجہ سے خواتین مریضوں کو علاج و معالجہ کے لئے بیرون شہر جانا پڑتا ہے اور بڑی دقت کا سامنا ہے۔ ضلع کوٹ ادو کی عوام میں

اس حوالے سے بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ ان کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ ہسپتال کو تعمیر کر کے مکمل آپریشنل کیا جائے تا کہ عوم کو دیگر بڑے شہروں میں علاج معالجہ کے لئے جانے سے نجات مل سکے کیونکہ بعض اوقات حاملہ خواتین کو دیگر شہروں کی طرف سفر کے دوران ہی اکثر اموات واقع ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کا جواب منگوالیں۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 174/2024 جناب احمد اقبال چودھری کی ہے۔

صوبہ پنجاب میں بلدیاتی ادارے مالی بحران کا شکار، بجلی کے نرخ زیادہ لاگو ہونے پر سٹریٹ لائٹس بند

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں تمام بلدیاتی ادارے خاص طور اربن مقامی حکومتیں اس وقت مالی بحران کا شکار ہیں جس کی بڑی وجہ ان اداروں پر لاگو ہونے والے بجلی کے نرخ ہیں۔ مقامی حکومتوں کے زیر انتظام سٹریٹ لائٹس اور سیوریج واٹر schemes جو عوام کو فراہم کردہ بنیادی سہولیات تصور کی جاتی ہیں ان پر کمرشل ریٹ لاگو ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر شہروں میں سٹریٹ لائٹس بند رہتی ہیں۔ اس حوالے سے حکومت پنجاب کے محکمہ لوکل گورنمنٹ کو فوری طور پر public facility اور service کے لئے خصوصی نرخ کا مطالبہ کرنا چاہئے وگرنہ بلدیاتی اداروں کا ان services کو maintain کرنا مشکل ہو گا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ وزیر خزانہ و پارلیمانی امور! جس طرح پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ایک بہت burning issue ہے جس پر ہم چاہ رہے ہیں اس کا کوئی resolution ہونا چاہئے اور اس پر آپ نے commit کیا ہے کہ کل آپ اس حوالے سے کوئی policy statement دیں گے۔ اب یہ matter بھی اسی طرح سے equally important ہے

جو یہ فاضل ممبر indicate کر رہے ہیں اگر یہ صورتحال persist کی تو پھر یہ مہینوں کی نہیں بلکہ ہفتوں کی صورت ہوگی actually it is in our public knowledge, all the honorable members those who are sitting here, they know کہ یہ burning issue at hand ہے تو اس پر آپ وزیر لوکل گورنمنٹ کو پابند کر دیں کہ۔۔۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کہ وہ کل اس issue کے redressal پر کچھ بتائیں۔ کل ہم تحریک التوائے کار کے وقت public health کے سیوریج کے معاملات اور لوکل گورنمنٹ کے provision of these lights کے معاملات یہ public interest کے issues ہیں ان پر ہم کل وزیر لوکل گورنمنٹ سے جواب چاہیں گے اور اس حوالے سے کل time bound کر لیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: احمد صاحب! Debate is not allowed کل اس تحریک التوائے کار کا جواب آ لینے دیں اس کے بعد اس پر بات ہوگی۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب باقی جو تحاریک التوائے کار ہیں وہ pend ہو جائیں گی۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خان صاحب! آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے رائے صاحب بہت مایوس ہو کر بیٹھ گئے ہیں تو رائے صاحب اور بلال یامین صاحب یہ دونوں معزز ممبران مجھے غصے سے دیکھ رہے ہیں تو رائے صاحب پلیز پہلے آپ بات کر لیں۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا بھی ایک توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کیا یہ آپ کی تحریک التوائے کار ہے؟

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! نہیں، یہ میرا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت تو گزر گیا ہے لہٰذا اب آپ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو دے دیں اس کو کل take up کر لیں گے۔ جی، رائے صاحب!

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب کے حوالے سے ایک چھوٹی سی گزارش کرنی تھی کہ کافی دنوں سے ایسے ہی ہو رہا ہے کہ سوال دیئے جاتے ہیں لیکن ان کا جواب نہیں آتا منسٹر صاحب ہر چیز کو pend کر رہے ہیں، بہت اہم issues ہیں جس پر discussion ہونے والی ہے تو میرے خیال میں یہ نہ تو خود تیاری کر کے آتے ہیں اور ایسے لگتا ہے کہ دوسرے منسٹر صاحبان کو یہ شاید جواب دینے سے منع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رائے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ رشدہ لودھی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

محترمہ رشدہ لودھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

زمانہ مجھ کو دیتا ہے زوال کی دھمکیاں
نہ جانے کون سا مجھ میں کمال دیکھا ہے

جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ دسمبر 2023 میں چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کی جانب سے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جاتا ہے، جس میں عدالتوں کی غیر منصفانہ تقسیم ہوتی ہے اور ایسی تقسیم جو کہ نہ litigant کے لئے قابل قبول ہے اور نہ ہی کسی وکیل کے قابل قبول ہے کیونکہ ایوان عدل وکلاء کا ایک cluster ہے اور پوری دنیا میں جتنے بھی metropolitan cities ہیں ان میں ہمیشہ کورٹس کا ایک cluster ہوتا ہے، چاہے جتنے بھی ڈسٹرکٹس ہوں۔ کراچی میں چار ڈسٹرکٹ ہیں اور ایک cluster ہے، اسلام آباد میں دو ڈسٹرکٹس اور ایک cluster ہے۔ اسی طرح لاہور میں بھی ایک ہی cluster تھا جس کو توڑ کر مختلف جگہوں پر تقسیم کیا گیا۔ ہمیں تحصیلیں بنائے جانے پر کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ litigant کا وقت ضائع ہونے کا خدشہ ہے کیونکہ وکیل جب ایک جگہ سے دوسری جگہ move کرے گا تو جو وقت traveling میں consume ہو گا وہ litigant کا وقت ہے جس سے انصاف کی فراہمی میں شدت سے رکاوٹ پیدا ہو گی، اس نوٹیفکیشن کے بارے میں معزز چیف جسٹس صاحب کے ساتھ بات کی گئی لیکن پتا چلا کہ ان کا کہنا ہے کہ میں نے اب یہ نوٹیفکیشن

جاری کر دیا ہے لہٰذا اب واپس نہیں لیا جائے گا۔ یہ نوٹیفکیشن اے سی کمیٹی ساتھ discussion کے بغیر جاری کیا گیا ہے، جب اے سی کمیٹی کے ساتھ meetings ہوئیں تو جواب یہ آیا کہ کمیٹی کے ساتھ مشاورت نہیں کی گئی اور نہ ہی کمیٹی کو اعتماد میں لیا گیا تو وکلاء کا مؤقف درست ہے۔ اسی دوران چیف جسٹس یہاں سے چلے جاتے ہیں اور نئے چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ آجاتے ہیں ان کا بھی same مؤقف ہے اس کے جواب میں وکلاء نے مختلف فورم استعمال کئے اور negotiation کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی، چیف جسٹس آف پاکستان سے بھی request کی گئی اور وہاں سے یہ رائے آئی کہ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کو اس معاملے کو amicably solve کرنا چاہئے لیکن unfortunately ایسا نہیں ہو سکا، جس کے نتیجے میں ایک lawyers movement start ہو گئی، agitations شروع ہو گئی اور یہ agitation دسمبر سے شروع ہے جس میں مختلف ریلیاں نکلتی ہیں جس کا precedent یہ ہے کہ ریلی لاہور بار ایسوسی ایشن جو کہ ایشیاء کی سب سے بڑی بار ہے جس کی ممبر شپ 50 ہزار کو touch کرتی ہے، ریلی ایوان عدل سے نکلتی ہے اور آکر لاہور ہائی کورٹ کے بار روم میں اختتام پذیر ہوتی ہے، وہاں پر ہاؤس ہوتا ہے اور کل بھی اسی طرح سے ریلی نکالی گئی کیونکہ جتنی بھی پہلے ریلیاں نکالی گئی ہیں کسی ایک ریلی میں کسی وکیل نے ایک گملہ بھی نہیں توڑا، کسی ایک وکیل نے کوئی ایک پتھر بھی نہیں مارا، کل بھی اسی طرح سے پر امن ریلی نکالی گئی وکیل کے پاس صرف اور صرف قلم کا ہتھیار اور دلیل کا ہتھیار ہے جو کہ وہ لے کر ایوان عدل سے ہائی کورٹ کی جانب نکلے، ہائی کورٹ جو کہ وکیل کا گھر ہے، وہ بار جو کہ وکیل کی ماں ہے، مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اس ہائی کورٹ میں پولیس نے وکلاء کو داخل نہیں ہونے دیا۔ مجھے آخر پولیس سے یہ جواب چاہئے کہ ہائی کورٹ جو کہ وکیل کا گھر ہے تو پولیس وکیل کو اپنے گھر میں جانے سے کیسے روک سکتی ہے اور پولیس کو پہلے سے کیسے پتا تھا کہ اندر جا کر وکلاء نے کوئی ہنگامہ آرائی کرنی ہے کیونکہ اس سے پہلے بھی دس ریلیاں نکالی جا چکی ہیں، ایک بھی ریلی ایسی نہیں تھی جس میں کوئی بھی ہنگامہ آرائی کی گئی ہو؟

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کا جو concern ہے وہ میں سمجھ گیا ہوں۔ ہم کل سارا دن ٹیلی ویژن کی سکرین پر یہ سب کچھ دیکھتے رہے ہیں، administration of justice اور کورٹس کا قیام کہاں پر ہو گا اور کس بندوبست میں ہو گا separation of power system یہ judiciary اور ہائی کورٹ کی domain ہے and Chief Justice Sahib made that order تو گورنمنٹ

میں اور آپ directly اس پارلیمنٹ، اس اسمبلی کے ذریعے ان کی اس firewall کو breach نہیں کر سکتے۔ یہ matter کسی نہ کسی سلسلے میں sub judice بھی ہے، تو ہم اس matter کو یہاں پر discuss نہ کریں لیکن میں آپ کی anxiety سمجھ سکتا ہوں، آپ میرے پاس میرے چیمبر میں بھی تشریف لائی تھیں، آپ نے کہا کہ ہم اس حوالے سے اپنا کوئی role play کریں تو between lawyers and judiciary standoff نہیں ہونا چاہئے تھا، یہ جھگڑا جو پڑا ہوا ہے کہ وکلاء پریکٹس کہاں پر کریں، اب یہ معاملہ بار اور ہائی کورٹ کے درمیان ہے، اب بار اور ہائی کورٹ کو اس معاملے کو amicably resolve کرنا چاہئے اور یہ ان کے درمیان معاملہ practicing lawyers, litigants and administration of justice کا ہے تو public at large کے لئے اس میں کیا مسائل یا فوائد ہوں گے اس پر آپ کو اپنی بات چیت between bar and bench کرنی چاہئے؟ ہم اس firewall کو breach کر نہیں سکتے let say یہ ایسے ہی ہے جیسے ہم اسمبلی کی کارروائی میں عدلیہ کو اجازت دے دیں کہ وہ مخل ہو جائے تو یہ ان کا فیصلہ ہو گا۔

محترمہ رشدہ لودھی: جناب سپیکر! میں judiciary and bar کی بات نہیں کر رہی اس وقت میرا پوائنٹ یہ ہے کہ ایسے وکلاء جو کہ cream community ہیں وہ نہتے آتے ہیں، صرف پرامن احتجاج کرتے ہیں، ان پر پولیس حملہ کرتی ہے، ان کو humiliate کرتی ہے، ان کو زخمی کرتی ہے اور ان کو گرفتار کر کے لے جاتی ہے۔ میں اسی فورم کے توسط سے اپنی لیڈر وزیر اعلیٰ مریم نواز شریف صاحبہ کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے پنجاب پولیس کو یہ حکم دیا کہ وکلاء پر تشدد نہ کیا جائے اور amicably اس معاملے کو resolve کیا جائے۔ اب صرف اور صرف میرا stance اتنا ہے اس طرح کے واقعات کو روکنے کے لئے پولیس کو پابند کیا جائے کہ جب lawyers protection act موجود ہے، Lawyers Protection Act کے 7ATA according کے مقدمات وکلاء کے خلاف نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر: شکریہ، محترمہ آپ کی بات آ گئی ہے۔ آپ تشریف رکھیں، میرے خیال میں it is between the Judiciary and the Bar درمیان میں کوئی mediation کا role تو ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ play کر دے لیکن مجھے نہیں پتا لیکن this is governments call اور

یہ درست ہے کہ Chief Minister had decision yesterday that whatever the reasons not to register cases against the lawyers تو یہ ایک مناسب عمل ہے لیکن یہ Bench اور Bar کو دیکھنا چاہئے کہ کیسے ہوتا ہے۔

محترمہ کنول پرویز چودھری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔

جناب شہباز احمد: پولیس تو پی ٹی آئی کے وکیلوں کو مار رہی ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! پلیز ایک سیکنڈ۔

محترمہ کنول پرویز چودھری: جناب سپیکر! بالکل آپ ٹھیک فرمارہے ہیں کہ ہم لوگوں کی وہ jurisdiction نہیں ہے کہ ہم اس میں آئیں لیکن وکلاء اپنے بار روم میں جا کر اجلاس کرنا چاہ رہے تھے پر امن protest تو باہر تھا لیکن بار روم میں تو وہ اپنا اجلاس کرنا چاہ رہے تھے اور بار ہر وکیل کی ماں کی طرح ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ، پلیز آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ کنول پرویز چودھری: جناب سپیکر! وکلاء پر اتنا ظلم اور زیادتی کی گئی ہے لہٰذا میری استدعا ہے اور میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب اور اپنی قائد سے یہ استدعا کرتی ہوں کہ جب تک آپ درمیان میں کوئی اہم role play نہیں کریں گے [**********]۔ میری استدعا ہے کہ عام شہری کے بھی حقوق ہیں ان کا بھی تحفظ ہونا چاہئے اور وکلاء کے حقوق کا بھی تحفظ کیا جائے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ محترمہ نے چیف جسٹس صاحب کے بارے میں جو remarks دیئے ہیں وہ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔ جی راناصاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اضافی مخصوص نشستوں کو ڈی نوٹیفائی کرنے کا معاملہ

MR AFTAB AHMAD KHAN: Mr. Spekaker! I had raised the Point of Order regarding the reserved seats and you had very patiently listened to my arguments. Now, the question is: you have mentioned the Supreme Court; I have the order of the Supreme Court CMA 2920 of 2024. In the para 6 "Notice for the same date. In the meanwhile, operation of the impugned judgment of the Peshawar High Court dated 25.03.2024, as well as, the order of the Election Commission of Pakistan dated 01.03.2024 is suspended. It is, however, clarified that this interim order relates to the disputed seats only, i.e., the reserved seats allocated over and above the initially allocated reserved seats to the political parties. It is also clarified that this order is to operate prospectively w.e.f from today". Now, sir there is no ambiguity. This is not my judgment this is the judgment of the Honorable Justice Syed Mansoor Ali Shah, Justice Muhammad Ali Mazhar, Justice Athar Minallah. Now, the question is: this can arise any time any moment. So you put something for a vote and they say "Ayes" or "Noes". How you will differentiate those ladies sitting here and how can we know that they are from the prior seats or the later seats. So, I would politely request the honorable members that they should leave the House because something is going to happen. You may bring here a Resolution we can oppose it and we can fight for it. How do we know about "Ayes" and "Noes"

and there is going to be a division. We will not let it go like that sir. We have raised a very pertinent and proper question according to the Constitution of Pakistan and by the order of the Supreme Court of Pakistan. We will abide by this order and I didn't have the copy, I have got the copy through the honorable member Junaid Afzal Sahi. He has brought this copy and I am thankful to him also. Now, this is crystal clear. They can't sit in this House. If they are suspended what is the job here to do it?

MR SPEAKER: Rana Sahib, I will put it very candidly in very simple words. Now, as I have to act, I will act, once the Election Commission of Pakistan in pursuance of this order denotifies them. As long as, they are not denotified, they are members of this House.

MR. AFTAB AHMAD KHAN: These are the orders of the Apex Court of Supreme Court of Pakistan and they have very clearly and categorically mentioned that they are suspended. So, once they are suspended, there is no need for denotification.

جب آپ کسی کو suspend کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں گے؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں تشریف تو رکھوں گا لیکن آپ unconstitutional بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرا آپ کو بٹھانے کا مطلب یہی ہے کہ میں اب اسے اردو میں کہہ رہا ہوں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! مینوں پنجابی وچ دس دیو۔

جناب سپیکر: تساں اردو وچ سن تے سمجھ لونا۔ They have the right to be a member with the notification from the Election Commission of Pakistan, unless they are denotified and the decision is communicated to me by the Election Commission.

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس میں very clear CMA 2920 0f 2024

MR SPEAKER: Agreed.

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ وکیل ہیں، آپ بڑی interpretation بھی کرتے ہیں میں تو ایک چھوٹی کچہری کا وکیل ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ غور سے میری بات سنیں۔ Once the orders are suspended their membership is also suspended. Why are you waiting for notification? اب تو de-seat کا notification ہو گا۔ suspension an order will be issued to de-seat them کے بعد اگلا step de-seat کا ہونا ہے مگر..... as for as their

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر جو نکتہ اٹھایا ہے ہم اسے کل کے دن کے لئے مقرر کر لیتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ آج ووٹنگ کروا دیں لیکن وہ بیٹھے ہیں تو ہمیں کیا پتا کہ یہ ووٹ ہیں یا نہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک سیکنڈ تشریف رکھیں، میری بات تو سن لیں۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! جو معزز ممبران suspend ہوئے ہیں وہ اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو کر اپنی شکلیں تو دکھا دیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! تشریف رکھیں this is no way سردار صاحب! تشریف تو رکھیں۔ رانا صاحب! آپ نے بڑا pertinent نکتہ اٹھایا ہے I am not in disagreement with that. If the order of the Supreme Court entails that میں نے آپ سے کہا کہ ہم اس پر لکھ کر الیکشن کمیشن کو بھیج چکے ہیں، ہم اس آرڈر پر ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اور اٹارنی جنرل آف پاکستان سے تشریح مانگ چکے ہیں۔ ہم ان سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ as Provincial Assembly of the Punjab, as office of the Speaker we are asking them کہ آپ ہمیں اس آرڈر کی تفصیل بھیج دیں اور آپ ابھی جو بات اٹھا رہے ہیں اور آپ نے ابھی آرڈر بھی پڑھ کر سنایا ہے the matter is exactly اس میں سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کو partially suspend کیا ہے in whole suspend نہیں کیا۔ میں نے اسی لئے آپ سے کہا کہ کل اجلاس شروع ہوتے ہی میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دوں گا this is important and I really appreciate کہ آپ نے یہ نکتہ اٹھایا ہے لہٰذا ہم اس پر کل تفصیل سے بات کر لیں گے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے forthwith implement کرنا ہے اگر supposing آج کوئی issue آ جاتا ہے آپ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں rules کے تحت I want to suspend the proceeding and I want to put for vote اور ادھر "Ayes" ہو جاتا ہے تو what is their stance? آپ کہتے ہیں کہ partially and "Noes" in partially suspension, they can't work it, they can't suspend کیا ہے۔ vote it , they can't even participate it. How we can differentiate it?

جناب سپیکر: رانا صاحب! You have substance in your argument. I am not denying it but all I am saying is کہ آج اس آرڈر کی suspension کے بعد پہلے دن کی sitting ہے let's keep it for tomorrow

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! We can wait for that but you should not put anything for vote today. I learn every day. Life is a regular process of learning but I failed to understand today the person like

you sitting on that chair would not implement the orders. When you get an order from the High Court you appear you get bail order you don't wait for that. It is very crystal clear. Sir I am requesting you for God sake, you have to build this nation, you have to leave a good impression یہاں پر بڑے لوگ آئے ہیں اور چلے گئے ہیں but going before the constitution and not accepting the arguments of the decisions of the Supreme Court, it amounts to contempt, supposing if they vote today.

جناب سپیکر: رانا صاحب! I am reiterating again for the fifth time!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I am still on my point, that you cannot make it. Sir, I am sorry for that.

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔ جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں بڑی سادہ بات کروں گا۔ میں سال 2002 سے دیکھ رہا ہوں کہ جب الیکشن ہوتا ہے تو بہت سارے ایم پی اے صاحبان notify اور de-notify ہوتے ہیں۔ جب الیکشن کمیشن کسی ایم پی اے کے notify ہونے یا de-notify ہونے کا notification جاری کرتا ہے تو پھر اسمبلی سیکرٹریٹ اور سپیکر صاحب اس پر عملدرآمد کرتے ہیں۔ جب الیکشن کمیشن آف پاکستان کسی ایم پی اے کو de-notify کرنے کا notification جاری کرتا ہے تو پھر آپ اس ایم پی اے کا ہاؤس میں داخلہ بند کرتے ہیں۔ ابھی تک آپ کو الیکشن کمیشن آف پاکستان کی طرف سے کسی ایم پی اے کو de-notify کرنے کے حوالے سے کوئی مراسلہ نہیں آیا تو میرے اپوزیشن کے دوست اس بات پر زور کیوں دے رہے ہیں کہ یہ اراکین ایوان میں نہ بیٹھیں؟ میں آخر میں اپنے فاضل ممبر سے کہوں گا کہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order in the House. سمیع اللہ خان صاحب ایک سیکنڈ کے لئے میری بات سُن لیں۔ حافظ فرحت عباس صاحب! آپ تشریف رکھیں اور پہلے میری بات سُنیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! میری ایک منٹ بات تو سُن لیں۔

MR SPEAKER: Hafiz Farhat Abbas sahib! This is no way. I have given the floor to him. Please sit down. It is highly inappropriate that when Rana Aftab speaks then everybody listens to him and if one member speaks from this side, everybody starts shouting. I will not allow this. Samiullah Khan Sahib has the floor, you conclude it sir and no shouting at all.

سمیع اللہ خان صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے ابھی فرمایا ہے اور میں بھی مسلسل یہ note کر رہا ہوں کہ حزب اختلاف کی طرف سے جب بھی کوئی معزز ممبر بات کرتے ہیں تو حزب اقتدار کی طرف بیٹھے ہوئے تمام ممبران بڑے سکون سے ان کی بات سُنتے ہیں لیکن جیسے ہی ہماری طرف سے کوئی معزز رکن بات کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو یہ shout کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ سینکڑوں ممبران notify اور de-notify ہوتے رہتے ہیں۔ لوگ ماضی میں بھی الیکشن ٹریبونل جاتے رہے ہیں۔ سابق ڈپٹی سپیکر قاسم سوری صاحب کا case اور دوسرے کئی cases ہمارے سامنے ہیں۔ پچھلے کئی سالوں سے یہ عمل چل رہا ہے لیکن سپیکر صاحب اس وقت کسی رکن کا اسمبلی میں داخلہ بند کرتے ہیں جب انہیں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی طرف سے کوئی notification موصول ہوتا ہے۔ میں نے سپریم کورٹ کا یہ order ابھی تک نہیں پڑھا۔ اگر اس order میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے as Speaker Punjab Assembly direct حکم دیا ہے تو پھر رانا آفتاب احمد خان کا Point of Order valid ہے اور اس پر عمل ہونا چاہئے۔ سپریم کورٹ معزز ممبران صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی کے cases کا جب فیصلہ دیتی ہے تو وہ فیصلہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کی طرف جاتا ہے اور پھر الیکشن کمیشن آف پاکستان اس پر عمل درآمد کے لئے صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی کو مراسلہ جاری کرتا ہے۔ اگر سپریم کورٹ کے اس معزز bench نے کسی اور ادارے کو instructions یا حکم نہیں دیا صرف سپیکر پنجاب اسمبلی

یعنی آپ کو حکم دیا ہے تو پھر میں رانا آفتاب احمد خان کے مؤقف کی تائید کرتا ہوں کہ اس حکم پر عملدرآمد کیا جائے لیکن اگر سپریم کورٹ کا یہ حکم through proper channel آنا ہے، الیکشن کمیشن آف پاکستان کی طرف سے آنا ہے تو پھر رانا آفتاب احمد خان کا مؤقف درست نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے اس بارے میں رانا صاحب کو Point of Order پر بات کرنے کی اجازت دے دی ہے لیکن اس پر بے جا بحث مناسب نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! سپریم کورٹ آف پاکستان کا آرڈر ہے اور اگر یہ غلط ہو تو I stand guilty and I can be prosecuted یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر خط آپ کو بھیجا جائے۔ We are the affected party ہماری seats گئی ہیں۔ ہم متاثر ہوئے ہیں۔ ہماری seats گئی ہیں جن کو ہم خیراتی seats کہتے ہیں۔ وہ یہ لے کر گئے ہیں اور ہم کہتے ہیں سپریم کورٹ کے order کی وجہ سے وہ seats ہمیں واپس مل رہی ہیں لہٰذا ان ممبران کا یہاں ہاؤس میں بیٹھنا یا voting میں حصہ لینا ٹھیک نہیں ہے۔ That amounts to the contempt of the Supreme Court. ہمارا تو صرف یہ point ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! رانا آفتاب احمد خان کے پاس سپریم کورٹ کے orders کی کاپی موجود ہے۔ سول کورٹ یا سپریم کورٹ کا کوئی bench جب اپنا فیصلہ دیتا ہے تو وہ refer کرتا ہے کہ یہ فیصلہ کس کس کو بھیجا جائے۔ اگر سپریم کورٹ آف پاکستان کے اس معزز bench نے یہ فیصلہ سپیکر پنجاب اسمبلی کو direct بھیجا ہے تو پھر میرا مطالبہ بھی ان کے ساتھ ہو گا کہ آج بھی ان ممبران کو اس ہاؤس میں نہیں آنا چاہئے تھا۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب ذرا وہ پڑھ دیں کہ یہ فیصلہ کس کس کو بھیجا گیا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! سمیع اللہ خان صاحب نے شاید کبھی سپریم کورٹ کا فیصلہ نہیں دیکھا کیونکہ یہ جب بھی پیش ہوئے ہیں تو بطور ملزم ہی پیش ہوئے ہیں۔ میرا یہ point of view ہے کہ ہماری یہ پٹیشن Sunni Ittehad Council Versus Election Commission of

Naturally that goes to the Election Commission of Pakistan تھی۔ Pakistan.اس میں تو کوئی ambiguity نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، عبداللہ وڑائچ صاحب! آپ بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

جناب محمد عبداللہ وڑائچ: جناب سپیکر! میں اس معزز ہاؤس کی توجہ Rules of Procedures کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جب Honorable Speaker کسی بات یا point پر ruling دے دیتے ہیں تو پھر اس حوالے سے دوبارہ بات نہیں کی جا سکتی۔ آج صبح آپ اسی point پر ruling دے چکے ہیں لہٰذا اس کو دوبارہ discuss نہیں کیا جا سکتا۔ The ruling of the Speaker is final.

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان! I want to make a conscious decision on it. اب میں اس کو آپ کے سامنے بالکل ایک justice position میں رکھ رہا ہوں۔ Without favoring any point of view which the government gave, Samiullah Khan sahib gave یا جو آپ نے دیا ہے۔ دیکھیں، میں بطور سپیکر پنجاب اسمبلی الیکشن کمیشن کی طرف سے جو Orders issue ہوں گے ان کے مطابق act کروں گا۔

Now, the party to the proceedings is the Election Commission and they are respondents and order given by the Supreme Court to a certain extent it is binding, if something wrong has been notified by the Election Commission, the Supreme Court as the final arbitrator can correct it, but as long as they are not de- notified, I won't allow anybody to breach my firewall, sir.

جب تک یہ de-notify نہیں ہوتے اُس وقت تک They sit to stand as members. یہ prospective orders ہیں۔ سپریم کورٹ نے جو orders پاس کئے ہیں اس پر میں نے کل تفصیلی رولنگ دینے کے لئے کہا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے اس حکم نامے میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کے لئے ایک clear directive nature ہے جو آپ نے خود بھی پڑھ کر سُنایا ہے۔ اس میں سپریم کورٹ نے یہ کہا ہے کہ:۔

It will be with effect from today and it is clarified that this interim order relates to the disputed seats only. Now, who has to act upon first? That is Election Commission, which has given birth to them. The Election Commission created their legitimacy to be in this House, so I could take them as members in the House. As long as Election Commission doesn't act upon this order, they are members of this House.

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ریکارڈنگ نکلوا لیں۔ آپ کی پہلے یہاں پر observation تھی کہ They are not going to vote and they are not going to participate. یہ آپ نے فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان! وہ میں اپنے ہاؤس کے conduct سے کہہ رہا ہوں۔ اس order میں ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں اور آپ نے اس پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے and I really appreciate that this House has such material, that it is debating constitutional issue. یہ ایوان اپنے معاملات پر خود بات کر رہا ہے حالانکہ میں اس matter کو subjudice کہہ کر Point of Order کو outright reject کر دیتا لیکن I want this debate to carry on اور اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس معاملے پر میری اپنی ایک سوچ ہے اور میں proportional representation کا حامی ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ letter of law بھی violate نہ ہو اور proportional representation کی بنیاد پر کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو۔ اب یہ confuse state ہے اور یہ confuse state اس لئے ہے کہ letter of law یہ کہتا ہے The political party which has parliamentary presence اُن کو اُن کی متناسب نمائندگی کے مطابق نشستیں ملیں گی یہ letter of law ہے لیکن sense of law آپ کی سیٹوں کی support کرتی ہے او letter of law رُکاوٹ ہے۔۔۔

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: جناب آفتاب احمد خان! I put this matter to rest. آپ کا point بہت pertinent ہے The only reason Supreme Court has clearly said in their last operative Para Number 8 اوپر CMA کو deal کرنے کے بعد جب وہ نیچے گئے normally we don't discuss these orders, we leave it out آپ جانتے ہیں اور آپ کو بہت اچھے سے پتا ہے کہ matter is subjudice, we cannot debate on it. لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر میں اس bar سے آپ کو باہر نکال رہا ہوں۔ میں floor کھول رہا ہوں، میں اس letter of law and sense of law کی confusion کے حوالے سے میں اس favor میں ہوں کہ یہ مسئلہ settle ہونا چاہیے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں اُس وقت تک reluctant تھا جب یہ notification آیا تو میری دو rulings آپ کے پاس ہیں اور میں آج بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ since the Supreme Court is saying that اور اس میں آپ کی input, record کا حصہ ہے This is very important. This confusion needs to be addresed. اس پر آپ بھی اپنی مزید غور و فکر کر لیں میں اس کو die down نہیں کر رہا we will bring it up tomorrow, before the proceeding starts. Since, the question under consideration require constitutional interpretation, the matter be placed before the committee under section 4 of the Supreme Court Practice and Procedure for constitution of larger bench. اس لئے میں ابھی آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ we will act in accordance with the law ہم frame of law سے باہر نہیں جائیں گے آپ نے آج اس معاملے کو اُٹھا کر بڑا اچھا کیا ہے and we would take it by tomorrow. کوئی بھی business شروع کرنے سے پہلے ہم اس order کی right implementation کے اوپر عمل درآمد کریں گے لیکن ہم اس سے باہر نہیں جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جی، اب ہم Government Business لیتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر درج ذیل Government Business ہیں:

EXTENSION OF ORDINANCES

MOTION UNDER RULE 127

MR SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may move the motion for leave of the Assembly.

RESOLUTIONS UNDER ARTICLE 128 (2) (a) OF THE CONSTITUTION

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba ShujaUr Rehman): Mr Speaker! I move:

> "That leave be granted to move Resolutions under Article 128(2)(a) of the Constitution for extension of the following Ordinances:

1. The Punjab Healthcare Commission (Amendment) Ordinance 2023 (IV of 2024); and
2. The Punjab Price Control of Essential Commodities Ordinance 2023 (V of 2024).

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to move Resolutions under Article 128(2)(a) of the Constitution for extension of the following Ordinances:

1. The Punjab Healthcare Commission (Amendment) Ordinance 2023 (IV of 2024); and
2. The Punjab Price Control of Essential Commodities Ordinance 2023 (V of 2024).

Now, the question is:

"That leave be granted to move Resolutions under Article 128(2)(a) of the Constitution for extension of the following Ordinances:

1. The Punjab Healthcare Commission (Amendment) Ordinance 2023 (IV of 2024); and
2 The Punjab Price Control of Essential Commodities Ordinance 2023 (V of 2024).

(The motion was carried and leave was granted.)

MR SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may move the Resolution for extension.

RESOLUTION FOR EXTENSION OF THE PUNJAB HEALTHCARE COMMISSION (AMENDMENT) ORDINANCE 2023

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba ShujaUr Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Healthcare Commission (Amendment) Ordinance 2023 (IV of 2024), promulgated on 22nd February 2024, for a further period of ninety days with effect from 22nd May 2024."

MR SPEAKER: The Resolution moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Healthcare Commission (Amendment) Ordinance 2023 (IV of 2024), promulgated on 22nd February 2024, for a further period of ninety days with effect from 22nd May 2024."

Now, the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Healthcare Commission (Amendment) Ordinance 2023 (IV of 2024), promulgated on 22nd February 2024, for a further period of ninety days with effect from 22nd May 2024."

(The motion was carried.)

(The Resolution was adopted.)

(Applause)

MR SPEAKER: Minister for Law may move the Resolution for extension.

RESOLUTION FOR EXTENSION OF THE PUNJAB PRICE CONTROL OF ESSENTIAL COMMODITIES ORDINANCE 2023

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba ShujaUr Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Price Control of Essential

Commodities Ordinance 2023 (V of 2024), promulgated on 03rd March 2024, for a further period of ninety days with effect from 01st June 2024."

MR SPEAKER: The Resolution moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Price Control of Essential Commodities Ordinance 2023 (V of 2024), promulgated on 03rd March 2024, for a further period of ninety days with effect from 01st June 2024."

Now, the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab extends the period of validity of the Punjab Price Control of Essential Commodities Ordinance 2023 (V of 2024), promulgated on 03rd March 2024, for a further period of ninety days with effect from 01st June 2024."

(The motion was carried.)

(The Resolution was adopted.)

(Applause)

REPORTS

(Laid)

MR SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may lay the reports.

LAYING OF AUDIT REPORTS 2019-20 TO 2022-23

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja Ur Rehman): Mr Speaker! I lay the following Reports:

1. Special Audit Report on LDA City Housing Scheme Lahore, HUD & PHE Department, Government of the Punjab, for the Audit Year 2019-20.
2. Special Audit Report on the Accounts of Sustainable Development Goals Achievement Program (SAP), C&W, HUD&PHE, LG&CD Departments and District Health & Education Authorities, Government of the Punjab, for the Audit Year 2020-21.
3. Performance Audit Report on Dualization of Khanewal- Lodhran Bypass Road (94 KM), Communication & Works Department, Government of the Punjab, for the Audit Year 2020-21.
4. Audit Report on the Accounts of District Councils of Punjab (North), for the Audit Year 2020-21.
5. Audit Report on the Accounts of Municipal Committees of Gujranwala, Lahore, Rawalpindi & Sargodha Regions, for the Audit Year 2020-21.
6. Audit Report on the Accounts of Metropolitan Corporation Lahore and 6 Municipal Corporations of Punjab (North), for the Audit Year 2020-21.

7. Audit Report on the Accounts of Public Sector enterprises, Government of the Punjab, for the Audit Year 2020-21.
8. Audit Report on the Accounts of Communication and Works, Housing, Urban Development & Public Health Engineering, Irrigation, Local Government & Community Development and Energy Departments, Government of the Punjab, for the Audit Year 2021-22.
9. Special Audit Report on the Accounts of Rawalpindi Ring Road Project, Housing Urban Development & Public Health Engineering Department, Government of the Punjab for the Audit Year 2021-22.
10. Audit Report on the Accounts of 18-District Councils of Punjab (North) for the Audit Year 2019-20.
11. Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab for the Audit Year 2022-23.
12. Performance Audit Report on District Headquarter Hospital Khushab, for the Audit Year 2020-21.
13. Performance Audit Report on Punjab Non-Formal Education Project in the Districts Lahore, Kasur, Okara, Sheikhupura & Nankana Sahib for the Audit Year 2020-21.
14. Performance Audit Report on Sialkot Waste Management Company for the Audit Year 2020-21.

15. Special Study on Human Resource Hiring in District Education and District Health Authorities of District Lahore and Kasur for the Audit Year 2020-21.
16. Special Study Report on Provision of Service Delivery by District Education Authority Bhakkar for the Audit Year 2020-21.
17. Special Study on Human Resource Hiring in District Education Authority and District Health Authority of District Gujranwala for the Audit Year 2020-21.
18. Special Study on Human Resource Hiring in District Health Authority and District Education Authority of District Sialkot for the Audit Year 2021-22.
19. Special Study on Human Resource Hiring in District Education Authority and District Health Authority of Districts Okara & Nankana Sahib for the Audit Year 2021-22.
20. Special Audit Report on the Accounts of District Council Kasur for the Audit Year 2021-22.

MR SPEAKER: The Reports have been laid and are referred to the concerned Public Accounts Committees whenever elected for examination and report within one year.

میں وزیر پارلیمانی امور اور قائد حزب اختلاف دونوں سے کہتا ہوں کہ it is a matter of pity and it is a sad state of affairs یہ جتنی رپورٹس وزیر موصوف نے پیش کی ہیں یہ 2021 کے متعلق ہیں اور اب ان کی ردی کے کاغذ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میری آپ سے اور اپوزیشن سے گزارش ہے کہ I will exercise the power to constitute Special Committees اور ان کی currency of the year کے اندر

Public Accounts Committee پر رپورٹ آنی چاہئے۔ آپ یہ space چھوڑتے جائیں گے تو Parliament ineffective ہوتی جائے گی اور یہ اسمبلی ineffective ہوتی جائے گی۔ This has to come for the currency of the year and minimum standards میں ہم previous year کو deal کریں۔ Why auditors are not bringing in the reports, why departments are not reconciling their paras. They sit with their work and they consider us as a dustbin اور یہاں پھینک دیں گے۔ No this will not happen اس کے لئے Special Committees form ہوں گی۔ ہم دو Special Public Account committees form کریں گے اور چھ ماہ کے اندر اندر ساری pendingency clear کریں گے۔ Sitting back in three years. What type of audit reports are those in what Public Account Committees functioning over past 10 years ہم اس میں کیا لے کر نکلیں گے۔ جی، سمیع صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کی observation بڑی valid ہے۔ آپ پچھلی بار بھی اس ہاؤس کے ممبر تھے۔ آپ اس کی وجہ بھی تو دیکھیں۔ یہ کسی محکمے کی صرف نااہلی نہیں ہے لیکن ان کی نااہلی ہو سکتی ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ ہاؤس کی سب سے معتبر کمیٹی Public Account Committee-I ہوتی ہے۔ اس کی ساڑھے چار یا چار سال تشکیل نہیں ہو سکی۔ اس کمیٹی کے پاس جو چار سال business آنا تھا وہ نہیں آ سکا کیونکہ وہ بنی ہی نہیں تھی۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ جب ہم سیاسی جماعتیں اپنا کردار صحیح طریقے سے ادا نہ کریں تو ایسا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میری خواہش ہے کہ کسی اور دن ہم اس پر بات کریں کہ پچھلے چار سال Public Account Committee-I کیوں نہ بن سکی۔ اس پر بات ہونی چاہئے۔ جس کی وجہ سے آج یہ ساری رپورٹیں یہاں آ رہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ اس پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کیا جائے کیونکہ Public Account Committee اس ہاؤس کی sitting کے بعد سب سے معتبر ادارہ ہے۔ یہ کمیٹی احتساب کا ادارہ ہے۔ اس کی روایت بہت اچھی ہے کہ حکومت کا احتساب ہوتا ہے۔

رولز میں کہیں نہیں لکھا کہ Public Account Committee-I کا چیئرمین اپوزیشن لیڈر ہو گا۔ یہ روایت تھی یہ بڑی اچھی روایت ہے کہ حکومت کا گریبان اپوزیشن لیڈر کے ہاتھ میں ہو گا لیکن پچھلے چار سال اس روایت کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ ایسا صرف اس وجہ سے کیا گیا کہ اس چار سال کی حکومت کا گریبان اس وقت کے اپوزیشن لیڈر کے ہاتھ میں نہ آجائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہو گی کہ بالکل یہ اپوزیشن لیڈر کا استحقاق نہیں ہے بلکہ روایت ہے جو قومی اسمبلی میں بھی رہی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اسی ہاؤس میں اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید صاحب تھے۔ ان کو اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے Public Account Committee-I کا چیئرمین بنایا گیا۔ ہم نے تو اس روایت کی پاسداری کی لیکن جب ان کا وقت آیا تو انہوں نے اس روایت کو روند ڈالا۔ چلیں! کوئی issue نہیں ہے لیکن اس کا نتیجہ یہی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے کہ پانچ پانچ سال کی چیزیں pending ہوئیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ effort کر کے Special Public Account Committees بنا کر اس pendency کو ختم کریں لیکن اس کی بڑی وجہ ہمارے سیاسی رویے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس ہاؤس کے اندر پچھلے چار سال اس کا مظاہرہ کیا گیا۔ یہ مجھے معلوم ہے۔ مجھے اب چار پانچ یا سات چہرے نظر آتے ہیں جو پچھلی اسمبلی میں ممبر تھے باقی سارے ممبران نئے ہیں۔ ان کو نہیں معلوم کہ PTI کے دور حکومت میں اس ہاؤس کے اندر اور اس ہاؤس کے باہر کس طرح کی روایات کو جنم دیا گیا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سمیع اللہ خان صاحب کی بات کو میں آگے بڑھاتے ہوئے جو انہوں نے اس معاملے پر پولیٹیکل بات کی اور ساتھ میں یہ بات بھی add کروں گا کہ آپ کی چیئر پر جو صاحب یہاں بیٹھتے تھے انہوں نے بھی ایک نئی روایت اسمبلی میں قائم کی تھی جو اس اسمبلی کی ان در و دیوار نے اور یہاں لوگوں نے دیکھا وہ آج تک اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا پچھلے 21 سال سے میں بھی اس ہاؤس کا ممبر ہوں میں نے کبھی بھی پنجاب اسمبلی میں وہ سب کچھ نہیں دیکھا جو پرویز الٰہی صاحب اس چیئر پر بیٹھ کر کرتے تھے۔ لہٰذا میں

صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ آپ نے مجھ سے پچھلی دفعہ بھی یہ بات پوچھی تھی۔ political aspect جو تھوڑا سا اسمبلی سے related تھا وہ سمیع اللہ خان صاحب نے بتایا تو میں نے اس پر detailed report ڈیپارٹمنٹ سے لی تھی تقریباً تین سے پانچ مہینے ایک ڈیپارٹمنٹ اس آڈٹ رپورٹ پر لیتا ہے اس کے بعد یہ رپورٹ Auditor General of Pakistan کے پاس جاتی ہے کیونکہ ان کے پاس سارے پاکستان سے رپورٹس آ رہی ہوتی ہیں اس پر مجھے بتایا گیا کہ سوا سال سے ڈیڑھ سال اور پونے دو سال وہاں لگ جاتے ہیں اس کے بعد یہ پھر ہمارے پاس واپس آتی ہیں پھر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں پیش کی جاتی ہے اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے ساتھ جو کچھ پچھلے tenure میں ہوا اس کو repeat نہیں کرتا کیونکہ سمیع اللہ صاحب نے detail میں اس پر بات کر دی ہے۔

جناب سپیکر: جی خان صاحب!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! یہاں سے اور بھی کسی نے کوئی بات add کرنی ہے تو کر لیں میں پھر ایک ساتھ جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ سے جواب نہیں مانگ رہے اس کو partisan line پر نہ لے کر جائیں میرا concern ہے کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں صرف حقیقت بتانا چاہتا ہوں میری عرض سن لیں میری پارٹی پر الزام لگایا گیا ہے میں نے جواب تو دینا ہے۔

جناب سپیکر: آپ سن تو لیں الزام سپیکر پر لگا ہے آپ پر تو نہیں لگا۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں جواب دوں گا میری گورنمنٹ پر الزام لگا ہے میں اس ہاؤس کا حصہ تھا۔

جناب سپیکر: ملک صاحب میں اب آپ سے کہوں گا کہ آپ ایک سیکنڈ کے لئے تشریف رکھیں۔ as a matter of fact whatever Sami Ullah said ان کی اپنی بات کی دلیل اور حقائق ہیں میرا مسئلہ اس وقت اس سے beyond ہے میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اس parliamentary accountability کے process کو effective رکھنا چاہتا ہوں with what length of imagination we can perceive کہ ایک Auditor General office کہتے ہیں کہ مجھے

ڈیڑھ سال require ہیں on those reports which are submitted اور وہ pendency میں پڑی رہتی ہیں "10,10" سال تک۔ میرا صرف مسئلہ ہے کہ اس کو currency of token میں لے آئے this is what I mean اب پیچھے کیا ہوا let's not cry over the spilt milk آگے چلتے ہیں یہ ہم سب کے علم میں ہے کہ انہوں نے نہیں کیا تھا۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! کیونکہ یہ ایک پولیٹیکل بات ہوئی ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے honorable ممبر نے جو بات کی ہے اصل میں بات رویوں کی ہوتی ہے اب دیکھیں ہم ایک پارٹی ہے ادھر اس لائن میں جتنے بھی بیٹھے ہیں آپ ہمیں دیکھ لیں ان میں سے کوئی بھی آپ کو ہمارے لیڈر عمران خان کا رشتہ دار نہیں ملے گا کوئی ایسا بندہ نہیں ملے گا یہ سب عام workers ہیں۔

جناب سپیکر: خان صاحب اے کدھر گل لے چلے او۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میری بات اب سن لیں وہ میں آپ سے ابھی کہہ رہا ہوں میری بات میں کوئی ایسی غلط بات ہو تو حذف کر دیں میرے یہ سارے Treasury Benches والے بھائی بتائیں کیا شریف فیملی کے علاوہ ان کے پاس لیڈر آف دی اپوزیشن اور کوئی نہیں تھا؟ وہ تو اس وقت جیل میں تھے۔

جناب سپیکر: As a leader of the opposition I was not expecting this from you دیکھیں میری بات سنیں he was Leader of the Opposition آپ اس چیئر کی تکریم کریں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: you have to rise beyond some certain details

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں اگر اس وقت کیا حمزہ شہباز صاحب کے لئے Production Order کے لئے سپیشل کمیٹی constitute نہیں ہوئی تھی ہوئی تھی۔ وہ کس نے کی تھی وہ پرویز الٰہی صاحب نے ہی

constitute کی تھی جن کے بارے میں میاں صاحب فرمارہے ہیں۔ دوسری بات کیا انہوں نے کوئی متبادل نام دیا تھا۔

جناب سپیکر: ملک صاحب دیکھیں آپ غیر ضروری بحث میں الجھ گئے ہیں۔ سمیع صاحب آپ تشریف رکھیں گے as a matter of facts دیکھیں میری بات سنیں نا میں آگے چلانا چاہ رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! ہم بھی اس کو آگے چلانا چاہ رہے ہیں لیکن اصل میں میری بات یہ ہے کہ یہ بالکل غلط بات کر رہے ہیں اور الزام لگا رہے ہیں ان کے پاس کوئی choice ہی نہیں آپ کے ہاؤس کے لئے سوائے شریف فیملی کے کوئی اور بندہ کسی عہدے کا اہل ہے بس یہ ہی میری بات تھی اب میری بات ختم ہو گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ایک سیکنڈ دیکھیں یہ بات آگے چلتی جائے گی میں اس کو ختم کرنا چاہ رہا ہوں آپ statement دیں گے پھر وہ جواب دینے اٹھ کھڑے ہوں گے حسن صاحب تشریف رکھیں، سمیع صاحب آپ بھی تشریف رکھیں even if I have to give the floor then I have to give it to the Minister Parliamentary Affairs then آپ تشریف رکھیں میں اس بحث کو ختم کرنا چاہتا ہوں as a matter of facts انہی رویوں کے نتیجے میں چار سال تک پوری پارلیمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹیز نہیں بنی اور میں آپ کو چیئر پر بیٹھ کے آپ کو ایک nonpartisan environment دے رہا ہوں for both sides اور میں کہہ رہا ہوں کہ آپ اسمبلی کی working کو effective کر لیں آپ پھر اپنے partisan رویوں میں پھنسے بیٹھے ہیں better suiting you جی منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہاں پر ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے بڑا categorically دو تین دفعہ کہا شریف فیملی تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ میاں محمد نواز شریف پاکستان کا سب سے بڑا لیڈر رہے میاں محمد نواز شریف وہ لیڈر رہے جس کے پیچھے کروڑوں لوگ کھڑے ہیں میاں نواز شریف وہ لیڈر رہے جس نے اس پاکستان کو بنایا میاں محمد نواز شریف، حمزہ شہباز صاحب اور محترمہ مریم نواز کی اور شہباز شریف صاحب کی بات

کرتے ہیں تو وہ merit پر منتخب ہو کر اس اسمبلی اور ان ایوانوں میں آتے ہیں اور ہم لوگ اپنے لیڈروں کو ووٹ دے کر وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ بناتے ہیں ان کی طرح نہیں ہیں انہوں نے جس طرح RTS بٹھا کر جعلی وزیر اعظم بنا کر عمران خان کو لیا گیا اس نے اس ملک کا دیوالیہ نکال دیا اور یہ جہاں پر اسمبلی کی کمیٹیوں کی بات کرتے ہیں آپ کو میں بتانا چاہوں گا کہ ان کے انہی رویوں کی وجہ سے یہ جس پرویز الٰہی اور عمران کے رویوں کی وجہ سے پچھلی اسمبلی میں 42 میں سے صرف 14 کمیٹیاں ہی بنی تھی اور انہوں نے حمزہ شہباز صاحب کو Public Account Committee کا چیئرمین نہیں بننے دیا اور جو ان کی ایک Public Account Committee بنی بھی تھی اس میں بھی یہ کام نہیں کرتے تھے تو جناب سپیکر ان سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر merit پر آتے ہیں ووٹ لے کر آتے ہیں شریف فیملی کے پیچھے پورا پاکستان کھڑا ہے نواز شریف ان کے قیدی نمبر 804 غدار کی طرح نہیں ہیں نواز شریف محب وطن ہے۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ و پارلیمانی امور جناب مجتبیٰ شجاع الرحمن ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے رُولز کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں تو محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "رُولز آف پروسیجر صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے رُول 234 کے تحت رُول 115 اور دیگر متعلقہ رُولز کو معطل کر کے سانحہ 9۔ مئی کے حوالے سے ایک مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جناب سپیکر: جی، رُولز کی معطلی تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "رُولز آف پروسیجر صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے رُول 234 کے تحت رُول 115 اور دیگر متعلقہ رُولز کو معطل کر کے سانحہ 9۔ مئی کے حوالے سے ایک مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

رُولز کی معطلی کی تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"رُولز آف پروسیجر صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے رُول 234 کے تحت رُول 115 اور دیگر متعلقہ رُولز کو معطل کر کے سانحہ 9۔ مئی کے حوالے سے ایک مذمتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

معزز ایوان کا 9۔ مئی کو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی رہائش کو نذر آتش کرنے اور قومی سلامتی کے اداروں کو نشانہ بنانے پر سیاسی عناصر کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شکریہ، میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"9۔ مئی پاکستان کی تاریخ کا ایک دلخراش اور سیاہ ترین دن ہے جب ایک سیاسی جماعت کے شر پسند عناصر نے وطن عزیز اور اس کی سلامتی کے ضامن اداروں کے خلاف بھیانک سازش کی اور اپنے مذموم سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے سیاسی لبادہ اوڑھ کر ملک میں خانہ جنگی کرانے کی ناکام کوشش کی۔ اُس دن سیاسی اور ذاتی مفادات کے لئے وہ کچھ کیا گیا جس کی کبھی پاکستان کے دشمن بھی ہمت نہ کر سکے تھے۔ اِس بات کے ناقابل تردید اور ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ ایک سیاسی جماعت نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت وطنِ عزیز کو انتہائی نازک صورت حال سے دوچار کیا۔ 9 مئی کو قومی سلامتی کے اداروں کو ہدف بنایا گیا اور اِن کی املاک کو شدید نقصان پہنچایا گیا۔ 9 مئی کو شہدا کی یادگاروں کی توہین کی گئی یہاں تک کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی رہائش گاہ تک کو نذر آتش کر دیا گیا۔ وطنِ عزیز کی ساکھ کو بین الاقوامی سطح پر بھی

نقصان پہنچانے کی ناکام کوشش کی گئی مگر قومی سلامتی کے اداروں نے صبر و تحمل، دانش مندی اور بُردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اِس سازش کو ناکام بنادیا اور وطنِ عزیز کو بڑی تباہی سے بچالیا۔

یہ ایوان قومی سلامتی کے اداروں کو اِس سازش کے ناکام بنانے پر خراجِ تحسین پیش کرتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ پُوری قوم کو اِن اداروں پر فخر ہے جن کی قربانیوں کی بدولت سارا پاکستان امن اور چین کی نیند سوتا ہے۔ یہ ایوان اِن اداروں کو یقین دلاتا ہے کہ پُوری قوم اِن پر پورا اعتماد کرتی ہے اور اِن کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ سانحہ 9۔ مئی کے ذمہ داران اور منصوبہ سازوں کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچایا جائے تاکہ آئندہ کوئی فرد یا گروہ ایسی گھناؤنی سازش سوچنے سے بھی گریز کرے۔ یہ ایوان ملک کی تمام سیاسی جماعتوں سے توقع کرتا ہے کہ وہ ملکی سلامتی اور ترقی کے لئے مثبت اور ذمہ دارانہ کردار ادا کریں گی"۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"9۔ مئی پاکستان کی تاریخ کا ایک دلخراش اور سیاہ ترین دن ہے جب ایک سیاسی جماعت کے شر پسند عناصر نے وطن عزیز اور اس کی سلامتی کے ضامن اداروں کے خلاف بھیانک سازش کی اور اپنے مذموم سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے سیاسی لبادہ اوڑھ کر ملک میں خانہ جنگی کرانے کی ناکام کوشش کی۔ اُس دن سیاسی اور ذاتی مفادات کے لئے وہ کچھ کیا گیا جس کی کبھی پاکستان کے دشمن بھی ہمت نہ کر سکے تھے۔ اِس بات کے ناقابل تردید اور ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ ایک سیاسی جماعت نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت وطنِ عزیز کو انتہائی نازک صورت حال سے دوچار کیا۔ 9 مئی کو قومی سلامتی کے اداروں کو ہدف بنایا گیا اور اِن کی املاک کو شدید نقصان پہنچایا گیا۔ 9 مئی کو شہدا کی یادگاروں کی توہین کی گئی یہاں تک کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی رہائش گاہ تک کو نذر آتش کر دیا گیا۔ وطنِ عزیز کی ساکھ کو بین الاقوامی سطح پر بھی نقصان پہنچانے کی ناکام کوشش کی گئی مگر قومی سلامتی کے اداروں

نے صبر و تحمل، دانش مندی اور بُردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اِس سازش کو ناکام بنا دیا اور وطنِ عزیز کو بڑی تباہی سے بچالیا۔

یہ ایوان قومی سلامتی کے اداروں کو اِس سازش کے ناکام بنانے پر خراجِ تحسین پیش کرتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ پُوری قوم کو اِن اداروں پر فخر ہے جن کی قربانیوں کی بدولت سارا پاکستان امن اور چین کی نیند سوتا ہے۔ یہ ایوان اِن اداروں کو یقین دلاتا ہے کہ پُوری قوم اِن پر پورا اعتماد کرتی ہے اور اِن کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ سانحہ 9۔ مئی کے ذمہ داران اور منصوبہ سازوں کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچایا جائے تاکہ آئندہ کوئی فرد یا گروہ ایسی گھناؤنی سازش سوچنے سے بھی گریز کرے۔ یہ ایوان ملک کی تمام سیاسی جماعتوں سے توقع کرتا ہے کہ وہ ملکی سلامتی اور ترقی کے لئے مثبت اور ذمہ دارانہ کردار ادا کریں گی"۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:۔

"9 مئی پاکستان کی تاریخ کا ایک دلخراش اور سیاہ ترین دن ہے جب ایک سیاسی جماعت کے شر پسند عناصر نے وطن عزیز اور اس کی سلامتی کے ضامن اداروں کے خلاف بھیانک سازش کی اور اپنے مذموم سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے سیاسی لبادہ اوڑھ کر ملک میں خانہ جنگی کرانے کی ناکام کوشش کی۔ اُس دن سیاسی اور ذاتی مفادات کے لئے وہ کچھ کیا گیا جس کی کبھی پاکستان کے دشمن بھی ہمت نہ کر سکے تھے۔ اِس بات کے ناقابل تردید اور ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ ایک سیاسی جماعت نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت وطنِ عزیز کو انتہائی نازک صورت حال سے دوچار کیا۔ 9 مئی کو قومی سلامتی کے اداروں کو ہدف بنایا گیا اور اُن کی اِملاک کو شدید نقصان پہنچایا گیا۔ 9 مئی کو شہدا کی یادگاروں کی توہین کی گئی یہاں تک کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی رہائش گاہ تک کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ وطنِ عزیز کی ساکھ کو بین الاقوامی سطح پر بھی نقصان پہنچانے کی ناکام کوشش کی گئی مگر قومی سلامتی کے اداروں نے صبر و تحمل، دانش مندی اور بُردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اِس سازش کو ناکام بنا دیا اور وطنِ عزیز کو بڑی تباہی سے بچالیا۔

یہ ایوان قومی سلامتی کے اداروں کو اِس سازش کے ناکام بنانے پر خراجِ تحسین پیش کرتا ہے اور قرار دیتا ہے کہ پُوری قوم کو اِن اداروں پر فخر ہے جن کی قربانیوں کی بدولت سارا پاکستان امن اور چین کی نیند سوتا ہے۔ یہ ایوان اِن اداروں کو یقین دلاتا ہے کہ پُوری قوم اِن پر پورا اعتماد کرتی ہے اور اِن کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ سانحہ 9۔ مئی کے ذمہ داران اور منصوبہ سازوں کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچایا جائے تاکہ آئندہ کوئی فرد یا گروہ ایسی گھناؤنی سازش سوچنے سے بھی گریز کرے۔ یہ ایوان ملک کی تمام سیاسی جماعتوں سے توقع کرتا ہے کہ وہ ملکی سلامتی اور ترقی کے لئے مثبت اور ذمہ دارانہ کردار ادا کریں گی"۔

(قرارداد منظور ہوئی)

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 10۔ مئی 2024 دوپہر 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

جمعتہ المبارک، 10۔ مئی 2024

(یوم الجمعہ، یکم ذیقعد 1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: نواں اجلاس

جلد 9: شمارہ 2

101

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

جمعتہ المبارک، 10۔ مئی 2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری اور کان کنی و معدنیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

زیرو آور نوٹس

GOVERNMENT BUSINESS

LAYING OF REPORTS

A MINISTER to lay the following Reports:

1. Special Audit Report on the Accounts of Tehsil Headquarter Hospital Sillanwali for the Audit Year 2021-22.
2. Performance Audit Report on Provision of Municipal Services of Municipal Corporation Gujrat, for the Audit Year 2021-22.
3. Performance Audit Report on District Education Authority on Provision of Free Education to 10% Disadvantaged Children of District Sargodha, for the Audit Year 2021-22.

102

4. Performance Audit Report on Non-Salary Budget of Schools of Districts of Lahore, Sheikhupura, Nankana Sahib, Okara and Kasur, for the Audit Year 2021-22.
5. Audit Report on the Accounts of District Education Authorities of 19 Districts of Punjab (North), for the Audit Year 2022-23.
6. Audit Report on the Accounts of District Health Authorities of 19 Districts of Punjab (North), for the Audit Year 2022-23.
7. Audit Report on the Accounts of Provincial Zakat Fund and District Zakat Committees Punjab, for the Audit Year 2022-23.
8. Appropriation Accounts of Forest Department, Government of the Punjab, for the Year 2021-22.
9. Audit Report on the Accounts of Expenditure, Government of the Punjab, for the Audit Year 2022-23.
10. Special Audit Report on Government Post Graduate College, Attock, Government of the Punjab, for the Audit Year 2021-22.

103

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا نواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 10۔ مئی 2024

(یوم الجمعہ، یکم ذیقعد 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر زلاہور میں سہ پہر 3 بج کر 58 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر ملک محمد احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نور نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (3) وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (4) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (5)

سورۃ الفاطر (آیات نمبر 3 تا 5)

اے لوگو! اللہ کے جو تم پر احسانات ہیں ان کو یاد کرو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق (اور رازق) ہے جو تم کو آسمان اور زمین میں سے رزق دے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں (3) پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو اور اے پیغمبر ﷺ اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے (4) لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے تو تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ شیطان فریب دینے والا تمہیں فریب دے (5)

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

THE RULING OF MR SPEAKER REGARDING SEATS RESERVED IN THE ASSEMBLY

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میڈم پلیز آپ بھی ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔ پیر صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

Before the commencement of toaday agenda I have two important business to take care of. One is yesterday's Point of Order raised by Hon'ble Member Rana Aftab Ahmad Khan. I declare that Point of Order in order. (clapping) It was rightly pointed out by the Hon'ble Member and the right interpretation of the Order of the Supreme Court was given by the learned Member as I declare it in order in respect of Point of Order raised by Mr Aftab Ahmad Khan, MPA (PP-108) regarding Order of Supreme Court of Pakistan dated May 6, 2024 in respect of allocation of seats reserved for women and non-Muslims in Provincial Assembly of the Punjab

BACKGROUND:

This ruling shall dispose of the point of order raised by hon'ble member Mr Aftab Ahmad Khan, MPA (PP-108) during the sitting held on May 9, 2024.

Brief background of this ruling is that a number of petitions were filed before Election Commission of Pakistan in respect of the allocation of reserved seats for women and non-Muslims in the National and Provincial Assemblies constituted as a result of

General Elections 2024, held on 08.02.2024. The Commission issued notification in which the independent candidates were notified as returned Candidates in the National and Provincial Assemblies.Subsequent to the notifications some of the independent candidates joined political party named Sunni Ittehad Council (SIC) and their affidavits were forwarded to the Commission by the said political party in respect of National and Provincial Assemblies. Sunni Ittehad Council requested the Election Commission of Pakistan for allocation of share in the seats reserved for women and non-Muslims in the National and three Provincial Assemblies.

The Election Commission of Pakistan, in its Order dated March 1, 2024 held as under:

> "33. Therefore, the Commission is of the view that in light of clear provisions of Article 51(6) of the Constitution read with Section 104 of the Elections Act, 2017 and Rules 92 and 94 of the Election Rules, 2017, SIC is not entitled to claim for the quota for reserved seats for women and non-Muslims due to having non-curable legal defects and violation of mandatory provision of submission of party list for reserved seats which is the requirement of law. The request of Petitioner No.1 is rejected and all the other petitions from Serial Number 2-10 are partially accepted. The seats in the National Assembly shall not remain vacant

and will be allocated by Proportional representation process of Political Parties on the basis of seats won by Political Parties. Office is directed to calculate the quota accordingly."

Pursuant to the above Order, the Election Commission of Pakistan, on March 4, 2024, Issued Notification for additional reserved seats in Provincial Assembly of the Punjab. The returned candidates were administered oath of membership in the following session of Punjab Assembly.

The above-mentioned order of ECP dated March 1, 2024 was challenged in the Supreme Court of Pakistan on the grounds that allocation of the reserved seats for women and non-Muslims to the political parties other than the petitioner, Sunni Ittehad Council ("SIC"), was In violation of Article 51(6)(d) & (e) of the Constitution which provides for proportional representation system on the basis of total number of general seats secured by each political party from the Province concerned in the National Assembly. Once a political party has been allocated the reserved seats on the basis of proportional representation system, the remaining seats cannot be re-allocated to the same political party.

On the other hand, the respondent (ECP) was of the view that according to Articles 51 and 106 of the Constitution the reserved seats have to be allocated on the proportional representation system only to those political parties who have contested the general

elections and won at least one seat in the said elections. Since SIC did not contest the elections and did not win even a single seat in the general elections, it cannot be considered as a political party in terms of Articles 51(6)(d) & (e) and 106(2)(c) of the Constitution, for the purpose of allocating the reserved seats. Learned Attorney-General for Pakistan ("AGP"-) supported the contentions of the learned counsel for the ECP. Both the learned counsel for CP and the learned AGP frankly conceded that this was a case of first impression involving questions of constitutional law that have not been addressed by the Court earlier.

After hearing both the parties, the Supreme Court of Pakistan, in its short order dated May 6, 2024 held as under:

"Therefore, leave to appeal is granted to consider, amongst others, the said questions. The appeals are to be posted for hearing on 03.06.2024. The appeal arising out of these petitions will be heard on the basis of available record; however, both sides are at liberty to file any additional documents, which were part of the record before the fora below but have not been filed with instant petitions.

In the meanwhile, operation of the impugned judgment of the Peshawar High Court dated 25.03.2024, as well as, the order of the Election Commission of Pakistan dated 01.03.2024 is suspended. It is, however, clarified that this interim order relates to the disputed seats only, i.e., the reserved seats allocated over

and above the initially allocated reserved seats to the political parties. It is also clarified that this order is to operate prospectively, w.e.f., from today."

RULING:

In exercise of powers vested in me under **Rule 209 of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997, I, Malik Muhammad Ahmad Khan, Speaker,** announce the following ruling on the issue:

On May 9, 2024, when the 9th Session of Provincial Assembly of the Punjab commenced, Mr Aftab Ahmed Khan, MPA (PP-108) raised a point of order that after the above-mentioned order of Supreme Court of Pakistan dated May 6, 2024, the women and non-Muslim members present in the House, who had been declared elected against the above-mentioned quota should not sit in the House.

I am of the view that the said order and the consequent proceedings should have been communicated to the Speaker by the ECP, but it wasn't. Hence, I was not in a position to decide the matter there and then. However, now the order has been produced in the House by Mr Aftab Ahmad Khan, the Speaker is bound to comply with it.

With this reasoning, I rule that point of order raised by Mr Aftab Ahmad Khan, MPA on May 9, 2024 is **in order** and the women/non-Muslim members declared elected vide ECP

Notifications dated March 4, March 8 and March 22, 2024 cannot **function as member or participate in the proceedings of the Assembly**, until their status is clarified by the ECP or the hon'ble Supreme Court.

Second important agenda on the list today before we go for the today's regular agenda is notification of the Business Advisory Committee to conduct the House according to the rules. This Business Advisory Committee is nominated and formed. Speaker of the Provincial Assembly will be in the chair for that. Minister for Law, Minister for Parliamentary Affairs, Mr Zeeshan Rafique, Minister for Local Government and Community Development , Mr Shafay Hussain will be as member, Mr Sami Ullah Khan, Mr Syed Ali Haider Gilani, Mr Ahmed Khan Bhachar, Leader of the opposition, Mr Muhammad Moeen-ud-Din Riaz, MPA, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Hassan Zaka and Mr Shahbaz Ahmed and this Committee before the proceeding of any Session will sit to form the conduct of the House for the day, So, it is mandatory for the Committee to meet. Thank you very much.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے کل رانا آفتاب صاحب کے ایک point پر discussion کروائی اور آج اس پر آپ نے Ruling دی ہے۔ میرے بھائی رانا آفتاب صاحب کو معلوم تھا کہ فیصلہ یہی ہے لیکن میں آپ کو اور رانا آفتاب احمد خان کو appreciate کرنا چاہتا

ہوں کہ کل کی جو بحث تھی وہ ہم تمام ممبران کے لئے بہت سود مند تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس طرح کا کوئی بھی point آئے تو اس پر سیر حاصل بحث کرنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ قانون کے لائق طالب علم ہیں، مجھے یہ یقین ہے اور پورا ہاؤس بھی امید کرتا ہے کہ کبھی بھی اس طرح کی کوئی بحث ہو گی تو آپ اس کو appreciate کریں گے۔ آپ شروع میں بھی یہ فیصلہ دے سکتے تھے کیونکہ تمام notifications or denotifications کرنا الیکشن کمیشن کا کام ہے سپیکر پنجاب اسمبلی کا کام نہیں ہے۔ میں کل کی پوری کارروائی کو appreciate کرنا چاہتا ہوں۔ میں کل ایک دفعہ اٹھا بھی تھا کہ میں آپ کو کہوں کہ آپ کل ایڈووکیٹ جنرل کو بلائیں تاکہ ہمارے سارے دوستوں کو معلوم ہو کہ ایڈووکیٹ جنرل بھی اس ہاؤس کا ممبر ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جو بھی کسی محکمہ میں بھرتی ہوتا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی training ہوتی ہے۔ یہاں parliamentary affairs کے حوالے سے ممبران صوبائی و قومی اسمبلی کی training کا کوئی institute نہیں ہے۔ آپ نے ہمیں پڑھانا اور سکھانا ہے کہ یہ ہاؤس کس طرح اور کیسے چلتا ہے یا اس ہاؤس کے کون کون رکن ہیں۔ میری زندگی میں 1986 میں یہاں بحث ہوئی اور ایڈووکیٹ جنرل کو call کیا گیا۔ اس کے بعد میں نے کبھی اس ہاؤس میں نہیں دیکھا کہ ایڈووکیٹ جنرل کو طلب کیا گیا ہو یا ان سے کسی بھی discussion پر کوئی رائے لی گئی ہو۔ میں توقع کرتا ہوں کہ ایسے کوئی بھی معاملات ہوں گے تو آپ ضرور اس میں لوگوں کو participate کرائیں گے اور ہمیں سیکھنے کا موقع دیں گے۔ آپ کی بہت مہربانی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ خان صاحب۔ جی، Leader of the Opposition please

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! کل جو ساری بحث ہوئی فیصلے کا تو ہمیں بھی اندازہ تھا کیونکہ آپ law knowing ہیں اور ماشاءاللہ آپ کو کافی علم بھی ہے۔ ہمارے senior ممبر رانا آفتاب صاحب نے بڑا اچھا case لڑا لیکن کل کی جو resolution پاس ہوئی ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کی اب قانونی حیثیت کیا ہو گی۔ کیونکہ کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ بے شک ہر جماعت کو حق ہے اپنی resolution لانے کا اپنے جذبات کا اظہار کرنے کا تو اس کا ایک جو متن تھا اس کی جو روح تھی۔ اس میں direct پاکستان تحریک انصاف کی جماعت پر حملہ کیا گیا ہے۔ آپ کے

almost 23 ممبرز یا 25 ہیں اب مجھے اس کا exact نہیں پتا اچھا 27 ہیں حافظ صاحب بتا رہے ہیں۔ اب اس کی کیا پوزیشن ہے چونکہ میرے خیال میں تو وہ revert ہو چکی ہے کیونکہ کل ان ممبر نے حصہ لیا ہے جو آپ کی رولنگ کے بعد وہ ممبر تو رہے نہیں تو ان کی تو same پوزیشن کل بھی وہی تھی اور آج بھی وہی ہے جناب کے حکم کے مطابق کل آپ نے ہمیں یہ کہا کہ آپ لوگ بیٹھ جائیں تو کل میں اس کے بارے میں آپ کو بتاؤں گا تو آج آپ نے رولنگ دے دی ہے تو اس کی اب میرے خیال میں وہ validity ختم ہو چکی ہے تو اس کو بھی اگر repeat کر دیا جائے بے شک اپنی قرارداد دوبارہ پیش کریں ہم بھی بات کریں گے وہ بھی بات کر لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں دیکھیں اگر تو in all fairness of things کہ جب یہ resolution آ رہی تھی آپ کا right ہے کہ آپ اس پر بات کرتے ہماری بزنس ایڈوائزری میں یہ طے ہوا تھا کہ آپ اس پر بات کریں گے آپ اس میں نہیں تھے لیکن آپ کے کمیٹی members تھے اور میں نے اس پر دونوں سائیڈ سے گورنمنٹ کو بھی اور اپوزیشن کو بھی یہ کہا کہ جب قرارداد move ہو گی اس میں obviously Achilles heel ہے دو طرف کی بڑی stringent position ہیں کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے 9۔ مئی کے حوالہ سے کہ it is a black day اور اس میں ان کی ایک رائے ہے کہ یہ بہت بڑا حملہ تھا state کے security institutions پر آپ کی اس پر ایک رائے ہے کہ آپ اس میں سمجھتے ہیں کہ politically آپ نے اس پر react کیا آپ کی پارٹی کے لیڈر arrest ہوئے تو یہ دو بلکہ straightened position ہیں اب یہ ایک شور شرابے کی نظر ہوں، نعرے بازی کی نظر ہوں یا اس پر دلیل سے بحث ہو اس سے بہتر فورم آپ کے پاس نہیں ہے یہ choices آپ کی ہیں آپ نے i was not given premeditated well thought of ایک protest یہاں پر کل کیا that chance کہ میں آپ کو اور ان اراکین کو موقع دیتا جن کے نام listed تھے میں نے کل بزنس ایڈوائزری کے بعد آرڈر پاس کیا کہ یہ اس حد تک میں رول کو relax کروں گا جب rules suspend ہو جائیں گے تو صرف ان صاحب کہ علاوہ جو اس کو oppose کریں گے میں اس سائیڈ سے اتنے دوستوں کو جن کے نام ان کے chief whip دیں گے میں ان کو بولنے کا موقع دوں گا تاکہ دلیل سے بات ہو سکے یہ جگہ اہل حل عقد ہے اس جگہ کے مقاصد ہیں یہاں پر بجٹ بننا

ہے، تقریر ہونی ہے، دلیل ہونی ہے، قانون بننا ہے بارہ کروڑ لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے آپ نے parliamentary oversight کرنا ہے لیکن کوئی بات ناپسند آئے اس پر نعرے بازی میں آپ کو روکوں گا نہیں ہے I will never stop you اگر گورنمنٹ کچھ کرے گی میں نے کل ان سے کہا ہے گورنمنٹ سے بھی کہ آپ کا جو best medium ہے وہ debate ہے debate should prevail اگر آپ کل بات کرتے اس کے consequence کچھ اور ہونے تھے Point جو کل رانا صاحب نے order کے now in any case Supreme Court پر لیا of Order I gave a ruling کے I will give a ruling by tomorrow جب تک ان ممبرز کی موجودگی کے متعلق مجھے الیکشن کمیشن کو in good faith of things communication ہونی چاہئے تھی وہ یہ ہونی چاہئے تھی کہ الیکشن کمیشن اس کی suspension کو notify کرتا اس پر میری رائے بھی یہ ہے ایڈووکیٹ جنرل کی رائے بھی ہے جو ابھی سعید اکبر خان صاحب بات کر رہے ہیں بڑی مناسب بات کر رہے ہیں اس پر ہم نے جو اس proceeding میں شامل تھے initially order announced by the Supreme Court was different, Supreme Court نے اپنے verbal orders کے اندر کچھ paras جو بولے تھے وہ written orders میں نہیں آئے تو اس ابہام کو دور کرنا بہت ضروری تھا اس میں جو initially order پاس کیا گیا تھا سپریم کورٹ میں جو رپورٹ ہوا largely media پر اور جو communicate کیا law officers of ہیں وہ present in court ہیں جو وکلاء ہیں جو عدالت کو assist کر رہے ہیں انہوں نے ہمیں communicate کیا کہ partially to this extent, that they will not be voting on the accept کیا گیا ہے Bills. We were not under an impression کے یہ کیسا order ہے جب کل رانا آفتاب احمد خان صاحب نے اس آرڈر کی کاپی provide کی تو it needed a serious consideration and I have declared that Point of Order was in order. So, we have passed the ruling today. Yesterday, it was closed and past transaction and it could not be taken up as you

for a long time and it could not be آپ اس ہاؤس کے ممبر رہیں ہیں know vitiated at this point اب ہم آتے ہیں اپنے regular business پر۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

ایوان کی پارلیمانی کمیٹیوں کی جلد تشکیل کا مطالبہ

MR AFTAB AHMAD KHAN. Mr Speaker! Thank you very much for this ruling on the Point of Order. I really appreciate your sense of law. Now, the issue is you have distributed these Special Audit Reports on different departments which were lying in the store for a pretty long time. Now, the issue is that this will keep on in the store till we have a Special Committee or you form some Committee and you should kindly immediately form some Committee and it should take these issues as I have gone through this one thing and you can see there are about twenty two paras involving billion of rupees of this one LDA City Housing Scheme in the top priority you should form a میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ committee immediately that should start some job for the benefit of poor people of the Punjab۔ تاکہ اس ہاؤس کی contribution آئے again I you should appreciate کے آپ نے یہ جو reports ہمیں دی ہیں اور اس پر immediately take some action تاکہ اس کی کمیٹی اس کو take up کرے اور اس پر because the accountability is یہ جو accountability کام شروع ہو سکے

civil bureaucracy ہے always for the politicians جو جولائی کے مہینے میں black coffee پی کر اور cigar پی کر بیٹھ جاتے ہیں they should also be put to task. They have damaged the whole Pakistan for that. They are the actual rulers and are destroying our country and putting us in a state of disaster تو میری یہ آپ سے گزارش ہے کہ you kindly take some action and form a committee immediately, so that we can start the proceedings.

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! بہت شکریہ۔ آپ اس پر پوائنٹ آف آرڈر ابھی لے رہے ہیں اور میں خود اِس چیز پر I am a bit concerned کہ the business coming to the Public Accounts Committee is at least four years lacking behind اِس پر سمیع اللہ خان صاحب نے ایک دلیل دی اور اِس کی ایک political connotation ہے let's not sit over the spilt milk اور میں آپ کو اور یہ آپ کو اور میں ان کو اور یہ مجھے کہتے رہیں۔ ہم نے کمیٹیوں کے سسٹم کو effective کرنا ہے it is absolutely clear, it is mandated, it is in the law and constitution یہ تو ہونا ہے۔ اب سپیشل کمیٹیوں پر پارلیمانی امور کے وزیر نے ایک بات کی جو غالباً اِس پر کچھ consideration مانگتی ہے اور توجہ طلب ہے۔ میں اِس کو outrightly reject اِس لئے نہیں کر پایا کہ اِن کا یہ کہنا تھا کہ Auditor General of Pakistan کا office جو اسے deal کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ ہمارے پاس pendency of business ہے it takes us more than six months to interact with the department پھر اِن کو ہم reconcile کرتے ہیں اپنے طور پر اگر اِس پہلی reading میں reconcile نہیں ہوتے with auditor office تو سال ڈیڑھ سال لے جاتے ہیں۔ اب یہ بات somehow اگر اِن کی اتنی laborious اور law کی demand یہ ہے کہ وہ اتنا time consume کرتی ہے تو اِس پر ایک serious parleys ہمارے ہونے ضروری ہیں کہ گورنمنٹ Auditor General of Pakistan سے پوچھے، اِن کے ساتھ یہ تفصیلات طے کرے۔ میں اپنے ہاؤس کی کمیٹیوں کو ردی کے کاغذوں کے لئے نہیں دے سکتا۔

Then it has to get ineffective or effective, it is either ways وہ پھر Auditor General of Pakistan کوئی amendment لے کر جائے اور یہاں لے کر آئے then we are not willing to sit on ردی کے کاغذ۔۔۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! The question is very simple. After the submission of the special audit report, what is the bar on forming the committee?

جناب سپیکر: نہیں، this stands different یہی تو میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ میں تین Special Committees constitute کر رہا ہوں اِس پر میں نے آپ کے اپوزیشن لیڈر کو message بھیج دیا ہوا ہے، حکومت کو message بھیج دیا ہوا ہے۔ Pending business کے لئے ہم اپنے ہاؤس کو available کر رہے ہیں کہ Auditor General of Pakistan سے وزیر پارلیمانی امور کے چیمبر میں میٹنگ کے لئے اُنہیں بلوائیں اور اُن کے ساتھ بات کریں۔ Pending business کے لئے ہم اُنہیں اپنے ہاؤس کی تین کمیٹیاں دے رہے ہیں this would be made also

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! This is my suggestion

جناب سپیکر: راناصاحب! This would be made also

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کسانوں سے گندم خریدنے کا مطالبہ

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج 10۔ مئی ہو گئی ہے اور پچھلے سال اِن دِنوں میں گندم کی خریداری بند ہو گئی تھی لیکن ابھی تک پنجاب حکومت نے ایک دانہ تک گندم کا نہیں خریدا۔ ہمیں وزیر صاحب نے بڑی تسلی دی کہ چھ ایکڑ والے کسانوں کو گندم کے لئے باردانہ کی بوریاں جاری ہونے لگی ہیں لیکن آج تک پُورے پنجاب میں وزیر موصوف سے پوچھ لیں کہ کسی ایک

کسان کو باردانہ نہیں ملا اور گندم کا سیزن ختم ہو گیا ہے۔ اب ہمیں پیسے بھی نہیں مل رہے کیونکہ زمیندار کے پاس کوئی پیسا نہیں ہے اور حکومت ہی گزشتہ 70 سالوں سے گندم خریدتی آ رہی ہے۔ اب حالات یہ ہو گئے ہیں کہ کسان کا 800۔ ارب روپے میں سے 200۔ ارب روپے تو ویسے ہی ختم ہو گیا ہے اور باقی 600۔ ارب روپے کی ہم سے کوئی گندم نہیں خرید رہا۔ لوگوں نے گندم اپنے گھروں، اپنے بچوں کے کمروں، گوداموں یا کرائے پر گودام لے کر رکھ لی ہے لیکن اب بھی ہم سے کوئی گندم نہیں خرید رہا۔ اگر یہ 600۔ ارب روپے مارکیٹ میں نہ آیا تو کچھ لوگ غلط فہمی میں ہیں کہ اُن کا کاروبار چل جائے گا، کسی کی ٹیکسٹائل ملز چل جائیں گی، کسی کی شوگر ملز چل جائیں گی، کسی کی کاریں بنانے والی فیکٹری چل جائے گی اور کسی کی کوئی چیز چل جائے گی لیکن حالات یہ ہیں کہ پُورے بازار میں ہر قسم کے کام اب ٹھپ ہو چکے ہیں۔ اب لوگوں کے پاس پیسے نہیں رہےend یہی کہ 70 فیصد لوگوں کا پیسا پُورے شہروں میں circle کرتا ہے۔ اِس میں serious گنجائش تھی لیکن میں اسمبلی اور وزراء کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھی نہیں آ رہے اور وزیر اعلیٰ صاحبہ نے بھی اعلان کیا ہے لیکن کسان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے لہٰذا میری یہ گزارش ہو گی کہ جلد از جلد گندم کی خریداری کی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر گندم کے اُوپر بات کی۔

جناب شاہد جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

جناب شاہد جاوید: جناب سپیکر! اِسی issue پر میرے شہر میں 8 اموات ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ please تشریف رکھیں۔ Undoubtedly یہ ایک بڑا burning issue ہے لیکن میری دِقت یہ ہے کہ میں نے اِس proceedings کو وقفہ سوالات کے بعد take up کرنا ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ آپ نے اِس کے لئے ایک ریکوزیشن for summoning session دی ہوئی ہے چونکہ حکومت کا اجلاس پہلے آ گیا تو those days are stopped there اِسی سیشن کے اختتام پر آپ کا one point ایجنڈا گندم پر ہے تو اِس پر آپ نے بات کرنی ہے۔ حکومت کا نُقطہ نظر چُھپانے سے نہیں چُھپنا, but government will explain that

I cannot perform the duty of the Law Minister, they have to come and say it میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ حکومت کا نُقطہ نظر آپ سُنیں۔ آپ کا دن مقرر ہے، اِس نُقطہ نظر سے آپ کا اختلاف ہے، آپ کُھل کر تنقید کریں اور بتائیں کہ اِس میں کہاں غلطی ہے۔بڑی simple بات ہے۔

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری اور کانکنی و معدنیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: Now we take the Question Hour آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات کانکنی و معدنیات، صنعت، تجارت و سرمایہ کاری سے متعلق سوالات پُوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! Please don't do it. It is not possible Not allowed

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف چودھری شافع حسین آج ہاؤس میں آئے ہوئے ہیں تو مہربانی کر کے اِنہیں روک لیں اور کہیں یہ چلے نہ جائیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آج منسٹر صاحب موجود ہیں اور مُجھے اِن سے آپ کی محبت کا اندازہ ہے۔ شافع صاحب اِدھر ہی ہیں اور آپ تشریف رکھیں۔ پہلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سوال کا نمبر 159 ہے اور اِس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ میں نکلنے والے ذخائر سے متعلقہ ودیگر تفصیلات

***159: جناب امجد علی جاوید:** کیاوزیر کانکنی ومعدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ سالوں میں ضلع چنیوٹ کی حدود میں لوہے، تانبے اور سونے کے ذخائر دریافت ہوئے تھے؟

(ب) مذکورہ بالا ذخائر کا موجودہ سٹیٹس کیا ہے کیا اس فیلڈ میں کانکنی شروع ہو چکی ہے اگر ہو چکی ہے تو اس کا ٹھیکہ کس کمپنی کے پاس ہے اور کن شرائط پر اور کتنی مدت کے لئے دیا گیا ہے؟

(ج) مذکورہ بالا ذخائر کے علاقے میں نکلنے والی معدنیات کے استعمال اور ریفائن کرنے کے لئے کوئی انڈسٹری کا قیام عمل میں لایا گیا ہے کیا اِس کے لئے کوئی منصوبہ یا کوششیں کی گئی ہیں اگر کی گئی ہیں تو اِس کی تفصیلات پیش کی جائیں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات (سردار شیر علی گورچانی):

(الف) درست ہے کہ گزشتہ سالوں میں ضلع چنیوٹ میں معدنی وسائل دریافت ہوئے تھے ان میں لوہے کے وسائل کی مقدار سب سے زیادہ تھی اس سے منسلک تانبے اور سونے کی موجودگی کے شواہد بھی ملے تھے۔

(ب) مذکورہ بالا وسائل کی دریافت کا عمل دو مراحل میں پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے پہلے مرحلے میں لوہے کے وسائل کا تخمینہ 150 ملین ٹن لگایا گیا ہے .دوسرے مرحلے میں کام پایا تکمیل کو پہنچنے کے قریب ہے ایک اندازے کے مطابق لوہے کے ذخائر کا تخمینہ 260 ملین ٹن سے تجاوز کر جائے گا چونکہ معدنی وسائل کی تلاش کا دوسرا مرحلہ ابھی جاری ہے لہٰذا کانکنی کا کام ابھی شروع نہیں کیا گیا۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ معدنی وسائل کی تلاش کا عمل آخری مراحل میں داخل ہو چکا ہے اور کانکنی کا کام اس کے بعد شروع کیا جائے گا لہٰذا فی الوقت معدنیات کے استعمال اور ریفائن کرنے سے متعلق کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جناب امجد علی! کوئی ضمنی سوال کریں گے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ "درست ہے کہ گزشتہ سالوں میں ضلع چنیوٹ میں معدنی وسائل دریافت ہوئے تھے اِن میں لوہے کے وسائل کی مقدار سب سے زیادہ تھی اِس سے منسلک تانبے اور سونے کی موجودگی کے شواہد بھی ملے تھے"۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس سال میں یہ ذخائر دریافت ہوئے تھے اور اِن میں لوہے، سونے اور تانبے کی percentage کیا تھی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی ومعدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! شکریہ۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اِس سوال کا جواب تفصیل میں دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

وزیر کانکنی ومعدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! 1998 میں چنیوٹ میں لوہے اور تانبے کے ذخائر دریافت ہوئے تھے۔ 2007 میں ایک کمپنی کے ساتھ معاہدہ کر کے ERPL اور PUNJMIN کے ساتھ ایک معاہدہ کیا گیا تھا کہ چنیوٹ میں ذخائر کو تلاش کریں گے۔ 2008 میں مسلم لیگ(ن) کی حکومت آئی اور میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ بنے تو ایک اور کمپنی کے ساتھ اِس کا معاہدہ کیا تو اِس کمپنی نے تخمینہ لگایا کہ وہاں پر لوہے کے ذخائر 150 ملین ٹن ہوں گے۔ 2007 میں جس کمپنی نے اِس کا سروے کیا تھا تو اُس نے 150 ملین میٹرک ٹن لوہے کے ذخائر کا تخمینہ لگایا تھا۔ 2014 میں میاں شہباز شریف دوبارہ وزیر اعلیٰ بنے تو اُنہوں نے ایک اور کمپنی کے ساتھ اِس کا معاہدہ کیا جس نے رپورٹ دی کہ وہاں پر ذخائر 207 ملین میٹرک ٹن ہیں۔

جناب سپیکر! اِس کے بعد پی ٹی آئی کی حکومت آئی اور یہ case نیب کے پاس چلا گیا۔ FUGRO نامی جرمن کمپنی اِس کا سروے کر رہی تھی FUGRO اور DNT وہاں پر drilling کر رہی تھی۔ نیب نے اُنہیں بلایا تو case نیب میں چلتا رہا اور اِن کمپنیوں کی funding روک دی گئی۔ اب ہم نے اِس معاملے کو دوبارہ take up کیا ہوا ہے اور اُمید ہے کہ 30th June تک اِن شاء اللہ DNT فائنل رپورٹ ہمیں دے دے گی اور 30۔ دسمبر تک FUGRO company جس کے ساتھ ہمارا agreement تھا، وہ ہمیں اِس کی final feasibility

report دے دے گی تو اِس کے بعد وہاں پر ہم out source کر دیں گے۔ وہاں پر ذخائر کا تخمینہ لگایا گیا کہ تقریباً 207 ملین میٹرک ٹن لوہے، سونے اور تانبے کے particles بھی ملے ہیں جس کی 30th June تک final report آئے گی جسے اِن شاءاللہ میں آ کر آپ کو بتا دوں گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے خود ہی اِس کا تذکرہ کر دیا کہ پہلے کسی اور کمپنی کے ساتھ اِس کا معاہدہ ہوا تھا تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ معاہدہ کیوں cancel ہوا تھا، اِس پر کرپشن کے charges کا اتنے سالوں میں کیا بنا، اِس کا ابھی تک کچھ بنایا نہیں اور کمپنی کون سی تھی اور اُس کے پیچھے کون لوگ تھے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! 2007 میں PUNJMIN کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تھا اور ERPL ایک کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد جب میاں محمد شہباز شریف کی حکومت آئی تو اُنہوں نے اِس وقت تقریبا 150 ملین میٹرک ٹن لوہے کے ذخائر کا بتایا تھا کہ ہمارے پاس موجود ہیں لیکن پسند ناپسند کی بنیاد پر اس کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تھا جسے کورٹ میں چیلنج کیا گیا تھا اور عدالت نے یہ decision دیا تھا بلکہ نیب کے پاس بھی یہ case گیا تھا کہ یہ معاہدہ ذاتی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر کیا گیا ہے لہٰذا اِسے کالعدم قرار دے کر کسی اور کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا جائے تو FUGRO ایک جرمن کمپنی تھی اور DMT کے ساتھ یہ معاہدہ کیا گیا تھا جو ابھی تک کام کر رہی ہے اور 30th June تک اِس کے بارے میں final report بتا دے گی۔ اِن شاءاللہ

جناب سپیکر: امجد صاحب جو بات آپ کر رہے ہیں it amounts to a fresh question

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے خود ذِکر کیا ہے تو پھر میں نے پُوچھ لیا ہے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ کے پیچھے بھی دو معزز رکن ضمنی سوال پوچھنے کے لئے کھڑے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پہلے میں تو اپنے تین ضمنی سوال مکمل کر لوں۔

جناب سپیکر: نہیں، پھر میرے پاس تین سوال سے زیادہ کا وقت نہیں رہے گا اِس لئے آپ تھوڑی grace show کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! تین سوال کرنا تو میرا حق ہے اِس لئے میں اپنے تین سوال پُورے کرلوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب محمد الیاس: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں یہ میرے شہر کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! میں اتنے زیادہ ضمنی سوال کیسے دوں گا؟ آپ بھی ہیں، سعید اکبر خان صاحب بھی کھڑے ہیں، شاہ صاحب بھی کھڑے ہیں اور پیچھے راؤ صاحب بھی کھڑے ہو گئے ہیں۔ امجد علی جاوید صاحب! آپ پھر ایسا کریں، مجھے لگ رہا ہے کہ اس میں بہت سے ممبران کا interest ہے اور یہ اچھی بات ہے۔ آپ صرف ایک ہی سوال میں اپنی بات کو ذرا محدود کر دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جیسا آپ کا حکم لیکن تین ضمنی سوال کرنا تو میرا right ہے۔ جز(ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ مذکورہ وسائل کی دریافت کا عمل دو مراحل میں پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ پہلے مرحلے میں لوہے کے وسائل کا تخمینہ 150 ملین ٹن لگایا گیا اور دوسرے مرحلے میں کام پایہ تکمیل کو پہنچنے کے قریب ہے۔ ایک اندازے کے مطابق لوہے کے ذخائر کا تخمینہ 260 ملین ٹن سے تجاوز کر جائے گا۔ چونکہ معدنی وسائل کی تلاش کا دوسرا مرحلہ ابھی جاری ہے لہٰذا کانکنی کا کام ابھی شروع نہیں کیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دوسرے مرحلے میں کیا امور سرانجام دیئے جارہے ہیں جو پہلے مرحلے میں نہیں دیئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! پہلے مرحلے میں جب وہاں پر estimation اور drilling کی گئی تو 150 ملین میٹرک ٹن کا تخمینہ لگایا گیا۔ جس کمپنی نے وہاں پر یہ drilling کی اور یہ رپورٹ دی اُن کا یہ کہنا تھا کہ ہم نے ساتھ ساتھ اور جگہ پر بھی drilling کی ہے اگر اس سارے پراجیکٹ کو ایک ساتھ لے کر چلا جائے اور اس جگہ کا بھی سروے اکٹھا کر لیا جائے تو آپ کو زیادہ فائدہ ہو گا۔ جب بعد میں اس کی estimation کی گئی تو وہ 150 ملین میٹرک ٹن سے بڑھ کر 260 ملین میٹرک ٹن ہو گئی ہے۔ 30۔جون تک ہم کوشش کریں گے کہ کام مکمل کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے 30۔ جون تک انتظار کرنا چاہئے۔ چنیوٹی صاحب!

جناب محمد الیاس: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ میں نے بھی اس ضمن میں ایک سوال جمع کروایا تھا۔ میں ہر مرتبہ ہی یاد کرواتا رہتا ہوں بلکہ ضمنی بجٹ میں بھی اس طرف یاد دہانی کروائی تھی۔ میں پچھلے دورِ حکومت میں خود سیکرٹری صاحب سے ملا تو انہوں نے کہا کہ feasibility report مکمل ہے اور اب اس میں کوئی وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ اس کی tendering کروائیں اور بین الاقوامی کمپنیوں کو دعوت دیں، وہ آئیں اور drilling کا کام شروع کریں۔ میری گزارش ہے کہ اب پھر feasibility پر دو تین سال ضائع نہ کر دیئے جائیں بلکہ اب اقدامات اُٹھائے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! اس کا کام بالکل سپیڈ کے ساتھ جاری تھا اور اس نے اپنے وقت پر مکمل ہونا تھا لیکن جونہی 2018 میں حکومت ختم ہوئی تو شہباز شریف صاحب کا initiate کیا ہوا یہ منصوبہ بھی سیاست کی نذر کر دیا گیا اور کیس کو نیب میں بھیج دیا گیا۔ ڈیڑھ سال تک یہ کیس نیب کے اندر چلتا رہا۔ جس کمپنی نے final report دینی تھی اُس کی payment انہوں نے روک دی۔ وہاں پر دو سال تک کام delay ہوا۔ اب ہم اِنشاء اللہ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ اسی سال دسمبر میں اس کی feasibility report بھی لیں اور پھر اس کو outsource بھی کریں۔

جناب سپیکر: جناب سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ فرمایا کہ کیس نیب میں گیا، پھر کورٹ میں گیا اور پھر یہ معاہدہ کینسل ہوا۔ جب بھی کبھی گورنمنٹ کے معاہدے ہوتے ہیں اور اس کی شرائط طے ہوتی ہیں تو اس میں اگر کوئی پارٹی معاہدے سے ہٹے گی یا معاہدہ توڑے گی تو اس پر ایک financial impact بھی ہوتا ہے۔ کیا معاہدہ ختم ہونے پر گورنمنٹ آف پاکستان کو کوئی financial loss ہوا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں نے جس طرح جناب سے عرض کیا کہ 2007 میں جب ذخائر تلاش کرنے کے لئے یہ معاہدہ کیا گیا تھا تو اپنے من پسند کمپنی کو یہ ٹھیکہ دے دیا گیا تھا۔ جب شہباز شریف چیف منسٹر بنے اور یہ معاہدہ کینسل کرنے کی کوشش کی تو وہ ہائی کورٹ میں چلے گئے تھے۔ ہائی کورٹ میں جا کر جب شہباز شریف کی ٹیم نے اپنا مؤقف پیش کیا تو ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ یہ بالکل پسند ناپسند کی بنیاد پر ٹھیکہ دیا گیا اور پھر ہائی کورٹ نے اس ٹھیکے کو کینسل کر دیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! خان صاحب کا سوال یہ ہے کہ اس تاخیر سے کیا financial impact پڑا ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! بس اُس کا contract کینسل کر دیا گیا تھا، میرے خیال میں کورٹ نے اس طرح کا کوئی اور فیصلہ نہیں دیا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! کسی کمپنی سے جب بھی کوئی معاہدہ ہوتا ہے تو اُس کی شرائط میں یہ ہوتا ہے کہ اِن دونوں پارٹیوں میں سے جو بھی پیچھے ہٹے گا تو اُس پر financial impact ہو گا اور جرمانہ ہو گا۔ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اگر یہ معاہدہ پنجاب یا پاکستان کی جانب سے ختم ہوا ہو اور کوئی جرمانہ نہ ہوا ہو۔

جناب سپیکر: خان صاحب! وہ ایسا ہے کہ عام طور پر جو internationally binding کے contracts ہوتے ہیں، اب اگر وہ انٹرنیشنل فرم پنجاب یا پاکستان کے کسی ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ contract میں ہے اور وہ matter اگر under investigation چلا جاتا ہے یا تو اس contract نے اس کو deal کیا ہو کہ اگر کوئی ایسے معاملات ہوں اگر کوئی watchdog like NAB اس کو inquire کرے گا اور اس کا کام دو، اڑھائی سال تک معطل رہے گا تو in such like events کس قسم کا impact آئے گا، اس contract میں کہیں نہ کہیں لکھا ہو لیکن میرا نہیں خیال کہ یہ perceive کیا گیا ہو گا کہ اس طرح کی نیب انکوائری میں جائے گی اور ایسے کاموں کا تعطل ہو گا I don't think so لیکن financial impact کی حد تک آپ کی بات ٹھیک ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، راؤ صاحب! بس یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس کمپنی سے معاہدہ ہوا تھا اس کا نام کیا تھا، یہ پاکستانی تھی یا انٹرنیشنل تھی اور اس کا دفتر کہاں تھا؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں آپ کو شاباش دیتا ہوں کہ جب آپ کسی کی جان چھڑانا چاہتے ہیں تو آپ کے پاس اس کا بہترین ذریعہ اور طریقہ ہے۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! 2007 میں جس کمپنی کے ساتھ ہمارا معاہدہ تھا وہ پاکستانی کمپنی تھی اور وہ ابھی تک exist کرتی ہے۔ اس کا نام پنجمن اور ERPL ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! معذرت کیساتھ، جس کمپنی کو ٹھیکہ دیا گیا تھا وہ گوجرانوالہ کی کمپنی تھی۔ میں اس کیس کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کی انکوائری انٹی کرپشن اور نیب میں ہوئی۔ اس میں اربوں روپے ضائع کئے گئے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کمپنی کا مالک گرفتار ہوا یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! یہ 2007 کا معاہدہ تھا اور اس سوال میں اس طرح کی کوئی detail نہیں پوچھی گئی تھی اگر یہ پوچھنا چاہتے ہیں تو نیا سوال دے دیں۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! یہ آپ کا fresh question بنتا ہے اور اس وقت تو نیب کی تفصیلات اِن کے پاس نہیں ہوں گی۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ یہ بہت بڑا scam ہے، یہ (ق) لیگ کے دور میں ٹھیکہ دیا گیا تھا اور اس میں بڑے بڑے لوگ شامل تھے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس پر ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے تاکہ پتا چل سکے کہ اس scam میں کون ملوث

تھے، کن آفیسر کو غلط سزا دی گئی؟ انٹی کرپشن اور نیب میں اس کی انکوائری مکمل ہو چکی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ڈیپارٹمنٹ کے پاس سارا ریکارڈ ہو گا آپ اس کی investigative تفصیلات دیکھ لیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! اگر آپ اس سوال کو pend کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کر لیں، معزز ممبر نے جو پوچھا ہے میں اس کی مکمل تفصیل لے کر جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کی تفصیل لے لیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ہائی کورٹ میں اس کی in-camera proceeding ہوئی تھی، اس کی انکوائری ڈی جی انٹی کرپشن اور نیب نے بھی کی۔ میں کہتا ہوں کہ وہ انکوائری رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! آپ کی اس میں بڑی جامع بات ہے۔ منسٹر صاحب اس کی تفصیلات دیکھ لیتے ہیں کیونکہ سوال investigative details سے متعلق نہیں تھا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ذخائر کو دریافت کرنے کا ٹھیکہ جس کو دیا تھا اس کمپنی کا نام اور مالک کون ہے؟

جناب سپیکر: راؤ صاحب! منسٹر صاحب نے بتایا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! پنجمن گورنمنٹ کی کمپنی ہے لیکن جس نے ٹھیکہ explore کرنا تھا وہ گوجرانوالہ کی ایک fake company تھی۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا یہ پوچھنا ہے کہ جو 2002 سے 2007 کے tenure میں contract دیا گیا تھا آپ اس company کی تفصیلات سے ہاؤس کو apprise کر دیں یا ان کے ضمنی سوال میں بتا دیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! اس وقت تو میرے پاس اس کی detail نہیں ہے لیکن PRPL ایک کمپنی تھی، جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔۔۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں!.That addresses the question راؤ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! یہ کمپنی بعد میں بنی تھی اس حکومت نے یہ ٹھیکہ دیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! آپ اس پر اپنا سوال دیں۔ آپ اپنی یہی باتیں لکھ کر سوال دیں پھر منسٹر صاحب آپ کو جواب دیں گے۔

جناب ذوالفقار علی شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری محمد اعجاز شفیع صاحب! میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ میں شاہ صاحب کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، شاہ صاحب!

جناب ذوالفقار علی شاہ: جناب سپیکر! یہ one of those issues ہیں جس پر بات کرنے سے پہلے ٹھنڈا سانس لینا بہت ضروری ہے۔ میں request کروں گا اور منسٹر صاحب سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا انہوں نے اس پراجیکٹ اور اس کے سروے کے بارے میں اس کا سارا background study کیا ہے کیونکہ میرے knowledge کے مطابق 1944 میں British نے سروے کیا تھا اور انہوں نے Ores identify کئے تھے but they thought کہ یہ اس قابل نہیں ہے کہ ان کو extract کیا جائے اور بعد میں بھی ان کے پاس initial reports آئی ہیں تو میرا فاضل منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ کیا انہوں نے یہ رپورٹس خود دیکھی ہیں کیونکہ اُنہیں non feasible کر دیا گیا کیونکہ ایک تو اس کی کوالٹی ٹھیک نہیں تھی اور نیچے پانی کی دو layers تھیں جس کی extraction not feasible تھی ان کو نکالا جا سکتا تھا لیکن it was not feasible تو میرا سوال وزیر صاحب سے یہ ہے کہ کیا انہوں نے خود کوئی feasibility دیکھی ہے جو ابھی تک رپورٹس آئی ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کو geology expert بھی بننا پڑے گا۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں honorable member کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور اس پراجیکٹ پر 2007، 2013 اور 2024 تک جتنا پیسا لگ چکا ہے یا جس طرح کی یہ بات کر رہے ہیں تو میں نے ایک دو میٹنگز کی ہیں اور اب ہم نے 30۔جون تک last date دے دی ہے کہ آپ ہمیں اپنی فائنل رپورٹ دیں۔ اگر وہ 30 جون تک رپورٹ نہیں دیں گے، FOGRO company نے feasibility report 30 دسمبر تک دینی ہے اس کو ہمارے ایٹمی سائنسدان جناب ثمر مبارک مند ہیڈ کر رہے ہیں اور وہ اس کمپنی کے ہیڈ ہیں۔ میں نے بھی ایک دو دفعہ گزارش کی ہے کہ ہمیں اس پر تھوڑا سا بریف کریں کیونکہ 7 سے 8۔ارب روپے حکومت کے لگ چکے ہیں تو آپ کی اس پر کیا final recommendation ہے تو انہوں نے 30۔جون کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ میں آپ اور اس معزز ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ 30۔جون کو اس کی رپورٹ فائنل لیں گے اور 30۔دسمبر تک اس کی feasibility report بھی لیں گے تو جو کچھ بھی ہو گا وہ اس ہاؤس کے سامنے رکھ دیں گے۔ بہت شکریہ

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا Supplementary Question ہے۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب! This is last question on this.

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جز (ج) کے جواب کے آخری پیرے میں لکھا ہے کہ لہٰذا فی الوقت معدنیات کے استعمال اور refine کرنے سے متعلق کوئی عملی اقدام نہیں اٹھایا گیا تو منسٹر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ natural resource recover کرنے کے لئے گورنمنٹ کی priority نہیں ہے یا پیسا نہیں ہے یا ان کی ترجیحات ہی نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں پہلے بھی بتا چکا ہوں اور اب بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ پراجیکٹ 2018 میں complete ہو جانا تھا اور یہاں پر سیاسی پوائنٹ سکورنگ نہیں کرنا چاہتا لیکن جب PTI کی گورنمنٹ آئی تو یہ کیس سیدھا نیب کے اندر چلا گیا، ڈیڑھ سال تک نیب نے اسے probe کیا اور اس کے فنڈز روک دیئے گئے۔ اب جرمن کمپنی

نے 60 کروڑ روپے extra لگائے ہوئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آپ کی وجہ سے ہمارا نقصان ہوا ہے لہٰذا ہماری liabilities pay کریں تو ہم نے 30۔دسمبر تک ان کو ٹائم دیا ہوا ہے۔۔۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا سوال تھا کہ اس پر عملی اقدام نہیں کیا جا رہا ہے۔۔۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں نے تو یہ پہلے بتا دیا ہے کہ ہم نے 30۔جون تک ان کو deadline ہوئی ہے کہ وہ ہمیں رپورٹ دیں اور 30۔دسمبر تک feasibility report دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! منسٹر صاحب کہہ یہ رہے ہیں کہ یہ تمام جتنی بھی performances ہیں ان کے لئے 30۔جون تک final feasibility report دیں گے۔ جیسے شاہ صاحب بات کر رہے ہیں کہ 1944 میں سروے کیا گیا کہ یہاں پر ذخائر ہیں لیکن نکالے نہیں جا سکتے کیونکہ جو اس کی geological conditions probably ہے وہ شاید ان کی extraction مناسب نہیں سمجھ رہے تھے۔Later on کوئی land نیچے change کی ہوں گی یا کوئی معاملات ہوئے ہوں گے تو پھر ایک کمپنی آگئی جو 2002 سے 2008 تک کام کرتی رہی اس کے بعد Ores وہاں سے extract کئے بھی گئے کہ جس میں کہا گیا کہ شاید کوئی سونے کے ذخائر بھی مل رہے ہیں تو اس میں let's see and wait for that final report of feasibility وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم 30۔جون تک wait کریں گے۔ till the time that we take the feasibility study suggests that وہ اس وقت کی بات کر رہے ہیں۔ the next question جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 175 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں انوسٹمنٹ بورڈ کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

***175: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں انوسٹمنٹ بورڈ قائم کیا گیا ہے اس کا قیام کس سال میں عمل میں آیا ہے اس ادارہ کا سربراہ کون ہے اور یہ کب سے کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ادارہ کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ج) پنجاب انوسٹمنٹ بورڈ کو گزشتہ تین سال میں ہر سال کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(د) پنجاب انوسٹمنٹ بورڈ نے اپنے قیام سے آج تک کیا کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں ان کی تفصیلات پیش کی جائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (جناب شافع حسین):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب میں سرمایہ کاری کی ترویج کے لئے ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اس ادارے کا مکمل نام پنجاب بورڈ برائے سرمایہ کاری و تجارت ہے۔ PUNJAB BOARD OF INVESTMENT AND TRADE (PBIT) جبکہ اس کا قیام 22۔ فروری 2009 کو عمل میں لایا گیا تھا۔ ادارہ کا سربراہ چیف ایگزیکٹو آفیسر ہوتا ہے۔ یہ اسامی مورخہ یکم جولائی 2022 سے خالی ہے، جبکہ اسی دن سے جناب جلال حسن (ڈائریکٹر افرادی قوت) جو کہ محکمہ کی اپنی بھرتی ہیں۔ ان کے پاس چیف ایگزیکٹو آفیسر کا اضافی چارج ہے۔

(ب) پنجاب بورڈ برائے سرمایہ کاری و تجارت کے منظور شدہ میمورنڈم آف ایسوسی ایشن کے مطابق ادارہ کے مقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ صوبہ پنجاب میں تمام شعبوں بشمول زراعت، ڈیری اور لائیو سٹاک، کاروبار اور صنعت، انفراسٹرکچر اور توانائی میں سرمایہ کاری کے مواقع کی نشاندہی کر کے غیر ملکی اور مقامی دونوں طرح کی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرنا اور فروغ، صحت، تعلیم، تکنیکی (Technical) تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت اور تحقیق اور ترقی میں اپنا حصہ ڈالنا۔

2۔ صوبائی معیشت کے تمام شعبوں میں تجارتی طور پر قابل عمل نجی شعبے کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس سلسلے میں حکومت پنجاب کے لئے پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ (PPP) ماڈلز، راہنما خطوط اور تجاویز تیار کرنا۔

3۔ صوبہ پنجاب میں غیر ملکی اور مقامی سرمایہ کاری سے متعلق معاملات پر حکومت پنجاب کو راہنمائی اور مشورے فراہم کرنا۔ سرمایہ کاری کے فروغ کے منصوبوں کا جائزہ لینا، ادارہ جاتی انتظامات مرتب کرنا، صوبہ پنجاب میں سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے شفاف اور آسان طریق کار اور راہنما اصول وضع کرنا۔

4۔ حکومت پنجاب کو جمع کرانے کے لئے سرمایہ کاروں کی جانب سے موصول ہونے والی تمام سرمایہ کاری کی تجاویز اور پراجیکٹس کا جائزہ لینا اور ان پر کارروائی کرنا۔

5۔ تمام شعبوں میں سرمایہ کاری کو راغب کرنے اور سرمایہ کاری کے ماحول، طریق کار اور دیگر متعلقہ معاملات کو بہتر بنانے کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرنے کے لئے کمیشن، ماہر باڈیز کا تقرر کرنا۔

6۔ سرمایہ کاری کی تجاویز کو بہتر بنانے کے لئے وفاقی، صوبائی یا مقامی حکومتوں اور سرکاری اداروں میں نفاذ کرنے والی ایجنسیوں کے ساتھ کام کرنا۔

7۔ وفاقی، صوبائی یا مقامی حکومتوں اور سرکاری اداروں کی طرف سے سرمایہ کاروں کو تمام خدمات اور افادیت کی فراہمی کے لئے قابل اطلاق قوانین کے مطابق "ون ونڈو" سہولیات فراہم کرنا۔

8۔ حکومت پنجاب کی تجارتی سرگرمیوں اور سرمایہ کاری سے متعلق تنازعات اور دیگر تنازعات کو قابل اطلاق قوانین کے مطابق اور ان کے تابع حل کرنے کی کوشش کرنا۔

9۔ سرمایہ کاری کے فروغ میں ان کی فعال شرکت کے لئے نجی شعبے کے ساتھ رابطہ قائم کرنا اور تجارتی اداروں اور انجمنوں کے ساتھ روابط استوار کرنا۔

10۔ حکومتِ پنجاب کی جانب سے حکومتِ پاکستان کی سرمایہ کاری کی پالیسیوں کی تشکیل اور نفاذ میں بورڈ آف انوسٹمنٹ، گورنمنٹ آف پاکستان کے ساتھ رابطہ اور معاونت کرنا۔

11۔ صوبہ پنجاب میں سرمایہ کاری کے امکانات اور مواقع میں دلچسپی پیدا کرنے اور اس کی سرگرمیوں کو عام کرنے کے لئے مارکیٹنگ، امیج بلڈنگ اور تعلقات عامہ کی حکمت عملی مرتب کرنا، منصوبہ بندی، ترقی اور نفاذ کرنا۔

12۔ پنجاب میں سرمایہ کاری کے پروگراموں اور منصوبوں کی تمام مراحل پر پیشرفت کی نگرانی کرنااور اس پر فوری عملدرآمد کو یقینی بنانا۔

13۔ صوبہ پنجاب سے متعلقہ سرمایہ کاری کے حوالے سے معلومات جمع کرنا، مرتب کرنے، تجزیہ کرنے، برقرار رکھنے اور تقسیم کرنے کے لئے رپورٹیں شائع کرنا۔

14۔ پاکستان کے اندر اور باہر صوبہ پنجاب میں سرمایہ کاری کے امکانات اور مواقع کو فروغ دینے کے لئے کانفرنسوں، سیمینارز، روڈ شوز، میلوں، نمائشوں اور اسی طرح کی دیگر سرگرمیوں کی منصوبہ بندی، انعقاد، میزبانی اور شرکت کرنا۔

(ج) سال 22-2021 کے دوران پنجاب بورڈ آف انوسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ کو کوئی بجٹ فراہم نہیں کیا گیا تھا۔

سال 23-2022 کے دوران پنجاب بورڈ برائے سرمایہ کاری و تجارت کو 215.76 ملین روپے پنجاب حکومت کی طرف سے قرض حسنہ کی صورت میں ریلیز کئے گئے۔

سال 24-2023 کے دوران گرانٹ ان ایڈ کی صورت میں تاحال 50 ملین روپے ریلیز ہوئے ہیں۔

(د) 1۔ فروری 2009 میں اپنے قیام سے اب تک پنجاب بورڈ برائے سرمایہ کاری و تجارت ملک میں 6.38 بلین ڈالرز کی سرمایہ کاری میں سہولت کاری کا بنیادی کردار ادا کر چکا ہے۔

2۔ پنجاب میں قائم 18 خصوصی اقتصادی زونز کے قیام کا سہرا بھی پنجاب بورڈ برائے سرمایہ کاری و تجارت کے سر پر ہے جس نے شبانہ روز محنت سے سرکاری و نجی سطح پر یہ سپیشل اکنامک زونز قائم کئے جہاں صنعتوں کے قیام اور حکومت کی طرف سے پیش کی جانے والی مراعات سے ان گنت مقامی و بین الاقوامی سرمایہ کاروں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

3۔ ان صنعتی و اقتصادی زونز کی آباد کاری کے لئے اور یہاں سے اپنی مصنوعات کی پیداوار کے لئے 424 سرمایہ کاروں اور کمپنیوں نے پلاٹ خریدے اور کاروبار کا آغاز کیا۔

4۔ پنجاب انوسٹمنٹ بورڈ نے 6000 سے زائد بین الاقوامی وفود کی میزبانی کی اور انہیں پنجاب میں سرمایہ کاری کی طرف راغب کرنے کے لئے موجود مواقع اور سہولیات سے متعلق تفصیلی بریفنگز (Briefings) دیں اور پریزنٹیشنز (Presentation) پیش کیں۔

5۔ ادارہ ہذا نے 20000 سے زائد کاروباری افراد کی سہولت کاری کی جبکہ تین لاکھ سے زائد سرمایہ کاروں کے ساتھ ملاقات و تعامل بھی کیا گیا۔

6۔ آج چونکہ سٹارٹ اپس کا دور ہے تو پنجاب بورڈ برائے سرمایہ کاری و تجارت نے سٹارٹ اپس کی سہولت کاری کا بھی بیڑہ اٹھایا اور 800 سے زائد سٹارٹ اپس کو سہولت کاری مہیا کی اور بین الاقوامی فورمز پر بھی متعارف کروایا۔

7۔ پنجاب بورڈ برائے سرمایہ کاری و تجارت نے مختلف سیکٹرز میں رائج پالیسیوں میں بہتری کے لئے تجاویز پر مشتمل 150 سے زائد دستاویزات تیار کیں اور متعلقہ اداروں کو پیش کیں۔

8۔ پنجاب بھر میں کاروبار سہولت سنٹرز کے قیام میں پنجاب بورڈ برائے سرمایہ کاری و تجارت نے کلیدی کردار ادا کیا۔ ان سنٹرز نے اپنے قیام کے بعد انتہائی قلیل عرصہ میں اپنی افادیت کا لوہا منوالیا ہے جس کا برملا اظہار وزیر اعظم پاکستان، وزیر اعلیٰ پنجاب سمیت غیر ملکی سفارتکار اور سرمایہ کار بھی کر چکے ہیں۔ ان کاروباری سہولت مراکز کی روزمرہ کارکردگی اور آپریشنز بھی پنجاب بورڈ آف انوسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ کی ذمہ داری ہے۔

9۔ اس وقت ادارہ ہذا سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے وفاقی سطح پر قائم کئے جانے والے خصوصی ادارے سپیشل انوسٹمنٹ فسیلی ٹیشن کونسل (Special Investment Facilitation Council) کے چیف سیکرٹری پنجاب کے عملدرآمد اور کوآرڈینیشن سیل کے طور پر بھی کام کر رہا ہے۔

10۔ پنجاب بورڈ برائے سرمایہ کاری و تجارت پنجاب میں کاروباری افراد کو در پیش مسائل و مشکلات کے ازالے کے لئے بنائی جانے والی خصوصی کمیٹی پنجاب چیمبر آف کامرس کو آرڈینیشن کمیٹی کا مرکزی سیکرٹریٹ بھی ہے۔

11۔ بورڈ نے پنجاب کے پہلے نجی طور پر بننے والے خصوصی ٹیکنالوجی زون کی منظوری میں کلیدی کردار ادا کیا جس کے بعد ماڈل ٹاؤن لنک روڈ پر قائم امانہ مال میں پنجاب کا پہلا نجی شعبہ کا سپیشل ٹیکنالوجی زون قائم ہو چکا ہے۔

12۔ پنجاب بورڈ آف انوسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ مختلف سیکٹرز کی ترویج کے لئے انتھک محنت کرتا ہے جس کی مثال پرنٹنگ اور پیکجنگ کے سیکٹر کو صنعت کا درجہ دلوانے کے لئے منظوری کے لئے کیس بنایا اور اس کو ارباب اختیار کے سامنے پیش کیا گیا۔

13۔ کاروبار کی ترویج کے لئے تحقیقی رپورٹس کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اس ضمن میں سرمایہ کاری بورڈ نے تحقیقی رپورٹس، سرمایہ کاری پیچ بکس، پنجاب میں قابل سرمایہ منصوبوں کی تفصیلات اور عالمی سرمایہ کاری کا منظر نامہ سمیت درجنوں دستاویزات تیار کر کے کاروباری افراد اور اداروں کے ساتھ شیئر کیں جن سے وہ مستفید ہوتے چلے آرہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بڑا detailed جواب ہے تو میں جواب سے satisfied ہوں اور آپ اس سوال کو disposed of کر دیں۔

جناب سپیکر: جناب امجد علی جاوید! آپ چودھری شافع حسین کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی، میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: Excellent! Now we go to the next question.

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! میں اس سوال پر کچھ کہنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: جب mover ہی satisfied ہیں تو آپ نے کیا کہنا ہے۔ آپ دیکھیں کہ چار صفحوں کا جواب ہے۔ جی، جناب امجد علی جاوید! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 160 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ریت / معدنیات نکالنے کے ٹھیکہ جات اور طریق کار سے متعلقہ تفصیلات

***160: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ریت نکالنے کے لئے ٹھیکہ کب اور کس سال میں ہوا تھا کیا یہ اوپن نیلامی کے ذریعے دیا گیا تھا یا اس کے لئے کوئی اور طریقہ اختیار کیا گیا تھا؟

(ب) محکمہ جو فیلڈ نیلام کرتا ہے ان سے ریت نکال کر فروخت کرنے والوں کے لئے قیمت مقرر کرنے کا بھی کوئی نظام قائم کیا گیا ہے اگر ہے تو اس کی تفصیل پیش کی جائے؟

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کس کس مقام سے ریت یا دیگر معدنیات نکالی جا رہی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کی ملی بھگت سے اس فیلڈ میں چند افراد یا فرموں کی اجارہ داری قائم ہے کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ریت نکالنے کے لئے تمام علاقے کو ایک فیلڈ قرار دیا گیا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر اس فیلڈ کو چھوٹے فیلڈز میں تقسیم کر دیا جائے تو نہ صرف اجارہ داری کا خاتمہ ہو سکتا ہے بلکہ سرکار کے خزانہ میں بھی بہت زیادہ آمدن کا اضافہ ہو سکتا ہے؟

(و) اگر جز "د" کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ریت نکالنے کے لئے ٹھیکہ جات نومبر 2023، دسمبر 2023 اور اپریل 2024 میں عطا ہوئے ہیں اور تمام ٹھیکہ جات نیلام عام کے ذریعے عطا کئے گئے ہیں۔

(ب) سیکرٹری انڈسٹری پنجاب نے کچھ عرصہ قبل ڈائریکٹر جنرل معدنیات کو صوبہ پنجاب میں عام ریت کی فروخت کا ریٹ تعین کرنے کے اختیارات تفویض کئے ہیں۔ ان اختیارات کی روشنی میں ڈائریکٹر جنرل معدنیات نے فیلڈ رپورٹس کے حصول کے بعد کچھ اضلاع میں ریت کی فروخت کے ریٹ مقرر کر دیئے ہیں جبکہ باقی اضلاع میں ریٹ مقرر کرنے کا عمل جاری ہے۔ جو کہ چند دنوں میں مکمل کر لیا جائے گا۔ اس حوالے سے ڈائریکٹر جنرل معدنیات کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ عام ریت کا ریٹ صوبہ بھر میں مقرر کرنے کا عمل جلد از جلد مکمل کیا جائے۔

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عام ریت چک نمبر430 تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ، چک نمبر 17 اور بھسی اڈا کے مقام سے نکالی جا رہی ہے۔ ان زونز کے نام درج ذیل ہیں۔

1. گوجرہ زون
2. کمالیہ بھسی زون

(د) محکمہ معدنیات میں ٹھیکیداران کی مقامی اجارہ داری ایک سنگین مسئلہ ہے جس کا محکمہ کو مکمل طور پر ادراک ہے۔ ٹھیکیداران کی ان مقامی اجارہ داریوں کو ختم کرنے کے لئے محکمہ معدنیات نے گزشتہ ایک برس کے عرصہ میں مختلف اقدامات اٹھائے ہیں اس بارے میں نیلامِ عام کو شفاف طریقہ سے مکمل کرنے کے لئے تفصیلی ایس او پیز جاری کئے گئے ہیں (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔ مزید برآں ٹھیکیداران کے مابین "پولنگ"(Pooling) کو ختم کرنے کے لئے ای آکشن کا نظام وضع کیا جا رہا ہے جو کہ جولائی 2024 سے نافذ العمل کر دیا جائے گا۔

(ہ) کسی بھی ضلع میں عام ریت کے بلاکس اور زونز کی تعداد مختلف عوامل پر منحصر ہوتی ہے ان عوامل میں متعلقہ ضلع میں ریت کی ڈیمانڈ سپلائی، ریت کی کوالٹی اور ضلع کی حدود اربع شامل ہیں۔

اس حوالے سے مختلف اضلاع میں ٹھیکیداران کی اجارہ داری کو ختم کرنے کے لئے ڈائریکٹر جنرل معدنیات کو صوبہ بھر میں عام ریت کے نئے زونز اور بلاکس تشکیل کرنے کی ہدایات جاری کی ہوئی ہیں۔ ان ہدایات کی روشنی میں حالیہ دِنوں میں پچاس

کے قریب عام ریت کے نئے زونز اور بلاکس تشکیل دیئے گئے ہیں جن میں ایک نیا بلاک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی تشکیل دیا گیا ہے جو کہ آئندہ نیلام عام میں پیش کیا جائے گا۔ جو کہ آئندہ ایک برس کے عرصہ میں مزید سو کے قریب نئے بلاکس / زونز تشکیل دیئے جائیں گے۔

(و) تفصیلی جواب مندرجہ بالا سوالات کے جوابات میں دیکھا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ج) میں یہ کہا گیا ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عام ریت چک نمبر 430 تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے نکالی جارہی ہے تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا یہ جواب درست ہے؟ میرے نزدیک محکمے کی طرف سے یہ جواب درست نہیں دیا گیا۔ یہ ہاؤس میں misrepresent کیا گیا ہے، ڈیپارٹمنٹ اور ہمارے سیکرٹری صاحبان ہاؤس کی sanctity کو undermine کر رہے ہیں تو میں یہ چاہوں گا کہ اگر ہاؤس کے ایک دو لوگوں کی کمیٹی بنادیں یا منسٹر صاحب خود دیکھ لیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو اس سوال کے کس حصے پر اعتراض ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ج) میں یہ کہا گیا ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عام ریت چک نمبر 430 سے نکالی جارہی ہے اور میں کہتا ہوں کہ اس گاؤں سے کوئی ریت نہیں نکالی جارہی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ نکالی جارہی ہے اگر یہ ریت نکالی جارہی ہے تو چھ ماہ کی تنخواہ میری روک دیں اور اگر ریت نہیں نکالی جارہی تو پھر سیکرٹری صاحب کی تنخواہ روک دیں تاکہ ان کو کوئی سزا تو ملے کہ انہوں نے ہاؤس کے ساتھ کیا مذاق بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ کہہ رہیں، میں تھوڑا سا اس کو specify کردوں کہ once again I am reiterating before the Minister اس پر جواب دیں تو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو جز(ج) میں جواب دیا گیا ہے وہ غلط ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس پر Privilege Motion بنتی ہے یہ پورے ہاؤس کی تضحیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عام ریت چک نمبر 430، تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ چک نمبر 17 اور بستی اڈا کے مقام ان کے دو زون بنے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک گوجرہ زون اور کمالیہ زون بنا ہوا ہے۔ یہاں ڈیپارٹمنٹ کے جو allotted zones ہیں وہاں سے ریت نکالی جا رہی ہے ایک کا ایریا تقریباً 44 ہزار ایکڑ ہے اور دوسرے کا تقریباً 43 یا 46 ہزار ایکڑ ہے۔ ان areas پر government کے allotted مائنز اینڈ منرل auction کئے ہوئے زون ہیں جہاں سے یہ ریت نکالی جا رہی ہے۔ اگر جناب امجد علی جاوید کو کوئی اعتراض ہے تو وہ مجھے بتا دیں کہ انہیں کس بات پر اعتراض ہے یا جواب میں کہاں غلطی ہے تو تھوڑی سی نشاندہی کر دیں میں اس پر action لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ غلطی کی نشاندہی کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے نشاندہی کر دی ہے کہ جو چک نمبر 430 کا بتایا گیا ہے اگر اس میں سے ریت نکلتی ہے تو پھر ٹھیک ہے اگر نہیں نکلتی تو جس نے یہ جواب غلط دیا ہے اس کا علاج کریں نہیں تو میں اس کے خلاف یہاں ہاؤس میں Privilege Motion لاؤں گا۔

جناب سپیکر: آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ چک نمبر 430 سے کوئی ریت نہیں نکلتی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی، بالکل چک نمبر 430 سے کوئی ریت نہیں نکلتی لیکن یہ کہہ رہے ہیں کہ ریت نکل رہی ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! اس گاؤں سے ریت نہیں نکل رہی۔ ایک پورا گوجرہ زون ہے اور ایک کمالیہ زون ہے جس کا رقبہ تقریباً 43، 44 یا 46 ہزار ایکڑ ہے وہاں سے ریت نکالی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں کہ وہ لکھ رہے ہیں کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عام ریت چک نمبر 430 تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مقام سے نکالی جا رہی ہے this is what they are writing یہ آپ کا جواب ہے۔

وزیر کانکنی ومعدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! جی لیکن اس زون کا نام گوجرہ زون ہے اور یہ چک نمبر 430 بھی اسی زون میں فعال کرتا ہو گا کیونکہ وہ بہت بڑا area تقریباً 40 ہزار ایکڑ ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ کوئی 60 یا 70 مربعوں کا گاؤں ہوتا ہے, یہ ریت کسی بھی گاؤں سے نکل رہی ہے تو میں مان لیتا ہوں اگر یہ ریت نہیں نکل رہی تو پھر جس نے یہ جواب دیا ہے اس کا منسٹر صاحب بتائیں کہ کیا علاج کیا جائے گا کیونکہ یہ پورے ہاؤس کو گمراہ کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! it's a serious concern وہ کہہ رہے ہیں کہ اس دیہات سے ریت نکل ہی نہیں سکتی تو یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ وہاں سے ریت نکل رہی ہے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں اس کو دوبارہ چیک کروالیتا ہوں کہ لیکن میری information کے مطابق یا جس طرح مجھے بتایا گیا ہے کہ گوجرہ زون بہت بڑا زون ہے یہ جو چک نمبر 430 کا ذکر کیا گیا ہے یہ بھی اسی گوجرہ زون میں فعال کرتا ہے، اس کو صرف identify کرنے کے لئے چک کا حوالہ دیا گیا ہے ویسے گوجرہ زون ہے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! جس زون میں یہ گاؤں ہے جہاں سے ریت نکل رہی ہے اس کو منسٹر صاحب چیک کر لیتے ہیں اگر furnish answer wrong ہو تو we can take it up again

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ابھی تو میں نے ایک ضمنی سوال کیا ہے، آگے میرے سوال ابھی رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ Mover has the right first.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ سیکرٹری انڈسٹری پنجاب نے۔۔۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ چیک کروالیں جیسا کہ امجد علی جاوید صاحب کہہ رہے ہیں اگر جواب کی تفصیل میں کوئی فرق ہو گا تو accordingly we will see to it.

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! جی، ہم اس کو چیک کروالیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، امجد صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(ب) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ (ب) سیکرٹری انڈسٹری پنجاب نے کچھ عرصہ قبل ڈائریکٹر جنرل معدنیات کو صوبہ پنجاب میں عام ریت کی فروخت کا ریٹ تعین کرنے کے اختیارات تفویض کئے ہیں۔ ان اختیارات کی روشنی میں ڈائریکٹر جنرل معدنیات نے فیلڈ رپورٹس کے حصول کے بعد کچھ اضلاع میں ریت کی فروخت کے ریٹ مقرر کر دیئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ کون سے اضلاع ہیں جن میں یہ ریٹ مقرر کئے گئے ہیں اور وہ ریٹ کیا مقرر کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! ہم نے ملتان، بہاولپور، وہاڑی، اوکاڑہ، پاکپتن، قصور، رحیم یار خان، بہاولنگر، لودھراں، ننکانہ صاحب، بھکر، میانوالی، بہاولپور اور اٹک میں ریٹ مقرر کر دیئے ہیں، باقی اضلاع میں بھی ریٹ مقرر کرنے کے لئے میں نے ہدایات جاری کر دی ہیں اور جلد ہی ان باقی اضلاع میں بھی ریٹ مقرر کر دیئے جائیں گے اس کی ایک لمبی تفصیل ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں امجد علی جاوید صاحب کو وہ provide کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ ان کو اس تفصیل کی کاپی فراہم کر دیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! جی، میں ان کو اس تفصیل کی کاپی دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کا محکمہ معدنیات ہے میں خاص طور پر میں آپ کو ریت کے معاملے پر ایک observation دینا چاہ رہا ہوں کہ roads کی پراپرٹی سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کی ہے جہاں سے ریت extract کی جاتی ہے، اب جب ٹریکٹر ٹرالیوں اور ٹرالوں میں جب یہ ریت

بھر کر لے جاتے ہیں تو اس کا لوڈ اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اگر ہم آج ایک نئی سڑک بنواتے ہیں تو ریت کی ٹرالیوں اور ٹرالوں کے بوجھ کی وجہ سے چھ ماہ میں کروڑوں اور اربوں روپے کی انوسٹمنٹ برباد ہو جاتی ہے یا تو آپ ان کو road access دیں یہ نیا سوال ہے لیکن میں آپ کے سامنے ایک observation رکھ رہا ہوں، Does the Mines and Mineral Department pay any road cess for that? کہ آپ roads کو استعمال کر رہے ہیں اور ٹھیکداروں سے پیسے لے رہے ہیں آپ contracts award کر رہے ہیں وہاں سے ریت extract ہونی ہے اور آپ کا لوڈ مینجمنٹ کا کنٹرول بالکل زیرو ہے تو یہ بات آپ کے اور میرے بھی علم میں ہے۔ یہ بہت serious concern ہے آپ اس پر ضرور اپنے ڈیپارٹمنٹ سے جواب لیں کیونکہ یہ literally بربادی کی ایک نئی داستان ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! آپ کی observation بالکل ٹھیک ہے۔ لوڈ مینجمنٹ کنٹرول بنیادی طور پر سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کے under آتا ہے، بہر حال میں بھی اس کو چیک کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! پھر ایسا کرتے ہیں کہ اس حوالے سے آپ کی سربراہی میں ہاؤس کی ایک committee form کر دیتے ہیں۔ اس کمیٹی میں آپ، منسٹر ٹرانسپورٹ اور منسٹر سی اینڈ ڈبلیو شامل ہیں and we nominate five honorable members also اس میں یہ دیکھا جائے کہ ایک روڈ جو کہ بالکل brand new ہے، جیسا کہ KPRP Roads بنی تھیں اور اس کے بعد پی ٹی آئی کی گورنمنٹ میں انہوں نے ایک منصوبہ دیا تھا اس منصوبے کے تحت جو roads بنی ہیں یا جو بھی نئی سڑک بنتی ہے وہ maximum چھ سے آٹھ ماہ کے اندر گیلی ریت کی ٹرالیوں اور ٹرالوں کے اوور لوڈ کی وجہ سے تباہ ہو جاتی ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں آپ کی اس بات سے agree کرتا ہوں۔ آپ بے شک اس حوالے سے کمیٹی بنا دیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں بھی ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، خان صاحب!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! آپ نے بہت اچھا question rescue کیا ہے۔ میں منسٹر صاحب کو یہی request کروں گا کہ اس میں دو چیزیں ہوتی ہیں road cess شو گر کین میں تو ہوتی ہے اور جہاں تک میرے علم میں ہے کہ ان کے پاس road cess کی تجاویز ہوتی ہیں لیکن یہ اس کے لئے بجٹ نہیں رکھتے۔ محکمہ کانکنی و معدنیات کے جہاں پر crusher لگے ہوتے ہیں، جہاں پہاڑی علاقے میں یہ کام کرتے ہیں وہاں ان کے لئے ایک ہسپتال کا قیام بہت ضروری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل یہ بہت ضروری ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): میرے خیال میں آپ کا یہ بہت اچھا initiative ہے آپ جو کمیٹی form کر رہے ہیں اس میں اپوزیشن کی طرف سے دو ممبران شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔ This is extremely important and we are forming a Special Committee on this جس میں three honorable ministers شامل ہیں، یہ پبلک کی بہت بڑی inconvenience ہے۔ ایک یہ ریت کے ٹھیکوں کے حوالے سے مسائل اور دوسرا جہاں پر پتھر کی کٹائی کی وجہ سے لوگوں کے بیمار ہونے کا مسئلہ ہے یہ بھی آپ اس کمیٹی میں شامل کر لیں۔۔۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! جو پہاڑوں پر blasting کی جاتی ہے، اس کے دھوئیں سے بھی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! جی، بالکل blasting کا بھی issue بہت اہم ہے۔ تو اس کے لئے ہم سپیشل کمیٹی بنا رہے ہیں جو already laws ہیں وہ کیا ہیں اور ان laws میں سے کن laws پر عمل ہو رہا ہے اور کن پر عمل نہیں ہو رہا اس پر آپ ہاؤس کو apprise کر دیں گے probably on Tuesday we will fix it up یہ کمیٹی form کر دیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں ایک auction کرتے ہیں جس میں ڈیپارٹمنٹ 5 روپے فی ٹن cost لیتا ہے، ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں یہ ریٹ تقریباً 70/60 سال پہلے

fix کیا گیا تھا۔ اس انکم سے جہاں جہاں mining ہو رہی ہے وہاں ان لوگوں کی بہتری کے لئے، ہسپتال، موبائل ڈسپنسریز یا ہم جو بھی facilitate کر سکتے ہیں وہ کرتے ہیں لیکن یہ بہت کم رقم ہے۔ ہم نے آج فنانس ڈیپارٹمنٹ کو اپنی request بھجوائی ہے کہ اس رقم کو بڑھا کر تیس روپے فی ٹن کیا جائے۔ ہمارا محکمہ ہسپتال اور ڈسپنسریز بناتا ہے، واٹر فلٹریشن پلانٹ بھی لگاتا ہے۔ میں پرسوں بھی خوشاب گیا ہوا تھا ہم نے وہاں ہسپتال visit کیا ہے، وہاں ہماری موبائل ایمبولینس موجود ہے جہاں پر کوئی حادثہ ہوتا ہے وہ پہنچتی ہے، ڈاکٹر اور باقی عملہ بھی ہسپتال میں موجود تھا۔ ہمیں جہاں سے بھی کوئی ایمرجنسی کال آتی ہے تو ہمارا ڈیپارٹمنٹ فوراً response کرتا ہے لیکن ہمارے پاس کم وسائل تھے اب ہم انہیں بڑھا رہے ہیں۔ اگر معزز رکن مزید کوئی بات کہیں گے تو میں وہ بھی دیکھ لوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی پوری detail لینے کے لئے ہاؤس کی ایک کمیٹی form کر رہے ہیں اس کمیٹی میں آپ، منسٹر ٹرانسپورٹ، منسٹر C&W ہیں along with the members of the Committee and before the completion of this session آپ سے چاہیں گے کہ تھوڑی راہنمائی کریں اور بتائیں کہ یہ جو ایک بہت بڑی public inconvenience ہے and that is because کہ آپ کا ڈیپارٹمنٹ contract award کرتا ہے۔ کیا اس award of contract میں یہ چیزیں شامل ہیں جس میں blasting ہے، line cutting ہے، پتھر کی cutting ہے، ریت کی extraction ہے اور پھر آپ انہیں پبلک روڈز پر لے کر جاتے ہیں، اس سے ہیلتھ issues ہیں، ان laborer کے لئے ہسپتال ہیں تو ان میں کس حد تک آپ کی contribution ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! جہاں تک blasting اور cutting کی بات ہو رہی ہے ہم محکمہ تحفظ ماحول کے NOC کے بغیر کوئی work order issue نہیں کرتے۔ محکمہ تحفظ ماحول ہمیں ok کرتا ہے تو تب ہم work order issue کرتے ہیں۔ آپ نے جہاں تک روڈ سیکٹر کی بات کی ہے آپ بالکل کمیٹی بنا دیں اس میں بیٹھ کر load management کا mechanism بنا دیں تو ہم اس پر عملدرآمد کرائیں گے۔

جناب سپیکر: یہ کچھ غلط العام ہے جو ہمارے روز کے مشاہدے میں ہے اگر یہ درست نہ ہو تو بہت بڑی public inconvenience ہے and under your leadership as minister you are able to do things and we expect, this House expects کہ آپ اس پر deliver کریں گے اور لوگوں کی convenience کے لئے بہتر کریں گے۔

وزیر کانکنی ومعدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! آپ کی ہدایت پر پورا عمل کریں گے۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: امجد صاحب سوال کے محرک ہیں۔ انہیں بات کرنے دیں۔ please be seated, all gentlemen please be seated امجد صاحب سوال کے محرک ہیں انہیں بات کرنے دیں۔

جناب امجد علی جاوید: میں نے منسٹر صاحب سے پوچھا تھا کہ کیا آپ نے قیمت کا کوئی تعین کیا ہے جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم نے تعین کیا ہے لیکن مجھے جو فہرست دی گئی ہے اس میں قیمت کا کوئی تعین نہیں ہے۔ قیمت سے مراد ہے کہ فی ٹرالی جو ریت بھیجی جاتی ہے اس کی کتنی قیمت ہے جو محکمہ charge کرتا ہے مجھے تو اس کی فہرست دی گئی ہے، اس کا مطلب تو یہی ہے کہ قیمت کا تعین ہوا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! میں آپ کی بات نہیں سمجھ پایا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جواب میں فرمایا ہے کہ ہم نے کچھ اضلاع میں قیمت کا تعین کر دیا ہے اور انہوں نے اضلاع کے نام بھی پڑھ دیئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ میں لسٹ دے دیتا ہوں۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیا قیمت متعین کی گئی ہے تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کو لسٹ دے دیتا ہوں لیکن مجھے جو لسٹ دی گئی ہے یہ قیمت فروخت نہیں بلکہ محکمہ جو ریت نکالنے والے سے charge کرتا ہے یہ اس کی فہرست ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیمت کا کوئی تعین ہوا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ منسٹر صاحب نے جو تفصیل فراہم کی ہے کہ جس ریٹ پر وہ ٹھیکہ دیتے ہیں وہ اپنے محکمے کے ٹھیکہ دینے کے ریٹ کی بات کر رہے ہیں لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ جو ریت کی ٹرالی کنزیومر تک جاتی ہے اس کی کیا قیمت ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! جب ہم کوئی ٹھیکہ نیلام کرتے ہیں تو پہلے demand and supply کے مطابق اس کا پورا سروے کرتے ہیں لیکن آگے اگر وہ کنزیومر کو پچاس ہزار روپے میں ٹرالی بیچتے ہیں تو اس سے محکمے کا تعلق نہیں ہے، ہم نے تعین کیا ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ ٹھیکیدار وصولی نہ کرے۔ ہم اس حد تک تو ان پر check and balance رکھتے ہیں لیکن ٹھیکیدار آگے کنزیومر کے پاس کتنے میں ٹرالی بیچتا ہے فی الحال ہمارے پاس اس چیز کا کوئی mechanism نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! میں بھی اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو جز (ب) کے بارے میں discussion ہو رہی ہے اور ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ پاکپتن کے بارے میں بھی ریٹ کا اعلان ہو گیا ہے۔ کیا وہ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ پاکپتن کے لئے کون سا ریٹ مقرر ہوا ہے۔ دوسری یہ بات ہے کہ ابھی جو منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ وہ جا کر کنزیومر کو -/50000 کی ٹرالی دے دے۔ یہی وہ نقطہ ہے جس کی وجہ سے اس محکمے میں کرپشن کی انتہا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ ایک ڈی جی کو پورا پنجاب دے دیا گیا ہے کہ تم اپنی مرضی سے ہر ضلع کا ریٹ مقرر کر دو-وہ all and all ہے وہ جتنے مرضی پیسے لے کر کسی ضلع کا کم اور کسی کا زیادہ ریٹ مقرر کر دے لیکن ہمارے غریب علاقے ہیں اور ریت ایک ایسا عنصر ہے جو کنسٹرکشن میں استعمال ہوتا ہے جو غریب آدمی بھی ٹرالی استعمال کرتا ہے لیکن ریت کے ٹھیکیداران محکمے کی ملی بھگت سے مافیا بن چکے ہیں اور لوٹ رہے ہیں لہٰذا میری تجویز ہے کہ آپ اس پر ہاؤس کی کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں، آپ کی بات آگئی ہے اب منسٹر صاحب جواب دیتے ہیں۔جی منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! اس چیز سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ماضی میں اس طرح کی مثالیں موجود ہیں۔

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف تو رکھیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں اس چیز سے بالکل انکار نہیں کروں گا کہ محکمے کی ملی بھگت ضرور ہوتی ہو گی لیکن ہم نے اس کا ایک بڑا شفاف نظام وضع کیا ہوا ہے۔ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ وہاں پر جو auction ہوتی ہے وہ ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں ہوتی ہے، اس کے بندے موجود ہوتے ہیں، ریونیو ڈیپارٹمنٹ موجود ہوتا ہے اور open auction میں ٹھیکیدار ہم سے ٹھیکہ لیتا ہے۔ وہاں supply and demand کے مطابق وہ کیا ریٹ مقرر کرتا ہے اور آگے کنزیومر کو کس ریٹ میں دیتا ہے۔ ہماری فیلڈ سے جو ٹرالی نکلے گی ہم نے اس پر اپنا ریٹ طے کیا ہوا ہے۔ اگر اس پر انہیں اعتراض ہے یا کہیں پر ٹھیکیدار ہمارے محکمے سے مل کر over charging کر رہے ہیں تو اس کی نشاندہی کر دیں میں اس پر action لینے کے لئے تیار ہوں۔

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! وہ لوٹ مار کی انتہا کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ریت سے پنجاب میں کتنا پیسا اکٹھا کرتے ہیں؟ یہ free for all ہونا چاہئے یہ natural resource ہے اس پر ایک غریب آدمی کا حق ہے اور منسٹر صاحب کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ یہاں پر یہ عوام کے تحفظ کے لئے بیٹھے ہیں نہ کہ اپنے محکمے کے لئے، یہ تو اپنے محکمے کو defend کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! مہربانی I have got many people to talk on this ابھی تین دوست اور کھڑے ہیں۔ آپ کا point آ گیا ہے آپ کی بڑی valid بات ہے اور وہ بات منسٹر صاحب نے لی ہے وہ اپنے سیکرٹری اور ڈی جی سے اس پر پوری تفصیل لیں گے کہ اگر کنزیومر تک جانے والے end product پر ڈیپارٹمنٹ کا کنٹرول نہیں ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہے، ڈیپارٹمنٹ کا کنٹرول ہونا چاہئے۔ منسٹر صاحب! آپ کو یہ دیکھنا چاہئے۔

وزیر کانکنی ومعدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب!

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! آپ نے جو کمیٹی بنائی ہے اس کے لئے ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر۔۔۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔ میں ضمنی سوال پر آپ سے تجویز تو نہیں لے سکتا۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! مجھے اسی سے related بات کر لینے دیں۔ ریت کے ٹرالے موت کے فرشتے ہیں ان پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی جب وہ ٹرالے سڑکوں پر آتے ہیں تو یقین کریں کہ نہ ان کی manufacturing کا کوئی بندوبست کیا گیا ہے اور نہ ہی۔۔۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! کمیٹی اسی لئے form کی گئی ہے کہ آپ اپنی تجاویز اس کمیٹی کے پاس لے کر جائیں۔ اس کمیٹی میں تین منسٹر صاحبان بیٹھیں گے اس میں آپ معزز ممبران بیٹھیں گے۔ جی سردار راشد طفیل صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب راشد طفیل: جو ٹھیکیداروں کو ٹھیکے دیئے جاتے ہیں ان کی لمبائی چوڑائی کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہے اور جب ٹھیکیداروں کو ٹھیکے ملتے ہیں تو ٹھیکیدر ٹھیکے آگے الاٹ کرتے ہیں اسی لئے ان کے ریٹ مہنگے ہوتے ہیں اور ان کو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ فرض کریں گورنمنٹ ایک ٹرالی سے 500 روپیہ charge کر رہی ہے تو وہ ٹھیکیدار جب آگے ٹھیکہ دیتا ہے تو وہ 1500 روپے ٹرالی کے حساب سے نکال رہا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ جو موقع کے ریٹ ہیں جہاں سے ریت نکل رہی ہے کیا وہاں آپ کا check and balance ہے؟ اگر ہے تو پھر اتنے مہنگے ریٹ کیوں ہو رہے ہیں؟ اگر ایسے ہی رہا تو غریب لوگ اس مہنگائی میں کیسے گزارہ کریں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! سردار صاحب نے بڑی pertinent بات کی ہے میں اسے تھوڑا سلیس کر دیتا ہوں کہ آپ کا ٹھیکیدار آگے سب کنٹریکٹر رکھتا ہے? dose the contract allow that یہ fresh question amount کرے گا تو میں آپ کی اور محکمے کی آسانی کے لئے یہ کمیٹی form کر رہا ہوں۔ یہ اتنا غلط العام ہے، یہ برائی اتنی زیادہ سرایت کر گئی ہے اور یہ ہمارے infrastructure کو

اتناbotherکر رہی ہے کہ.it needs a clear cut remedial measures یہ stepsآپ کو لینے پڑیں گے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! آپ بالکل کمیٹی بنا دیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ آپ کی ہدایت پر عملدرآمد ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ یہ بہت اہم issue ہے۔ اس حوالے سے آپ نے ابھی ایک committee form کرنے کے لئے بھی کہا ہے۔ غالباً صوبہ پنجاب میں ضلع اٹک، ٹیکسلا اور اس سے adjacent areas میں سب سے زیادہ کریشنگ ہوتی ہے اور اسی علاقے میں اس منسٹری سے related تباہی ہو رہی ہے۔ میں آپ کو اپنے حلقے کی مثال دوں گا۔ میرا حلقہ پہاڑی علاقے پر مشتمل ہے۔ وہاں پر اگر کسی غریب آدمی کی ذاتی زمین میں کوئی چھوٹی سی پتھر کی گار یا چٹان ہے اور وہ اپنا گھر تعمیر کرنے کے لئے دو چار مزدور لگا کر وہاں سے پتھر اکٹھے کرتا ہے تو بَخُدا محکمہ معدنیات کے بدمعاش اہلکار اس کو صبح شام تنگ کرتے ہیں۔ میں اس بارے میں آپ کو ایک detailed report with evidence دوں گا۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس بارے میں ایک کمیٹی بنائی جائے، اس کمیٹی کو بااختیار بنایا جائے اور ہر affected ضلعے کا ایک ایک بندہ اس کمیٹی کا ممبر ہونا چاہئے۔ جہلم اور ٹیکسلا بھی اس کے victim ہیں۔ بہت سارے ایسے اضلاع ہیں کہ جو محکمہ معدنیات کی زیادتی کے victim ہیں۔ خُدا گواہ ہے کہ محکمہ معدنیات نے کرپشن اور تباہی کی ایک تاریخ رقم کی ہوئی ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں political point scoring میں نہیں جانا چاہتا تھا۔۔۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! یہ political point scoring کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سردار محمد علی خان! یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ منسٹر صاحب کو بات مکمل کرنے دیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ مجھے اس محکمہ کا چارج لئے ہوئے تقریباً ایک یا ڈیڑھ مہینہ ہوا ہے۔ معزز رکن جو کچھ فرما رہے ہیں میں ان سے اتفاق کرتا ہوں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں اس محکمہ کی جو تباہی ہوئی ہے وہ 70 سالوں میں نہیں ہوئی۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جس ریت کا بار بار زکر کیا جا رہا ہے اس حوالے سے ایک بہت بڑا گروپ ہے۔ اس گروپ کو کون head کرتا ہے؟

جناب سپیکر! اگر آپ کہیں گے تو میں اس کا نام بھی بتا دوں گا اور یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ کون کون اس کے partners ہیں۔ حزب اختلاف کے معزز دوست مجھے صرف یہ بتا دیں کہ اس محکمہ کے پچھلے وزیر کہاں ہیں؟ میرے لئے وہ قابل احترام ہیں۔ وہ ہمارے colleague تھے۔۔۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! سابقا کو چھوڑ دیں اور اپنی کارکردگی بتائیں۔ یہ بتائیں کہ اس حوالے سے آپ کی کارکردگی کیا ہے؟

جناب سپیکر: سردار محمد علی خان! یہ مناسب نہیں ہے۔ کیا آپ کسی بس سٹیشن پر بیٹھے ہیں؟ آپ نے اپنی بات کر لی ہے۔ You have made your point. اب آپ منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔ This is no way of conduct آپ ایسا نہ کریں۔ جی، منسٹر صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! اگر یہ کہتے ہیں تو میں پچھلے ایک مہینے کی کارکردگی بھی بتا دیتا ہوں۔ پچھلے منسٹر صاحب جن کے پاس یہ محکمہ تھا وہ کدھر ہیں اور وہ کیوں ملک سے بھاگے ہوئے ہیں؟ انہیں یہاں پر بلائیں۔ وہ یہاں پر آ کر حساب دیں۔ وہ کیوں ملک سے باہر بیٹھے ہوئے ہیں؟ ہم خلوص نیت سے کوشش کر رہے ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ میں اس ڈیپارٹمنٹ کو ایک بہتر ڈیپارٹمنٹ بنا کر دکھاؤں گا۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! انہوں نے ایک بات کی ہے تو مجھے اس کی وضاحت کرنے دیں۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! تشریف رکھیں۔ You will create another mess. آپ بیٹھ جائیں۔ This is the question of public importance. I am repeating it. منسٹر صاحب! یہ public importance کا question اس لئے ہے کیونکہ اس کے اثرات

سے public life بہت بُری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی extraction جس جگہ پر ہو رہی ہے وہ infrastructure خراب کر رہی ہے۔ جہاں پر blasting کے ذریعے rock cutting ہو رہی ہے وہاں پر بہت زیادہ serious health issues پیدا ہو رہے ہیں۔ اس حوالے سے لاہور ہائی کورٹ کے دو فیصلے موجود ہیں۔ وہ فیصلے بھی میں اسی کمیٹی میں بھیج دوں گا۔ ان فیصلوں کی روشنی میں بھی حکومت نے ایک certain action perform کرنا ہے۔ آپ یہ کمیٹی constitute کریں اور محکمہ سے اس بابت پوچھیں۔ آپ محکمہ سے تفصیلات لے کر کمیٹی کے سامنے اور پھر اس ہاؤس کے سامنے پیش کریں۔ اس حوالے سے آپ اپنی ایک policy statement دیں کہ grievances of public کو address کرنے کے لئے آپ کیا remedial measures لے رہے ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! بالکل آپ کی ہدایت پر عمل کیا جائے گا۔ میں نے جس طرح پہلے عرض کیا ہے کہ مجھے اس محکمہ کا چارج لئے ہوئے صرف ایک مہینہ ہوا ہے۔ جہاں پر blasting کے ذریعے mining ہو رہی ہے وہاں پر ہم لوگوں کی صحت کے حوالے سے ضروری measures لے رہے ہیں۔ میں دو دن پہلے field میں پورا علاقہ visit کر کے آیا ہوں۔ میں نے اپنے محکمہ کو ہدایات دی ہیں کہ کوئی بھی mine ایسی نہیں ہو گی کہ جس کے باہر ڈسپنسری موجود نہ ہو۔ ہم mine owner کو bound کر رہے ہیں کہ وہ mine کے باہر ایک ڈسپنسری قائم کرے گا۔

جناب سپیکر: بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ اب اگلے سوال کو take up کرتے ہیں۔

جناب محمد الیاس: جناب سپیکر! میں بھی اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! اس بارے میں کافی زیادہ سوالات ہو چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 241 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: ضلع بھر میں صنعتی یونٹس اور ان میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ سے متعلقہ و دیگر تفصیلات

*241: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے صنعتی یونٹس ہیں؟

(ب) مذکورہ صنعتی یونٹس سے نکلنے والا کیمیکل شدہ گندا اور زہریلا پانی کہاں ڈالا جاتا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ صنعتی یونٹس میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کئے گئے ہیں اگر نہیں تو ان کے مالکان اور انتظامیہ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(د) کیا چناب سپننگ ملز ٹوبہ ٹیک سنگھ، کمالیہ شوگر ملز اور چودھری شوگر ملز میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کئے گئے ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (جناب شافع حسین):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل 39 صنعتی یونٹس ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صنعتی یونٹس سے نکلنے والا آلودہ پانی قریبی سیم نہر یا گندا پانی نکالنے والے نالے میں ڈالا جاتا ہے۔

(ج) ضلع ہذا میں 39 میں سے 37 صنعتی یونٹس ایگرو بیسڈ ہیں جن سے کوئی کیمیکل فضلہ خارج نہیں ہوتا۔ بقایا دو عدد صنعتی یونٹوں کو محکمہ ماحولیات کی طرف سے نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔ ان صنعتی یونٹوں کے نام ہیں۔ کمالیہ شوگر ملز۔ پراچہ گھی ملز۔

(د) چناب سپننگ ملز سے کوئی کیمیکل فضلہ خارج نہیں ہوتا۔ چودھری شوگر ملز 2016 میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے شفٹ ہو کر جنوبی پنجاب جا چکی ہے۔ کمالیہ شوگر ملز نے بنیادی ٹریٹمنٹ کا نظام نصب کیا ہوا ہے۔ تاہم بہتر نظام کی تنصیب کے لئے محکمہ ماحولیات نے اسے نوٹس جاری کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! محکمہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے تو میں جواب سے مطمئن ہوں۔ اس سوال کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ آشفہ ریاض کا ہے۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ محترمہ آشفہ ریاض کے اس سوال کو pend فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ آشفہ ریاض کے سوال نمبر 258 کو pend کیا جاتا ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ جی، حافظ طاہر صاحب!

جناب محمد طاہر: جناب سپیکر! کل یہاں ایوان میں وزیر آبپاشی آئے ہوئے تھے، ان سے بات چیت کی گئی اور اس کے بعد ہم ان سے علیحدگی میں بھی ملے تھے۔ وزیر آبپاشی نے ملاقات کے دوران مجھے کہا کہ آپ کے علاقے میں irrigation کے جو مسائل ہیں ان کے حوالے سے آپ سردار اویس لغاری صاحب سے ملیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہمارے صوبہ پنجاب میں آبپاشی کے وزیر اویس لغاری صاحب ہیں یا محمد کاظم پیرزادہ صاحب ہیں؟ میرا علاقہ سیلاب زدہ ہے اور وہاں پر محکمہ irrigation کے حوالے سے بہت سے مسائل ہیں۔ جب ہم وزیر آبپاشی جناب محمد کاظم پیرزادہ سے اس بابت بات کرتے ہیں تو وہ ہماری بات پر توجہ نہیں دیتے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ انہیں سمجھائیں۔ وہ میرے علاقے کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ضروری ہدایات جاری کریں کیونکہ وہ ہمارے وزیر آبپاشی ہیں کوئی اور نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، میں ان سے بات کرتا ہوں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! حافظ محمد طاہر صاحب کی بات درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان اور میرے علاقے میں irrigation کے حوالے سے بہت سے مسائل درپیش ہیں۔ اس علاقے میں سیلاب کے حوالے سے بھی بہت زیادہ مسائل ہیں۔ میں نے معزز منسٹر صاحب سے request کی ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ راجن پور اور ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھنے والے تمام ایم پی اے صاحبان بشمول حافظ طاہر صاحب ہم وزیر آبپاشی جناب محمد کاظم پیرزادہ

صاحب سے دو تین روز تک ملاقات کریں گے اور irrigation کے حوالے سے تمام مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، علی احمد خان لغاری صاحب! آپ بات کر لیں۔

جناب علی احمد خان لغاری: جناب سپیکر! سردار اویس لغاری صاحب ہمارے وفاقی وزیر توانائی ہیں اور وہ پانی کا محکمہ بھی دیکھ رہے ہیں۔ حافظ محمد طاہر صاحب نے جن مسائل کی نشاندہی کی ہے وہ رود کوہی سے related ہیں اور ان کو Federal Water Department دیکھتا ہے۔ میرے خیال میں وزیر آبپاشی کاظم پیرزادہ صاحب نے حافظ طاہر صاحب سے یہی کہا ہو گا کہ Federal Water Department and Provincial Irrigation Department مل کر اس حوالے سے میٹنگ کریں گے اور علاقے کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ بڑی معقول بات ہے۔ حافظ محمد طاہر صاحب! ابھی جو کچھ جناب علی احمد خان لغاری نے کہا ہے وہ بالکل درست ہے اور اسی طریقے سے آپ کے مسائل کو حل کیا جا سکے گا۔ Probably Provincial Irrigation Department has to sit with the Federal Water Department اور پھر شاید آپ کے مسائل حل ہو سکیں گے تو آپ ان سے ملیں۔

زیرو آور نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Zero Hour Notices کو take up کرتے ہیں۔ ہم دو Zero Hour Notices لیں گے۔ پہلا Zero Hour Notice No.63 جناب آفتاب احمد خان کا ہے۔ جی، رانا صاحب!

صوبہ بھر کے 13 ہزار سے زائد سرکاری سکولوں کو پرائیویٹ نہ کرنے کا مطالبہ

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ ٹی وی چینل "سٹی 42" مورخہ 4۔ مئی 2024 کی خبر کے مطابق صوبہ بھر کے 13 ہزار سے زائد سرکاری سکولوں کو outsource کیا جائے گا۔ اساتذہ جو قوم کے معمار تصور کئے جاتے ہیں اُنہیں روزگار کے

مواقع فراہم کرنے کی بجائے اُنہیں بے روزگاری سے دوچار کرنے پر نہ صرف اساتذہ بلکہ اس ملک کے ساتھ سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے لہٰذا مجھے اس مسئلے پر Zero Hour کے تحت بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس پر آپ for five minutes statement دیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسے کہ یہاں پر law and order پر بھی بحث ہوتی رہی ہے اور صحت پر بھی بحث ہوتی رہی ہے اس طرح Education is the most important sector. اگر کسی ملک کا نظام تباہ کرنا ہو تو اُس کا تعلیمی نظام تباہ کر دیا جاتا ہے۔ یہاں پہلے ہی امیر کے لئے اور تعلیم ہے، غریب کے لئے اور تعلیم ہے اور سکولوں میں drop out ratio بھی بہت زیادہ ہے۔ جن سکولوں میں غریب کا بچہ پڑھتا ہے اگر ہم ان سکولوں کو ختم کر دیں گے تو غریب کا بچہ کہاں جائے گا؟ qualified teachers بڑی دیر سے خدمت کر رہے ہیں وہ کہاں جائیں گے؟ یہ سراسر ایک زیادتی ہے اور ایک سوچی سمجھی سکیم ہے تاکہ ملک میں ایک ایسا نظام رائج کر دیا جائے جس میں صرف غریب پِسے جیسے آپ کے سامنے زراعت کا حال ہوا ہے اور صحت کا حال ہو گیا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے آپ special time مقرر کریں تاکہ اس مسئلے پر سارا ایوان اپنی input دے کہ ان سکولوں کو اگر privatize بھی کرنا ہے تو اس میں ایک ایسی سکیم آئے تاکہ جو لوگ وہاں پر کام کرتے ہیں اُن کی ملازمت بھی ختم نہ ہو۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ یہ حکومت ملازمین کی عمر بڑھا رہی ہے تاکہ پنشن نہ دینی پڑے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پر نظر ثانی کریں اور ان سکولوں کی حالت بہتر کریں، اساتذہ کی ٹریننگ بہتر کریں اور drop out ratio کو control کریں اس سے یہ فرق پڑے گا کہ غریب، مزدور اور کسان کا بچہ بھی پڑھ سکے گا۔ ان 36 اضلاع میں 13 ہزار سکول ایک بہت بڑا نمبر ہے اُن سکولوں کی حالت بہتر کی جائے، اُن سکولوں کے اساتذہ کی ٹریننگ کی جائے اور غریب لوگوں کے بچوں کو مفت تعلیم دی جائے تاکہ آپ کے آئین میں آرٹیکل 25 اور اس میں fundamental rights of human beings آتا ہے اُس پر یہ کام کر سکیں۔ میری یہ

گزارش ہے کہ ان سکولوں کو outsource نہ کیا جائے بلکہ ان سکولوں کی حالت بہتر کی جائے تاکہ غریب کے بچے بھی پڑھ سکیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ یہ کہناچاہ رہے ہیں کہ آرٹیکل 25 (a) somehow education کو impart کرنے کے لئے state کی responsibility ہے And outsourcing of this would amount to violating that Article of the Constitution?

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! It is very clear. Article-25 Equality of Citizen غریب کے لئے اور ہسپتال ہے اور امیر کے لئے اور ہے۔ کچھ لوگ مذاق بھی کرتے ہیں کہ آپ کے بچے تو ایچیسن سکول میں پڑھ سکتے ہیں But I can't afford it. میرے بچے ایچیسن میں نہیں پڑھ سکتے میرے لئے تو سرکاری سکول ہیں جہاں پر میرے بچے جائیں گے اس لئے ان سکولوں کو outsource نہ کریں بلکہ ان سکولوں کی حالت بہتر کریں تاکہ میرے بچے ان سکولوں میں پڑھ سکیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف! آپ اس کا جواب منگوالیں گے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وزیر تعلیم موجود نہیں ہیں میں اس کا جواب منگوالوں گا۔

جناب سپیکر: راناصاحب کا سوال بڑا pertinent ہے وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ Article-25 (a) of the Constitution says, imparting education to every citizen is the duty of the state. تو معزز محرک کہہ رہے ہیں کہ شاید آپ یہ جو privatization کی پالیسی لے کر جا رہے ہیں اس کے ساتھ state اپنی یہ گنجائش چھوڑ کر پرائیویٹ لوگوں کو بیچ میں enter کر رہی ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ وزیر اعظم نے 3 دن پہلے پورے ملک میں educational emergency نافذ کی ہے تو میرا خیال ہے کہ وزیر تعلیم کل آکر اس پر ایوان کو respond کریں گے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! آپ وزیر تعلیم کو intimate کر دیں کہ وہ صبح ایوان میں آکر Zero Hour کے جواب پر بات کریں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: Now, on list I had Ahmar Rasheed Bhatti, but I have been requested by Mr. Ijaz Shafi. Mr. Ahmar, could I take Mr. Ijaz Shafi, he says it is very important that I need to take it today. Mr. Ahmar Rasheed Bhatti.

جناب احمر بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں Zero Hour پر بات کرنے سے پہلے دو چیزوں کے بارے میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میں کل سے کوشش کر رہا تھا کہ اس پر Point of Order پر بات کروں لیکن مجھے موقع نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! پہلے آپ اپنا Zero Hour نوٹس پڑھیں۔

لاہور: سر گنگا رام ہسپتال کی ایم آر آئی اور سی ٹی سکین مشینیں خراب ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 29۔اپریل 2024 کی خبر کے مطابق سر گنگا رام ہسپتال تباہ حالی کا شکار ہو چکا ہے۔ مریضوں کو صحت کے حوالے سے سہولیات میسر نہیں۔ گزشتہ 6 ماہ سے MRI and CT Scan Machines سٹورز میں خراب پڑی ہیں۔ CT Scan Machine کی 25 بیٹریاں چوری ہو چکی ہیں۔ مریضوں کو کسی بھی laboratories tests کی سہولیات میسر نہیں ہیں اور 6 ماہ سے مریضوں کے آپریشن نہیں ہو رہے لہٰذا مجھے اس مسئلہ پر Zero Hour کے تحت بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ 5 minutes میں اپنی بات کریں۔

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! سر گنگا رام ہسپتال پاکستان کے قدیم ترین ہسپتالوں میں سے ایک ہے۔ یہ ہسپتال 1921 میں وجود میں آیا اور اس ہسپتال کی specialization زچہ و بچہ کی سہولیات فراہم کرنا ہے لیکن پچھلے کچھ عرصے سے یہ ہسپتال بہت بدحالی کا شکار ہے۔ ابھی چند روز

پہلے اسی "ڈان" اخبار میں ایک اور رپورٹ شائع ہوئی جس کے ذریعے ہمیں پتا چلا کہ وزیر اعلیٰ صاحبہ اور وزیر صحت 32 field hospitals بنانے جا رہے ہیں تو میں درخواست کروں گا کہ آپ 32 field hospitals بنایئے ہی بنایئے لیکن ہمارے پاس جو موجودہ ہسپتال ہیں اُن کی طرف بھی توجہ دیں کیونکہ وہ ہسپتال بدحالی کا شکار ہیں۔ "ڈان" اخبار کی اُسی رپورٹ کے مطابق سر گنگارام ہسپتال میں جو مریض آ رہے ہیں اُن میں 80 فیصد مریضوں کے tests نہیں کئے جا رہے، 90 فیصد مریضوں کو ادویات فراہم نہیں کی جا رہیں، 50 فیصد تک سرجریز میں کٹوتی کر دی گئی ہے، CT Scan and MRI Machines خراب حالت میں پڑی ہیں، CT Scan Machine کی مہنگی ترین بیٹریاں چوری ہو چکی ہیں اور ابھی تک انتظامیہ کی جانب سے اُس کی انکوائری نہیں کی گئی اور اس معاملے کو دبائے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان ساری وجوہات کی بناء پر مریض مافیاز کے ہاتھوں مہنگے tests کروانے پر مجبور ہیں۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ اس کی انکوائری کروائی جائے اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں اُن کا تعین کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن و پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! روزنامہ "ڈان" میں مورخہ 29۔اپریل 2024 کو شائع ہونے والی خبر حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ سر گنگارام ہسپتال لاہور کے سی بلاک کی 2023 میں revamping ہوئی۔ جب معزز ممبر کی یہ تحریک آئی تو میں نے اس کو سارا چیک کیا ہے۔ CT Scan and MRI Machines چل رہی ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ وہاں پر بالکل revamping ہو رہی تھی اور بالکل معزز ممبر درست کہہ رہے ہیں کہ ہماری حکومت سے پہلے وہاں پر جنوری 2024 میں بیٹری چوری کا واقعہ پیش آیا تھا اُس پر کمیٹی constitute کی گئی ہے اُس کی میں نے ساری recommendations پڑھ لی ہیں۔ وہ بیٹریاں 13 لاکھ روپے مالیت کی تھیں جن کی FIR درج ہو چکی ہے۔ میں نے آج SP Investigation کو اپنے آفس بلایا تھا اُن کو تاکید کر دی گئی ہے کہ اس پر investigate کریں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کوئی بھی معزز ممبر اُس کا تعلق چاہے اس طرف کے benches سے ہو یا اُس طرف کے benches سے ہو اُن کے سوالات کو بالکل سنجیدہ بھی لیتے ہیں اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

سر گنگارام ہسپتال مکمل طور پر functional ہے اور پچھلے دور میں ہم نے ہی اس ہسپتال کو فاطمہ جناح میڈیکل کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا تھا۔ میں اب تک وہاں پر visit 3 کر چکا ہوں ہسپتال میں renovation کا کچھ کام ہو رہا ہے جس کو ہم fast track میں مکمل کر رہے ہیں جس کے لئے 15۔ارب روپیہ C&W کو payment کر دی گئی ہے۔C&W اس ہسپتال میں shifts 2 میں کام کر رہا ہے اور جو wards renovate ہو رہی ہیں ہمارا target ہے کہ ہم اس کو 3۔جون تک مکمل کر لیں۔ CT Scan and MRI Machines اپنا کام کر رہی ہیں اور pathology lab بھی functional ہے۔ معزز ممبر اگر کوئی specifically بتائیں کہ فلاں test نہیں کیا جا رہا تو ظاہر ہے میں پھر ہی اُس کا جواب دے سکوں گا۔emergency, indoor or OPD کے basic tests 95 فیصد کئے جا رہے ہیں اور کمی بیشی کو بھی ہم ان شاءاللہ دور کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، یہ زیرو آور نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔ جناب احمر رشید بھٹی اور جناب وقاص محمود مان کے دو Zero Hour Notices وزیر لوکل گورنمنٹ سے متعلق ہیں۔ یہ پڑھے جا چکے ہیں۔ان کا جواب آنا تھا۔جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

حلقہ پی پی-165 رائیونڈ سٹی کا سیوریج سسٹم ناکارہ ہونے کی وجہ سے وبائی امراض پھیلنے کا خدشہ (۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! Zero Hour Notice No.29/24 کی تحریک جب پیش کی گئی تھی تو اس پر آپ نے detail discussion کا آغاز کرایا تھا۔ میں پہلے اس کے متعلق بات کروں گا اس کے بعد ایک broader picture آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ یہ بات حقیقت ہے کہ رائیونڈ سٹی میں سیوریج کے مسائل ہیں۔ اس سلسلہ میں short-term میں یہ کیا گیا کہ MCL کی طرف سے واسا کو desilting کے لئے تقریب 20 ملین کے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں۔ واسا نے پہلے مرحلے میں جہاں پر زیادہ issues ہیں ان پر کام شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ علاقہ واسا کے service area میں نہیں آتا۔ یہ اس کا بنیادی مسئلہ ہے۔ لاہور شہر کی تقریباً 62 فیصد آبادی اور 17 فیصد area کو واسا cater کرتا ہے۔ اس سلسلہ

میں وزیر اعلیٰ صاحبہ نے واسا کو ایک master planning کے لئے ہدایت جاری کر دی ہے کہ واسا لاہور کے maximum area کو اپنے service area میں لے کر آئے تا کہ ان مسائل کا حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے لاہور کے overall مسائل کے لئے Lahore revamping program کے کام کے لئے بھی ہدایت جاری کی ہے۔ آئندہ تین چار ماہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کام ہو جائے گا۔ ہمارے پنجاب میں water sanitation کا جو issue ہے اس کے پیچھے کچھ حقائق ہیں، میں نے پچھلی بحث کے دوران وہ حقائق آپ کے سامنے رکھے تھے۔ اس میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور لوکل گورنمنٹ کا آپس میں issue رہا ہے۔ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کام کرتا تھا لیکن اس کے O&M اس میں شامل نہیں ہوتے تھے۔ میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ 2001 میں جب محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو ختم کیا گیا پھر 2004 میں اس کو revive کیا گیا لیکن اس کے اندر O&M کی cost شامل نہیں کی گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ والے ایک infrastructure بناتے ہیں۔ اس کے بعد اگر وہ دیہی علاقہ میں ہیں تو وہ کمیونٹی کے سپرد کر دیتے ہیں اور اگر شہری علاقہ میں ہیں تو وہ لوکل گورنمنٹ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ان کے لوکل گورنمنٹ کے ساتھ ہمیشہ issues رہے ہیں کہ کبھی وہ ان کے ڈیزائن کے اندر غلطی نکالتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ یہ proper نہیں بن سکے اس لئے ان کو چلانے میں issues آتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے کابینہ کے اجلاس میں ایک سمری پہلے ہی منظور ہو چکی ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ بطور executing agency لوکل گورنمنٹ کے کام کرے گی۔ ان کی execution کی ability بن چکی ہے۔ وہ execute کریں گے جس طرح ایک ماڈل محکمہ ہیلتھ اور محکمہ C&W کے درمیان چل رہا ہے۔ جیسے ہیلتھ کی سکیموں کو execute محکمہ C&W کرتا ہے۔ اسی طرح سکیمیں لوکل گورنمنٹ کی ہوں گی تا کہ جب یہ مکمل ہوں تو فوری طور پر لوکل گورنمنٹ کے سپرد کی جائیں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں یہ issue رہا ہے کہ بہت سے کام مختلف محکمے کرتے ہیں۔ ان کی آپس میں کوئی coordination نہیں تھی۔ اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہدایات جاری

کی ہیں کہ ایک entity under one umbrella بنائی جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ سارے محکمے کام کریں گے تاکہ overlapping نہ ہو، جس کی ذمہ داری ہو اسے fix کیا جا سکے اور planning کے تحت کام کیا جا سکے۔ یہ نہ ہو کہ سڑک بن گئی ہے اور پھر سیوریج والے آجائیں اور سڑک کھود کر دوبارہ کام کیا جائے۔ اس طرح کے سارے issues کو resolve کرنے کے لئے ایک entity پر کام ہو رہا ہے۔ اس پر انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ایک سسٹم بن جائے گا۔ ہم اسے ہاؤس میں بھی لے کر آئیں گے اور آپ کے سامنے رکھیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب احمر بھٹی! Zero Hour پر آپ نے پانچ منٹ پہلے بات کر لی ہے۔ میں آپ کو صرف rules کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں This is un-warranted against the law against the procedure لیکن آپ اب بات کر لیں لیکن مختصر کریں تاکہ اس پر بحث کی روایت نہ پڑے۔

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں وزیر صاحب کو صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ رائیونڈ شہر بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحبہ کی بھی رہائش ہے اور وزیر اعظم کی بھی رہائش ہے۔ آپ کبھی رائیونڈ جا کر اس کا حال تو دیکھیں کہ اس کے ساتھ ہمیشہ سے سوتیلی ماں والا سلوک کیا گیا ہے۔ رائیونڈ لاہور شہر کو پالتا ہے۔ رائیونڈ میں صنعتی ادارے کام کر رہے ہیں جہاں سے آپ ٹیکس اکٹھا کرتے ہیں لیکن وہ ٹیکس رائیونڈ شہر پر نہیں لگایا جاتا۔ انہوں نے ذکر کیا کہ رائیونڈ کی desilting کے لئے واسا کو 20 ملین کے فنڈز جاری کئے گئے ہیں جبکہ واسا تو رائیونڈ میں operate ہی نہیں کرتا۔ رائیونڈ میں نہ واسا operate کرتا ہے، نہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ operate کرتی ہے اور نہ MCL operate کرتی ہے۔ ہمارے اوپر وہ فنڈز استعمال کیسے ہوں گے؟

جناب سپیکر: احمر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! آپ نے یہ کہا ہے کہ آپ ایک پالیسی وضع کر رہے ہیں جس میں آپ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی سکیمیں جن میں سیوریج، ڈرینج اور واٹر سپلائی سب شامل ہیں۔ آپ ان کی ownership لوکل گورنمنٹ کو دے رہے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! جی بالکل۔ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور لوکل گورنمنٹ کا جو issue ہے اس میں سکیمیں لوکل گورنمنٹ کی ہوں گی

لیکن ان کو execute پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کرے گا تاکہ اس کی total ownership ان کے پاس رہے لیکن واسا اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اپنی اپنی domain میں یہی کام کر رہے ہیں اور لوکل گورنمنٹ والے بھی یہی کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بلدیہ کے مختلف ادارے بھی یہی کام کر رہے ہیں۔ ان سب کو ایک umbrella اور ایک entity کے under لانے کے لئے کام کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ یہ اچھا initiative لے رہے ہیں۔ اب آپ دوسرے zero hour کا بھی جواب دے دیں۔

صوبہ بھر کی مویشی منڈیوں میں ٹھیکیداروں سے قواعد وضوابط پر عملدرآمد کروانے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! Zero Hour Notice No.39/24 کے حوالے سے عرض ہے کہ میرے دوست نے اس میں جو issue raise کیا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے جن services جیسے پرالی، چارہ، تندی، چارپائی اور کھرلی وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے زبردستی بھتہ وصول کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اس میں اہم بات یہ ہے کہ 2014 میں جب میاں شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ تھے اس وقت انہوں نے مویشی منڈیوں کی فیس کو ختم کر دیا تھا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! اس کے بعد 2020 میں جب میرے بھائی جنہوں نے یہ بات پوچھی ہے ان کی حکومت تھی انہوں نے دوبارہ مویشی منڈیوں پر فیس لگادی۔ انہوں نے جن کا ذکر کیا ہے یہ allied services ہیں۔ یہ باقاعدہ notified ہیں اس لئے notified allied services کے عوض ان سے پیسے لئے جاتے ہیں یا فیس لی جاتی ہے۔ بہت شکریہ۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

پی ٹی آئی کے ورکر میاں نعیم اور مفتی اشفاق کے گھر پر پولیس کی توڑ پھوڑ اور گوادر میں خانیوال کے سات بے گناہ شہریوں کے قتل کا معاملہ

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! دو اہم مسائل ہیں۔ میں ان کی جانب آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ میں آپ کے توسط سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ حکومتی ممبران کے پاس بات کرنے کے لئے کافی forum ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس صرف پوائنٹ آف آرڈر کے علاوہ کوئی forum نہیں ہوتا۔ میرے دو تین پوائنٹ آف آرڈر اکٹھے ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ کل ایک واقعہ اتحاد ٹاؤن میں ہوا ہے۔ میرے پاس ثبوت بھی ہیں۔ ہمارے PTI کے ورکر میاں نعیم اور مفتی اشفاق صاحب کے گھر پر پولیس نے raid کیا اور جس طرح پولیس والے میاں اسلم اقبال کی بچی کا جہیز اٹھا کر لے گئے تھے اسی طرح ان کی بچیوں کا جہیز بھی اٹھا کر لے گئے ہیں۔ انہوں نے گھر کی توڑ پھوڑ بھی کی ہے۔ ہمارے پاس اس کی ویڈیو بھی موجود ہے۔ میں آپ کے توسط سے چاہوں گا کہ اس کی انکوائری کی جائے۔ یہاں وزیر پارلیمانی امور بھی بیٹھے ہیں۔ میری ان سے آپ کے توسط سے درخواست ہو گی کہ اس پر آپ ضرور ایکشن لیں دیکھیں جس پارٹی کے بھی کارکن ہوں بہو، بیٹیاں، بچیاں سب کی سانجی ہوتی ہیں۔ پارٹی کے نظریات کے خلاف اور آپ کی اپنی affiliations پر اختلاف رائے ہو سکتی ہیں لیکن اس طرح نہیں ہوتا ہمارے پاس ویڈیو ثبوت بھی ہیں۔ میں پارلیمانی امور کے منسٹر صاحب اگر کہیں گے تو جناب میں ان کو پیش کر دوں گا ایک اور واقع ہوا ہے اس پر میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سر بندایریا ہے گوادر میں وہاں پر ہمارے جنوبی پنجاب کے شہری جو خانیوال سے گئے ہوئے تھے ان سات بے گناہ شہریوں کو دہشت گردوں نے رات کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا میں تو کہوں گا کہ وہ شہید ہوئے ہیں۔ آپ کا تعلق بھی چونکہ جنوبی پنجاب سے ہے میں آپ کے توسط سے پارلیمانی امور کے منسٹر کو یہ بھی ریکویسٹ کروں گا

کہ ان کے ساتھ کوئی Provincial ہو وہاں پر صرف پنجابی ہی مارے جا رہے ہیں تو کچھ نہ کچھ تو ان کا خیال کیا جائے اس سلسلے میں ان کو یہ ضرور ریکویسٹ کروں گا کہ ہماری یہ دو باتیں نوٹ کر لیں اور اس پر ایکشن لیں اور تحقیق کر کے ہمیں بتایا جائے یہ نہ ہو کہ پھر کمیٹی کمیٹی کھیل دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو پہلی بات انہوں نے کی اپنے پی ٹی آئی کے ورکرز کے حوالے سے کی کیونکہ ہم پولیٹیکل لوگ ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح ورکرز کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے کسی بھی پارٹی سے ان کا تعلق ہو تو اس پر بالکل میں ان سے نام لے لیتا ہوں ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں اگر اس میں کوئی اس طرح کی چیز ہوئی ہے تو بالکل اس پر میں IG پنجاب سے کہوں گا کہ پولیس کو ذرا instruct کریں گے آئندہ سے پولیٹیکل پارٹی کے ورکرز کی چادر اور چار دیواری کا خیال رکھا جائے اور اس طرح کی کوئی چیز نہ ہو۔ دوسرا جو انہوں نے ایشوریز کیا وہ کیونکہ دوسرے province کے حوالے سے اس کی بھی میں ان سے detail لے لیتا ہوں اور پھر related ہمارا جو ڈیپارٹمنٹ سے کہوں گا کہ ہمیں اس پر brief کر دے تو وہ پھر میں دونوں چیزیں ان کو next session پر اسمبلی کے فلور پر بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب اس پر پوری انکوائری کروایں اور بلکہ مجھے اس کی رپورٹ بھی دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے اس پر قرارداد بھی جمع کروائی ہے اور سپیکر صاحب نے آرڈر پاس کیا تھا کہ ہم اس کو out of turn لیں گے یا کل چیئر نے اناؤنس کیا تھا میں نے قواعد کی معطلی کی تحریک بھی جمع کروادی ہے اور اس پر قرارداد بھی جمع کروادی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ قرارداد اس کے related ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی، یہ جو بلوچستان میں پنجابی قتل کئے گئے ہیں اس حوالہ سے ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے معزز رکن امجد صاحب کی سپیکر صاحب نے کہا تھا کی out of turn قرارداد لیں گے تو میں ریکویسٹ کروں گا کہ اگر آپ آج اس کو لے لیں جو انہوں نے قرارداد جمع کروائی ہوئی ہے۔ اسی ایشو پر ہے۔

زیرو آور نوٹس (۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گورنمنٹ بزنس کے بعد اس کو take up کرتے ہیں۔ جی، اگلا 24/99 Zero Hour جناب احمد خان کا ہے concerned minister تشریف رکھتے ہیں میرے خیال سے یہ یہاں پر already take up ہو چکا ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! جی نہیں، میں نے تو اس کو ابھی تک پڑھا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو pend کیا تھا لیکن اب اس کا جواب آ گیا ہے منسٹر صاحب سے جواب لے لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! منسٹر صاحب جواب دے دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بعد میں اگر کچھ رہ گیا تو میں اس پر بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک دن میں صرف دو zero hours پڑھ سکتے ہیں خواجہ صاحب یہاں پر موجود ہیں تو اس کا جواب بھی آ گیا ہے تو اس کا منسٹر صاحب جواب دے دیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں نے اس کو ابھی تک پڑھا بھی نہیں میں تو اس لئے چپ ہو گیا کیوں کہ سپیکر صاحب نے کہا کہ آج صرف دو ہی take up ہو سکتے ہیں انہوں نے ایک رانا صاحب اور دوسرا احمر رشید بھٹی صاحب کا take up کر لیا ہے میں نے سمجھ لیا میرا شاید next session میں آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رولز میں ہم صرف دو ہی take up کر سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! پہلے سپیکر صاحب تشریف فرما تھے انہوں نے احمر رشید بھٹی صاحب اور رانا صاحب کا take up کر لیا تھا تو میرا اس کے بعد رہ گیا تھا اگر منسٹر

صاحب کے پاس جواب ہے تو دیکھ لیں میں نے تو ابھی اس کو پڑھنا ہے۔مجھے تو اس میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگلی دفعہ اگر اس کو take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو آپ پڑھ لیں۔

محکمہ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن کا سرکاری ہسپتالوں میں انجیو گرافی کی سہولیات ٹھیکہ پر دینے کا معاملہ

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 18۔اپریل 2024 روزنامہ "دنیا" کی خبر کے مطابق محکمہ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن نے سرکاری ہسپتالوں میں انجیو گرافی کی سہولیات ٹھیکے پر دینے کی منظوری دے دی ہے نجی کمپنیاں 13 ٹیچنگ ہسپتالوں میں انجیو گرافی، انجیو پلاسٹی کی مشینیں نصب کریں گی اور مریض کی مد میں چارجز وصول کریں گی ایک انجیو گرافی کا 11 ہزار 750 روپے اور انجیو پلاسٹی کا 15 ہزار 750 روپے لیا جائے گا لہٰذا مجھے زیرو آور کے تحت اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب کے پاس اس کا جواب آ گیا ہے جواب تو سن لیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں نے جناب اس پر بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا نیوز ایک بہت معتبر نیوز پیپر ہے تو اس میں یہ خبر آئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت نے ریاست کو جو بنیادی facilitate کرنا ہے جو شہری کا حق ہے تو اس میں تعلم اور صحت یہ تو جناب مفت دینی چاہئے ابھی تک 2008 سے 2018 تک پنجاب میں ان کے پاس absolute majority رہی ہے اور 2013 سے 2018 تک مرکز میں بھی مسلم لیگ ن کی حکومت تھی اس وقت کی پوزیشن یہ ہے کہ پہلے جیسے رانا صاحب نے زیرو آور میں بات کی کہ سکولوں کو out source کیا جا رہا ہے تو میرے خیال میں غریب آدمی جس طرح آج مہنگائی میں دبا ہوا ہے یہ بھی اس پر ظلم ہونے جا رہا

ہے دیکھیں ادھر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی سنٹر کے بعد ایک فیصل آباد میں بھی ہے۔ اب اگر گزشتہ تین سال ہماری حکومت کے نکال دیئے جائیں تو 10 سال 12 سال میں اِنہوں نے ابھی ایک ہی چلڈرن ہسپتال پر اکتفا کیا اور ہمارے علاقے سے جب لوگ PIC میں آتے ہیں تو انہیں انجیو گرافی کے لئے تین تین مہینے کے تاریخیں ملتی ہیں اور at the same time اگر وہ فیس دیں تو انہیں دو یا تین دن کی تاریخ مل جاتی ہے۔ انجیو گرافی means کہ determine ہو چکا ہوتا ہے کہ آپ کو دِل کی تکلیف ہے اور انجیو گرافی میں صرف یہ پتا کرنا ہوتا ہے کہ آپ کی veins کتنی بند ہیں اور اِن کی کیا پوزیشن ہے۔ باقی یہ determine ہو چکا ہوتا ہے کہ آپ دِل کے مریض ہیں تو اب یہ ٹھیکے پر دیئے جا رہے ہیں۔ اِس قسم کے ٹیسٹ کو اگر آپ ٹھیکے پر دے دیں گے تو مجھے یہ بتائیں کہ انجیو گرافی کے مریضوں کا کیا حال ہو گا؟

جناب سپیکر! اِس حوالے سے ہمیں clarification چاہئے کہ یہ اگر ٹھیکے پر دے رہے ہیں تو کون سی category ہے۔ ٹھیک ہے ایک certain آپ لگائیں اگر امیر لوگوں سے پیسے لینے ہیں تو لیں۔ ایک غریب آدمی جو میانوالی، رحیم یار خان یا بہاولنگر سے آئے گا تو آپ 11 ہزار اور 15 ہزار روپے یہ لگالیں اور 10 ہزار اور 15 ہزار روپے اِس کے آنے جانے کا یعنی وہ لاہور آئے گا تو اسے خرچہ 50 ہزار روپے پڑ جائے گا۔ منسٹر صاحب چونکہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور پہلے بھی اِسی محکمہ کے دو تین بار منسٹر رہ چکے ہیں جبکہ ہم colleague بھی رہے ہیں تو انہیں یہ ضرور دیکھنا چاہئے کہ غریب عوام پر یہ بہت بڑا ظلم ہونے جا رہا ہے۔ اگر آج اِن کے پاس جواب موجود ہے تو بے شک جواب دے دیں اور اگر نہیں ہے تو مکمل تیاری کر کے جواب دیں کہیں یہ نہ ہو کہ جس طرح ہمارے لوکل گورنمنٹ کے وزیر نے ایک بات کی ہے جس کی میں clarification کرتا جاؤں کہ اِنہوں نے کہا ہم نے "کیٹل فارم" اور "کیٹل منڈیوں" پر ٹیکس لگائے تھے جو کہ غلط ہے کیونکہ اِنہوں نے floor of the House بات کی ہے تو میں اِن کی correction کر رہا ہوں کہ مختلف کیٹل کمپنیاں تھیں جو کہ شہباز شریف صاحب نے بنائی تھیں جن کا 2013 اور 2018 کے دور میں بڑا "رولا" پڑا تھا تو یہ کمپنیاں اُن کے دور میں بنی تھیں اور ہمارے دور میں اِن پر implementation ہوا تھا لیکن کمپنیاں اُنہوں نے بنائی تھیں تو ایک تو یہ clear ہو گیا اور

دوسرے نمبر پر اگر منسٹر صاحب کے پاس جواب تیار ہے تو well and good اگر نہیں ہے تو ہمیں اِس کی پوری detail چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن و پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! شکریہ۔ محترم اپوزیشن لیڈر کا اِس معاملے پر بڑا concern ہے اور میں اِس کا بڑی وضاحت کے ساتھ جواب دوں گا۔ اگر وہ اِس پر discussion کرنا چاہیں تو میں ابھی بھی available ہوں اور پُورے پنجاب کے حوالے سے کم از کم cardiac services کے issue پر بات کرنے کے لئے بالکل تیار ہوں۔ گزارش ہے کہ pay for performance کیوں کی گئی اور اسے outsource کیوں کیا گیا؟ سب سے پہلے اِس وجہ کو جاننا ضروری ہے۔ ہر حکومت کی ذمہ داری ہے کہ عام اور غریب آدمی کو صحت کی سہولت اُس کی دہلیز پر دے۔ کس نے کتنا کس دور میں کام کیا بہر حال یہ سوالیہ نشان ہے۔ ہم نے اپنے پچھلے دور میں بہاولپور میں بھی "کارڈیک انسٹیٹیوٹ" بنایا، راولپنڈی میں بھی بنایا، وزیر آباد کو فعال کیا اور next ہم اِن شاءاللہ رحیم یار خان میں اِسی سال افتتاح کر رہے ہیں۔ اِس کے بعد ساہیوال اور باقی شہروں میں cardiac services لے کر جائیں گے۔ Particular جب معزز اپوزیشن لیڈر اِس حوالے سے بات کرنے سے پہلے مجھ سے ہی تھوڑا سا پُوچھ لیتے تو شاید یہ سوال کرنے کی نوبت نہ آتی لیکن ان کا حق ہے کہ اُنہوں نے ایوان میں بات کرنی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ MRI، C.T scan مشینیں یا Cath labs ہوں، بعض اوقات جب خراب ہو جاتی ہیں تو اِنہیں ٹھیک کرتے کرتے کمپنی کے ساتھ ایک وقت لگتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو مشکل آتی ہے اور que لگ جاتی ہے۔ یہ ہم outsource pay for performance لانے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس payment کا ایک ایک روپیہ تو حکومت ادا کرے گی۔ کسی سے بھی اِس کا ایک روپیہ نہیں لیا جائے گا۔ اِس کا فائدہ یہ ہو گا کہ Cath labs 30 کی مالیت 5۔ارب روپے ہے تو سب سے پہلے جو vender یا کمپنی آ رہی ہے وہ اپنے پیسوں میں مشین لگائے گی اور per patient اس کو payment حکومت کرے گی جس سے غریب آدمی کو مشین اور دیگر چیزیں اِسے تواتر سے ملیں

گی No 1 and No 2 انہی Cath labs کے حوالے سے ہم نے تین دن پہلے وزیر اعلیٰ صاحبہ کی chair میں میٹنگ کی تو نئے شہر بھی اِن میں ڈال دیئے گئے ہیں جن میں اٹک، جہلم، لیہ، بہاولنگر، میانوالی اور ساتھ میں مری بھی ڈالا گیا ہے۔ اِنہوں نے بالکل درست فرمایا کہ صحت کی سہولت کو بہتر کرنا ہے تو ہمارا ٹارگٹ یہ ہے اور ہم یہ confess کرتے ہیں کہ ideal صورتحال تو نہیں ہے اور انٹرنیشنل سٹینڈرڈ تو نہیں ہے لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ کاش! پچھلے چار سالوں میں کوئی ایک "کارڈیک انسٹیٹیوٹ" بن جاتا۔ اگر اپوزیشن لیڈر کہیں گے تو میں پچھلے دس سال کی کارکردگی بھی بتانے کے لئے تیار ہوں کہ ہم نے پنجاب کے کس شہر میں اِس حوالے سے کیا کیا کام کیا۔ ہر ضلع کے ہسپتال کو renovate مسلم لیگ (ن) نے کیا۔ ہر ضلع میں سی ٹی سکین مشینیں لے کر مسلم لیگ (ن) ہی گئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں ensure کرتا ہوں محترم اپوزیشن لیڈر اور اِس ہاؤس کو کہ pay for performance purely system کو بہتر کرنے کے لئے ہے اور ہر مریض کا مکمل خرچہ حکومت pay کرے گی۔

جناب سپیکر! ہر مشین کا 10 سے 15 فیصد maintenance کا خرچہ ہے جو اس سسٹم سے بچ جائے گا، کئی ارب روپے کی بچت ہو گی اور مشینیں بھی فوری لگ جائیں گی۔ ہماری جو primary PC آئی ہے جس کی وجہ سے خدانخواستہ کسی کو angina pain ہو تو فوری طور پر اُسے صحت کی سہولت شہر میں ملے گی اور ٹارگٹ یہ ہے کہ ہم آنے والے وقت میں اِسے ہر ضلع میں لے کر جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: Now we take up Privilege Motions پہلے mover ملک واصف مظہر صاحب!

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قریشی صاحب! دومنٹ تشریف رکھیں ناں۔جی، ملک واصف مظہر صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے تو اسے pend کرتے ہیں۔

محترمہ صفیہ سعید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ابھی آپ تشریف رکھیں۔اگلی تحریک استحقاق نمبر24/3 جناب محمد الیاس!

ڈی پی او چنیوٹ کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ

جناب محمد الیاس: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 15۔اپریل 2024 کو اپنے ساتھی سرفراز احمد اور وقار کے ہمرہ D.P.O چنیوٹ کے دفتر میں عوامی کاموں کے سلسلہ میں ملاقات کرنے کے لئے گیا۔ میرے علم میں تھا کہ اِس وقت کوئی آن لائن میٹنگ نہیں ہے، کسی سرکاری اہم آفیسر کو جناب D.P.O فون بھی نہیں کر رہے، ایک آدھ شہری بیٹھا ہوا تھا، مجھے کہا گیا کہ D.P.O آن لائن ویڈیو کال کر رہے ہیں اور آپ باہر انتظار کریں۔ میں دفتر کے باہر انتظار کرتا رہا اور میری ملاقات نہ کروائی گئی۔ بعد میں D.P.O نے اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے بندے سے کہا کہ دیکھا میں نے مولوی صاحب کو کیسا چکر دیا ہے اور وہ بندہ شہر میں مختلف لوگوں کو بتا رہا کہ میری موجودگی میں D.P.O نے مولوی صاحب کو چکر دیا ہے۔D.P.O کے اِس روّیہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں نے تو لوگوں کے مسائل حل کروانے کے لئے دفاتر میں جانا ہی ہوتا ہے۔ D.P.O نے منتخب ممبر صوبائی اسمبلی کے ساتھ یہ روّیہ اختیار کر کے میرا ہی نہیں پوری اسمبلی کا استحقاق بھی مجروح کیا ہے لہٰذا میری اِس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اِسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور!

آوازیں: جناب سپیکر! اِسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ درست فرما رہے ہیں کیونک الیاس چنیوٹی صاحب انتہائی honorable member ہیں اور علاقے کے جو بھی مسائل ہوں وہ اُن کی دہلیز پر حل ہونے چاہئیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بالکل اِسے کمیٹی کے لئے accept کرتے ہیں لیکن Special Committee ہے تو یہ تحریک وہاں جائے گی کیونکہ Privilege Committee اِس وقت constitute نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے سپیشل کمیٹی نمبر 1 کو refer کرتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 24/4 جناب شاہد جاوید کی ہے۔

ڈی ایس پی تھانہ بٹالہ کالونی فیصل آباد کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ نامناسب روّیہ

جناب شاہد جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔اپریل کو ہم تھانہ بٹالہ کالونی کے علاقہ اقبال کالونی فیصل آباد میں قانون اور آئین کے تابع ناجائز مقدمات اور ہمارے قائدین کی بے جا حراست کے خلاف پُر امن احتجاج کر رہے تھے کہ ڈی ایس پی میاں منیر وہاں پولیس کی بھاری نفری کے ساتھ آ گئے اور ہمارے کارکنان کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی۔ جب میں نے اِس بارے میں آفیسر موصوف کو کہا کہ ہم پُر امن احتجاج کر رہے تھے جو کہ ہمارا آئینی حق بھی ہے تو اس پر موصوف آفیسر نے میرے ساتھ بدتمیزی کرنا شروع کر دی۔ میں نے متعلقہ آفیسر کو کہا کہ میں پنجاب اسمبلی کا منتخب رکن ہوں لیکن ڈی ایس پی صاحب نے میری ایک بات نہ سُنی اور کہا کہ مجھے افسران بالا کا یہی حکم ہے بلکہ مجھے گرفتار بھی کیا جس کی ویڈیو اور footages بھی موجود ہے۔

جناب سپیکر! میں اِس معزز ایوان کا رکن ہوں اور موصوف پولیس آفیسر نے میرے ساتھ ورکرز کے سامنے جو بدسلوکی کی اِس سے میری سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچا ہے اور بطور رکن اسمبلی نا صرف میرا بلکہ پورے اِس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اِس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اِسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اِسے بھی سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔جی، منسٹر صاحب!
(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Accepted ٹھیک ہے اِسے سپیشل کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اِس تحریک استحقاق کو بھی سپیشل کمیٹی نمبر 1 کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 24/5 چودھری محمد طارق صاحب کی ہے۔

ایس ایچ او اور سب انسپکٹر گوجرانوالہ کی معزز ممبر اسمبلی کے گھر پر توڑ پھوڑ اور فیملی کو ہراساں کرنا

چودھری محمد طارق: جناب سپیکر! میں حال ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔اپریل 2024 کو رات تقریباً 10 بج کر 15 منٹ پر فراز احمد چیمہ SHO، سب انسپکٹر ناصر مسیح نے ہمراہ بھاری نفری میرے گھر پر دھاوا بولا، چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے بلا سرچ وارنٹ میرے گھر کا دروازہ توڑ کر گھر میں غیر قانونی طور پر داخل ہوئے اور خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی۔ تقریباً ایک گھنٹے تک میرے گھر پر زبردستی قبضہ جمائے رکھا، میری فیملی کو ہراساں کیا گیا، میرے بارے میں پوچھ گچھ کرتے رہے اور کہا کہ ہمیں SP سٹی ڈاکٹر غیور کا حکم ہے کہ مجھے ہر حال میں گرفتار کرنا ہے۔ جب میں گھر پر نہ ملا تو میرے گھر کے اندر توڑ پھوڑ شروع کر دی اور قیمتی فرنیچر توڑ دیا۔ میری چیک بک اور دیگر دستخط شدہ اصل کاغذات بھی اٹھا کر لے گئے۔ میں ایک معزز رکن اسمبلی ہوں اور میرے خلاف کوئی سرچ وارنٹ بھی نہ تھے لیکن اس کے باوجود پولیس نے میرے گھر پر دعویٰ بولا، چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کیا گیا اور میرے گھر میں لاکھوں کا نقصان کیا۔ میری فیملی کو ہراساں کیا گیا۔ اس پولیس گردی سے نا صرف میرا بلکہ پورے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اس کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم محکمے سے رپورٹ منگوا لیتے ہیں اس کے بعد پھر آپ اسے accept کیجئے۔ (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، رپورٹ تو آنے دیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: اس کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے تحریک استحقاق نمبر 24/5 کو بھی سپیشل کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں۔ آپ جیسے راضی ہوں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں بھی استحقاق کمیٹی کا ممبر رہ چکا ہوں۔ چاہے ٹریژری بنچوں کے ممبران ہوں یا اپوزیشن کے ممبران ہوں ہمارے پاس Privilege Committee بہت بڑا فورم ہے۔ کوئی ممبر بھی یہ نہیں چاہے گا کہ یہاں پر ویڈیو ریکارڈ ہو، اس میں وہ یہ کہہ کر اپنی بے عزتی کرائے کہ میرے ساتھ یہ یہ ہوا ہے۔ وہ یہاں اُس وقت آتا ہے جب اُس کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہوتا۔ چاہے وہ جس سائیڈ کا بھی ممبر ہو۔ پہلے یہ ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ یہی پریکٹس رہی ہے کہ جو ممبر اپنی تحریک استحقاق کو اسمبلی میں پیش کرتا ہے تو اُس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ وہاں پر بھی ہمارے بھائی بیٹھے ہوتے ہیں وہاں ضرور کچھ نہ کچھ حل نکل آتا ہے۔ وہ حل ہوتا ہے باعزت۔ اگر ہم رپورٹ منگوانے پر آجائیں تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہماری عزت ہے، ہم پانچ پانچ لاکھ آبادی کے ممبر ہیں اور ہماری حتی الوسیع یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہماری عزت بچے۔ ہم عزت دار لوگ ہوتے ہیں اور جب ہم اس ہاؤس میں آکر تحریک استحقاق پڑھتے ہیں تو وہ ریکارڈ کا حصہ بنتا ہے اور کوئی بھی ممبر اپنی بے عزتی کرانا نہیں چاہے گا۔ جتنے ممبران تحریک استحقاق پڑھتے ہیں چاہے وہ جس سائیڈ سے بھی ہوں، اس تحریک کو as it is کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور اس میں رپورٹ منگوانے والی بات ہی نہ کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بھچر صاحب! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں بھی خود ادھر اپوزیشن بنچوں پر بیٹھا رہا ہوں۔ Previous Assembly میں تو ہمیں تحریک استحقاق پڑھنے کی اجازت ہی نہیں دی جاتی تھی لیکن آپ بڑے seasoned politician ہیں، آپ ہمارے بڑے ہیں۔ ہمیں اس

ایوان میں ایک ایک معزز ممبر کی عزت کا دھیان اور خیال ہے۔ ہم آپ کے کہنے کے مطابق اسے سپیشل کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ گورنمنٹ کی discretion ہوتی ہے۔ یہاں پر جب یہ کوئی بات کریں گے تو ہم بالکل گورنمنٹ کی طرف سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس کی رپورٹ منگوا کر پھر اس کو accept کریں گے۔ جس طرح آپ نے کہا، پچھلے دور میں تو کسی بھی اپوزیشن ممبر کی تحریک استحقاق accept نہیں کی جاتی تھی، رپورٹ منگوانے کا بھی نہیں کہا جاتا تھا بلکہ اس تحریک کو reject کر دیا جاتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نے اس روایت کو دفن کر دیا ہے، ہم نے یہاں ایک اچھا message دینا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ روایت تو ختم کر دی مگر جیسے آپ نے کہا ہے ٹھیک ہے آپ بالکل اس کو سپیشل کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے محرک جناب امتیاز محمود ہیں۔ ان کی تحریک استحقاق نمبر 24/6 ہے۔

الیکشن آفس کے باہر پولیس کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 18۔اپریل 2024 کو حلقہ NA-119 کے الیکشن آفس میں وزٹ کرنے کے لئے گیا۔ وہاں میرے ساتھ پندرہ سے بیس کارکن موجود تھے کہ اچانک پولیس کی ایک بہت بڑی تعداد دفتر کے اندر داخل ہوئی، اندر سے دفتر بند کر دیا، کارکنان کو مارنا پیٹنا اور گالی گلوچ شروع کر دی۔ میری مداخلت پر مجھ سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو؟ جس پر میں نے اپنا تعارف کرایا تو اُن میں سے ایک پولیس افسر جس کا نام "حماس" لکھا ہوا تھا، نے مجھے دھکے اور گالیاں دے کر دفتر سے نکالا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ غیر قانونی کام کرنے کا اختیار کس نے دیا؟ جواب ملا کہ مجھے اعلیٰ افسران نے آرڈر کیا ہے۔ میرے سامنے میرے کارکنان کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔ میں ایک معزز رکن اسمبلی ہوں۔ اس موصوف پولیس اہلکار نے ہمارے ساتھ جو بدسلوکی کی اس

سے بطور رکن اسمبلی نا صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اس کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں request کروں گا کہ اس کی رپورٹ ہمیں منگوانی چاہئے پھر اس کے بعد اس کو استحقاق کمیٹی یا سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، اس کی رپورٹ منگوالی جائے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! یہ ایک ہی تحریک رہ گئی ہے اس کو بھی سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی تو انکوائری کروانے دیں، اس کی رپورٹ تو آنے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ آپ کی discretion ہے جیسا آپ کہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جناب امتیاز محمود کی تحریک استحقاق نمبر 24/6 کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! چونکہ یہ الیکشن سے related تھی تو اس پر ہمیں رپورٹ منگوا لینی چاہئے تھی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپوزیشن والوں کے لئے ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سنائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ شعر یہ ہے کہ:

جو ہم پہ گزرے تھے رنگ سارے
خود پہ گزرے تو لوگ سمجھے

(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف(جناب احمد خان): جناب سپیکر! امجد علی جاوید صاحب میرے بڑے پیارے بھائی ہیں اور ہم اکٹھے رہ چکے ہیں۔ جب اتنی ہوگئی ہے تو صرف ایک تحریک کو نہیں رہنا چاہئے۔ کمیٹی میں جو فیصلہ ہونا ہے وہ ہو جائے گا۔ میری منسٹر صاحب سے بھی یہی گزارش ہے کہ ہمارے معزز ممبر کے ساتھ حقیقت میں اس طرح کا واقع ہوا ہے۔ اگر ایک سنگل تحریک کو out کریں گے تو اچھا نہیں لگے گا۔

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر صاحب اور سارے دوست اگر اصرار کر رہے ہیں تو پھر اس کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک استحاق کو پہلے ہی سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ اگلے محرک جناب شاہد جاوید ہیں۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلے محرک جناب رضی اللہ خان ہیں۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ان کی تحریک استحقاق نمبر 24/7 کو pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 24/8 محترمہ نیلم جبار چودھری کی ہے۔ ان کی request آئی ہے لہٰذا ان کی تحریک استحقاق بھی pend کی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سول سیکرٹریٹ جنوبی پنجاب کو ختم کرنے کا معاملہ

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا اور اپنے اپوزیشن لیڈر سے کہوں گا کہ مجھے آپ کی خاص توجہ چاہئے۔ یہاں پر وزیر پارلیمانی امور بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے۔ آج کے Daily Dawn کے front page پر خبر شائع ہوتی ہے "South Punjab Civil Secretariat" پاکستان کی 76 سالہ تاریخ میں جب پہلی حکومت تھی، ابھی میرے فاضل دوست نے شعر بھی پڑھا لیکن جو historical کام عمران خان

نے کئے، جنوبی پنجاب کے ساڑھے چار کروڑ لوگوں کو جو ساؤتھ پنجاب سول سیکرٹریٹ دیا جس سے آپ بھی فیض یاب ہو رہے ہیں اور میں بھی فیض یاب ہو رہا ہوں۔ ساؤتھ پنجاب کے تین ڈویژن ملتان، بہاولپور اور ڈی جی خان، آپ track record اٹھا کر دیکھ لیں کہ پنجاب کی 33 فیصد population ساؤتھ پنجاب میں ہے۔ وہاں ہمیشہ بجٹ 32 فیصد اور 33 فیصد allocate ہوتا رہا اور کبھی ایک بار ایسا نہیں ہوا کہ اس بجٹ کا 50 فیصد بھی وہاں لگا ہو۔ first time ایسا ہوا اور پچھلی اسمبلی کو یہ اعزاز جائے گا، چودھری پرویز الہیٰ صاحب کو honor جائے گا اور اس وقت کی Cabinet کو یہ honor جائے گا کہ ہم نے نا صرف ساؤتھ پنجاب سول سیکرٹریٹ کو پاس کیا بلکہ اس کو Cabinet سے بھی approve کرایا۔ آج ڈان اخبار میں اس بات کا بڑا واضح اظہار کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی دس سپیشل سیکرٹری تعینات کرنے کی سمری گئی ہے جو اس سول سیکرٹریٹ کو wind up کرنے کی ایک بنیاد ڈالی جا رہی ہے۔ اگر 17 ڈیپارٹمنٹس سے لودھراں، ڈی جی خان، ملتان، بہاولپور اور رحیم یار خان کے ایک عام شخص کو اپنے ذاتی کاموں کے لئے اس کے door step پر facility مل رہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ جب سے یہ گورنمنٹ آئی ہے تو اس گورنمنٹ نے ظلم، جبر اور زیادتی میں ہر ریکارڈ کو پیچھے چھوڑ دیا۔ آپ اپنے مخالفین کے تعصب میں اتنے آگے چلے گئے ہیں کہ ایک ایسا پراجیکٹ جس نے 76 سال میں پہلی بار جنوبی پنجاب کے لوگوں کو ان کا حق دیا، پیپلز پارٹی بھی ساؤتھ پنجاب کے صوبے کا مطالبہ کرتی رہی اور PML(N) بھی کہتی رہی کہ ہم جنوبی پنجاب کے لوگوں کو حق دیں گے لیکن اللہ نے جس شخص سے کوئی اچھا کام لینا ہو تو اللہ اس کا انتخاب کرتا ہے۔ عمران خان وہ شخص ہے جس نے جنوبی پنجاب کے لوگوں کو یہ right دیا۔ میں اپنی ساری اپوزیشن سے التجا کروں گا کہ یہ قطعاً غیر سنجیدہ معاملہ نہیں ہے کہ 17 سیکرٹریز میں سے پہلے سات سے آٹھ سیکرٹری کا وہاں سے ٹرانسفر کیا گیا، وہاں ایڈیشنل آئی جی کی تعیناتی ہوئی تھی اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی تعیناتی ہوئی تھی۔ لودھراں، کہروڑ پکا، ملتان اور بہاولپور کے لوگ جو ان 17 ڈیپارٹمنٹس سے مستفید ہوتے رہے تو ان سے پوچھیں کہ آپ لاہور آ کر کام کروانے میں آسانی تھی یا آپ کا کام ملتان یا بہاولپور میں ٹھیک ہوتا تھا تو میرے لئے بڑے تکلیف کے لمحات ہیں کہ ایسا پراجیکٹ جس نے آنے والے دنوں میں ان ساڑھے چار کروڑ لوگوں کو صوبے کی صورت میں ایک نیا منظر پیش کرنا تھا اسے موجودہ حکومت

wind up کرنا چاہتی ہے چونکہ ان کے ذہن میں جو بغض عمران ہے وہ انہیں اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ ہر اچھے پراجیکٹ چاہے وہ صحت کارڈ ہو، وہ لنگر خانے ہوں، وہ احساس پروگرام ہو، وہ پناہ گاہیں ہوں یا ساؤتھ پنجاب کا سول سیکرٹریٹ ہو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قریشی صاحب! آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! آپ منسٹر پارلیمانی آفیئرز سے اس پر رپورٹ بھی لیں اور میں منسٹر صاحب سے بھی request کروں گا کہ آپ لاہور میں بیٹھے ہیں یہ بہتر پنجاب ہے اور وہ پنجاب جہاں کے لوگ آج بھی 1820 کی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کے ساتھ یہ ظلم نہ کریں۔ چیف منسٹر صاحبہ یہاں لیڈر آف دی اپوزیشن کے پاس تشریف لائی تھیں تو آپ لوگوں نے کہا تھا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قریشی صاحب! اب آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔ بہت شکریہ۔ جی، وزیر پارلیمانی امور صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے تو ریکارڈ کی درستگی کے لئے میں انہیں کہنا چاہوں گا کہ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ سب سے زیادہ development عمران خان نیازی کے دور میں ہوئی تو یہ غلط بات ہے۔ جنوبی پنجاب میں ابھی ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں تو سب سے زیادہ development اگر کسی دور میں ہوئی تو وہ میاں محمد شہباز شریف کے دور میں ہوئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قریشی صاحب! please آپ اس طرح نہ کریں۔ دیکھیں کہ آپ کی بات سب نے حوصلے سے سنی تو آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہاں پر اگلی بات کرنے سے اپنی معزز اپوزیشن کو ایک چیز اور کہنا چاہوں گا کہ اپوزیشن میں چار، پانچ، سات، دس اور بیس لوگ ہیں جو پرانے ہیں اور خاص طور پر جو نئے لوگ آئے ہیں ان کو اسمبلی کے decorum کا بالکل نہیں پتا تو ہم نے سپیکر صاحب کو بھی کہا تھا کہ ان کو تھوڑا decorum پر کچھ کورس کروائیں تاکہ ان کو کچھ پتا چلے کہ اسمبلی کا decorum کیا ہوتا ہے۔ میں کل کی بھی بات

کروں گا کہ انہوں نے کل ہماری لیڈر شپ کے بارے میں اتنی جھوٹی اور غلط باتیں کیں تو ہم چپ کر کے سنتے رہے لیکن جب میں بات کرنے کے لئے اٹھا تو ان سب نے کھڑے ہو کر شور مچانا شروع کر دیا تو یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ اگر یہ ہمیں نہیں بولنے دیں گے تو پھر ہم ان کو بھی نہیں بولنے دیں گے۔ آپ نے ابھی اتنا اچھا gesture دیا اور ان کی ساری Privilege Motions لے لیں تو ان کو آپ کا thankful ہونا چاہئے تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اپنی previous government میں جو بھی exercise کرتے رہے ہیں ہم نے اس کو دفن کیا ہے اور ہم نے نئی شروعات کی ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم نے بھی کل ان کی ہر بات سنی ہے۔ انہوں نے جو بھی ہماری لیڈر شپ اور گورنمنٹ کے بارے میں سخت بات کی تو ہم نے سنی۔ ہم جب یہاں سے بات کرنا شروع کرتے ہیں تو یہ سب کھڑے ہو کر شور مچانا شروع کرتے ہیں یہ بھی اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں یہ عمران خان نیازی نہ بنیں کہ دوسرے کی بات نہیں سننی اور شور مچانا شروع کر دینا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! بات کر رہے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے سیکرٹریٹ کے بارے میں جو یہ کہہ رہیں تو جہاں تک مجھے بتا ہے کہ وہ سیکرٹریٹ ختم نہیں کیا جا رہا۔ اس میں officers ضرور تبدیل ہوئے ہیں جن کی promotions ہو گئی ہیں ان میں سے کچھ لوگ جو وہاں Special Secretary تھے وہ یہاں آ کر سیکرٹری بن گئے ہیں تو وہاں پر نئے لوگوں کو بھیجا بھی جا رہا ہے۔ باقی یہ کہ جیسے ابھی انہوں نے کہا کہ ڈان نیوز کے فرنٹ پیج پر خبر ہے تو میں دیکھ لیتا ہوں اور ان شاءاللہ میں اس کی رپورٹ میں Monday والے دن یہاں اسمبلی میں آپ کے گوش گزار کروں گا۔ بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں تو تحریک التوائے کار نمبر 56/2024 پیش ہو چکی ہے اور اس کے mover سردار محمد علی خان صاحب ہیں تو اس کا concerned department انڈسٹری، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ہے۔ جی، منسٹر چودھری شافع حسین!

ضلع اٹک تحصیل فتح جنگ کے دیہات کی ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی کو سپیشل اکنامک زون میں تبدیل نہ کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (جناب شافع حسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار سردار محمد علی خان صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تھی اس ضمن میں گزارش ہے کہ پنجاب میں خصوصی SEZA اتھارٹی کے پاس ضلع اٹک تحصیل فتح جنگ میں 20 ایکڑ پر خصوصی SADI Zone یعنی Special Economic Zone قائم کرنے کے حوالے سے کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی تجویز اتھارٹی کے پاس زیر غور ہے تو ابھی تک ان کی طرف سے کوئی درخواست Special Economic Zone Authority میں نہیں آئی۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! آپ کیسے dispose of کر سکتے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں، آپ بات نہیں کرنے دے رہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کا یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔

سردار محمد علی خان: آپ کیوں dispose of کر رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ please آپ تشریف رکھیں۔ آپ ذرا صبر کا مظاہرہ کریں آپ اس طرح نہیں بول سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار صاحب! لیکن آپ اتنے جذباتی نہ ہوا کریں۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! معاملہ ہی جذبات کا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نے ہمیشہ آپ کا خیال رکھا ہے۔ آپ تمام honorable members ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! honorable member نے ایک بڑی pertinent سی Adjournment Motion دی ہے جو لوگوں کی وراثتی زمین ہے جہاں پر وہ سالہا سال سے رہ رہے ہیں یہ کسی مقصد کے لئے اس کی land acquisition کرنا چاہتے ہیں اور concern یہ ہے کہ یہ کرنا چاہتے ہیں جب 1 لاکھ کچھ ہزار آدمی وہاں سے displace ہو گا اور یہ ان کی ملکیتی زمین ہے the government has enough land over there یہ دو کلو میٹر دور بھی جا سکتے ہیں ان کا issue یہ نہیں ہے کہ application آئی ہے یا نہیں آئی ہے point تو یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ کے پاس ادھر زمین ہے تو اس کو acquire کریں نہ کہ یہ لوگ جو وہاں پر دس نسلوں سے بیٹھے ہیں ان کو displace کیا جائے۔ اگر آپ اس طرح سے تحریک التوائے کار کو dispose of کریں تو ان کا یہاں بیٹھنے کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔ یہ پانچ لاکھ باشندوں کا نمائندہ ہے ڈیڑھ لاکھ فارغ ہو جائے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ تحریک التوائے کار نمبر 56/2024 سپیشل کمیٹی کو ریفر کر دیں؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جی، بالکل آپ کمیٹی کو ریفر کر دیں۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار سپیشل کمیٹی کو ریفر کر دیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 58/2024 چودھری محمد اعجاز شفیع کی ہے اور یہ تحریک التوائے کار 01-04-2024 کو move ہوئی تھی اور ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ سے related ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! کل سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ آج اس کا جواب ضرور دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس حوالے سے عرض ہے کہ وزیر ہاؤسنگ ابھی تک کوئی designate نہیں ہے۔ کل ان تمام تحاریک کے حوالے سے سپیکر صاحب نے مجھے کہا تھا تو میں نے especially housing department کو کہا کہ جو پرانی تحاریک التوائے کار pending چلی آ رہی تھیں ان کے جوابات دے دیں تو ان میں کچھ کے جوابات آ گئے تھے اور کچھ تحاریک التوائے کار ایسی ہیں جن کے جوابات ابھی نہیں آئے کیونکہ وزیر ہاؤسنگ ابھی تک کوئی designate نہیں ہے۔ سیکرٹری ہاؤسنگ نے یہ تحاریک التوائے کار چیف منسٹر سیکرٹریٹ بھیج دی ہیں اب چونکہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کی انچارج سی ایم صاحبہ ہیں تو ان کے sign ہوں گے، جیسا کہ آپ کو بھی علم ہے کہ منسٹر انچارج کے sign ہونے کے بعد جواب ہاؤس میں آتا ہے تو میرے خیال میں ان تحاریک کا جواب آنے میں ایک دو دن مزید لگ جائیں گے۔ میں نے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ سے related تمام adjournment motions fast track کروادی ہیں اور یہ تمام تحاریک التوائے کار سی ایم ہاؤس چلی گئی ہیں اور اگلے ایک یا دو دن میں sign ہو کر آپ کے پاس یہاں اسمبلی میں اور میرے پاس بھی جواب آ جائیں گے اور اس کے بعد میں ہی ان کو یہاں پر take up کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! کل سپیکر صاحب نے منسٹر صاحب کو direction دی تھی کہ آج اس کا جواب آ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محمد اعجاز شفیع صاحب! منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایک دو دن میں اس کا جواب آ جائے گا۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ابھی اتنا detail explain کیا ہے، میں نے کوئی فارسی زبان تو نہیں بولی جو میرے بھائی کو سمجھ نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محمد اعجاز شفیع صاحب! کل تک رپورٹ آ جائے گی۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کا minister appoint کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محمد اعجاز شفیع صاحب! منسٹر صاحب بھی appoint ہو جائیں گے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! سارا business pend ہوتا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! معزز منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ کل تک اس کی رپورٹ آجائے گی تو آپ kindly کل چوبیس گھنٹے تک اس کا انتظار کر لیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ بے شک کل کی پروسیڈنگ نکال کر دیکھ لیں، سپیکر صاحب نے direction دی تھی کہ آج کے دن اس کا جواب آجائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، کوئی اس حوالے سے تاخیر ہو گئی ہو گی لہٰذا آپ تھوڑا صبر کر لیں۔ منسٹر صاحب! آپ کل تک اعجاز شفیع صاحب کو رپورٹ پیش کریں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! دوسری بات جو کہ سب پوچھ رہے تھے تو اس حوالے سے عرض ہے کہ منسٹر لوکل گورنمنٹ policy statement دیں گے کیونکہ ہاؤسنگ اور لوکل گورنمنٹ کی کمیٹی سی ایم صاحبہ نے constitute کی ہے اور منسٹر لوکل گورنمنٹ ان تمام issues کو دیکھ رہے ہیں جیسا کہ کل سپیکر صاحب نے کہا تھا تو جب آپ کہیں گے تو منسٹر لوکل گورنمنٹ اس پر اپنی policy statement دے دیں گے۔ اعجاز شفیع صاحب خود بھی منسٹر رہ چکے ہیں تو ان کو بھی پتا ہے کہ منسٹر انچارج کے adjournment motion پر sign ضروری ہوتے ہیں تو منسٹر انچارج اس وقت سی ایم صاحبہ ہیں تو میں نے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ سے related تمام adjournment motions fast track کروادی ہیں اور یہ تمام تحاریک التوائے کار آج کے دن سی ایم ہاؤس پہنچ گئی ہیں، اب وہاں سے جیسے ہی مجھے موصول ہوں گی تو میں ان کے جواب ہاؤس میں آکر دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اعجاز شفیع صاحب! آپ میری request پر چوبیس گھنٹے تک انتظار کر لیں۔ جی، اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/118 جناب شعیب امیر کی ہے، یہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔

جناب شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس کو pend کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار نمبر 24/118 کو pend کیا جاتا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 24/46 کو آپ skip کر گئے ہیں اور 24/109 کو بھی دیکھ لیں یہ کافی دیر سے pending چلی آ رہی ہے۔ معزز ہیلتھ منسٹر یہاں پر موجود ہیں وہ اس کا جواب دے دیں گے یہ hospital سے related ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار کا کیا نمبر ہے؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 24/46 ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہیلتھ منسٹر صاحب اپنے چیمبر میں ہی موجود ہیں آپ کسی کو پیغام بھیج کر ان کو ہاؤس میں بلوا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگر ہیلتھ منسٹر صاحب اسمبلی میں تشریف رکھتے ہیں تو ان کو ہاؤس میں بلا لیں۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب شعیب امیر کی ہے وہ موجود نہیں ہیں لہٰذا ان کی تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/145 جناب امجد علی جاوید کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

Avastin انجکشن نہ ملنے کی وجہ سے شوگر کے مریض بینائی کے سستے علاج سے محروم

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ سوشل اور مقامی میڈیا پر چلنے والی خبروں کے مطابق شوگر کے مریضوں کو آنکھوں میں لگنے والے انجکشن Avastin جس کی قیمت 1500 روپے تھی اس پر پابندی عائد کر دی گئی ہے جبکہ اس کے متبادل استعمال ہونے والے انجکشن Patizra کی قیمت ایک لاکھ روپے ہے، جو عام مریضوں کی پہنچ سے باہر ہے علاج کی سکت نہ ہونے کی وجہ سے شوگر کے مریض بینائی سے محروم ہونے لگے۔ تفصیلات کے مطابق Avastin انجکشن جو کہ شوگر کے مریضوں کی آنکھوں کے علاج میں استعمال ہوتا تھا ایک مریض کو علاج کے لئے تین انجکشن درکار ہوتے ہیں جن کی قیمت 4500 روپے تھی جو عام آدمی کی پہنچ میں تھا لیکن اس انجکشن کی درآمد پر پابندی عائد

کر دی گئی ہے جبکہ دوسری جانب اس انجکشن کے متبادل انجکشنPatizra شوگر کے مریضوں کے علاج کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کی قیمت ایک لاکھ روپے ہے چونکہ اس مرض کے علاج کے لئے تین انجکشن درکار ہوتے ہیں یعنی کہ اس فیصلے کے نتیجے میں ایک مریض کو 4500 روپے کی بجائے تین لاکھ روپے کی ضرورت ہے، جو غریب آدمی تو کیا متوسط طبقے کے انسان کی پہنچ سے بھی باہر ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق پچیس کروڑ پاکستانیوں میں سے ہر تیسرا چوتھا شخص شوگر کا مریض ہے جن میں سے بیشتر کو اس انجکشن کی ضرورت ہے اور یہ انجکشن امپورٹ ہوتے ہیں جس پر اربوں روپے کی بیرونی کرنسی کی ضرورت ہوگی، جو پہلے سے موجود بیرونی کرنسی کے شارٹ فال میں مزید بوجھ کا باعث ہوگا۔ اس فیصلے کے نتیجے میں جہاں پاکستان کے غریب شہری ایک سستے علاج سے محروم ہو گئے ہیں وہیں اربوں روپیہ کسی شخص یا فرم کی جیب میں جا رہا ہے۔ اس صورتحال سے شوگر کے کروڑوں مریضوں اور ان کے لواحقین میں شدید تشویش اور پریشانی پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! یہ پنجاب 12 کروڑ آبادی کا صوبہ ہے۔ اگر ہر تیسرے شخص کو شوگر کا مرض ہے تو اس کا مطلب ہے کہ چار کروڑ لوگ اس وقت شوگر کے مرض میں مبتلا ہیں۔ اگر اس صوبے کے 25 فیصد لوگوں کو بھی یہ انجکشن درکار ہے تو ایک کروڑ لوگ بنتے ہیں، اگر ایک کروڑ لوگ یہ رقم afford نہیں کر پاتے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم ایک کروڑ لوگوں کو بینائی سے محروم کرنے کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری طرف آپ دیکھیں کہ اگر آپ ایک کروڑ روپے کو تین لاکھ روپے سے ضرب دیں تو یہ کتنے ارب روپے کی رقم بنتی ہے، میری اس تحریک التوائے کار کو کمیٹی کے سپرد کریں کیونکہ یہ گندم سے بھی بڑا scam ہے۔ جب اس کی probe ہوگی تو پتا چلے گا کہ اس کے پیچھے کون لوگ ہیں کیونکہ یہ جو میڈیسن ہے یہ میڈیکل کی کتابوں میں پڑھائی جا رہی ہے، ایسی میڈیسن جو ہمارے نصاب میں موجود ہے تو پھر کس شخص نے اس میڈیسن کی امپورٹ پر پابندی لگائی ہے اور یہ اربوں، کھربوں روپے کا جو اس ملک میں نقصان ہو رہا ہے اس کا ازالہ کیا جائے اور اس کی ذمہ داری fix کی جائے تو میری گزارش ہوگی کہ میری اس تحریک التوائے کار کو سپیشل کمیٹی کے

سپرد کریں تاکہ اس کے پیچھے جو لوگ چھپے ہوئے ہیں وہ سامنے آئیں اور پتا چلے اس مد میں کتنے کھرب روپے کا ٹیکہ قوم کو لگایا جارہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد صاحب! میں بالکل آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کیونکہ آپ کی تحریک التوائے کار آج پیش ہوئی ہے تو اس کا جواب آلینے دیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو جواب آنے تک pend کیا جاتا ہے۔

جناب ذوالفقار علی شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

جناب ذوالفقار علی شاہ: جناب سپیکر! امجد صاحب نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اس حوالے سے میں ایک چیز add کرنا چاہوں گا تاکہ میری بات کا جواب بھی ان کے جواب کے ساتھ مل جائے۔ ہمارے ملک پاکستان میں اس وقت شوگر ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس وقت پاکستان type 2 diabetes میں پہلے نمبر پر ہے تو میری یہ request ہوگی کہ اس میں یہ concern show کیا جائے کہ یہ اتنی زیادہ شوگر لوگوں کو کیوں ہو رہی ہے، علاج تو ہم کئے جارہے ہیں لیکن اس کی prevention کے لئے بھی کچھ اقدامات کئے جانے چاہئیں؟

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! پاکستان میں diabetic patients کے numbers ہیں abnormally high and it begs the question that how are we calculating the numbers because it seems کہ پوری دنیا کی ایک range ہے اور پاکستان اس range سے بہت دُور ہے اس کی ایک probable reason یہ بھی ہو سکتی ہے جن ملکوں میں health coverage اچھی ہے جہاں پر تمام لوگ hospitals میں جا کر اپنا regular check up کرواتے ہیں تو وہاں پر لوگوں کی ایک base بنی ہوئی ہے لیکن ہمارے ہاں ایک محدود طبقہ regular hospital check up کروانے جاتا ہے اس لئے یہ چیز بھی دیکھنی ہے کہ آیا

واقعی شوگر کی prevalence اتنی زیادہ ہے یا یہ کوئی statistical یا accounting error ہے because اگر ہے تو پھر اس سے related ایک ایمرجنسی کی صورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! احمد اقبال صاحب نے یہاں پر کچھ ہیلتھ کے حوالے سے بات کی ہے۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن و پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں یہاں ہاؤس میں موجود نہیں تھا یہ ذرا اپنی بات کو repeat کر دیں کیونکہ میں ابھی ایک سیکنڈ پہلے ہاؤس میں آیا ہوں۔ یہ جس topic پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں، میں حاضر ہوں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہاں پر امجد علی جاوید صاحب نے بات کی ہے، احمد اقبال صاحب اسی پر further بات کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہو گیا۔ اب ہم گورنمنٹ بزنس take up کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر laying of reports ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 24/46 ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے اور وہ pending ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ نے رانا صاحب کی تحریک التوائے کار کے جواب کے لئے ہیلتھ منسٹر صاحب کو بلایا تھا وہ ایوان میں آ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 24/46 ہے اور already میں پڑھ چکا ہوں۔ اگر منسٹر صاحب کہتے ہیں تو میں دوبارہ بھی پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 24/46 کا جواب آنا تھا۔

فیصل آباد: الائیڈ ہسپتال کی مشینیں خراب ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن و پنجاب ایمرجنسی سروسز(خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! محترم آفتاب احمد خان کی تحریک التوائے کار نمبر 24/46 کے سلسلے میں عرض ہے کہ ہم نے بالکل اس کا جواب دیا ہے انہوں نے ایک important معاملے کی طرف نشاندہی کی ہے لیکن انہوں نے جو figures بتائے ہیں میں بصد ادب عرض کرتا ہوں کہ وہ درست نہیں ہیں۔وہاں پر 21 مشینیں کام کر رہی ہیں اور پانچ خراب تھیں، ہم نے دو مشنیوں کا ٹینڈر process شروع کر دیا ہے انشاء اللہ جونہی LC کھلے گی تو وہ آجائیں گی اس کے بعد باقی تین مشنیوں کو ADP میں ڈال رہے ہیں۔پہلی بات یہ ہے کہ وہاں 21 مشینیں خراب نہیں بلکہ 21 مشینیں ٹھیک ہیں شاید جس ایسوسی ایشن یا جن کارانا صاحب نے حوالہ دیا ہے انہوں نے کوئی بات کی ہو۔دوسری گزارش ہے کہ فیصل آباد ایک بڑا اہم شہر ہے اور معزز ممبر میرے سینئر ہیں اور بڑے بھائیوں کی طرح ہیں میں یہ بتانا چاہوں گا کہ فیصل آباد میں میڈیکل کالج سے یونیورسٹی مسلم لیگ(ن) کے دور میں بنی تھی، پہلا چلڈرن ہسپتال بھی مسلم لیگ (ن) کے دور میں بنا تھا۔ہم نے موجودہ الائیڈ ہسپتال کو پچھلے دور میں renovate کیا تھا۔فیصل آباد کارڈیک انسٹیٹیوٹ میں نئی Cath Lab دے رہے ہیں، غلام محمد آباد ہسپتال ہمارے دور کا بنا ہوا ہے، سمن آباد ہسپتال ہمارے دور کا بنا ہوا ہے۔میرے بھائی کا جو سوال ہے میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ 21 مشینیں کام کر رہی ہیں، دو مشینوں کے ٹینڈر process میں ہیں ہم ان کی LC کی طرف جا رہے ہیں جونہی LC کھلے گی وہ import ہو کر آجائیں گی۔ویسے تو وہاں پر 21 مشینیں بھرپور کام کر رہی ہیں اور جتنے آپریشنز ہونے ہیں ان کے لئے 21 مشینیں کافی ہیں لیکن پھر بھی دو مشینیں LC کے تحت آرہی ہیں اور باقی مشنیوں کو ADP سکیم میں import کریں گے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! فاضل وزیر صاحب نے جو فرمایا ہے I was talking on some facts مجھے کوئی الہام نہیں ہوا I personally visited that hospital وہاں پر ایکسرے ڈیپارٹمنٹ non-functional ہے I would request to honorable

minister that if he gives an assurance کہ یہاں خود visit کریں کسی سیکشن آفیسر کو بھیج کر visit نہ کریں چونکہ پٹواری کی انکوائری پٹواری سے نہیں کرائی جاتی۔ آپ کسی ذمہ دار کی ڈیوٹی لگائیں اور اگر آپ آئیں تو میں خود آپ کو assist کر سکتا ہوں تا کہ actual facts دیکھ کر یہ مشینیں ٹھیک ہو جائیں اور functional ہو جائیں اور اس میں میری نہیں بلکہ آپ کی حکومت کی نیک نامی ہو گی اور لوگوں کو صحت کی بنیادی سہولت مل جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن و پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کے جذبے کی قدر کرتا ہوں یہ میرے بڑے بھائیوں کی طرح ہیں، مجھے اس میں کوئی آر نہیں بلکہ بالکل میں خود ہی وہاں جا کر دیکھوں گا اگر ہاؤس میں کوئی بھی ممبر ہمیں guide کرے تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔ مجھے جو facts and figures دیئے گئے ہیں میں انہیں verify بھی کروں گا اور اس کے علاوہ بھی جیسے رانا صاحب فرما رہے ہیں اگر کوئی اور issue ہو گا تو میں اسے بھی resolve کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! پلیز آپ خود فیصل آباد کا visit کر لیں۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن و پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جی، بالکل میں visit کروں گا۔ میں کل بھی لاہور سے باہر ہوں لیکن اس مہینے فیصل آباد جانا ہے کیونکہ وہاں renovation کا کام بھی ہو رہا ہے اس کے لئے بھی جانا ہے۔

سرکاری کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ اب ہم گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر laying of reports ہیں۔

REPORTS (Laid in the House)

AUDIT REPORTS OF DIFFERENT DEPARTMENTS FOR THE YEARS OF 2021-22 &2022-23

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may lay the Reports.

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba ShujaUr Rehman): Mr Speaker! I lay the following Reports:

1. Special Audit Report on the Accounts of Tehsil Headquarter Hospital Sillanwali for the Audit Year 2021-22.
2. Performance Audit Report on Provision of Municipal Services of Municipal Corporation Gujrat, for the Audit Year 2021-22.
3. Performance Audit Report on District Education Authority on Provision of Free Education to 10% Disadvantaged Children of District Sargodha, for the Audit Year 2021-22.
4. Performance Audit Report on Non-Salary Budget of Schools of Districts of Lahore, Sheikhupura, Nankana Sahib, Okara and Kasur, for the Audit Year 2021-22.
5. Audit Report on the Accounts of District Education Authorities of 19 Districts of Punjab (North), for the Audit Year 2022-23.

6. Audit Report on the Accounts of District Health Authorities of 19 Districts of Punjab (North), for the Audit Year 2022-23.
7. Audit Report on the Accounts of Provincial Zakat Fund and District Zakat Committees Punjab, for the Audit Year 2022-23.
8. Appropriation Accounts of Forest Department, Government of the Punjab, for the Year 2021-22.
9. Audit Report on the Accounts of Expenditure, Government of the Punjab, for the Audit Year 2022-23.
10. Special Audit Report on Government Post Graduate College, Attock, Government of the Punjab, for the Audit Year 2021-22.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Reports have been laid and are referred to the concerned Public Accounts Committees, whenever elected for examination and report within one year.

قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب امجد علی جاوید ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے رولز کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "رولز آف پروسیجر صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے رول 234 کے تحت رول 115 اور دیگر متعلقہ رولز کو معطل کر کے بلوچستان میں پنجاب کے مزدوروں کے قتل کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"رولز آف پروسیجر صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے رول 234 کے تحت رول 115 اور دیگر متعلقہ رولز کو معطل کر کے بلوچستان میں پنجاب کے مزدوروں کے قتل کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"رولز آف پروسیجر صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے رول 234 کے تحت رول 115 اور دیگر متعلقہ رولز کو معطل کر کے بلوچستان میں پنجاب کے مزدوروں کے قتل کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! اپوزیشن ممبران نے بھی اس تحریک کے حق میں ووٹ دیا ہے۔لہٰذا یہ تحریک متفقہ منظور ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قریشی صاحب! تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی ہے۔جی، امجد علی جاوید صاحب اب آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

گوادر (بلوچستان) میں پنجابی مسافروں کو شہید کرنے کا معاملہ

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان مورخہ 8 اور 9۔مئی 2024 کی درمیانی شب گوادر بلوچستان کے اندر 7 پنجابی مزدوروں کے قتل اور دو تین ہفتے قبل 11 پنجابی مسافروں کو شناختی کارڈ دیکھ کر بس سے اتار کر گولیاں مار کر قتل کرنے کے بہیمانہ واقعات کی مذمت کرتا ہے۔ان شہداء کی مغفرت کے لئے دعا گو ہے اور سوگواران سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دہشت گردوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔یہ

ایوان حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ مقتولین کے ورثاء کے لئے شہداء کے لئے مختص امداد کا اعلان کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان مورخہ 8 اور 9 ۔ مئی 2024 کی درمیانی شب گوادر بلوچستان کے اندر 7 پنجابی مزدوروں کے قتل اور دو تین ہفتے قبل 11 پنجابی مسافروں کو شناختی کارڈ دیکھ کر بس سے اتار کر گولیاں مار کر قتل کرنے کے بہیمانہ واقعات کی مذمت کرتا ہے۔ ان شہداء کی مغفرت کے لئے دعا گو ہے اور سوگواران سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دہشت گردوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ یہ ایوان حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ مقتولین کے ورثاء کے لئے شہداء کے لئے مختص امداد کا اعلان کیا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان مورخہ 8 اور 9 ۔ مئی 2024 کی درمیانی شب گوادر بلوچستان کے اندر 7 پنجابی مزدوروں کے قتل اور دو تین ہفتے قبل 11 پنجابی مسافروں کو شناختی کارڈ دیکھ کر بس سے اتار کر گولیاں مار کر قتل کرنے کے بہیمانہ واقعات کی مذمت کرتا ہے۔ ان شہداء کی مغفرت کے لئے دعا گو ہے اور سوگواران سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دہشت گردوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ یہ ایوان حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ مقتولین کے ورثاء کے لئے شہداء کے لئے مختص امداد کا اعلان کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے Now the House is adjourned to meet on Monday13 May 2024 at 2.00pm.

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

سوموار، 13۔ مئی 2024

(یوم الاثنین، 4۔ ذیقعد 1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: نواں اجلاس

جلد 9: شمارہ 3

195

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

سوموار، 13۔ مئی 2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خوراک اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

گندم کی خریداری پر عام بحث

197

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا نواں اجلاس

سوموار، 13۔ مئی 2024

(یوم الاثنین، 4۔ ذیقعد 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر ز لاہور میں شام 4 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر ملک محمد احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا (9) وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (10) وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (11)

سورۃ بنی اسرائیل (آیات نمبر 9 تا 11)

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے (9) اور یہ کہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (10) اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے (11)

وَمَا علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

کر اہتمام بھی ایماں کی روشنی کے لئے
درُود شرط ہے ذکرِ محمدی کے لئے
لگی ہیں روضہ پُرنور پر میری آنکھیں
تڑپ رہا ہوں شب و روز حاضری کے لئے
میرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے
تمہاری یاد کو کیسے نا زندگی سمجھوں
یہی تو ایک سہارا ہے زندگی کے لئے

سوالات

(محکمہ جات خوراک اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈا پر محکمہ خوراک اور فنانس سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ جی جناب امجد علی صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 30 ہے اور جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرکاری ملازمین کی دوران سروس وفات کے بعد لواحقین کو حاصل مراعات و پنشن سے متعلقہ تفصیلات

***30: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اگر کوئی سرکاری ملازم دس سال سروس مکمل ہونے سے قبل دوران سروس وفات پا جائے تو اس کے لواحقین کو اس کی مدت ملازمت کے مطابق صرف کیا ایک سال کی ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ یا زیادہ سے زیادہ مبلغ -/12500 روپے کی کل رقم ادا کی جاتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مہنگائی کے اس دور میں یہ استحصال اور زیادتی نہیں ہے؟

(ج) یہ کہ سرکاری ملازمین کے پنشن رول کی اس شق پر آخری مرتبہ کب نظر ثانی کی گئی تھی؟

(د) کیا حکومت اس ظالمانہ پنشن رول پر نظر ثانی کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جب کوئی سرکاری ملازم دس سال سروس مکمل ہونے سے قبل دورانِ سروس وفات پا جائے تو اس کے لواحقین کو پنجاب سول سروس پنشن رول 4.6(2)(a) کے تحت ہر ایک

مکمل سروس سال کے عوض گریجویٹی مبلغ ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ کے برابر ملتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی سرکاری ملازم چھ سال مدت ملازمت کرنے پہ وفات پا جاتا ہے تو اس کے لواحقین کو ہر ایک مکمل سروس سال کے عوض چھ سال کی مدت تک کی ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ ملے گی یعنی کہ 6*2/1-1 ماہانہ تنخواہ۔

یہ بات درست نہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مبلغ-/12500 روپے کی رقم ادا کی جاتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ رقم کی حد مبلغ-/ 12500 روپے کے الفاظ اس رول سے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر FDSR-III/4-89/2010 بتاریخ 27 اپریل 2017 حذف کر دیئے گئے تھے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی (الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایضاً

(ج) آخری دفعہ پنشن رول کی اس شق پر مورخہ 27 اپریل 2017 کو نظر ثانی کی گئی تھی اور زیادہ سے زیادہ رقم مبلغ-/12500 روپے کو حذف کر دیا گیا تھا۔ نوٹیفکیشن کی کاپی پرچم (الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت نے اس پنشن رول کے قابل اعتراض حصہ، جو کہ زیادہ سے زیادہ رقم مبلغ-/12500 روپے پر مشتمل تھا، کو پہلے ہی حذف کر دیا ہے۔ جس کی وضاحت اُوپر جُز (الف) پر کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے جب جواب پڑھا تو میں بہت خوش ہوا کہ میں آج شکریہ ادا کروں گا وزیر خزانہ صاحب کا کہ 2014 میں، میں نے ایک question move کیا تھا تو میرے allegation کی وجہ سے وہ رک گیا تھا تو اب دوبارہ question move کیا تو انفارمیشن آئی کہ سرکاری ملازمین کی سنی گئی ہے۔ جب میں نے annexure منگوا کے پڑھا تو میری ساری خوشی کافور ہو گئی کہ ان لوگوں کے ساتھ یہ کیا ظلم کیا ہے میرا سوال یہ تھا کیا یہ درست ہے کہ اگر کوئی سرکاری ملازم دس سال سروس مکمل ہونے سے قبل دوران سروس وفات پا جائے تو اس کے لواحقین کو اس کی مدت ملازمت کے مطابق صرف ایک سال کی ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ یا زیادہ سے

زیادہ مبلغ -/12500 روپے کی کل رقم ادا کی جاتی ہے۔یعنی اگر کوئی سرکاری ملازم 10 سال کے دوران فوت ہو جائے تو اسے صرف ساڑھے 12 ہزار روپیہ ملتا ہے۔تو اس کا جواب انہوں نے دے دیا کہ نہیں جی وہ شق ختم کر دی ہیں اب annexure میں انہوں نے بڑی حاتم طائی کی قبر پر لات ماری ہے۔ساڑھے 12 ہزار سے 25 ہزار روپیہ کر دیا ہے 60 روپے ڈالر تھا جو چار گنا بڑھ کر بلکہ چار گنا سے بھی زیادہ بڑھ کے 270، 275 روپے ہو گیا ہے یہ تو اس کی devaluation کے بھی پیسے نہیں ہیں یعنی 25 ہزار روپیہ اگر 10 سال دوران سروس کے بعد بندہ فوت ہو جائے تو اس کو صرف 25 ہزار روپیہ ملے گا کیا یہ کسی خاندان کا اس سے ایک مہینہ بھی چل سکتا ہے۔یہ منسٹر صاحب اس پر روشنی ڈال دیں اور مہربانی کریں یہ سات سات کروڑ کی گاڑیاں سیکرٹریوں کو مل سکتی ہیں تو اس غریب کو 10 سال سروس دینے کے عوض اس کو اس کے مطابق اجارہ نہیں مل سکتا۔

جناب سپیکر: جی، جناب منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس طرح نہیں ہے جیسا کہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ جو ساڑھے 12 ہزار والی اس کی شق تھی وہ 27۔اپریل 2017 میں ختم کر دی گئی تھی اب اس وقت جو existing pension کے جو رولز ہیں اس کے رول A4.62 کے تحت ہر ایک مکمل سروس کے عوض gratuity مبلغ ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ کے برابر ملتی ہے۔مثال کے طور پر اگر کوئی سرکاری ملازم چھ سال مدت ملازمت کرنے پر وفات پا جاتا ہے تو اس کے لواحقین کو ہر ایک مکمل سروس سال کے عوض چھ سال کی مدت تک کی ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ ملے گی یعنی کہ یہ اس کا فارمولا ہے کہ اس کی جو ماہانہ تنخواہ بنتی ہے اس کا 1½ فیصد کو 6 سال کے ساتھ multiply کریں تو وہ کافی ساری رقم بن جاتی ہے یہ اب depend کرتا ہے کہ جس وقت اس کی death ہوئی ہے اس وقت اس کی تنخواہ کتنی تھی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی بات مانوں یا یہ جو نوٹیفکیشن ہے اس کو مانوں یہ نوٹیفکیشن میں پڑھ دیتا ہوں In the Punjab civil services pension rule in chapter 4 in section 3 in rule 4(6) in sub rule (2a) in clause(a) the expression subject to a maximum of rupees 12500 wherever occur

and in clause(b) the expression subject یہ ختم کر دیا گیا shall be omitted to a maximum of rupees 25000 shall be omitted یعنی یہ اب 25 ہزار روپے ہو گیا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان معزز رکن کو جو pension رولز کے مطابق میں نے بتایا ہے اور یہ 25 ہزار والا notification جو دکھا رہے ہیں ذرا مجھے بھی دکھا دیں گے یہ کون سا annexure ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ اس کا notification میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب آپ جو notification پڑھ رہے ہیں آپ اس notification کی heading, caption اور اس کا جو.....

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ڈیپارٹمنٹ سے جو لیا اس کے مطابق تو یہی ہے کہ جو pension کا یہ جو رول ہے 4.62(A) اس کے تحت تو جو اس کی last salary اس نے draw کی ہے اس کی ڈیڑھ ماہانہ تنخواہ ہے اس کو multiply جتنے سال اس نے کام کیا اس کے مطابق اس کو gratuity ملتی ہے اور مل بھی رہی ہے۔ اس طرح نہیں ہے کہ یہ 25 ہزار صرف ان کو مل رہی ہے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب یہ جو منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں common understanding تو یہی ہے کہ جو gratuity کی amount ہوتی ہے بے شک وہ ملازمین کو مل نہیں رہی وہ ایک علیٰحدہ بحث ہے وہ بعد کی بات ہے بعد میں دیکھیں گے لیکن جو میری common understanding ہے کہ without going into the laws اور یہ جو آپ notification کی بات کر رہے ہیں وہ تو ایسے ہی ہے جیسے منسٹر صاحب فرما رہے ہیں۔ اگر آپ کے پاس اس کے otherwise کوئی notification ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ان کو وہ پیش کر دیتا ہوں وہ جو کہہ رہے ہیں اس کو ذرا دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پڑھ دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی میں نے اس کو پہلے بھی پڑھا ہے اب دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ In clause(a) the expression subject to a maximum of rupees 12500 wherever occur shall be omitted یہ تو omitted ہو گیا ہے اس کی نئی clause آگئی ہے کہ اس میں اس کی amount 25 ہزار کر دی گئی ہے۔ اب منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ ڈیڑھ تنخواہ ہے آپ چھ سال کی ڈیڑھ تنخواہ بھی جمع کر لیں وہ کتنی بنتی ہے یہ maximum amount ہے وہ ڈیڑھ تنخواہ ایک سال میں اگر اس کی 40 ہزار تنخواہ ہے تو ڈیڑھ تنخواہ اس کی 60 ہزار روپیہ اور 10 سال کی کتنی بنی؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے شاید مجھے آپ کی reading میں کوئی confusion لگ رہی ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب اس کی death ہوئی ہے جو last salary جو اس وقت وہ draw کر رہے ہیں اس کی جو basic pay ہے اس کا ڈیڑھ فیصد ڈیڑھ تنخواہ multiply جتنے سال ہیں اس کا 10 سال کا کر کے ان کو دی جائے گی۔

جناب سپیکر: This is what it is

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس میں میری humble submission ہے کہ یہ اس کو دیکھ لیں منسٹر صاحب ہمارے بھائی ہیں اس میں maximum amount دی ہے کہ اس سے exceed نہیں کرے گی اب وہ maximum amount 25 ہزار ہے میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: Is that extended to Rs. 25000? اگر وہ تنخواہ جو میں منسٹر صاحب کی بات سے سمجھ سکا ہوں کہ which makes quite a reasonable sense کہ اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ جو اس کی basic salary ہے اگر وہ exceed نہ کرتی ہو اس amount سے جو آپ کے ہاتھ میں ہے وہ ڈیڑھ سال کا چھ سال گننا پڑے گا gratuity کی amount ایسے بنتی ہے جو کے gratuity کی amount تو لاکھوں میں آتی ہزاروں میں تو نہیں آتی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ دس سال والوں کے لئے ہیں کہ ان کو تو کچھ بھی نہیں ملنا کیونکہ ان کی وہ 25 سال والی limit پوری نہیں ہوئی ان کو ڈیڑھ تنخواہ ملے گی لیکن وہ amount

جمع کر کے ساڑھے 12 ہزار سے زیادہ نہیں ہو گی اور اب وہ limit بڑھا دی گئی ہے منسٹر صاحب اس کو department سے check کروالیں اگر ایسا ہے تو اس anomaly کو دور کیا جائے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! امجد علی جاوید صاحب نے جو بات کی ہے اِسے دیکھ لیتے ہیں اور میں چیک کر لیتا ہوں کیونکہ امجد صاحب جو clause بتا رہے ہیں مجھے محکمہ نے نہیں بتائی تو پھر ظاہر ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی غلطی ہے۔

جناب سپیکر: میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ fairly correct کہہ رہے ہیں لیکن امجد صاحب کے ابہام کو دُور کر دیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ منسٹر صاحب کے جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ جواب غلط تھا اور معزز ہاؤس میں جواب پیش ہونے سے پہلے پہلے اِس میں amendment آنی چاہئے تھی کیونکہ اِس کا مطلب ہے کہ محکمہ نے غلط جواب دے کر اِس ہاؤس اور معزز ممبر کا privilege breach کیا ہے تو اِس معاملے کا منسٹر صاحب notice لیں۔ اِس طرح تو پھر غلط جواب آتے رہیں گے۔ جواب کے ساتھ ایک separate notification کے تحت ایک clarification دی ہوئی ہے جبکہ actual situation کا تو جواب میں ذکر ہی نہیں ہے جو منسٹر صاحب بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ معزز ممبر کی reading میں کوئی ایسا ابہام نظر آ رہا ہے لیکن جواب تو منسٹر صاحب کے مطابق درست معلوم ہو رہا ہے۔ امجد صاحب! منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اِس کی clarification لے لیجئے اور detail میں شاید اِس کا کوئی حل نکل آئے۔

جناب امجد علی جاوید: جی، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میرا issue تو یہ ہے کہ لوگوں کا مسئلہ address ہو اور حل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب no more supplementary question now جی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی، نہیں۔

جناب سپیکر: We move to the next question امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 318 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں گندم کی مقدار کل ذخیرہ اور درآمدگی سے متعلقہ تفصیلات

***318: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر کے اندر 30۔مارچ 2024 تک گندم کی کتنی مقدار کا ذخیرہ موجود تھا اور اس کی کل مالیت کیا تھی؟

(ب) صوبہ کی ضروریات کے لئے کتنی مقدار میں گندم کی ضرورت تھی؟

(ج) 30۔مارچ 2024 تک گندم کی کتنی مقدار درآمد کی گئی اور اس کی مالیت ڈالروں میں کتنی تھی؟

(د) محکمہ نے گزشتہ سال گندم کی خریداری کے لئے کتنا قرض اور کس بنک سے حاصل کیا اس کی تفصیل پیش کی جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ خوراک پنجاب کے پاس 30 مارچ 2024 کو 2,271,922 میٹرک ٹن گندم موجود تھی جس کی کل مالیت بحساب -/4700 روپے فی من یا -/117,500 فی ٹن کے حساب سے 267۔ارب روپے بنتی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کی کل آبادی 130,881,145 افراد کے لئے فی فرد 115 کلوگرام کے حساب سے 15,051,332 میٹرک ٹن گندم کی ضرورت تھی علاوہ ازیں بیج کے لئے صوبہ پنجاب کو تقریباً 1 لاکھ 50 ہزار میٹرک ٹن کی سالانہ ضرورت ہوتی ہے۔

(ج) گندم کی درآمد منسٹری آف نیشنل فوڈ سکیورٹی اور ریسرچ کی نگرانی میں کی گئی لہٰذا حکومت پنجاب کے پاس درآمد کی گئی گندم کی مقدار اور ڈالروں میں اعداد و شمار نہ ہیں تاہم تقریباً 35 لاکھ میٹرک ٹن زائد گندم درآمد کی گئی۔

(د) گذشتہ سال خریداری گندم کے لئے بنک آف پنجاب سے (384,717,789,000) تین کھرب چوراسی ارب اکہتر کروڑ ستتر لاکھ اور نواسی ہزار روپے قرض لیکر 3,921,690 میٹرک ٹن گندم خرید کی گئی۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! کوئی ضمنی سوال کریں گے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ "صوبہ کی ضروریات کے لئے کتنی مقدار میں گندم کی ضرورت تھی" جس کے جواب میں محکمہ کا مؤقف ہے کہ صوبہ پنجاب کی کل آبادی 13 کروڑ 8 لاکھ 81 ہزار 145 افراد کے لئے فی فرد 115 کلوگرام کے حساب سے 15,051,332 میٹرک ٹن گندم کی ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں بیج کے لئے ایک لاکھ 50 ہزار میٹرک ٹن گندم کی ضرورت تھی جو کہ 17 لاکھ ٹن بنتی ہے جبکہ آپ کے گوداموں میں اُس وقت 22 لاکھ ٹن گندم موجود تھی یعنی پانچ لاکھ ٹن گندم آپ کی سالانہ ضروریات سے زیادہ موجود تھی۔ یہاں 22 لاکھ ٹن گندم کہا گیا لیکن منسٹر صاحب نے ہاؤس میں 28 لاکھ کا statement دیا ہوا ہے۔ اب پتا نہیں وہ ٹھیک ہے یا موجودہ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر! میں اِس سے ہٹ کر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ذمہ داری ڈیپارٹمنٹ کی تھی اور اس پر بحث چلتی رہی کہ اسی دوران گندم درآمد ہو گئی اب اِس بات کو چھوڑیں۔ ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری تھی کہ اُنہوں نے بنکوں سے پیسے لئے ہوئے تھے اور سال بعد اُنہوں نے وہ گندم dispose of کرنی تھی اور وہی پیسے بنکوں میں جمع کروانے تھے اور اُس کے بعد اُن پیسوں سے نئی گندم خریدی جانی تھی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اُس وقت جو سیکرٹری تھا وہ اب ہے یا کوئی اور ہے

کیونکہ اُس سیکرٹری نے اپنا کام کیا، وزارت کو لکھا کہ ہماری گندم کی نئی فصل آنے والی ہے اور میں یہ dispose of کرنا چاہتا ہوں، مجھے گندم dispose کرنے دی جائے، اِس حوالے سے کوئی تحرک کیا، کوئی ذمہ داری پوری کی، اگر نہیں کی تو پھر اُس نے اپنی ذمہ داری سے پہلو تہی کی اور جو بھی اوپر کوئی scam ہوا ہے وہ اِس کا حصہ دار تھا اور اِس حوالے سے جو بھی انکوائری ہو رہی ہے تو TORs میں اِس کو شامل کریں اور اِس کا جواب طلب کریں اور تسلی بخش جواب نہ دینے پر اُس کے خلاف کارروائی کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں معزز ممبر کی طرف سے پوچھے گئے سوال کو پڑھتا ہوں کہ صُوبے کی ضروریات کے لئے کتنی مقدار گندم کی ضرورت تھی تو محکمہ نے جواب میں لکھا ہے کہ 13 سے 14 کروڑ عوام ہیں اور ایک average نکالی جاتی ہے کہ سالانہ ایک آدمی کے لئے 115 کلو گرام آٹا کی صورت میں consumption نکلتی ہے۔ آگے جو ٹوٹل لکھا ہوا ہے وہ 15 لاکھ نہیں ہے کیونکہ معزز ممبر اسے 15 لاکھ پڑھ رہے ہیں تو وہ 15 ملین میٹرک ٹن لکھا ہوا ہے۔ اِنہوں نے کہا ہے کہ منسٹر صاحب نے ریکارڈ پر کہا تھا تو معزز ممبر چیزوں کو تھوڑا سا mix کر رہے ہیں۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ گندم کی 40 procurement لاکھ میٹرک ٹن کرتا ہے اور میں اگر اِس کی translation کروں تو وہ 4 Million بنتا ہے جبکہ ڈیپارٹمنٹ لکھ کر دے رہا ہے کہ 1.5 Million یعنی 15 ملین ہیں تو یہ دونوں چیزیں mix ہو گئیں ہیں۔ میں اپنے بھائی کو بڑے ادب کے ساتھ گوش گزار کرتا ہوں کہ جواب کو تھوڑا سا پڑھ لیں کہ دونوں figures match نہیں ہوتیں۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے متعلق تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ وہ 10/12 percent سے زیادہ procurement نہیں کرتا۔ اِنہوں نے سوال پوچھا تھا کہ صوبے میں کتنی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے جس کا محکمہ نے جواب دیا ہے کہ تقریباً 15 ملین میٹرک ٹن گندم کی ضرورت ہے یعنی 15 لاکھ ٹن نہیں تو اِس کے مطابق جواب ہے۔ پھر اِنہوں نے کہا کہ صوبے کے پاس 27 لاکھ ٹن تھی تو اُس وقت کے سیکرٹری نے کیوں نہیں کہا تو اُس وقت کے سیکرٹری سے بھی میری ملاقات ہوئی ہے جبکہ موجودہ سیکرٹری گیلری میں تشریف فرما ہیں جن سے میری روزانہ کی

بنیاد پر ملاقات ہوتی ہے۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب کی حد تک اپنا کام بروقت کر دیا تھا اور ہمارے آنے سے پہلے اُنہوں نے دسمبر میں food security کو ensure کرنے کے لئے لکھ دیا تھا کہ ہمارے پاس جو stocks available ہیں وہ کافی ہیں اور آپ اِس کو روکیں۔ ہمارے تین letters record پر جا چکے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ وزیر اعظم نے جو کمیٹی constitute کی ہے، موجودہ سیکرٹری فوڈ اِس کمیٹی کا حصہ ہیں اور ہم روزانہ کی بنیاد پر اِس پر meet کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے صحیح وقت پر وفاقی حکومت کو بتا دیا تھا اِس لئے میری گزارش ہے کہ اِن figures کو mix نہ کریں کیونکہ یہاں پر درج جواب over all پنجاب کا ہے کہ کتنی گندم consume ہوتی ہے جبکہ معزز ممبر اسے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ relate کر رہے ہیں تو اِس طرح دونوں چیزیں match نہیں ہوتیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال تھوڑا مختلف تھا چلیں، ہو سکتا ہے کہ مجھے figures پڑھنے میں تھوڑی سی غلطی لگی ہو لیکن سوال یہ تھا کہ جو گندم procure اِن کے پاس پڑی تھی جسے ہر سال یہ dispose of کرتے ہیں، ہمارا issue نہیں ہے کہ وفاق نے کتنی خریدی ہے، وہ حکومت نے خریدی یا پرائیویٹ لوگوں کو خریدنے کی اجازت دی جسے وہ فروخت کریں یا نہ کریں لیکن حکومت نے لوگوں کو facilitate کرنا ہے اور جس نے support price جاری کی ہوئی ہے تو کسان اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ بقول منسٹر صاحب ہم نے اپنی ذمہ داری ادا کی ہوئی تھی تو پھر آج ہر طرف شور اور واویلا کیوں ہو رہا ہے؟ Procurement ہر سال ہوتی ہے تو اِس سال کیوں نہیں ہوئی؟ اگر اِنہوں نے ذمہ داری پوری کی ہوئی تھی، اِنہوں نے گندم of dispose کی ہوئی تھی تو دوبارہ نئی گندم کی procurement کیوں نہیں ہوئی مجھے اِس بات کا جواب دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! Chair آسانی کر دے کیونکہ میں سوال نہیں سمجھ سکا۔ میں نے یہی دیکھا ہے کہ سوال سے متعلقہ ضمنی سوال ہوتا ہے لیکن اِس کے against debate نہیں تو پوری speech ہوتی ہے۔ یقین جانیے میں سوال نہیں سمجھ سکا کہ کیا سوال ہے بہر حال جتنا مجھے سمجھ آیا اِس کا جواب address کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ پرائیویٹ سیکٹر نے

جو گندم درآمد کی ہے جس کا پورے پاکستان میں hue and cry ہے، میں اس میں تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری لے سکتا ہوں ناں۔ پرائیویٹ سیکٹر پر نہ تو کسی بھی جگہ پر، کسی بھی page پر اُن کی طرف سے کوئی recommendation نہیں ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر ضرور گندم درآمد کرے۔ جب wheat کی flooding ہوئی تو اُسی وقت ڈیپارٹمنٹ کو پتا چلا۔ ڈیپارٹمنٹ نے اپنی release کرنی ہوتی ہیں اور ڈیپارٹمنٹ کو تو کسی دوسرے طریقے سے پتا نہیں چلا۔ جب آپ کی release time پر نہیں ہوئیں ہمارے پاس 23 لاکھ میٹرک ٹن گندم کے جو گودام بھرے ہوئے تھے، اِس میں جو traditionally release ہوتی تھی وہ نہیں ہوئی تو ڈیپارٹمنٹ کو فکر ہوئی اور مجھے بتایا گیا جو factual picture ہے تو اُنہوں نے پھر وفاقی حکومت کو لکھا کہ ہماری release نہیں ہو رہیں، جو ہمارے پاس stocks ہیں جن پر اربوں روپے ہم نے interest دینا ہے تو فوری طور پر اِس پر کچھ کیا جائے۔ اِس کے بعد کمیٹی constitute ہوئی ہے جس کی رپورٹ آنے والی ہے اور جب رپورٹ آئے گی تو اِنہیں پتا چل جائے گا مگر میری گزارش ہو گی کہ جواب کے لئے میں حاضر ہوں لیکن مجھے اِس سوال کے Supplementary Question کی سمجھ نہیں آتی کہ کیا پوچھا جاتا ہے اور میں نے جواب کیا دینا ہے؟

جناب سپیکر: امجد صاحب! منسٹر صاحب جو بات کر رہے ہیں۔ دیکھیں ناں اگر ایک پرائیویٹ سیکٹر نے گندم import کر لی۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا مؤقف یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کا اور ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں ہے کہ وہ فروخت کریں یا نہ کریں اور گندم آئی یا نہیں۔ میں تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ ایسا کریں ناں کہ جواب دینے کے لئے منسٹر صاحب کے لئے آسانی ہو جائے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں چھوٹا سا precise کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ precisely supplementary question سوال کے انداز میں کریں جو کہ statement یا تقریر نہ ہو۔ آپ سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جتنی گندم محکمہ فوڈ پنجاب کے پاس موجود تھی، یہ ہر سال dispose of کرتے ہیں اور اِس سال وہ گندم اِنہوں نے dispose of کیوں نہیں کی اور جس نے نہیں کی جس کی یہ ذمہ داری تھی، اُسے جوابدہ ٹھہرایا جائے۔ اگر منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا پورا کام کیا۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کے لئے آسانی پیدا کر دوں۔ منسٹر صاحب! امجد صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کے پاس stocks تھے تو آپ release کیوں نہیں کر سکے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ یہ first time نہیں ہوا۔ آج سے دس سال پہلے بھی surplus wheat گئی تھی اور یہ خادم ہی یہاں پر وزیر تھا۔ اس کا قانون میں کوئی ایسا mechanism نہیں ہے۔ ڈائریکٹر سے لے کر وزیر تک یہاں تک کہ چیف منسٹر کے پاس بھی کوئی ایسا اختیار نہیں ہے کہ اگر releases نہیں بھی ہو رہی ہو گی تو وہ زبردستی releases on کروادے گا۔ یہ demand base release ہوتی ہیں۔ جب مارکیٹ میں ڈیمانڈ نہیں رہی تو اس کی وجہ سے یہ release نہیں ہوئی اور ایسا یہ first time نہیں ہے۔ میرے معزز بھائی میرے پاس تشریف لائیں میں ان کو ریکارڈ دکھا دوں گا۔ یہ ابھی Question Hour کے بعد میرے چیمبر میں آجائیں میرے پاس سارا ریکارڈ موجود ہے کہ دس سال، پندرہ سال، بیس سال کا pattern بتا رہا ہے۔ میں بہت دور کی بات نہیں کرتا یہ دس سال پہلے بھی اسی طرح کے حالات تھے surplus موجود تھی اور پنجاب گورنمنٹ۔۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی بالکل domain ہے کیونکہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ procurement کرتا ہے اگر transparency پر کوئی question mark آتا ہے تو اس کو address کرتا ہے لیکن اس طرح کا کوئی mechanism موجود نہیں ہے کہ آپ نے storage کی ہو اور اس کی ہر صورت release کی جائے۔ یہ چیز سوچنی ہے کہ ہاں بالکل اس کو export کیا جا سکتا تھا۔ وہ بھی آپ کو پتا ہے کہ اگر

export کرتے تو half سے بھی کم قیمت پر export ہونی تھی۔ اس لئے اس کا ایک ہی حل ہے کہ اس کو storage کیا جائے اور اس پر اربوں روپے کا interest اور carry کرنے کے اخراجات برداشت کئے جائیں جو بہت زیادہ ہیں۔ اس وقت جہاں ہم کھڑے ہیں اگر ہمیں second season میں جانا پڑ گیا تو ہاؤس میں بیٹھے دونوں ممبران کو یہ realize کرنا چاہئے کہ یہ میرے پیسے نہیں ہیں یہ پوری قوم کی امانت ہے کہ ہمیں اگلے season میں بھی اربوں روپے دینے پڑنے ہیں۔ اس کی قیمت شاید 300۔ ارب روپے ہے اور جب ہم اگلے season میں جائیں گے تو اس کی قیمت 900۔ ارب روپے ہو گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ہمیں آپ کی مشکل کا اندازہ ہے۔ Limitation for supplementary question I can't exceed that اور وہ آپ کی consensus کے ساتھ ضمنی سوال کو at par with the National Assembly کر دیا اور سوالات پر restriction ہے۔ میرے پاس کیونکہ وقت ہے لیکن اب میں اس کو بالکل I am just limiting it. I will just be allowing two questions. اب اس کو for future this is set rule کہ ضمنی سوالات صرف دو ہوں گے۔ اگر محرک خود کر لیتے ہیں تو then other gentlemen will not have that right کیونکہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جو بات منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں وہ کہہ یہ رہے ہیں کہ for better understanding of things جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس اتنی میٹرک ٹن گندم موجود تھی لیکن when imported wheat came into play تو مارکیٹ فورسز پر ان کا کنٹرول نہیں ہے کہ کتنی ڈیمانڈ ہے۔ So when market forces came into play وہ انہوں نے اپنی ضرورت وہاں سے پوری کرنی ہے کیونکہ انہیں سستی مل رہی ہو گی۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! سوال پوچھا گیا تھا کہ صوبہ بھر کے اندر گندم کی کتنی مقدار کا ذخیرہ موجود تھا اس کی کل مالیت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ 22 لاکھ میٹرک ٹن کے قریب گندم موجود ہے اور اس کی قیمت -/4700 روپے کے حساب سے 267۔ ارب روپے

بنتی ہے۔ جب ہم سے گندم خریدی گئی تو اس کا ریٹ -/3800 روپے تھا اس حساب سے یہ 200۔ ارب روپے کے قریب بنتی ہے تو انہوں نے جواب میں 267۔ارب روپے لکھ دیا ہے۔ اگر آج کا حساب لگایا جائے تو آج اس کی قیمت -/2400 روپے من ہے۔ اس حساب سے یہ 135۔ارب روپے بنتا ہے۔ یہ کسی بھی حساب سے انہوں نے calculation ٹھیک نہیں کی۔ انہوں نے -/4700 روپے میں خریدی نہیں تھی، اس میں ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ بڑا غلط جواب ہے، محکمے کا یہ رویہ بہت غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین) جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ کی بھی ضرورت ہے کہ میرے بھائی نے کہا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس کوئی 22 لاکھ 71۔ ہزار میٹرک ٹن گندم موجود تھی اور اس کی جو calculation نکالی ہے وہ /4700 روپے فی من کے حساب سے نکالی ہے۔ میرے دوست کہہ رہے ہیں کہ یہ calculation غلط ہے۔ اُس وقت جو گندم لی گئی تھی وہ /3900 روپے لی گئی تھی۔ یہی تو کیس ہے جو ہم پچھلے چار sittings میں کر رہے ہیں اور آج پانچویں sitting بھی جناب نے رکھی ہے۔ یہاں بیٹھے دونوں اطراف کے دوستوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جو /3900 روپے فی من کی گندم کو جب سٹور کرتے ہیں تو پھر وہ /3900 پر نہیں رہتی۔ پنجاب گورنمنٹ اپنے پیسوں سے اس کی procurement نہیں کرتی وہ پچھلے 50 سالوں سے loan basis پر کر رہی ہے۔ اس loan پر جو interest ہے جب میں نے یہاں بتایا تھا تو وہاں سے تمسخر کی آواز آئی تھی کہ ہمیں percentage بتائی جاتی ہے حالانکہ یہ حقائق ہیں جو میں یہاں share کر رہا ہوں۔ جب دس سال پہلے procurement ہوتی تھی تو وہ 6,7 percent پر ہوتی تھی آج procurement اس سے پانچ گنا زیادہ قیمت پر ہو رہی ہے۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا یہی تو رونا ہے کہ جب ہم /3900 روپے فی من procurement کی قیمت رکھتے ہیں اگر اس کو ہم ایک سیزن روکتے ہیں تو اس کا interest اور اس کے بعد جو incidentals پڑتے ہیں وہ -/900 روپے کے قریب ہو جاتے ہیں اس کے بعد -/4700 روپے کی calculation آج ہے اور خدانخواستہ یہ بات سمجھنے کی ہے۔ اگر اس کا carry forward جاری رہتا ہے اور اگلے سیزن میں یا اگلے سال جب ہم ان دنوں میں کرتے

ہیں تو price کہیں زیادہ بڑھ گئی ہو گی کیونکہ اس کے پیچھے تقریباً کوئی ساڑھے تین سو ارب روپے کا loan بھی شامل ہے تو اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے یہی تو ہم اپنا کیس بتا رہے ہیں۔ اس میں جو incidentals اور interest چلتا ہے وہ ہو یہ رہا ہے کہ میں آسان زبان میں بتاتا ہوں کہ گورنمنٹ اربوں روپے inject کر کے غریب کا نوالا مہنگا کر رہی ہے یہی تو ہماری پالیسی میں correction کی ضرورت ہے جس پر ہم شور وغُل کر رہے ہیں۔۔۔

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کی بات کافی clear ہے۔ جی، راجہ صاحب! آپ بات کریں۔ This is the last supplementary question.

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ ذرا آپ کی، منسٹر صاحب کی اور اس ہاؤس میں بیٹھے دوستوں کی توجہ بھی چاہئے کہ 22 لاکھ میٹرک ٹن گندم ہمارے پاس موجود تھی اور 15 لاکھ میٹرک ٹن گندم ہماری requirement تھی پھر 39 لاکھ میٹرک ٹن اور کس لئے خریدی گئی صوبے کے 65 فیصد کاشتکاروں کا معاشی قتل آپ نے بھگتنا ہے، میں نے بھگتنا ہے یا انہوں نے بھگتنا ہے جب فصل تیار ہونے کو تھی اور اپنے پاس availability تھی پھر یہ باہر سے گندم کس چکر میں آئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! again دوسری مرتبہ، پہلے جن کا سوال تھا انہوں نے بھی figure غلط quote کیا۔ میرے بھائی یہ دوبارہ figure کو غلط quote کر رہے ہیں یہ مجھے الزام دیتے ہیں کہ میں by design پتلون پہن کر آیا ہوں کہ اس کو پتا نہیں ہے اور یہ ماشاءاللہ خود growing کرتے ہیں تو یہ 15 لاکھ نہیں ہے یہ 15 ملین میٹرک ٹن ہے۔ اس کا ذرا percentage نکالیں تو یہ 10 فیصد بنتا ہے جن کا یہ hue and cry کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر اپوزیشن کی requisition کا جو session تھا تو وہ انہوں نے صرف one point agenda پر wheat رکھا تھا۔ ہم نے اسے general discussion کا حصہ بنایا اب جب یہ general discussion ہو گی تو obviously منسٹر فوڈ جو اپنی بات چار مرتبہ پہلے کر چکے ہیں اور پانچویں مرتبہ پھر کریں گے تو میرا یہ ماننا ہے کہ جو دوست جیسے چودھری جاوید احمد صاحب بڑے

معزز اور سینئر رکن ہیں اور راؤ کاشف رحیم خان صاحب is part of so many debates اور رائے صاحب جو باتیں کرنا چاہ رہے ہیں جب ہم general discussion پر جائیں گے تب کر لیں گے کیونکہ important business کافی ہے، گورنمنٹ کا business ہے اور important Privilege Motions ہیں وہ روز pending ہو جاتی ہیں جو بڑی high handedness of Police ہی ہے to our colleague sitting in the House میں ان کو آج take up کرنا چاہتا ہوں۔ Call Attention Notices ہیں تو میرا خیال ہے کہ we should move forward with this تو آپ general discussion میں بات کر لیں۔ next question again from honorable member Mr. Amjed Ali Javed کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 176 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب۔ عدالتوں میں سرکاری مقدمات دائر کرتے ہوئے فیس کورٹ لگانے سے متعلقہ تفصیلات

***176: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عدالتوں میں مقدمات دائر کرتے وقت جو فیس کورٹ لگانا ضروری ہے یہ سرکار کی طرف سے دائر کئے جانے والے مقدمات / اپیل پر بھی لگانا ضروری قرار دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر اوقات سرکار محکموں کے پاس فیس کورٹ کی مد میں اخراجات کے لئے رقم نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے یا محکمہ / سرکار کا دفاع کرنے کے لئے بروقت مقدمات دائر نہیں کر پاتے جس کی وجہ سے خصوصاً محکمہ مال و کالونیز سرکار کے اثاثوں کا دفاع کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور پیشہ ور افراد سرکار کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس نظام کی خامی کو دور کرنے اور سرکار کے مؤقف کو بروقت اور فوری دفاع کرنے کے لئے سرکار اور سرکاری محکموں کی طرف سے دائر ہونے والے مقدمات میں فیس کورٹ کی معافی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے

(ب) یہ درست نہ ہے۔

ہر مالی سال کے بجٹ کی تیاری کے وقت پنجاب کے تمام اضلاع اور تحصیلیں "A03917-Law Charges" کی مد میں اپنی Demand بورڈ آف ریونیو کو ارسال کرتے ہیں۔ جو کہ Consolidated شکل میں فنانس ڈیپارٹمنٹ منظوری کے لئے بھجوادی جاتی ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے فنڈز منظور ہونے کے بعد متعلقہ اضلاع اور تحصیلوں میں بجٹ تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اگر کسی ضلع یا تحصیل کو اضافی فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے تو اضافی بجٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے منظوری کے بعد متعلقہ ضلع یا تحصیل کو مہیا کر دیا جاتا ہے۔

(ج) یہ سوال محکمہ خزانہ سے متعلقہ نہ ہے۔ محکمہ مال / محکمہ قانون سے اس بابت جواب لیا جانا مناسب ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عدالتوں میں مقدمات دائر کرتے وقت جو فیس کورٹ لگانا ضروری ہے یہ سرکار کی طرف سے دائر کئے جانے والے مقدمات / اپیل پر بھی لگانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر اوقات سرکاری محکموں کے پاس فیس کورٹ کی مد میں اخراجات کے لئے رقم نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے یا محکمہ / سرکار کا دفاع کرنے کے لئے بروقت مقدمات دائر نہیں کر پاتے جس کی وجہ سے

خصوصاً محکمہ مال وکالونیز سرکار کے اثاثوں کا دفاع کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور پیشہ ور افراد سرکار کی اس کمزروی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(ج) کیا حکومت اس نظام کی خامی کو دور کرنے اور سرکار کے مؤقف کو بروقت اور فوری دفاع کرنے کے لئے سرکار اور سرکاری محکموں کی طرف سے دائر ہونے والے مقدمات میں فیس کورٹ کی معافی کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر! جز (الف) میں کہا گیا کہ یہ درست ہے اور میرے سوال کو درست مان لیا گیا ہے۔ دوسری جز (ب) میں کہا کہ یہ درست نہ ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ سرکار کے پاس محکمہ خزانہ ایسے کرنے کے لئے پیسے دیتا ہے کہ وہ فیسیں ادا کریں۔ اگر یہ بات ان کی درست ہے تو مجھے یہ بتادیں کہ گزشتہ پانچ سالوں میں محکمہ خزانہ نے اس مد میں کتنے پیسے دیئے ہیں وہ مجھے بتادیں تاکہ پتا چل جائے کہ انہوں نے دیئے بھی ہیں یا نہیں دیئے؟

جناب سپیکر: جی، This amounts to a fresh question. It is about figures, how the Minister has those figures.

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو figures مانگ رہے ہیں وہ ہر سال کی different ہوتی ہیں۔ ہم نے اس کو جواب میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کا object code A03917 دیا ہے جو ہم بجٹ بک میں ہر سال دیتے ہیں تو ہم نے اس کو کوڈ کیا ہے۔ ویسے یہ سوال فنانس ڈیپارٹمنٹ سے related نہیں تھا بلکہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کا تھا مگر اس میں جو فنانس ڈیپارٹمنٹ کا حصہ تھا اس کا ہم نے جواب دیا ہے۔ یہ غلطی سے مجھے notification مل گیا ہے جو یہ پچھلا سوال کر رہے تھے یہ پتا نہیں کہاں سے پڑھ رہے تھے وہ غلطی سے دوسری فائل میں لگا ہوا تھا۔ اس میں اس طرح تھا کہ جو ان کا پچھلا سوال تھا میں نے جیسے اس میں عرض کیا کہ اس میں A-4.62 کا پوچھا تھا جو ساڑھے بارہ ہزار روپے تھا اس میں اس کے notification میں لکھا ہوا ہے کہ in the Punjab Civil Services pension rules in chapter 4 (section 3 rule 4.6 sub clause 2) اس کا (a) یہ ہے کہ the expression subject to the maximum of 12 thousand five hundred wherever occur shall be omitted اور پھر

اس کا(b) جو تھا جس پر یہ بات کر رہے تھے وہ اس کا(B) تھا کیونکہ انہوں نے(B) پوچھا نہیں ہے جو 25 ہزار روپے کا ہے اس لئے جواب نہیں دیا گیا تو(B) کا بھی لکھا ہوا ہے کہ In clause(b) the expression subject to the maximum of 25 thousand shall be omitted تو 25 thousand بھی اس کے ساتھ ختم کر دی گئی تھی جب 12500 ختم کی تھی یہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس وقت بھی جو فرما رہے تھے وہ درست تھا۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ چونکہ کہہ رہے تھے کہ میرے پاس notification ہے جس میں 25 ہزار روپے لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک۔ جناب امجد علی جاوید! Now, you have satisfactory answers for both of your question. آپ کو دونوں بڑے تسلی بخش جواب مل گئے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ پچھلے سوال پر چلے گئے ہیں میں تو اگلے سوال پر ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! اس پر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے ابھی میرے پہلے سوال کا جواب نہیں دیا تو میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جو میں نے figures کی بات کی ہے تو وہ میں نے اس لئے کی ہے اور میں نے سوال اس لئے کیا ہے کہ میں بتا سکوں کہ جو میں بات پوچھ رہا ہوں وہ درست ہے۔ میں صرف اس لئے figures پر آیا ہوں اور میرا صرف یہی point of view تھا کہ جو ہمارے نقائص ہیں وہ ہم نے دور کرنے ہیں اور ہم نے آپس میں کوئی مقابلہ نہیں کرنا۔ اگر ہم اس کو مان لیں گے تو دور کریں گے اگر مانیں گے نہیں تو دور کیسے کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس میں نقص کیا دیکھ رہے ہیں وہ بتائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہی دیکھ رہا ہوں کہ عملاً یہ ہے اور میں نے جو information collect کی ہے جو کہ ڈیپارٹمنٹ سے collect کی ہے کہ بہت سارے ایسے cases ہیں بروقت ان کے پاس کورٹ فیس لگانے کے لئے نہیں ہوتی جو کہ مختلف ڈیپارٹمنٹس کی 20 ہزار روپے ہے، 25 ہزار روپے ہے تو وہ کیس دائر نہیں ہو پاتا۔ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ

پیسے دیتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ وہاں نہیں جاتے تو اگر ہے تو اس میں یہ دو بندوں کی کمیٹی بنا دیں، میں اپنے ضلع کو کوڈ کرتا ہوں اور پچھلے پانچ سالوں میں دیکھ لیتے ہیں کہ کتنے پیسے انہوں نے دیئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جناب امجد علی جاوید! آپ یہ چاہتے ہیں کہ جو litigant ہے اس کے لئے انصاف کا حصول سستا ہو۔ ایک تو آپ یہ چاہتے ہیں اور دوسرا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کے cases pursue ہو سکیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہی چاہتا ہوں اور اس وجہ سے گورنمنٹ کا اربوں اور کھربوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! میں ان کو کمرے میں بالکل نہیں بھیج رہا۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں، میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ یہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے related question ہے جو ہماری حد تک تھا اس کا جواب دے دیا ہے مگر پھر بھی ہم نے ان کے سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے، اگر میرے بھائی یہ دیکھ لیں کہ اگر کسی ضلع یا تحصیل کو اضافی فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے یعنی ایک تو اس کے لئے بجٹ میں فنڈ رکھا جاتا ہے اور وہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے کیونکہ خرچ ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے کرنا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اگر ضلع یا تحصیل کو اضافی فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے تو اضافی بجٹ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے منظوری کے بعد متعلقہ ضلع یا تحصیل کو مہیا کر دیا جاتا ہے۔ اس کو بالکل فنانس ڈیپارٹمنٹ نہیں روک سکتا اگر ہمیں ریونیو ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ ہمیں فلاں جگہ اس مقصد کے لئے یا کورٹ فیس کے لئے اتنا فنڈ چاہئے تو فنانس ڈیپارٹمنٹ فوراً اضافی فنڈز ریلیز کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ج) میں کہا کہ کیا حکومت اس نظام کی خامی کو دور کرنے اور سرکار کے مؤقف کو بروقت اور فوری دفاع کرنے کے لئے سرکار اور سرکاری محکموں کی طرف سے دائر ہونے والے مقدمات میں فیس کورٹ کی معافی کا ارادہ رکھتی ہے؟ تو اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایک جیب سے نکال کر دوسری جیب میں ڈال رہے ہیں۔ یہ اس کا قصہ ہی ختم کریں۔

جناب سپیکر: جناب امجد علی جاوید صاحب! اگر یہ کورٹ فیسیں نہیں ہوں گی تو بہت ساری litigations pending رہ جائیں گی۔ آپ دیکھیں کہ اس کی flip side بھی تو ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سرکار کے لئے صرف سرکار کے لئے عوام کے لئے نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: Still میں یہ کہہ رہا ہوں کہ let's say assumingly یعنی آپ disparity create کریں گے کہ state کے لئے جو گورنمنٹ کا کیس ہے اس کی اپیل میں کورٹ فیس نہیں لگے گی اور عام litigant کے لئے لگے گی A & B if you take away the court fee اور اس کے بعد پھر جو litigation کا بیراج کھلے گا تو وہ۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں کورٹ فیس کا خاتمہ نہیں چاہتا یہ فنڈز فراہم کر دیں میں تو صرف یہ چاہتا ہوں تاکہ آئندہ یہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: چلیں اسے دیکھ لیتے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

Let me appreciate Mr Amjad Ali Javed Sahib is doing his homework he Amjad sahib is keeping the whole system on feet اور آپ سے سوال کر کے is putting everybody کہ سوال کرتے ہیں بڑا اچھا کرتے ہیں لیکن یہ جو معزز ممبر کہہ رہے ہیں اس پر آپ غور کر لیں، اس کو آپ دیکھ لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں ہماری طرف سے یہ ہے کہ یہ Revenue Department سے related ہے اگر Revenue Department چاہے گا تو اس کو ختم کر سکتا ہے یہ کیونکہ Revenue Department سے related سوال تھا مگر ہم نے پھر بھی اس کا جواب دیا۔

جناب سپیکر: جی، یہ آپ درست کہہ رہے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ اگر آپ Revenue Department کو instruct کر دیں یا گورنمنٹ چاہے Revenue Department کو کہے تو یہ فیس ختم ہو سکتی ہے۔ لیکن Revenue Department اس کا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: Now, we take up Call Attention Notices پہلا Call Attention Notice جناب آفتاب احمد خان کا ہے آپ کے Call Attention Notice کا نمبر کیا ہے؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرے Call Attention Notice کا نمبر 41 ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے یہ پڑھ دیا تھا تو فاضل وزیر صاحب نے کہا تھا کہ کل اس کا جواب آئے گا تو وزیر صاحب جواب پڑھ دیں۔ پھر I would like to give some supplementary information under the rules. اور پھر یہ کتنا heinous کام ہو رہا ہے اس پر میں کوئی روشنی ڈال سکوں گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا بڑا تفصیلی جواب آیا ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں سارا پڑھ دیتا ہوں یا conclusion پر آجاؤں؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب پورا جواب پڑھ دیں۔

فیصل آباد: ٹھیکری والا چک نمبر 66 ج۔ب میں ڈکیتی کی واردات اور قتل سے متعلقہ تفصیلات (۔۔۔جاری)

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ غلام دستگیر مدعی مقدمہ کا چھوٹا بھائی غلام مصطفیٰ گھر کے باہر گلی میں اپنے کزن شہزاد علی کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا کہ اسی اثناء میں تین کس نامعلوم ملزمان مسلح آئے اور گن پوائنٹ پر نقدی مبلغ 25 ہزار روپے چھین لئے شور کرنے پر نامعلوم ملزمان نے مدعی کے بھائی کو پیٹ میں فائر مارے اور فرار ہو گئے۔ مضروب کو ہسپتال لے جا رہے تھے جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے

جاں بحق ہو گیا، ایف آئی آر کی کاپی بھی اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے جو ان کے پاس بھی ہے۔ زیر دستخطی نے فوری طور پر crime scene کا وزٹ کیا اور لواحقین کو وقوعہ میں ملوث ملزمان کی جلد از جلد گرفتاری کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ مقدمے میں ملوث نامعلوم ملزمان کو trace کرنے کے لئے ایس پی اقبال ڈویژن کی سربراہی میں سپیشل ٹیم تشکیل دی گئی، کھوجی کی مدد سے کھراروں کیا گیا، فرار ہونے والے نامعلوم ملزمان کے راستوں کا تعین کرنے کے لئے سی سی ٹی وی کیمرہ جات کے ذریعے front and back track کیا گیا۔ وقوعہ مقدمہ سے تھوڑی دیر قبل نزدیکی علاقہ چھوٹا بائی پاس کے قریب 15 rescue پر ایک دیگر واردات کی اطلاع موصول ہوئی جس پر متاثرہ شخص واردات سے ملزمان کا حلیہ معلوم کیا گیا۔ جس سے دریافت پر معلوم ہوا کہ تین کس نامعلوم ملزمان موٹر سائیکل ہونڈا 125 چھین کر لے گئے اور اپنے زیر استعمال موٹر سائیکل سی ڈی 70 وہاں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ ملزمان کی واگزاشت موٹر سائیکل کی رجسٹریشن بابت متعلقہ محکمہ ایکسائز سے ریکارڈ حاصل کیا گیا اور موجودہ مالک تک رسائی کے لئے CIA ٹیم کو ٹاسک دیا گیا۔ وقوعہ رونما ہونے کے اوقات کے دوران ہی dolphin squad نے نامعلوم ملزمان باسواری موٹر سائیکل کو رکنے کا اشارہ کیا جنہوں نے رُکنے کی بجائے dolphin squad پر فائرنگ شروع کر دی، دوران cross firing دو کس ملزمان زخمی حالت میں گرفتار کئے گئے جن پر مقدمہ نمبر 1234 مورخہ 24-05-09 باجرم (2A) 13، 65/20 ت پ، 411/34/186/353/324 اسلحہ آرڈیننس تھانہ ٹھیکری والا درج رجسٹرڈ ہوا اور ملزمان سے وقوعہ مذکورہ robbery مع قتل کے حوالے سے interrogation کی جا رہی ہے۔ جائے وقوعہ اور قرب وجوار میں دو مقامات کی جیو فینسنگ کروائی گئی، جا کر پانچوں cellular companies Jazz, Warid, Telenor, Ufone and Zong کے coordinates حاصل کر کے برائے حصول ڈیٹا متعلقہ ایجنسیز کو بھجوائے گئے، ڈیٹا حاصل کر کے مشکوک نقل و حمل والے افراد کی master sheet تیار کی گئی اور ان سے interview interrogation کے لئے CIA ٹیم کو ٹاسک دیا گیا۔ CRO برانچ سے جیل سے رہا شدہ ملزمان کا ریکارڈ حاصل کر کے اس نوعیت کی واردات ہائے میں ملوث 17 سابق ریکارڈ یافتگان ملزمان کو interrogate کیا جا رہا ہے علاوہ ازیں بطور سی پی او فیصل آباد چارج سنبھالنے کے بعد از سر نو وضع کردہ crime prevention policies کا نفاذ کرتے ہوئے /crime mapping hotspot کا تعین کیا ہے۔ ضلع بھر میں patrolling police اور

ضلعی پولیس فیصل آباد کے باہمی اشتراک سے مؤثرpatrolling planنافذ کیا گیا ہے جس کی بدولت ضلع ہذا میں وارداتوں میں کمی آئی ہے۔مؤثرpatrolling plan تشکیل دینے کی بدولت علاقہ تھانہ ٹھیکری والا میں وارداتوں کے رجحان میں واضح کمی آئی ہے۔ریسکیو15 کالز کا از سر نو سروے کرایا گیا ہے جس کی روشنی میںhotspot crime pocketsکا تعین کرتے ہوئے dolphin force, elite force, patrolling police کی تبدیلی کرتے ہوئے ٹیموں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے اور گشت کے نظام کو دوبارہ وضع کیا گیا ہے جس کے نتیجے میں وارداتوں میں واضح طور پر کمی واقع ہوئی ہے۔جو مندرجہ ذیل گراف کی شکل میں ماہانہ کی بنیاد پر موصول ہونے والیrescue 15 callsاورregister crimeکا نیچے گرتا ہوا گراف اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔مقدمہ ہذا میں نامعلوم ملزمان کو ٹریس / گرفتار کرنے کے لئے تمام دستیاب وسائل ٹیکنیکل ہیومن ریسورسز بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ اسCall Attention Noticeکی seriousness دیکھ لیں I think there is not a single officerجب یہCall Attention Notice آیا تھا اس کی ایکlegal requirement ہےthe IG should be present in person تو یہ پتا نہیں کسی حوالدار کو بھیج دیتے ہیںthis is an insult of this house آپ دیکھیں۔جناب سپیکر! I would quote you کوئی بھی نہیں ہے یہ دیکھیں آپ کا2002 police order میرے پاس ہے اس کیsanctity یہ ہے کہ under the constitution آپ کے fundamental rights میں آپ کا جوrightہے security of person یہ جو موصوف کا بیان کر رہے ہیں The SHO is the hardest criminal of that area سب سے زیادہ تیل چوری وہاں پر ہو رہا ہے۔

Even whatever it is, the IG should be present in person

(اس مرحلہ پر آفیسر گیلری میں پولیس آفیسر کھڑے ہوئے)

جناب سپیکر: (آفیسر گیلری میں کھڑے ہوئے پولیس آفیسر کو کہا کہ) آپ تشریف رکھیں۔ Members need not to point to the galleries at all آپ نے دوبارہ ایسے نہیں کرنا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! دیکھیں جب سے یہ آیا ہے rate of crime has risen یہ 9 تاریخ کی واردات ہے 10 تاریخ میں پھر قتل ہو گیا ہے، 10 کی رات کو پھر قتل ہو گیا ہے پھر اس کے بعد یہ سب سے جو بڑا کام کرتا ہے he is running a gambling den

جناب سپیکر: اس میں mover کا supplementary concern یہ ہے کہ یہ ایک continuous pattern of crime ہے جو رُک نہیں رہا اگر اس طرح ان کا concern ہے کہ continuous pattern of crime ہے تو آپ ان کو assure کریں اور۔۔۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! نہیں۔ i will just argue آپ کے یہ رولز مجھے provide کرتے ہیں کہ I can ask supplementary question

جناب سپیکر: جی، please, no bar on that

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کو data دے رہا ہوں I have also the data of the crime and the 15 calls جب سے یہ ہمارے علاقے میں آئے ہیں the SDPO or something. They don't even attend calls, میں نے آج تک اس کو کبھی کال بھی نہیں کی ہے because I know their temperament. They are mentally sick people, retarded people who are even physically unfit people تو میرا سوال یہ ہے کہ under your powers you can form a committee as in 1996 the honorable Chief Minister formed a committee یہ میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ ایک آدمی مجھے بحرین سے ووٹ ڈالنے آیا جو عمران خان کا جیالہ تھا اس ایس ایچ او نے اس کو پتنگ بازی کرنے پر پکڑا اور اس پر 9C کا مقدمہ درج کر دیا۔ میرے ڈیرے سے 100 فٹ کے فاصلے پر ایک ٹریکٹر کی ڈکیتی ہوتی ہے یہ ڈکیتی کا پرچہ دینے کی بجائے 324 کا پرچہ درج کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! راناصاحب کا جو concern ہے کہ وہ بہت ہی specific allegation وہاں پر تعینات کسی آفیسر پر لگا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں

کہ وہ آفیسر continuously ایک ہی pattern پر ان معاملات میں ملوث ہے تو آپ اس معاملے کو دیکھ لیں یا پھر یہ Call Attention Notice کمیٹی کو refer کر دیں؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجھے پتا تھا رانا صاحب نے مجھے اس دن کہا تھا کہ یہ معاملہ بہت serious ہے تو اس لئے میں نے پولیس ڈیپارٹمنٹ سے کہہ کر اتنا تفصیلی جواب منگوایا ہے اور میں نے پولیس سے کہا تھا اس جواب میں آپ تمام چیزیں cover کریں، جو اس دن بھی رانا صاحب یہاں floor پر کھڑے ہو کر پوچھ رہے تھے تو پولیس ڈیپارٹمنٹ نے اپنی طرف سے پورا جواب دیا ہے اور اس جواب کے ساتھ جب سے ہماری گورنمنٹ آئی ہے پچھلے دو تین ماہ کا گراف بھی بھیجا ہے کہ کرائم ریٹ میں بھی کمی آ رہی ہے۔ مگر جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے اس توجہ دلاؤ نوٹس کو کمیٹی کو refer کرنا ہے تو پھر جیسے آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! چونکہ رانا صاحب کے اسی subject پر continuous repeated Call Attention Notices آ رہے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے آپ پھر اس Call Attention Notice کو کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، جناب آفتاب احمد خان کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 41 کمیٹی کو refer کیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب محترمہ مہوش سلطانہ کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 42 ہے وہ اسے پیش کریں۔

چکوال: چوآسیدن شاہ کی حدود میں ملک عبدالصبور کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

محترمہ مہوش سلطانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 8۔ مئی 2024 کو چوآسیدن شاہ کے رہائشی ملک عبدالصبور کو بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا؟

(ب) کیا اس واقعہ کی ایف آئی آر درج کر لی گئی ہے۔ اس مقدمہ میں اب تک کیا پیش رفت ہوئی ہے اور کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے ان کو کب تک گرفتار کر لیا جائے گا تفصیل سے آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب منگوالیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جواب آ گیا ہے تو پڑھ دیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! عبدالقدوس ولد عبدالرؤف سکنہ، محلہ رحمانیہ چوآسیدن شاہ نے بیان دیا کہ وہ ہمراہ عبدالصبور وغیرہ اپنے لوکاٹ کے باغ میں موجود تھے کہ اسی دوران باغ کی ایک side پر آہٹ کی آواز سن کر بھائی عبدالصبور جائے وقوعہ پر پہنچا تو دیکھا کہ مسمیان سلمان ولی وغیرہ وہاں ایک کس نامعلوم شخص لوکاٹ کے درختوں سے لوکاٹ چوری کر رہے تھے۔ عبدالصبور نے سلمان شاہ ولی کو پکڑنے کی کوشش کی تو سلمان ولی نے وار چاقو اس کے بھائی مسمی عبدالصبور پر کیا جو کہ اسے سامنے چھاتی پر لگا جس سے وہ زخمی ہو گیا جب عبدالقدوس چھڑانے کے لئے آگے بڑھے تو مسمی رحمت اللہ نے اپنی ڈب سے پسٹل نکالا اور ان پر تان لیا، ملزمان موقع سے فرار ہو گئے جو کہ بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اس کا بھائی مسمی عبدالصبور جاں بحق ہو گیا، درخواست بالا موصول ہونے پر اسی دن مقدمہ نمبر 260 مورخہ 8/05/2024 بجرم 302/34 ت پ تھانہ چوآسیدن شاہ درج رجسٹرڈ کیا گیا، ملزمان کی گرفتاری کے لئے ڈی ایس پی، ایس ڈی پی او چوآسیدن شاہ کی نگرانی میں سپیشل ٹیم تشکیل دیتے ہوئے ان کو ہدایات کی گئی ہیں کہ تمام تر وسائل بروئے کار لاتے ہوئے ملزمان کو جلد از جلد trace کر کے گرفتار کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہوش سلطانہ!

محترمہ مہوش سلطانہ: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا addition کرنا چاہوں گی کہ یہ ملک عبدالصبور بھائی جن کا murder ہوا ہے یہ ہمارے قریبی close family friend ہیں اور ان کا میرے دادا کے زمانے سے ہماری فیملی کے ساتھ ایک اچھا تعلق ہے اور ان کو ان کی بوڑھی والدہ

کے سامنے بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا۔ میں پولیس کی effort کو definitely appreciate کرنا چاہوں گی ہمارے RPO صاحب اور DPO صاحب بھی پوری کوشش کر رہے ہیں ہمارے ایس ایچ او بدر منیر صاحب، investigating officer غضنفر صاحب اور ان کی پوری ٹیم پوری کوشش کر رہی ہے انہوں نے ان چاروں ملزمان میں سے دو ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے لیکن دو main culprit سلیمان ولی اور رحمت اللہ ہیں، سلیمان ولی جس نے قتل کیا اور رحمت اللہ جس نے پسٹل نکال کر سب کو کنٹرول کیا یہ دونوں ملزمان ابھی تک فرار ہیں تو میں منسٹر صاحب سے request کروں گی کہ پولیس latest technology یا جو بھی طریق کار ہے اس کو بروئے کار لاتے ہوئے ان ملزمان کو جلد سے جلد گرفتار کرے کیونکہ جہاں تک ہماری information ہے یہ ملزمان ابھی تک ڈسٹرکٹ چکوال میں ہی موجود ہیں تو ہماری لوکل پولیس کو مزید سپورٹ فراہم کی جائے اور latest technology کی سپورٹ کی جائے تاکہ ملزمان کو پکڑنے میں کچھ help ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! محترمہ کا supplementary concern یہ ہے کہ unless یہ دو ملزمان نہیں پکڑے جائیں گے تو end of justice will not be there تو ان ملزمان کی گرفتاری کے لئے آپ میڈم کو ensure کروائیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ان شاءاللہ بالکل آئی جی صاحب سے بھی بات کر لیتے ہیں ان سے یہ کہیں گے اگر وہ دونوں ملزمان اسی ضلع میں موجود ہیں تو ہم بالکل ان ملزمان کو latest technology بروئے کار لاتے ہوئے گرفتار کر لیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بہت شکریہ۔ اب ہم Privilege Motions لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میرا ابھی توجہ دلاؤ نوٹس باقی ہے۔

جناب سپیکر: Sorry آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس رہتا ہے تو پہلے آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پیش کر لیں۔

شیخوپورہ تھانہ شرقپور کی حدود میں نوجوان کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 9 مئی 2024 کی خبر کے مطابق شیخوپورہ فیروزوالا کے علاقہ تھانہ شرقپور کی حدود میں فائرنگ کر کے نوجوان کو ہلاک کر دیا؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے اگر ہاں تو اس کی تفتیش کی موجودہ صورتحال سے آگاہ فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس توجہ دلاؤ نوٹس کا بڑا تفصیلی جواب ہے۔ اگر کہتے ہیں تو میں پورا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

MR SPEAKER: No, we are running short of time on this.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! تفتیش کے حوالے سے جو conclusion ہے، آخری پیرا گراف میں وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جو conclusion ہے آخری پیرا گراف وہ آپ پڑھ دیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ درست ہے، اس حوالے سے مقدمہ نمبر 847/24 مورخہ 8/05/24 کو بجرم 302/148/149 ت پ درج رجسٹرڈ ہوا، جس کی تفتیش بذریعہ صداقت علی عمل میں لائی جا رہی ہے، PFSA crime scene team سے مدد لی گئی ہے۔ ملزمان کی گرفتاری کے لئے raid کئے جا رہے ہیں، جدید طریقہ تفتیش استعمال کرتے ہوئے تفتیش کو اصل حقائق کی روشنی میں یکسو کیا جائے گا، تاہم ڈی ایس پی / ایس ڈی پی او فیروزوالہ، ایس ایچ او شرقپور شریف اور تفتیشی آفیسر مقدمہ ہذا کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ تمام تر دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ملزمان کو گرفتار کر کے مقدمے کو جلد از جلد یکسو کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف(جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ضرور اپنی supplementary query کروں گا، یہ تھانہ actually شرقپور تحصیل میں ہے، یہ حلقہ پی پی-140 میرے colleague اویس ورک کا ہے۔ اس میں پوزیشن یہ ہے کہ اس آدمی کی ایک چھ ماہ کی بچی ہے، وہاں جو تفتیش ہو رہی ہے اس کی پوزیشن یہ ہے کہ مدعی پارٹی کو تھانے میں بھی گھسنے نہیں دیا جا رہا اور اس کے بعد اس وقت موجودہ پوزیشن میں جو ایس ایچ او اور ڈی ایس پی صاحب ہیں اس وقت ملزمان ادھر یہ ایک اراضی کا معاملہ ہے اور آپ بھی سمجھتے ہیں کہ جب یہ اراضی ٹھیکے کے معاملات ہوتے ہیں تو وہ لوگ آپس میں in touch ہوتے ہیں، وہ دھڑے بنے ہوئے ہیں اور وہ لوگ آپس میں روزانہ ملتے جلتے بھی ہیں اور آتے جاتے بھی ہیں۔ مدعی پارٹی کو روزمرہ دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور جو ان کا بھائی زخمی ہوا ہے اس کو بھی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ میری تجویز ہے کہ مدعیوں کا یہ حق بنتا ہے کہ JIT بنا کر ان کی تفتیش تبدیل کروا دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! It is not according to the procedure کہ ہر Call Attention Notice پر ضمنی سوال ایک بحث کی صورت اختیار کر جائے۔ ان کا ضمنی concern یہ ہے کہ جو مدعی فریق ہے اس کو تھانے میں تفتیش کے حوالے سے بالکل بھی انصاف نہیں مل رہا، پرچہ تو درج ہو گیا ہے لیکن جو مدعی فریق ہے نہ اس کا مؤقف سنا جا رہا ہے اور الٹا اس کو دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کو بتا دیں۔

وزیر خزانہ / پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے پوچھ لیتا ہوں ویسے بھی اس میں کافی سارے نام موجود ہیں. میں آئی جی صاحب سے بات کرتا ہوں اور ڈی پی او شیخوپورہ سے بھی بات کر لیتا ہوں کہ اس طرح نہ ہو اور انہیں شامل تفتیش کریں. اگر معزز رکن کہتے ہیں کہ ان کی تفتیش تبدیل کرانی ہے تو وہ بھی کروا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! Fair investigation ہونی چاہئے۔

وزیر خزانہ / پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Fair investigation ہو گی لیکن اگر یہ چاہتے ہیں تو تفتیش بھی تبدیل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: fair investigation ملنی چاہئے۔ اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں اسی Call Attention Notice کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Call Attention Notice اتنی اہمیت کا حامل ہوتا ہے کہ اس کا جواب وزیر اعلیٰ کو دینا ہوتا ہے پھر رولز میں ترمیم کر کے متعلقہ منسٹر کا نام بھی ڈالا گیا ہے کہ اگر وزیر اعلیٰ مصروف ہوں تو ان کی ایما پر کوئی منسٹر بھی جواب دے سکتا ہے۔ میں نے آفیسرز گیلری میں دیکھا ہے کہ یہاں آئی جی موجود ہوتے ہیں، یہاں متعلقہ ڈویژن کا آر پی او اور ضلع کا ڈی پی او ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ہاؤس کا concern دیکھا جائے اور جو سوال کرنے والا ہے وہ جو information دیتا ہے آیا وہ correct ہے یا غلط ہے۔ جیسے ابھی آپ نے فرمایا کہ اس کی fair تفتیش کی جائے جب یہاں پر آر پی او اور ڈی پی او موجود ہو گا تو ان کو یہ اندازہ ہو گا کہ سپیکر صاحب نے یہ آرڈر کیا ہے یا ان کا یہ concern ہے۔ میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ Call Attention Notice پر یہاں گیلری میں کوئی افسر نہیں ہے۔ یہاں ایس پی rank کے آفیسر بیٹھے ہیں یہ تو روزانہ موجود ہوتے ہیں چاہے Call Attention Notice ہو یا نہ ہو۔ میں آپ سے یہ توقع کرتا ہوں کہ جب Call Attention Notice ہو تو کم از کم اس ڈویژن کا آر پی او اور ڈسٹرکٹ کے ڈی پی او ضرور یہاں ہونے چاہئیں تاکہ اس ہاؤس کا concern دیکھیں اور ہاؤس کی feeling دیکھیں اس طرح سوال کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے اور پھر اس کا فیصلہ بھی صحیح ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ متعلقہ افسران اس گیلری میں موجود ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے بھی یہاں جواب دیئے ہیں آئی جی اور ڈی آئی جی تمام یہاں موجود ہوتے تھے لیکن اب تو یہاں ماحول ہی بدل گیا ہے لیکن مجھے توقع ہے کہ آپ اس پر ضرور کوئی نہ کوئی concern feel کریں گے اور اس کی اہمیت کو بڑھائیں گے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب سعید اکبر خان! آپ نے درست کہا ہے کہ Call Attention Notice بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ہم نے بڑی later stage میں after 50 years of our parliamentary experience, Indian parliamentary practices سے borrow کیا تھا۔ وہاں پر آج بھی Call Attention Notices کا جواب وزیر اعلیٰ ہی دیتا ہے لیکن somehow over the period of time یہاں پر یہ خیال کیا گیا اور اسی ہاؤس نے rule amend کیا کہ لاء منسٹر یا وزیر پارلیمانی امور اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ یہ اتنا important ہے چونکہ یہ صوبے کے امن و امان کے متعلق ہے، جرائم کے متعلق ہے اور اگر اس میں اس concerned آفیسر جس کے متعلق سوال ہے اگر اس کی hierarchy پولیس کی یہاں پر موجود نہیں ہے تو it is a serious concern منسٹر صاحب! آپ اسے ensure کریں گے کہ whichever responsible officer dealing with that Call Attention Notice, he has to be present here otherwise it will become a futile exercise.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! نوانی صاحب سینئر ممبر ہیں انہوں نے بالکل صحیح بات کی ہے اور اسمبلی کی tradition بھی ایسے ہی رہی ہے. نوانی صاحب نے جو کہا اور جیسے آپ نے بھی کہا کہ متعلقہ آر پی او یا ڈی پی او کو لازمی یہاں آنا چاہئے۔

MR. SPEAKER: That is a must.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ اپنی رولنگ میں کہہ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! This is the minimum we are asking for.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی ٹھیک ہے۔

رئیس نبیل احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی رئیس صاحب!

رئیس نبیل احمد: جناب سپیکر! میرا تعلق صادق آباد کے علاقے بھونگ سے ہے جو کچے کے ساتھ touch ہوتا ہے۔ وہاں پر اس وقت دریا میں پانی گزر رہا ہے وہاں ہمیں منچن بند touch ہوتا ہے اس پر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کام کر رہا تھا لیکن اب وہ کام رکا ہوا ہے. میں نے محکمے سے پتا کیا تو مجھے بتایا گیا کہ منچن بند پر فائرنگ کی گئی جس کی وجہ سے وہاں کام میں رکاوٹ ہے اور اس وقت اس بند کی یہ صورتحال ہے کہ اگر وہاں پر کام نہ کیا گیا تو وہ بند ٹوٹ سکتا ہے جس سے بھونگ جمال دین والی اور ضلع راجن پور کے بھی بہت سے علاقے زیر آب آئیں گے اور اس سے لاکھوں لوگ effect ہو سکتے ہیں۔ 2010 میں بھی یہ بند ٹوٹا تھا اس وقت شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے موقع پر پہنچ کر سارے معاملات حل کئے تھے۔ اگر ہم اسے ابھی take up کر لیں اور وہاں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو بند بنانے کے لئے کہا جائے اور وہاں کام کرنے والے بندوں کو تحفظ بھی دیا جائے تو ہم کسی بڑے مسئلے سے بچ سکیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جو معزز ممبر بتا رہے ہیں It is a very serious concern لاء اینڈ آرڈر maintain کرنے کے لئے کچے کے علاقے میں جو آپریشنز ہوئے اس میں heavy shelling firing ہوئی جس کے نتیجے میں بند کا ایک بڑا حصہ damage ہو گیا اور یہ خطرہ ہے کہ سینکڑوں دیہات زیر آب آئیں گے اور لاکھوں افراد متاثر ہوں گے It is a very serious concern آپ اس سلسلے میں آج ہی اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کریں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں وزیر آبپاشی سے آج ہی بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! It should be communicated today and tomorrow the House should be informed that it has been taken care of اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

رئیس نبیل احمد: جناب سپیکر! وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تحفظ نہیں ہے ہمارے اوپر فائرنگ کی جا رہی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ وہاں پر اریگیشن والوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب! اس میں یہ بھی ensure کریں کہ وہاں پر جو ورکرز کام کر رہے ہیں انہیں تحفظ ہو، اگر ان پر بے تحاشا فائرنگ ہوتی ہے تو وہ کیسے کام کریں گے۔ پچھلے دس سال سے تو ہم کچے کے علاقے کو challenge کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ آپ ان سے آہنی ہاتھ سے نمٹیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہماری لاء اینڈ آرڈر کی کمیٹی کی recently میٹنگ میں ساری discussion ہوئی تھی۔ معزز ممبر صحیح کہہ رہے ہیں حتیٰ کہ کچے والے ڈاکوؤں کی وجہ سے وہاں پولیس چوکی بھی نہیں بن سکی۔ میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ جتنا latest equipment, gadgets اور انہیں جو کچھ بھی چاہئے تھا ان سب کی منظوری ہو گئی ہے۔ کمیٹی نے یہ بھی کہا کہ وہاں پر کام کرنے والی فورس کے لئے extra risk allowance یا hard area allowance بھی دیں چونکہ جو لوگ دن رات کچے کے ڈاکوؤں سے لڑ رہے ہیں اور انہیں ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ ہمیں جو دو تین مہینے کا بتایا گیا ہے انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے اور مجھے لگ رہا ہے کہ اگلے ایک دو ماہ میں جب وہ gadgets اور سارا کچھ ان کے پاس آ جائے گا تو وہ اور زیادہ بہتر طور پر لوگوں کو protection دینے میں کامیاب ہوں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب تحاریک استحقاق لے لیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہاں اریگیشن کا مسئلہ بھی ہے لیکن اصل مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے جو فرمایا کہ پچھلے دو تین ماہ سے فورس نے وہاں پر بہت اچھا کام کیا ہے۔ اچھا کام یہاں بریفنگ میں ہوا ہے لیکن practically وہاں اس طرح کا کوئی ماحول نہیں ہے۔ 2010 میں سیلاب آیا تو یہی بند ٹوٹا اور پورا علاقہ تباہ ہو گیا، خوش قسمتی سے اس وقت میاں شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے دن رات لگا کر وہاں اس ماحول کو اچھا کیا لوگوں کو سہولت پہنچائی اور سارا کچھ ہوا لیکن اس وقت جو سب سے بڑا concern ہے کہ یہ بند ڈاکوؤں کی فائرنگ سے damage ہوا ہے، انہوں نے blast کئے ہیں اور انہوں نے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے میں خود بھی دو تین دفعہ وہاں گیا ہوں۔ وہاں پہلے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے اگر لاء اینڈ آرڈر کی

صورتحال ٹھیک ہو گی تو پھر وہاں اریگیشن والے کام کر سکیں گے۔ کام ہو رہا تھا لیکن لاء اینڈ آرڈر کی bad situation کی وجہ سے وہاں کام بند کیا گیا۔ میرے عزیز رئیس صاحب نے جو point raise کیا ہے یہ serious matter ہے۔ آپ پہلے بھی بڑی مہربانی فرما رہے ہیں یہاں سے لاء اینڈ آرڈر کی direction جانی چاہئے پچھلے 8/7 ماہ سے وہاں پولیس اور ڈاکوؤں میں جنگ ہو رہی ہے۔ غلط پلاننگ کی وجہ سے وہاں لوگوں کو ڈاکو بنایا گیا operation میں ڈاکو کمزور ہونے کی بجائے زیادہ مزید طاقتور ہو گئے اور حالات بہتر ہونے کی بجائے پہلے سے زیادہ خراب ہوئے ہیں تو اس لئے اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ یہ معاملات ٹھیک ہو سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی طرف سے جو direction دی جائے گی اس سے حالات میں کچھ بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر: رانا شہباز صاحب! کیا آپ بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہ رہے تھے؟

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میرے اکثر ساتھی پولیس اور امن وامان کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ میں نے بھی 10 کروڑ روپے کی ڈکیتی کے حوالے سے ایک Call Attention Notice دیا تھا لیکن اس کا آج تک جواب نہیں آیا۔ پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ اسی ایوان سے متعلق ہے کہ ابھی تک ہماری کابینہ مکمل نہیں ہوئی۔ بہت سے محکمہ جات کے وزیر نہیں ہیں۔ انہوں نے T-20 والے جو وزیر بنا دیئے ہیں وہ ایوان میں نہیں آتے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ کابینہ مکمل کی جائے۔

جناب سپیکر: میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن!. It is generally a serious concern. ڈاکوؤں کی فائرنگ سے یہ بند ٹوٹا ہے اور اگر محکمہ اریگیشن کے لوگوں کو protection نہ دی گئی تو وہ وہاں پر کام نہیں کر پائیں گے۔ اس معاملے کو ہنگامی بنیادوں پر دیکھا جائے اور اس سے متعلق کل ایوان کو بھی بتائیں کہ آپ کی حکومت کیا کر رہی ہے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ ابھی تک جو تحاریک استحقاق نہیں پڑھی گئیں میں فی الحال صرف ان کو لے رہا ہوں باقی بعد میں دیکھیں گے۔ ملک واصف مظہر کی تحریک استحقاق ہے۔ کیا ملک واصف مظہر ہاؤس میں موجود ہیں؟ It is printed every day and brought in to the record. میرے سامنے یہ تحریک آٹھویں مرتبہ آ رہی ہے۔ کیا ملک واصف مظہر ہاؤس میں ہیں؟ وہ موجود نہیں ہیں تو میں ان کی یہ تحریک استحقاق dispose of کرتا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 2024/7 جناب رضی اللہ خان کی ہے۔

کہروڑ پکا پولیس کا ڈی ایس پی کی سربراہی میں معزز رکن اسمبلی کے گھر پر بلاوارنٹ چھاپہ

جناب رضی اللہ خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔ اپریل کو ڈی ایس پی کہروڑ پکا رضوان نے مع بھاری نفری صبح 9 بجے میرے گھر پر بلاوارنٹ دھاوا بولا مجھے گھر پر موجود نہ پا کر میرے دو ملازمین ساجد ولد محمد شریف اور محمد ذیشان ولد محمود کو اُٹھا کر لے گئے اور ان کو چار ماہ پرانے نامعلوم افراد کے خلاف ڈکیتی کے مقدمے میں ملوث کر دیا، شناخت پریڈ کے لئے جیل بھیج دیا اور 24 گھنٹے تک انہیں بھوکا رکھا۔ آج مورخہ 29۔ اپریل کو ڈکیتی کے مدعی مقدمہ نے مجسٹریٹ کی عدالت میں جواب جمع کروایا ہے کہ یہ دونوں میرے ملزمان نہیں ہیں اور ان پر جھوٹا مقدمہ بنایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک منتخب عوامی نمائندہ ہوں اور میرے گھر پر اور میرے فارم ہاؤس پر بلاجواز دھاوا بول کر، میری فیملی کو ہراساں کر کے اور میرے ملازمین پر جھوٹا مقدمہ درج کر کے میری سیاسی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا گیا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرے پاس یہ remedy تھی کہ میں ان کے خلاف FIR درج کرواتا اور اگر یہ FIR درج نہ کرتے تو میں عدالت جاتا۔ مجھے پولیس کے چھوٹے اہلکاروں کا خیال نہ ہوتا تو میں ایسا ضرور کرتا لیکن مجھے پتا تھا کہ وہ مجبور ہیں۔ میرے گھر پر چھاپہ محض اس لئے نہیں مارا گیا کہ میرا تعلق PTI سے ہے۔ آپ کہروڑ پکا سے معلومات لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے ہر معزز شخص کو بلیک میل کرنا ہوتا ہے اور اس سے بھاری رقم لینی ہوتی ہے۔ شاید ہی کہروڑ پکا میں کوئی معزز شخص رہ گیا ہو کہ جن سے انہوں نے بھاری رقم نہ لی ہو گی۔ میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میں نے ان سے کبھی کوئی کام نہیں کہا اور آپ کے پیش نظر یہ بات بھی ہونی چاہئے۔ بہت شکریہ

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ بے شک اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جناب رضی اللہ خان کی یہ تحریک استحقاق نمبر 2024/7 سپیشل کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 2024/8 محترمہ نیلم جبار چودھری کی ہے۔

کمپٹرولر پنجاب ہاؤس اسلام آباد کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

محترمہ نیلم جبار چودھری: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 12۔اپریل 2024 کو میں نے کمپٹرولر پنجاب ہاؤس اسلام آباد اشتیاق صاحب کو فون کر کے روم reserve کرنے کی request کی۔ پہلے تو انہوں نے ہتک آمیز رویہ کے ساتھ مجھے پوچھا کہ آپ elect ہو کر MPA بنی ہیں یا مخصوص نشست پر؟ میرے بتانے پر انہوں نے ok کہہ کر فون بند کر دیا۔

جناب سپیکر! 15۔ اپریل کو میرے وہاں پہنچنے پر بتایا گیا کہ میرے نام پر کوئی کمرہ reserve نہ کیا گیا ہے جس پر مجھے بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ کمپٹرولر کا میرے لئے کمرہ reserve نہ کرنے اور ہتک آمیز رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح

ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہوں گی کہ کمپٹرولر نے مجھے خاتون ہونے کی بِناء پر یہ کہا کہ ہم خواتین کو کمرہ نہیں دیتے۔ اگر صرف میری ذات کی حد تک بات ہوتی تو شاید میں تحریک استحقاق پیش نہ کرتی لیکن کمپٹرولر نے یہ بات کی ہے کہ ہم خواتین کو کمرہ نہیں دیتے تو میں نے ان کو یہ پوچھا کہ اگر آپ یہاں پر خواتین کو کمرہ نہیں دیتے تو پھر کن کو دیتے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔I have made your point. اگر انہوں نے واقعی اس طرح discriminate کیا ہے تو پھر بڑی زیادتی کی ہے۔ یہ unacceptable approach ہے۔ آپ اس ایوان کی معزز رکن ہیں۔ ان کو آپ کے ساتھ ایسا رویہ کسی بھی صورت میں اختیار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ میں اس تحریک استحقاق نمبر 8/2024 کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ کمیٹی اس معاملے کو probe کرے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: I have to take one thing out of turn. مجھے پہلے یہ تحریک لینا پڑے گی کیونکہ ان کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ رانا منور حسین صاحب سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رانا منور حسین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"
یہ تحریک پیش کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:
"سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"
(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ چونکہ آج Wheat Procurement پر General Discussion بھی ہے تو جو تحاریک التوائے کار ابھی تک پڑھی نہیں گئیں ان کو پہلے take up کرتے ہیں اور جو تحاریک التوائے کار pending ہیں اور جن کے جواب آنے ہیں یا آئے ہیں ان کو ہم کل take up کر لیں گے۔ جناب احمد خان کی تحریک التوائے کار نمبر 102/24 ہے۔

ترقیاتی اداروں کے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹس کے زیر تعمیر منصوبے سست روی کا شکار

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ دُنیا مورخہ 18۔ اپریل 2024 کی خبر کے مطابق ترقیاتی اداروں کے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹس زیر تعمیر منصوبوں کو بھی مکمل کرنے میں سست روی برتنے لگے۔ ایل ڈی اے اور سی بی ڈی کے جاری ترقیاتی منصوبے تاحال تکمیل کے منتظر ہیں۔ بند روڈ ایکسیس کنٹرول کوریڈور پراجیکٹ تاحال مکمل نہ ہو سکا۔ ایل ڈی اے کے زیر تعمیر سپورٹس کمپلیکس اور شاہدرہ پراجیکٹ کی ملحقہ سڑکیں مکمل نہ ہو سکیں۔ سی بی ڈی پنجاب کے والٹن روڈ، سی بی ڈی بلیو وارڈ اور فلائی اوور کی تعمیر کا کام مکمل نہ ہو سکا۔ نو منتخب پنجاب حکومت کی ترقیاتی سکیموں سے متعلق پالیسی نہ آنے کی وجہ سے منظور شدہ سکیموں کے سنگ بنیاد نہ رکھے جا سکے۔ سی بی ڈی پنجاب کو وائے جنکشن برکت مارکیٹ پر میگا پراجیکٹ کی اجازت نہ ملی۔ سی بی ڈی پنجاب کی جانب سے تاحال وائے جنکشن پراجیکٹ پر کام کا آغاز نہ کیا گیا۔ پنجاب حکومت نے تاحال مستقبل کے منصوبہ جات کو بھی حتمی

شکل نہ دی۔ ترقیاتی ادارے شہر میں میگا پراجیکٹس سے متعلق تذبذب کا شکار ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب اس کا جواب منگوالیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 146/24 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔

ریسکیو 1122 کے ملازمین کو دوران ڈیوٹی معذور ہونے کی صورت میں خصوصی مراعات سے نوازنے کا مطالبہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ سوشل میڈیا اور مقامی میڈیا پر چلنے والی خبروں کے مطابق پنجاب میں ریسکیو 1122 کے ملازمین کو تنخواہ کے علاوہ رسک الاؤنس بھی دیا جاتا ہے۔ کسی حادثہ یا قدرتی آفات کے دوران عوام الناس کو ریلیف فراہم کرتے ہوئے اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران معذور ہو جانے والے 1122 ملازمین کا رسک الاؤنس بند کر دیا جاتا ہے۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب حکومت کے تحت چلنے والے ادارہ ریسکیو 1122 ایک مثالی ادارہ ہے جو عوام الناس کو حادثات، قدرتی آفات اور ایمرجنسی کے دوران فوری خدمات فراہم کرتا ہے۔ ان خدمات کی انجام دہی کے دوران اس ادارہ کے کئی ملازمین جان کی بازی بھی ہار چکے ہیں اور متعدد عمر بھر کے لئے معذور ہو چکے ہیں۔ ریسکیو 1122 کے ملازمین کو کئی دیگر سرکاری اداروں کی طرح کام کی نوعیت کی بناء پر تنخواہ کے علاوہ رسک الاؤنس بھی دیا جاتا ہے لیکن اس محکمہ میں ایک نہایت ہی ناقابل فہم بات یہ ہے کہ جو ملازمین دوران ملازمت خدمات کی فراہمی کے دوران معذور ہو جاتے ہیں یا اپنے کسی عضو سے محروم ہو جاتے ہیں بجائے اس کے کہ انہیں خصوصی مراعات سے نوازا جائے بلکہ اُلٹا ان کا پہلے سے ملنے والا رسک الاؤنس بھی بند کر دیا جاتا ہے جو ان کے ساتھ سخت زیادتی ہے۔ اس فیصلے سے اپنی جان پر کھیل کر لوگوں کی زندگیوں کو بچانے والے محسن انسانیت لوگوں کی حوصلہ افزائی کی بجائے حوصلہ شکنی ہوتی ہے اس صورت حال سے ریسکیو 1122 کے ملازمین میں شدید بے چینی

اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! اس پر جواب منگوالیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی! تحریک التوائے کار نمبر 24/188 ہے۔

راولپنڈی پی پی-9 کے گاؤں لوسر، یونین کونسل بگا شیخاں میں کوڑا ڈمپ کرنے سے عوام موذی امراض میں مبتلا

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ قانون کے مطابق کسی بھی شہر کا کوڑا آبادی سے 15 کلومیٹر دور dump کیا جائے لیکن اس قانون کے برعکس پورے راولپنڈی کا کوڑا میرے حلقہ پی پی-9 کے گاؤں لوسر، یونین کونسل بگا شیخاں تھانہ روات تحصیل راولپنڈی میں dump کیا جارہا ہے اور یہاں کوڑا dump کرنے کی وجہ سے نہ صرف مذکورہ گاؤں بلکہ گرد و نواح کے تیس گاؤں بھی اس کی زَد میں آچکے ہیں۔ اس کوڑے کی بدبُو کی وجہ سے اس علاقے کے رہائشیوں کا جینا عذاب بنا ہوا ہے۔ اسی کوڑے کی وجہ سے اس علاقے میں زیر زمین پانی انتہائی آلودہ اور ناقابلِ استعمال ہو چکا ہے جس سے علاقے کے لوگ Hepatitis and Cancer جیسے موذی اور لاعلاج امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اب سونے پر سہاگہ کہ اسی گاؤں میں اس dumping station کو مزید extend کر کے CDA اسلام آباد کا سارا کوڑا یہیں پر dump کیا جارہا ہے۔ پہلے راولپنڈی کے کوڑے کی وجہ سے یہاں کی عوام کی زندگی دوبھر ہوئی تھی۔ ہر تیسرا چوتھا بندہ hepatitis and cancer جیسے امراض میں مبتلا ہے اور بے چارے لوگ اپنے پیاروں کو بچانے کے لئے اپنی جمع پُونجی اُن کے علاج معالجے پر خرچ کر رہے ہیں۔ اب CDA اسلام آباد کا کوڑا بھی یہاں پر dump کرنے سے یہاں کے عوام جیتے جی مر جائیں گے اور یہ علاقے کے عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس کا تدارک ہونا

چاہئے متعلقہ محکمہ کے اس فیصلے پر dump station کی مزید extension اور علاقے کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دے کر اس پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ویسے تو آپ کی تحریک التوائے کار straight away ایوان میں بحث کے لئے ڈال دینی چاہئے لیکن still I have another important Adjournment Motion No.175/24 by Ahmad Iqbal Chaudhary جناب احمد اقبال چودھری!

ستھرا پنجاب پروگرام کے تحت دیہاتوں میں صفائی کرنے والے نجی کمپنیوں کے ملازمین کے تحفظات

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ستھرا پنجاب پروگرام کے تحت صوبہ بھر میں waste management کی services نجی شعبے کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پنجاب کے دیہاتوں میں صفائی کی سہولت لے جانا ایک احسن قدم ہے لیکن اس کا ایک اہم پہلو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ ان companies میں صفائی کا کام کرنے والے ملازمین کی:

1. Employment terms
2. Occupational, safety & health standards
3. Medical insurance/benefits
4. Employment benefits (gratuity, pension, social security etc.)
5. Minimum wage

کے حوالے سے Sanitary Workers کے تحفظات کو دور کیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس میں ایک جملہ اضافی کہنا چاہتا ہوں۔ 8 مئی کو اس ایوان کی ایک سابق ممبر محترمہ میری جیمز گِل صاحبہ کے ساتھ Sanitary Workers کا

ایک وفد ایوان میں آیا اور انہوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا کہ موجودہ کارپوریشن کمیٹیاں ہمارے workers کو حفاظتی gears نہیں دیتیں اور اُن کے شدید تحفظات تھے کہ آنے والے نظام میں ان چیزوں کا خیال رکھا جارہا ہے یا نہیں تو اس حوالے سے میں نے اُن کی موجودگی میں یہ تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی۔

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی! Both of these things have taken the whole of Punjab. It is a cancer all around. ایوان میں اس کا جواب دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میرے دونوں فاضل دوستوں نے یہ جو issues اُٹھائے ہیں یہ بات بالکل ٹھیک ہے یہ issues موجود ہیں۔ جناب احمد اقبال کی طرف سے outsource کرنے والی بات کی گئی ہے ابھی وہ سارے سسٹم بن رہے ہیں تو جب ہم اس کو بنائیں گے تو یقیناً ان ساری چیزوں کو اُس میں cater کیا جائے گا۔ میں اس کی ساری تفصیل محکمہ سے لے کر دونوں فاضل ممبران اور اس ایوان کو بھی مطلع کروں گا۔

جناب سپیکر: جناب ذیشان رفیق صاحب! راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب اور جناب احمد اقبال چودھری کی تحاریک التوائے کار ہیں اور آپ کے پاس اس سے پہلے ایک تحریک التوائے کار محترمہ راحیلہ خادم حسین کی بھی ہے So, we are fixing time for opening debate in the House on Wednesday اُس کے لئے ہم دو گھنٹے کا وقت مقرر کر رہے ہیں House has voted for it. آپ بدھ کو اس کا مکمل جواب لے کر آئیں گے۔ محکمہ صحت سے متعلقہ معزز اراکین کی تحاریک التوائے کار کو بھی میں pending کر رہا ہوں Because both of the Health Ministers are out of the city today. اُن کی طرف سے request آئی تھی۔

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! آپ نے speed lights, disposal and sewerage کے حوالے سے ایک اور تحریک التوائے کار منظور کی تھی۔

جناب سپیکر: جی، وہ تحریک التوائے کار محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کی تھی اُس کا جواب بھی وزیر موصوف سے بدھ کو منگوایا ہے۔

جناب ذیشان رفیق صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ 70 سال سے دیہات میں جہاں پر open heap لگ رہی ہے وہیں لگ رہی ہے جس کی وجہ سے اب زندگی سِسک رہی ہے اور آپ شہروں کا سارا کوڑا بھی اُٹھا کر دیہات میں پھینک رہے ہیں۔ جیسے راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب نے بات کی ہے It is extremely important. On Wednesday along with all other business, I have instructed the secretariat that we are putting the question to the House on these two Adjournment Motions and will open debate, adjourning all other business after the government business. اُس دن ہم دو ایجنڈے take up کریں گے اس میں حزب اختلاف کے دو معزز ممبران کی طرف سے بھی ہیں اور آپ کی طرف سے بھی ہیں۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! ایک گزارش ہے کہ ہمارے ہاؤس کے معزز ممبران کے توجہ دلاؤ نوٹسز جس دن کے لئے fix ہوں تو متعلقہ محکمہ اور متعلقہ افسران کو اس کی پہلے اطلاع ہونی چاہئے تاکہ وہ افسران کی گیلری میں موجود ہوں تاکہ ممبران کی بات کا منسٹر صاحب صحیح طرح جواب دے سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پہلے انہیں نوٹس بھیجیں کہ یہ personal matter ہے اسے خصوصی اہمیت دی جائے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! نے بالکل درست بات کی ہے۔ منسٹر صاحب! آپ اس پر ensure کریں کہ Call Attention Notice business without the presence of the concerned officer دوبارہ ہم نہیں لیں گے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم Government Business شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

MR SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may introduce the Punjab Defamation Bill 2024.

مسودہ قانون پنجاب ہتک عزت 2024

MINISTER FOR PARLIAMENTRY AFFAIRS (Mian Mujtaba Shuja ur Rehman): I introduce the Punjab Defamation Bill 2024.

MR SPEAKER: The Punjab Defamation Bill 2024 has been introduced in the House and is referred to Special Committee I for report within two days.

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، احمد اقبال صاحب!

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں یہ دیکھ رہا تھا کہ جو reports and bills ایجنڈے پر آتے ہیں۔ کیا ممبران کو ان کی کاپی نہیں ملنی چاہئے تاکہ ہم اس کو review بھی کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔ یہ ابھی lay کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس ابھی copies موجود ہوں گی۔ یہ ہمیشہ lay ہونے کے بعد دی جاتی ہیں۔

عام بحث

گندم کی خریداری پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم wheat procurement پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ بحث کا آغاز متعلقہ وزیر صاحب کی تقریر سے ہو گا تاہم دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

Minister Sahib! Repeat your statement for the 5th time.

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ مجھے آدھی درجن کے قریب اپنے الفاظ کو repeat کرنا پڑ رہا ہے۔ خدا لگتی بات ہے کہ میں اس حوالے سے بہت positive ہوں۔ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے اور مجھے اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میری ایک درخواست ضرور ہو گی کہ آج wheat procurement پر جب بحث ہو تو ابھی جو سوالات آئے تھے اسی طرح بات گھما پھیرا کر وہی ہونی ہے جو معزز ممبران نے سوال کئے تھے۔

جناب سپیکر! اس وقت سمجھنے کی ضرورت یہ ہے کہ 22/23 ملین میٹرک ٹن harvesting ہوتی ہے اور اس میں سے 4 ملین میٹرک ٹن روایتی طور پر محکمہ خوراک لیتا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ third party کے طور پر مارکیٹ میں موجود رہے اور دونوں اطراف یعنی ایک طرف کاشتکار ہے جس کی محنت ہے اس کو اس کی محنت کا ٹھیک معاوضہ ملے۔ اس حوالے سے گورنمنٹ نے جو امدادی قیمت 39 سو روپے فی من مقرر کی تھی۔ دوسری طرف آپ کی شہری آبادی ہے جو آٹے کا تھیلا خرید کر روٹی کھاتے ہیں یا تندور سے روٹی کھاتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب ہم wheat procurement میں گئے۔ میرا الفاظ پر تو زور نہیں ہے لیکن چونکہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے تو میں نے اپنی بات شروع کرنے سے پہلے کہا ہے کہ خدا لگتی بات کی میں یہاں دو تین دفعہ کہہ بھی چکا ہوں، ریکارڈ پر بھی ہے، میں نے TV پر بھی ایک آدھ دفعہ کوشش کی ہے۔ ہماری تیاری قطعی 4 ملین میٹرک ٹن کی نہیں تھی۔ ہماری تیاری 2 ملین میٹرک ٹن کی تھی۔ میں اس کی دلیل یہ دوں گا کہ 20 لاکھ میٹرک ٹن کا باردانہ ہم نے arrange کیا۔ 400 کے قریب سینٹرز تھے جہاں باردانہ پہنچایا۔ درخواستیں مانگیں گئیں۔ گورنمنٹ کی پالیسی جو متعارف کرائی گئی اس پر ہمارے دوستوں کو reservations تھیں۔ پہلے دنوں میں جب بحث شروع ہوتی تھی تو دونوں اطراف سے یہ شور سننے کو ملتا تھا اور آواز میں وزن بھی تھا کہ آپ 6 ایکڑ والے کاشتکار کو 6 تھیلے دے رہے ہیں تو باقی کدھر جائیں گے۔ یہ ساری چیزیں موجود تھیں لیکن اس کے بعد بنکوں کے ساتھ بیٹھے اور loan arrange کئے۔ اس کے بعد cash credit limit جسے CCL کہتے ہیں جسے وفاقی حکومت منظور کرتی ہے۔ اس کی منظوری لی تو یہ اس

بات کی دلیل ہے کہ ساری چیزوں پر ہماری working موجود تھی اور جو given date تھی وہ عید کے بعد اپریل کی تھی جب سے ہاؤس میں heated debate کا آغاز ہوا۔

جناب سپیکر! ہم سب کو پتا ہے کہ اپریل میں عام طور پر درجہ حرارت 40 سینٹی گریڈ سے زیادہ ہوتا ہے۔ اپریل میں بارشیں ہوئیں، moisture level بڑھ گیا۔ اس پر بھی ذو معنی جملے سننے کو ملے کہ وزیر ایک نئی moisture نکال کر لے آیا ہے۔ میں نے اپنی بات کے آغاز میں کہا کہ یہ خدا لگتی باتیں ہیں یہ سچ ہیں۔ ہم نے plan کیا اور ہمیں signal تھا کہ ہم ایک دم اس procurement سے باہر نہیں نکل سکتے بے شک ہمارے پاس گودام، سٹاک اور financial issues بڑے alarming ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہم نے کسان کے ساتھ اس حد تک جانا ہے کہ اس کو سانس لینے کی گنجائش دیں۔ مگر قدرت کو منظور اس طرح تھا کہ جب ہم procurement میں جا رہے تھے تو اس وقت moisture موجود تھا۔ ہم وفاقی حکومت کے ساتھ meetings کا بھی حصہ رہے۔ پاسکو نے باردانہ تقسیم کیا اور اپنے target کو enhance کیا، 1 ملین سے 1.4 اور 1.4 سے 1.8 ملین ہوا۔ ہم نے پھر کہا کہ وزیر اعظم نے ایک انکوائری initiate کی ہے تو اس کی رپورٹ آجائے تو اس کے بعد ہم ہاؤس کو in picture کریں۔ اس کے بعد پتا چلا کہ اس میں پنجاب حکومت کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اس کے بعد جو باردانہ وفاقی حکومت نے تقسیم کیا ہے۔ اس میں moisture کے نام پر access weight دیا گیا اور باردانہ کی شکایات آئیں۔ وزیر اعظم نے کل MD پاسکو، ایڈیشنل سیکرٹری اور چار اور افسران کو suspend کر کے گھر بھیج دیا ہے۔ اس کی بھی انکوائری شروع ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ جتنے بھی کسان نمائندے، جتنے بھی عوامی نمائندے اور جتنی بھی سیاسی جماعتیں ہیں ان میں سے کسی نے بھی ہم سے کسی بھی طریقے سے approach کیا ہے خواہ تنقید کرتے ہوئے approach کیا ہے تو ہماری یہ سوچ رہی ہے کہ ہم ان کے door step پر جائیں ان کے گھر جائیں۔ میں اپنی مخالف سیاسی پارٹی جماعت اسلامی کے امیر سے ملنے ان کے گھر منصورہ گیا۔ میں اپنی پوری ٹیم کو لے کر گیا اور تین گھنٹے ان کے ساتھ بات چیت کی۔ ہم نے ان کو بتایا کہ یہ issues ہیں۔ آپ کا حق ہے کہ آپ ہمیں oppose کریں اور ہماری پالیسیوں کو oppose کریں مگر ہمیں تھوڑا سن بھی لیں۔ یہ ساری چیزیں تھیں۔

جناب سپیکر! مجھے یہاں پر ایک بات ضرور کرنی ہے کہ debate start ہونے سے پہلے یہ معلوم ہو کہ Food Department کی basic ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دونوں side کو لے کر چلیں تو دیکھنے میں یہ آیا کہ یہ جو ہمارے grower ہیں جن کا بہت احترام ہے جن کی نمائندگی ہمارے دونوں side کے colleague کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین خرم خان ورک کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! وہ 39 سو روپے فی 40 کلو پر بھی مطمئن نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ زیادتی کر رہی ہے اور دوسری طرف جو end user ہے جو bag لیتا ہے وہ بھی گورنمنٹ کی اس پالیسی پر تنقید کرتا ہے کہ جناب یہ کیا پالیسی ہوئی جو آٹے کا 20 bag کلو کا ہے وہ 28 سو روپے کا بیچ رہے ہیں اس پر طے یہ ہوا کہ یہ دونوں طرف کی جو sides ہیں دونوں ہی satisfied نہیں ہیں۔ اور اربوں روپیہ گورنمنٹ کا وہ inject ہوتا ہے Food Department کی subsidy کی شکل میں اور بینک کے loan کی شکل میں تو یہ high time ہے کہ اس میں پالیسی کو correct کیا جائے پالیسی میں کچھ اس طرح کے steps اٹھائے جائیں جس سے دونوں sides کم از کم مطمئن ہوں یہ سب back ground تھا اس کے بعد جو بھی proposal ان کی طرف سے آئی اس پر بھی working کی جو چھوٹا کسان ہے اس کے لئے اب گورنمنٹ کا plan یہ ہے کہ آج field میں جو moisture level ہے اس کا جو percentage ہے اس پر food department لے سکتا ہے مگر جب اس پر گورنمنٹ نے اپنے source سے پتا کیا تو کسانوں کے وہ نمائندے جو ہمارے ساتھ رابطہ میں ہیں ہمارے ساتھ connection میں ہیں جو کسانوں کی نمائندگی کرتے ہیں اس پر cabinet کی meeting ہوئی تو اس میں گورنمنٹ نے یہ سوچا کہ آج اگر ہم 13۔ مئی، کو اس پر جو بار دانہ دیتے ہیں تو وہ جو چھوٹا کسان ہے جس کے لئے پالیسی ہم لے کر آئے تھے چھ ایکڑ پر چھ bag تو اس وقت تقریباً 90 فیصد اس گندم کی harvesting ہو چکی ہے وہ تو اس کو بیچ چکا ہے تو پھر ہم یہ اربوں روپے کی پالیسی اس مڈل مین یا جس کو ہم ایک بہت بڑا villain portray کرتے ہیں اس کو دے دیں۔ تو اس پر گورنمنٹ کی dual responsibility تھی اور کسی گورنمنٹ کو یہ اچھا نہیں لگتا کہ اس کو ابھی ڈیڑھ مہینہ دو مہینے آئے ہوئے ہو اور اپنے اوپر تنقید لے مگر نیک نیتی کے ساتھ ساری چیزیں کرنے کی کوشش کی ہے اور اللہ تعالیٰ کو منظور یہ ہی تھا کہ شاید اب اس سال

جو روایت 50 سال سے procurement کی چل رہی تھی شاید اس کو ہم with full swing نہ کر پائیں گے مگر اس میں ساری چیزیں بھی in picture کی ہیں جب کوئی Question Hour یا کوئی serious discussion ہوئی ہیں۔ مجھے جب اپوزیشن side سے یا جو protest میں کسان کے نمائندے ہوتے تھے انہوں نے جب بھی invite کیا ہے میں اپنی پوری ٹیم کے ساتھ اپنے سیکرٹری، ڈائریکٹر کے ساتھ ہم وہاں پر گئے اور منسٹر agriculture بھی ہمارے ساتھ ہوتے تھے اور ہم نے پوری کوشش کی ہے اور میڈیا کے جن لوگوں نے ہمیں کسی جگہ پر بلایا کہ جہاں پر اتنا hue and cry ہے آپ ہمیں اس پر کوئی حل بتائیں اور جب ان کے ساتھ بیٹھ کر serious discussion کی point scoring سے باہر نکلے تو وہ convince ہوئے یہ تو بلکہ ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ تو figures ہی match نہیں کرتی ہے ابھی بھی جس طرح سے سوال کئے گئے ہیں تو یہ سوال بس اسی طرح سے کئے جاتے ہیں perception ایسا بنا ہوا ہے کہ شاید پنجاب کی جو 13، 14 کروڑ عوام ہے جن سے Food Department چار ملین میٹرک ٹن گندم جو procure کرتا ہے جس پر کھربوں روپے لگتے ہیں اس سے پورا پنجاب secure ہوتا ہے ایسا نہیں ہے ٹوٹل پنجاب میں جو harvesting ہے وہ تو 21، 22، 23 ملین میٹرک ٹن گندم کی ہوتی ہے اور اس میں Food Department صرف چار ملین میٹرک ٹن گندم جو صرف 10 سے 12 فیصد بنتی ہے۔ آپ calculate کر کے دیکھ لیں مگر اس کا بھی بہت اہم رول ہوتا ہے اس کو میں denial نہیں کرتا کہ نہیں جناب Food Department جو procure کرتا ہے اس کا رول نہیں ہے اور یہ بھی ساتھ ذہن میں رکھیں کہ جو پوری discussion میں حصہ نہیں بنتی اور میرے کان وہ سنتے ہیں دوسری side یہ ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ آج لاہور میں 10 کلو آٹے کے bag کا جو ریٹ ہے وہ 840، 850 روپے میں available ہے یہ اگر دونوں کو جمع کرے تو یہ آٹے کا bag اس وقت 16 سو سے ساڑھے 16 سو تک مل رہا ہے تو جب ڈیڑھ مہینہ پہلے سٹارٹ کیا تھا اس وقت 28 سو روپے کا تھا تو غریب آدمی average نکالے تو اس کو ہزاروں روپے کا فائدہ ہے۔ غریب آدمی کی سب سے جو اہم چیز ہے کھانے کی وہ آٹا ہے۔ 100 گرام کی روٹی 20 روپے کی ملتی تھی پہلے ہم نے 16 روپے کی اور آج جب آپ سے بات کر رہا ہوں تو 15 روپے پر ہم ensure کر رہے ہیں یہ معمولی بات نہیں ہے پہلے کبھی اس طرح نہیں ہوا ایک side یہ بھی ہے۔ دوسری side والے

لوگ جو grower ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے ان کے لئے میں نے پچھلی دفعہ بھی کہا تھا it's too early to say مگر میں آپ کے ساتھ شیئر ضرور کرتا ہوں کہ جو پیسا procurement کی مد میں جو بہت بڑی amount بنتی ہے وہ hundred of billions بنتے ہیں ان کو اور اس کے ساتھ گورنمنٹ اپنے طور پر اس کا ایک پیکج لے کے آ رہی ہے ہم 5 لاکھ لوگوں کو کسان کارڈ کے نام سے ان کو compensate کرنے جا رہے ہیں جو کسان جن کا اندازہ ہے کہ وہ hit ہوئے ہیں اور میں نے آپ کو کہا ہے کہ کوئی گورنمنٹ نہیں چاہے گی کہ ڈیڑھ مہینہ اس کو آئے ہوئے ہوا ہو اور شاید مہینہ بھی نہیں ہوا تھا اور ہم hue and cry سنیں اور اس سے ہمیں کوئی اثر نہ پڑتا ہے جب ہماری اس side سے لوگ یا اس side سے لوگ ہم پر تنقید کرتے ہیں تو اثر پڑتا ہے مگر اس کی بیک گراؤنڈ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ ہم کوئی خواب خرگوش میں پڑے ہوئے تھے جو جو ہمیں یہاں سے options آتے تھے اور جو جو ہمیں proposal آتی تھی اس کو نوٹ کر کے اس پر اپنی میٹنگ کرتے تھے اپنے سیکرٹری فوڈ، سیکرٹری فنانس اور سیکرٹری ایگریکلچر اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کے ساتھ اور اس میں ہمارے وزراء بھی شامل ہوتے تھے اور ہم سب گھنٹوں بیٹھ کر میٹنگ کرتے تھے کہ اس کا کوئی solution نکلے لیکن جب آپ working figures پر جاتے ہیں تو یہی confusion آتی ہے جو آج ہاؤس میں آئی ہے آپ موجود ہوں گے آج جب سوال ہو رہے تھے چار یا پانچ سوال ہوئے مجھے یاد نہیں پڑتا میں کسی پر تنقید نہیں کر رہا میرے جو honorable colleagues کی کوئی بھی figure میرے said figures کے ساتھ match نہیں ہو رہی تھی اس کا مطلب کیا ہے مجھے بھی کوئی الہام نہیں ہوتا جب سے یہ ایک topic بنا ہوا ہے ہم سارے گھنٹوں بیٹھ کر میٹنگ کرتے ہیں تب جب working کی تو دیکھا کہ سارے کا سارا جو میجر پارٹ ہے اس کا تو beneficiary ٹریڈر ہے میں middleman بھی نہیں کہتا جو ٹریڈر ہے جو ٹریڈر کرنے آئے ہیں۔ PASCO میں کیا ہوا یہ ہمارا subject نہیں ہے میں بات کو conclude کرتا ہوں اس کے بعد میں خواہش کروں گا کہ بالکل تنقید کرے اور میں آخر تک بیٹھوں گا اور خواہش کروں گا کہ کوئی doable proposal بھی آئے کے اس حالت میں جو اس وقت حالات ہیں کہ آپ کے پاس 23،22 لاکھ میٹرک ٹن گندم بھی موجود ہے میرے بھائی نے یہاں سے سوال کیا کے یہ جواب غلط لکھا ہوا ہے کہ آپ

نے 38 سو روپے من کہا تھا اور 39 سو روپے من لے رہے ہیں اور 37 سو روپے پر بیچ رہے ہیں آج اگر 37 سو روپے پر بکتی ہے تو تب یہ ریٹ ہے اگر اگلے season میں آپ خریدتے ہیں تو اس کے ساتھ ہزار 15 سو اس کے ساتھ اور زیادہ آپ کر لیں آٹا اور زیادہ مہنگا آپ کر لیں اس کی translation آپ اردو میں کر لیں مطلب یہ نکلتا ہے کہ گورنمنٹ اربوں روپے دے کر روٹی مہنگی کر رہی ہے اور فائدہ کس کو ہو رہا ہے کسان بھی چیخ رہا ہے وہ 39 سو روپے خرچ پورا نہیں کر پا رہا ہے اور جو end user ہے جو آٹے کا بیگ لیتا ہے اور روٹی کھاتا ہے وہ بھی چیخ رہا ہے کہ میری روٹی کا نوالہ بہت مہنگا ہے اس وقت یہ issue ہے تو اِس پر مجھے اِس side کے لوگ یا اُس side کے لوگ یا سننے والے لوگ جنہیں میڈیا کہتے ہیں یا جو stake holders ہیں، میں سخت بات نہیں کہنا چاہتا کیونکہ پہلے ہی کسانوں کے issue پر جو politics کر رہے ہیں، میں ان کی بات کر رہا ہوں میں سب کی بات نہیں کر رہا اور میں sweeping statement نہیں دے رہا مگر مجھے بلائیں جہاں کہتے ہیں میں آتا ہوں، اِن کے ساتھ بیٹھتا ہوں۔ میں اپنی بات نہیں کر رہا بلکہ اس میں پورا ڈیپارٹمنٹ آتا ہے۔ آپ کی disposal پر ہوں بتائیں میں آپ کے ساتھ figures میں بات کرتا ہوں۔ جو doable solution ہو گا، جو چیزیں ہو سکیں گی پاکستان کے حالات دیکھ کر وہی کرنا ہے ناں۔ اگر خدانخواستہ زیادہ moisture والی گندم لیتے ہیں تو پاکستان کی تو تاریخ میں نہیں ہے۔ پھر ہمیں سُننا پڑتا ہے کہ یہ گندم تو جانوروں کو ڈالنے کے مترادف ہے۔ امریکہ میں اِس طرح کی مثال موجود ہے کہ اُنہیں اِس طرح surplus گندم ملی تھی، ایک بیماری fungus آئی تو اِنہوں نے وہ گندم سمندر برد کر دی تھی۔ کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ کی اِس وقت 400۔ ارب روپے کی گندم جو پڑی ہے، اِس کو جیسے کیسے use تو کرنا ہی ہے۔ ہم اِس position میں ہیں؟ Ideally تو یہ ہونا چاہئے کہ اِدھر سے crop آئے اور اُدھر سے ہم enjoy کریں کھائیں کیونکہ سب سے بہترین ہماری crop ہے اور سب سے بہترین ہماری wheat ہے۔ پنجاب کی wheat quality میں پُوری دنیا میں best wheat ہے تو اِن ساری چیزوں کو دیکھنے کے بعد realistic solution بتا دیں تو میں نہیں کہوں گا کہ میرے چیمبر میں آئیں اور مجھے بتائیں کہ کب آنا ہے۔ میں اپنی پُوری ٹیم کے ساتھ اِن کے پاس جاتا ہوں۔ یہاں پر debate کرنی ہے ایک democratic norms ہیں

بالکل کریں، سُنتا ہوں points بھی لکھوں گا مگر کوئی solution کی بات کریں کہ اِس کا حل کیا ہے۔ اِس کا doable solution بتائیں تو میں حاضر ہوں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب احمد خان صاحب!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں منسٹر صاحب کی باتیں سُن رہا تھا اور آج مہینہ ہو گیا ہے کہ اِن کے excuse اور پنجاب حکومت کی بے بسی گندم کے بارے میں یہی پرانی باتیں سُن رہے ہیں اور میں آپ کو تھوڑا سا ماضی میں لے کر جاؤں گا کہ ہوا کیا ہے۔ Actual یہ بات کہاں سے شروع ہوئی اور اِس وقت position کیا ہے۔ ہم ایک راگ الاپ رہے ہیں کہ نگران حکومت نے یہ سارا کیا، ستمبر میں یہ meetings ہوئیں، نگران حکومت نے ECC meetings کر کے اِس کی منظوری دی۔ Actual یہ واردات، میں اِسے واردات کہوں گا کہ یہ واردات 13۔ جولائی 2023 کو شروع ہوئی جب پاکستان مسلم لیگ (ن) کی اِس وقت کی حکومت تھی جب regime change ہوا اور 9۔ اپریل کو take over ہوا۔ اِس کے بعد حکومت وجود میں آئی تو پہلی ECC کی 13 meeting جولائی کو ہوئی تھی جس میں 10 لاکھ ٹن گندم کی منظوری کی سمری پیش کی گئی۔ چونکہ پہلی میٹنگ تھی، پھر اس میٹنگ کو 8۔ اگست تک کے لئے postpone کیا گیا۔ جب 8۔ اگست 2023 کو وہ میٹنگ ہوئی تو اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ یہ ضروری نہیں ہے۔ یہ ظلم ہے کسان کے ساتھ، زیر التوا رکھا گیا کہ 14۔ اگست کو صرف چہرے change ہونے تھے یعنی basic اِن کا مقصد بھی ایک ہی ہونا تھا۔ اِنہوں نے ایک ہی سمت میں جانا تھا تو چہرے change ہونے تھے جو کہ 14۔ اگست کو ہوئے۔ پھر 4۔ ستمبر کو میٹنگ ہوئی جو اُس وقت کے وزیر اعظم تھے اور ساتھ اُس وقت کے منسٹر کے پاس charge تھا اور وہ اِس شعبے کے انچارج تھے۔ اُس وقت انہوں نے 34 لاکھ ٹن گندم درآمد کرنے کی منظوری دی۔ جو میٹنگ 4 ستمبر کو ہوئی اور اس دوران ہوا یہ کہ 20 ستمبر کو دو جہاز سمجھ لیں کہ تقریباً دو لاکھ 14 ہزار ٹن گندم 20 ستمبر کو آ بھی گئی اور Finance Department notification 23۔ ستمبر کو کر رہا ہے یعنی یہ چیزیں on the record ہیں کہ 23۔ ستمبر کو Finance Department notification کر رہا ہے but 20۔ ستمبر کو دو لاکھ 14 ہزار ٹن گندم بغیر

منظوری کے آچکی۔ اِس کے بعد پرائیویٹ سیکٹر میں یہ چلے گئے اور اُن کے پاس 40 لاکھ ٹن کا stock پڑا تھا۔ منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ 3900 روپے گندم کی قیمت ہے تو actual 3200 روپے فی 40 کلو گرام اِنہوں نے منگوائی اور at that time اِس وقت 4700 روپے فی 40 کلو گرام اِنہوں نے Flour mills کے لئے گندم کا rate مقرر کر دیا اور انہیں گندم فروخت دی جبکہ actual جو surplus ہوا ہے۔ انہوں نے محکمہ خوراک پنجاب bound کر دیا تھا، یہ منسٹر صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اِنہوں نے flour mills والوں کو فروخت کی ہے جو یوکرائن سے اِن کے پاس گندم آئی ہے۔ اِنہوں نے تقریباً ایک ارب ڈالر کا ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ کہانی شروع ہوئی 13۔ جولائی سے اور اِس کے بعد یہ کہانی 4۔ مارچ 2024 تک آگئی۔

جناب چیئرمین! 4۔ مارچ کو اِن کی حکومت آگئی تو اِس وقت بھی منسٹر صاحب کی correction کر دوں کہ سات لاکھ 28 ہزار ٹن گندم 4۔ مارچ سے onwards منگوائی گئی یعنی 4۔ مارچ کو اِنہوں نے حلف لیا اور اِس کے بعد تو کم از کم اِنہیں ہوش آجانا چاہئے تھا۔ اِس کے بعد تو اِنہیں یہ پتا چل جانا چاہئے تھا کہ آپ کی یہ گندم surplus ہو رہی ہے۔ ان 18,20,25 دنوں میں بھی سات لاکھ 28 ہزار ٹن اِنہوں نے گندم منگوائی۔ اِس کے بعد اِس میں 65 کمپنیاں involve ہیں تو اِن 65 کمپنیوں کا یہ آڈٹ کر سکتے ہیں؟ جن 65 کمپنیوں کے ذریعے اِنہوں نے گندم منگوائی ہے، جو پہلے وفاقی Agricultural Committee میں اِنہوں نے تخمینہ تین لاکھ 25 ہزار ٹن کا لگایا تھا جس میں سے 25 لاکھ ٹن گندم کم ہوئی۔

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہ جتنا بھی excuse کریں ایک food product ہے۔ دیکھیں آپ اِس گندم کو open market میں پھینک دیں کیونکہ کوئی اِس سال گندم کو خریدنے والا ہو گا اور نہ ہی کوئی اگلے سال ہو گا۔ یہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے جو آئے گندم خریدے۔ کسان گندم open market میں فروخت کرے۔ بالکل ٹھیک ہے، کیا یہ ہمیں وہ initiative دیں گے، کیا جو inputs ہیں اور بجلی کے rates کو بین الاقوامی market کے مطابق لے کر آئیں گے؟ تب تو کسان گندم جس rate پر فروخت کرے، وہ کرے۔ بات ہے اصول کی اور سچی بات یہ ہے کہ اِس حکومت کا سوائے پاکستان تحریک انصاف کے ورکرز اور ان کے نمائندوں کو اِن کی پنجاب پولیس اور اِن کے اداروں کو اگر کوئی ہوش ہوتا تو ہماری چادر اور چاردیواری کا تقدس پامال

کرنے کے علاوہ یہ کوئی عوام کا کام کرتے۔ یہ کیسے excuse دے سکتے ہیں؟ یہ 11 ارب 37 لاکھ روپے کا ٹیکہ ہے۔ اکتوبر نومبر میں گندم کا sowing season ہوتا ہے۔ آج دن تک کوئی حکومت، چاہے اِن کی سابقا حکومتیں رہی ہیں، کبھی بھی ایسا blunder نہیں ہوتا کہ آپ ستمبر میں نئی گندم منگوا رہے ہیں۔ اگر آپ 25 لاکھ ٹن short جا رہے تھے اور آپ کو یہ رپورٹ پہنچی تھی تو مئی تک انتظار کر لیتے یا آپ اپریل تک انتظار کر لیتے اور کم از کم یہ تو دیکھتے کہ ہماری گندم کتنی ہو رہی ہے۔ اب ہو گا کیا، منسٹر صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ ہمیشہ محکمہ فوڈ 20 فیصد گندم خرید تا ہے لیکن "پاسکو" کہاں گئی کیونکہ وفاق میں بھی اِن کی حکومت ہے؟ جو 40 لاکھ ٹن ہے وہ ایک قیمت settled ہوتی ہے کیونکہ ہماری ساری پیداوار 40 لاکھ ٹن گندم نہیں ہے بلکہ ہماری پیداوار بہت زیادہ ہے۔ 78 فیصد گندم پنجاب پیدا کر رہا ہے تو اِس میں سے 40 لاکھ ٹن گندم یہ خریدتے تھے جس کا فائدہ کسان کو یہ ہوتا تھا کہ گندم کی قیمت stable ہوتی تھی۔ اگر 3900 روپے فی 40 کلو گرام گندم کی قیمت ہے تو ایک stable قیمت ہوتی تھی جس کے مطابق market میں کوئی 20/19 کا فرق ہوتا تھا اور گندم فروخت ہو جاتی تھی۔ اِس دفعہ جو اِنہوں نے ظلم کیا ہے کہ پہلے دن سے ہی "نگہبان" آٹا سے یہ شروع کئے ہیں۔ وہاں سے یہ بات شروع ہوئی ہے اور آ کر ختم کسان پر ہوئی ہے کہ ہم کسان کو قتل کر دیں، اِس کو ہم مار دیں اور مار کر اِس کی لاش کو سمندر میں پھینک دیں۔ اِس کے بعد کہیں کہ آگے چلو جی ہن تہاڈا کی بننا اے۔ اگلی گل تے مٹی پاؤ۔ اِس وقت پوزیشن ہماری جو جا رہی ہے کہ ہمیں زرمبادلہ میں آگے بھی جانا ہے اور ہم نے زرمبادلہ کمانا ہے۔ ہماری دو فصلات ہیں منجی اور کپاس۔ اگر ایگریکلچر منسٹر موجود ہوں تو ان کا ایک شماریات کا محکمہ ہوتا ہے وہ پورے صوبے کو دیکھتا ہے۔ یہ آج اس محکمے سے پوچھ کر دیکھ لیں کہ پندرہ سے بیس فیصد کاٹن کاشت نہیں ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ مجھے منسٹر صاحب نے کہا کہ آپ مجھے تجاویز دے دیں، میں نے ان کو چار پانچ تجاویز دیں جو سپیکر صاحب نے admit کی کہ یہ تجاویز قابل عمل ہیں۔ میں نے پہلی یہ تجویز دی کہ آپ 35 من فی ایکڑ گندم خریدیں پھر میں نے یہ گزارش کی کہ آپ لوگ چھ مہینے کے بل قسطوں پر کر دیں۔ یہ آپ کو وفاق سے کرنا پڑے گا لیکن وفاق میں بھی آپ کی حکومت ہے۔ پھر میں نے یہ تجویز دی کہ آپ inputs کی قیمتوں کو کنٹرول کریں۔ آپ کسان کو کم از کم کچھ free hand دیں۔ پچھلے سال

اسی موسم میں لوگوں کے گھروں پر چھاپے پڑے۔ کسی کے پاس اگر 20 من گندم پڑی تھی تو اسسٹنٹ کمشنر نے اُٹھائی، پٹواری نے اٹھائی اور مدرسوں سے گندم اٹھائی گئی۔ جو گندم اکٹھی ہوتی ہے وہ مدرسوں سے اٹھائی گئی۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ پتلی گلی سے گزر جائیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ فارم 47 کے ذریعے آئے ہیں لیکن آپ کے پاس عوام کا مینڈیٹ نہیں ہے۔ آپ ہمارے اوپر مسلط کئے گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! چلیں، جیسے تیسے کر کے آپ کو گورنمنٹ مل چکی ہے تو آپ کم از کم ایک کام تو کریں، منسٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ آپ ہمیں solution دیں جبکہ ہم نے تو آپ کو solution آج سے دس دن پہلے دے دی تھی۔ گزارش یہ ہے کہ میں منسٹر صاحب کو ایک کسان کا چارٹ بنا کر بھیج دوں گا جو گندم اور کپاس پر خرچہ آتا ہے۔ مجھے وہ اس میں سے اپنی logic نکال کر دے دیں، ہم کسان کو مارکیٹ میں پھینک رہے ہیں۔ اگر ہم کسان کا معاشی قتل کر رہے ہیں تو اس میں کسان بیچارہ کیا کرے۔ دیکھیں، یہ تو ہمارا fundamental right ہے، اس میں ہمارے اوپر احسان نہیں ہے۔ آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت تعلیم اور آرٹیکل 45 کے تحت صحت اور انصاف ہمارا بنیادی حق ہے۔ ہماری چیزوں کو procure کرنا ہمارا حق ہے، ہماری foods کو procure کرنا حکومت کا فرض ہے۔ اس technicalities میں ہم کتنا جائیں، جب کپاس آئے گی یہ اُس وقت بھی کہہ دیں گے۔ حکومت اس عوام پر ظلم کر رہی ہے، لوگ سڑکوں پر ہیں اور لوگ جھولیاں اٹھا اٹھا کر اِن کو بد دعائیں دے رہے ہیں۔ خصوصاً میں آپ کو یہ عرض کروں کہ جو آپ کا hard area بنتا ہے جہاں پر 80,80 ہارس پاور کی موٹریں لگی ہوئی ہیں وہاں کے لوگ بیچارے اس وقت زمین فروخت کر کے بل دے رہے ہیں۔ اس میں میانوالی شامل ہے، خوشاب شامل ہے، اٹک شامل ہے پورا پوٹھوہار شامل ہے۔ ہم گندم کی پالیسی پر کیا بات کریں؟ انہوں نے تو انکار کر دیا کہ ہم گندم لیتے ہی نہیں۔ میں ان کو پانچ دن دیتا ہوں، دس دن دیتا ہوں مجھے یہ بتا دیں کہ اس وقت تک کتنی گندم خریدی گئی، کتنے بل ان کے پاس ہوئے؟ کسان کا تو انہوں نے دبڑ دھوس کر دیا ہے صرف ایک بات پر کہ ہم نے چار روپے روٹی سستی کر دی ہے۔ ہمارے ساتھ حساب کر لیں ہم آپ کو حساب کر کے دیتے ہیں اگر آپ implementation کی طرف جائیں تو وہ چار روپے کی روٹی نہیں جا رہی۔ جب ایک آدھ تندور پر آپ کے اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ چلے

جاتے ہوں گے تو وہ for the time being چار روپے کر دیتے ہوں گے۔ کسی نے کہا تھا کہ "گل ودھ گئی اے" اِن کے ساتھ "گل ودھ گئی اے" گندم کی خریداری ان کو لے ڈوبے گی۔ جو لوگ ہاتھ اٹھا اٹھا کر ان کو بد دعائیں دے رہے ہیں، یہ صرف ٹِک ٹاک پر حکومت کر رہے ہیں۔ یہ ساڑھے 12 کروڑ عوام کا صوبہ ہے، مجھے یہ بتادیں کہ یہ اڑھائی کروڑ کے ٹائر خرید سکتے ہیں، اربوں روپے کے چار کیمپ آفس بنا سکتے ہیں تو کیا کسان کے لئے اِن کے پاس پیسے نہیں ہیں، یہ گندم surplus کیوں ہوئی ہے؟ 13۔ جولائی سے آج دن تک یہ پوری کہانی ہے جس میں پاکستان مسلم لیگ کی previous government اور so called حکومت جس کو میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت اس لئے سمجھوں گا کہ ہمارے لئے دونوں حکومتیں ایک سی ہیں۔ ہمارے ساتھ ان دونوں حکومتوں نے ظلم کیا ہے، ہمارے لیڈر کو انہوں نے pre-planned طریقے کے ساتھ مقدمے درج کر کے جیل میں ڈالا ہے جو single largest party کا اس وقت سربراہ ہے اور پورا پاکستان ان کے ساتھ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس کے لئے کوئی excuse نہیں کہ یہ کہیں کہ وہ نگران حکومت تھی۔ 14۔ اگست کو تو ان کی حکومت مرکز میں آئی اس کے بعد 12۔ جنوری کو جب اسمبلی dissolve ہوئی اس کے بعد جو نگران حکومت آئی وہ بھی انہی کی تھی۔ انہوں نے اُن کے پنجاب میں سینیٹر بنوائے، کوئی کہاں سے سینیٹر بنا ہے، کسی کو بلوچستان کی گورنمنٹ مل گئی ہے، کوئی وفاق کے Interior Minister بن گئے۔ کبھی یہ تاریخ میں ہوا ہے کہ صوبے کے نگران وزیر اعلیٰ وفاق میں Interior Minister بن جائیں، یہ کیا ہے؟ یہ سمجھتے ہیں کہ لوگ بے وقوف ہو چکے ہیں، لوگ بے وقوف نہیں ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! لوگ اس وقت ظلم اور فسطائیت کے ڈر سے خاموش ہیں کیونکہ ظلم ڈھایا جا رہا ہے، لوگوں کے گھروں میں گھس کر لوگوں کی بہو بیٹیوں کے جہیز اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں یہ باتیں اس لئے کر رہا ہوں کہ ان کے آگے صرف گندم مسئلہ نہیں ہو گا۔ یہ ابھی بھی ہوش کے ناخن لے لیں۔ گندم سے آگے جو اگلی فصل آ رہی ہے وہ کاشت نہیں ہو گی۔ یہ میری بات لکھ لیں، بارڈر کھل جائے گا، جب بارڈر کھلے گا تو جو گندم آج 2200 یا 2400 روپے فی من فروخت ہو رہی ہے یہی گندم یکدم / 6000 روپے فی من پر پہنچے گی اور وہ سمگلنگ ہو کر فروخت ہو گی۔ منسٹر صاحب کہہ

رہے تھے کہ روٹی کی قیمت کم ہوئی ہے میں ان کو یہ بتا رہا ہوں کہ یہی ان کے کنٹرول سے باہر ہو جائے گی کیونکہ اُس وقت آٹا مہنگا ہو گا، اُس وقت کون کمائے گا؟ اِس وقت stockist کما رہے ہیں اور اُس وقت فلور ملز والے کمائیں گے جنہوں نے سٹاک کی ہو گی۔ ہمیں تو ایک ایک بات کا پتا ہے کیونکہ ہم grass roots level سے آتے ہیں، یہ سینیئر منسٹر ہیں، تین چار دفعہ پہلے بھی رہ چکے ہیں یہ کوئی نئے منسٹر تو نہیں بنے۔ اِن کو ہر حقیقت کا پتا ہے لیکن وہ eye wash کر رہے ہیں، وہ اتنے مجبور ہیں کہ وہ ہمیں بات بتا ہی نہیں سکتے کیونکہ اُن کے بس میں بات ہے ہی نہیں۔ میں یہ جذباتی تقریر نہیں کر رہا۔ دو مہینے ہو گئے ہیں مجھے روز فون آتے ہیں، rural based area کے جتنے بھی یہاں ممبران بیٹھے ہیں چاہے وہ ٹریژری بنچوں پر ہوں اُن کو بھی فون آتے ہوں گے کہ ہماری گندم کا کیا حال ہو رہا ہے۔ اس وقت بھی لوگ اِن کی آس میں بیٹھے ہیں۔ یہ ڈریں اُس وقت سے جب اللہ کے دربار میں لوگ ان کی شکایت کریں گے اور لوگ اِن کی شکایت کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے لوگوں کو جیتے جی مار دیا ہے۔ انہوں نے کسان کو جیتے جی مار دیا ہے۔ اس وقت گندم کی پالیسی پر کیا بحث ہو رہی ہے۔ 13۔ جولائی سے آج دن تک جو کہانی شروع ہوئی ہے کیوں نہیں یہ ذمہ داران کے خلاف انکوائری کرتے جنہوں نے یہ سارا کام کیا ہے؟ اگر 13۔ جولائی کو پہلی میٹنگ ہوئی اور 8۔ اگست کو کر رہے ہیں تو پھر chapter close کر دینا تھا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کے پاس آخری چانس تھا آپ زیر التواء معاملہ رکھ کر آگے چلے گئے کیونکہ آپ کو پتا تھا کہ ہمارے پیشوا آئیں گے اور یہ کام ایسے ہی چلتا رہے گا۔ انہوں نے چند لوگوں کو فائدہ دینے کے لئے ساڑھے 12 کروڑ عوام کو فنا کر کے رکھ دیا۔ اِس وقت کاشتکاروں کے پاس گندم ہے لیکن پوزیشن یہ ہے کہ ان کے پاس اپنے روزمرہ اخراجات کے لئے پیسے نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس گوداموں میں جگہ نہیں ہے۔ گوداموں میں تو گندم رکھی نہیں جاتی۔ وہ تو چار یا پانچ فیصد رکھی جاتی ہے۔ گندم تو رکھی جاتی ہے کھلے ایریئے میں۔ اتنی غلط بیانی کریں کہ کچھ گزارہ کریں۔ میں آخر میں یہی کہوں گا کیونکہ میرے اور colleagues نے بات کرنی ہے۔ یہ اس طرف جا رہے ہیں کہ ان کی واپسی کا چانس نہیں ہو گا اور لوگ بھوک اور ان کی پالیسی سے تنگ آ کر ان کا گریبان پکڑیں گے۔ Thank you

جناب چیئرمین: رانا شہباز احمد خان!

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! ایک اپوزیشن ممبران سے اور ایک حکومتی ممبران سے نام بولنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، ان شاءاللہ اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب شہباز احمد: جناب چیئرمین! اگر انہیں جلدی ہے تو وہ بات کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ بات کریں۔

جناب شہباز احمد: جناب چیئرمین! میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ آج ایک ماہ اور دس دن ہو گئے ہیں انہوں نے اسمبلی کے floor پر کھڑے ہو کر کہا تھا، یہ 12 کروڑ عوام کا floor ہے ہر معزز ممبر پانچ پانچ لاکھ لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے، انہوں نے کہا کہ ہم اس دفعہ گندم 40 لاکھ میٹرک ٹن نہیں لیں گے بلکہ 20 لاکھ میٹرک ٹن لیں گے پھر انہوں نے پالیسی دی کہ 6 ایکڑ والے کو فی ایکڑ 6 بیگ دیئے جائیں گے اور پھر وزیر صاحب نے کہا کہ ہم پالیسی بنا رہے ہیں پھر اس پر ایک بحث چھڑی تو پھر انہوں نے کہا کہ اب ہماری بات ہو گئی ہے تو اب ہم اس پر Cap کھول رہے ہیں اور 6 ایکڑ سے زیادہ پر جانے لگے ہیں۔ اس پر کسان تنظیموں اور لوگوں نے کہا کہ گندم کے ریٹس بڑے کم ہیں تو ریٹس بڑھائے جائیں تو اب آج وزیر صاحب نے بڑی عجیب و غریب منطق پیش کی۔ حکومتیں ایسے ریٹس دے کر اپنی باتوں سے نہیں مکرتی جس طرح اسمبلی کے floor پر بات کر کے ہمارے وزیر موصوف صاحب مکر گئے ہیں کہ ہم گندم نہیں خریدیں گے۔ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی، اگر دیکھا جائے تو کسان ایک ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ہمارا فوڈ اینڈ سکیورٹی کا جو وفاق کا ادارہ ہے یہ باہر سے جب بیج منگواتا ہے تو وہ کسان کے لئے بیج آتا ہے تو اس پر بھی ٹیکس لیا جاتا ہے پھر اس کو کاشت کرنے کے لئے جو ٹریکٹر چلتا ہے، جو پانی کے لئے ڈیزل جلتا ہے تو اس پر اگر 300 روپے کا لیٹر ہے تو کسان اس پر 150 روپے ٹیکس دیتا ہے۔ اگر آپ فی ایکڑ کے حساب سے ٹیکس دیکھیں گے تو یہ 40 سے 50 ہزار روپے ٹیکس بنتا ہے۔ اس طرح اگر آپ pesticide دیکھیں گے تو جو pesticide ایک ایکڑ پر استعمال ہوتی ہے، اگر اس کا بھی آپ ٹیکس دیکھیں گے تو وہ بھی 20 سے 25 ہزار روپے بنتا ہے۔ کسان جو product بناتا ہے اگر آپ اسے دیکھیں، آپ گندم کو دیکھ لیں تو اس کی روٹی بنتی ہے جب یہ ہوٹلوں پر لوگ جاتے ہیں تو 16 سے 17 فیصد وہاں

بھی اس کا GST لیا جاتا ہے۔ اسی طرح کپاس کو دیکھ لیں ginning پر جاتا ہے تو اس پر ٹیکس دیا جاتا ہے۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب چیئرمین: جی، اجلاس کا وقت 8 بجے تک بڑھایا جاتا ہے۔ رانا صاحب! ذرا wind up کیجئے گا تاکہ سارے دوستوں کو موقع مل جائے۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میں جلدی کرتا ہوں۔ کسان ہی ہے جو ہر چیز پر ٹیکس دے کر اس کو مارکیٹ میں لاتا ہے۔ آج حالات یہ ہیں کہ کسان کو ایک ماہ سے جتنا لارا دیا گیا، اب 6 ایکڑ والے کسان نے بلکہ سب سے چھوٹے کسانوں نے گندم رکھی ہوئی تھی کہ گورنمنٹ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ گندم خریدے گی۔ اب انہوں نے اعلان کیا ہے کہ کل سے گندم نہیں خریدنی تو گندم کا ریٹ ایک دن 3000 سے 2400 روپے فی من پر آ گیا ہے یعنی 600 روپے ایک دن میں کم ہوا ہے۔ وزیر صاحب کے اس بیان پر کہ اب گورنمنٹ نے ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں۔ اب زیادہ نقصان چھوٹے زمیندار کا ہو رہا ہے۔ اب دوسری جو انوار الحق کاکڑ صاحب کی بات ہو رہی تھی جو وہ بیان دے رہا ہے اور جو وہ گندم کے بارے میں بات کر رہے ہیں، ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب بتا چکے ہیں کہ جیسے 8 دن کے اندر اندر گورنمنٹ منظوری کے فوراً بعد یہ گندم پہنچی، بحری جہاز بھی 22 دن میں آتا ہے تو کیسے سارا کچھ ہو گیا؟ اس پر آپ گورنمنٹ کی بالکل کوئی seriousness نہیں ہے اور نہ ہی کوئی انکوائری کرنے کو تیار ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اوپر سے بڑا پریشر ہے۔ دیکھیں کہ یہ گندم کیسے ملک میں آئی؟ ہم IMF سے ڈالر مانگتے پھر رہے ہیں۔ اس گندم کے لئے ہمارا ایک ارب تیس کروڑ ڈالر باہر چلا گیا تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ اس کے پیچھے کون سے عوامل ہیں اور کسان کے پیچھے کون پڑا ہوا ہے باقی جو بارڈر کی بات ہو رہی تھی، یہ دیکھیں کہ جب کسان کے ہاتھ سے گندم نکل جائے گی تو جو آپ نے پرائیویٹ سیکٹر بنائے ہیں پہلے بھی وہ آپ ہی کے لوگ تھے جنہوں نے گندم منگوائی اور باہر سے پیسے کما کر لے گئے۔ اب وہی لوگ یہی گندم خرید رہے ہیں، آپ کو پتا ہے کہ یہ گندم بارڈ سے افغانستان جائے گی اور اس میں کون کون سے involve ہو سکتے ہیں آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ اگر آپ نے سبسڈی دی ہے تو گورنمنٹ غریب لوگوں

کو خود کیوں نہیں سبسڈی دیتی؟ جیسے صحت کارڈ کی سبسڈی دی تھی ایسے آٹے پر سبسڈی دی جاسکتی ہے لیکن یہ رویہ اپنایا جارہا ہے اس سے گندم کی پیداوار اگلے سال بہت کم ہو گی۔ اب جو لوگوں نے فصل کاشت کرنی تھی زمیندار کے پاس تو پیسا نہیں ہے۔ اب جنہوں نے چاول لگانا تھا وہ چاول کی پنیری ختم کر رہے ہیں وہ کپاس لگا رہے ہیں وہ کہتے ہیں اس کو daily پانی لگایا جاتا ہے لیکن کپاس کو دس دن بعد پانی لگایا جاتا ہے تو میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ وہ کوئی ایسا طریقہ اپنائیں کہ جو بات گورنمنٹ نے کی تھی کہ 6 ایکڑ والوں سے گندم لینی ہے تو وہ آج ان کی طرف دیکھ رہے ہیں تو ہمارے تمام اپوزیشن اور حکومتی ایم پی ایز کے بھی ہاتھ جڑے ہوئے ہیں کہ یہ 6 ایکڑ والوں سے گندم خرید لیں نہیں تو وہ لوگ تباہ ہو جائیں گے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر قسم کے ٹیکس دیئے ہیں گندم اُن کو گھر میں 42 سے 43 سو روپے میں پڑ رہی ہے لیکن اب اُس کی وہ 24 سو روپے میں بکے گی تو وہ کہاں سے گزارا کرے گا تو ہمارے کئی بھائیوں نے باتیں کرنی ہیں لیکن اب اس پر کوئی حکومت اور یہ وزیر صاحب نے جو اپنی پہلی بات اس floor پر کی ہوئی ہے انہیں اُس پر قائم ہونا چاہئے، کہ چھ ایکڑ والوں سے خرید لیں، جو 20 لاکھ میٹرک ٹن خریدنی ہے وہ تو خرید لیں بہت مہربانی شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی!

جناب شوکت راجہ: جناب چیئرمین! بہت مہربانی۔ بہت اہم معاملہ ہے 65 فیصد پنجاب کے لوگ اس صورتحال سے متاثر ہیں لیکن میرے بھائیوں کا سارا لوڈ میرے بھائی وزیر موصوف کی طرف ہے جنہیں چند دن ہوئے یہ قلمدان سنبھالے ہوئے۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے اس محکمہ میں بڑے امتحان دیئے، بڑے مشکل وقت گزرے، ان کا ایک ریکارڈ میں نے حج کے زمانے میں بھی دیکھا، کبھی ان کی طرف کسی نے انگلی نہیں اُٹھائی تھی، ان کی ذات پر کسی کو کوئی گلہ یا شکوہ نہیں ہوتا تھا۔ آج بھی مجھے امید ہے کہ یہ جس طرح پہلے صاف اور شفاف جا رہے تھے انشاءاللہ اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کا عمل دخل اس situation میں کچھ اس طرح کا ہے کہ کام کسی اور کا تھا ،کارروائی کسی اور کی تھی، سوچ کسی اور کی تھی اور وہ سر ہمارے محکمے کے پڑ گئی جسے ہمیں بھگتنا پڑ رہا ہے لیکن ہمارا 65 فیصد طبقہ کاشتکار مشکل مراحل میں سے گزر رہا ہے اور اس مشکل مراحل میں

یہاں تک پہنچنے میں ہمارے ان دوستوں کے پچھلے ادوار کے بھی بڑے عمل دخل ہیں۔ جسے اپنا غصہ اتارنے کے لئے گاہ بگاہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہم پہ مسلط ہو گئے۔ آپ بھی اسی طرح ہم پہ مسلط ہوئے تھے اور ہماری لیڈر شپ کا کم از کم ڈلیوری کا ایک ریکارڈ ہے۔ آپ کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے کوئی ایک بات بھی وعدہ کر کے آپ نے اپنے ادوار میں پوری نہیں کی۔ میں منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی فرمائیں کہ پنجاب کے عوام آپ کی طرف اور ہماری گورنمنٹ کی طرف دیکھ رہے ہیں مشکل حالات میں مشکل حالات کا کوئی راستہ نکالنا اس کا کوئی سبب نکالنا مشکل سے نکلنا، اگر چار آدمی یہاں بیٹھیں اور خدانخواستہ یہ چھت گرنے والی ہو تو شور مچا کے سارے بھاگ سکتے ہیں اور اگر ایک آدمی کہتا ہے کہ نہیں اس جگہ آکر کھڑے ہو جائیں یہ اس pillar کی وجہ سے نہیں گرے گی تو نامناسب حالات میں جس کا دماغ کام کر جائے اُسے لیڈر شپ کہتے ہیں۔ میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ اس وقت لیڈر شپ کوالٹی کی ضرورت ہے ان کاشتکاروں کو جن کا معاشی قتل ہو رہا ہے چاہے وہ کسی کی بھی پالیسی تھی، اُنہیں سبسڈیز دی جائیں، اُن کے لئے کوئی سپیشل پلان بنایا جائے اور دنیا ساری میں کسی بڑے سے بڑے ملک میں دیکھ لیں وہاں آج بھی ڈیزل 50 percent rate میں اُنہیں مل رہا ہے۔

جناب چیئرمین !ہمارے ساتھ ہمسائے میں کاشتکاروں کو ملازم بھی دیئے جاتے ہیں جنہوں نے گائے بھینسیں رکھی ہوتیں ہیں اُنہیں تنخواہیں بھی گورنمنٹ دیتی ہے، ٹیوب ویل کی بجلی بھی اُنہیں فری ملتی ہے، بیج بھی اُنہیں گورنمنٹ دیتی ہے اور سپیشل کوٹے پر گورنمنٹ اُنہیں کھاد بھی دیتی ہے۔ ہمارے ہاں کوئی کنٹرول نہیں ہے جب کاشت کرنے کا وقت آتا ہے تو ہر چیز کا ریٹ آسمان سے باتیں کرتا ہے اور اس کی جو cost ہمیں پڑتی ہے اس سے ہمیں بازار میں پھر جو ریٹ مقرر ہوتے ہیں اس سے سستی مل جاتی ہے۔ ان معاملات کے تدارک کے لئے کوئی سپیشل کمیٹی بنائیں، میرے اپوزیشن کے دوستوں کو بھی بٹھائیں۔

جناب چیئرمین !اس کے لئے کوئی ہمیں کام کرنا ہے، ہمیں کچھ ڈلیور کرنا ہے، ہم یہاں شور ڈال کے اپنی اپنی پارٹی میں نمبر بنانے کے لئے نہیں آئے۔ جن کروڑوں عوام نے اُن پر، مجھ پر اور آپ پر اعتماد کیا ہے ان کی آنکھیں ہم پر لگی ہیں وہ دیکھ رہے ہیں۔ یہ دنیا کا جمہوری پارلیمانی سسٹم اس لئے نہیں ہوتا کہ ہم ایک دوسرے کی بے عزتی کر کے گھر چلے جائیں، یہ سسٹم ہمیں اس

دروازے تک لے کے جاتا ہے جس کی ایک پرچی ملکیت ہوتی ہے۔ میری اور اُس کی ایک پرچی جمہوریت کا حُسن یہی ہے اور دنیا کی پارلیمانی روایات ہمیں اس بات پر بتاتی ہیں سبق دیتی ہیں میں نے پہلی بار دیکھا ہے کہ جناب چیئر کو بھی یہ ہاؤس criticise کرتا ہے، دنیا کی پارلیمانی روایت میں یہ کہیں نہیں ہوتا۔ یہاں میں نے کل دوستوں کو اس بینچ پر ادھر کھڑے دیکھا یقین کریں رات دل خون کے آنسو روتا تھا۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر دوبارہ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، جناب شوکت راجہ!

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! جناب چیئرمین صاحب کا بھی شکریہ اور آپ آئے میں آپ کی اجازت سے یوں تو بہت ساری باتیں کرنے کو ہیں مجھے خوشی ہوئی اپوزیشن لیڈر نے تقریر کی میرے دوستوں نے بڑے سکون سے سنی۔ اُن کی باتیں ہم نے بڑے اعتماد کے ساتھ پیار کے ساتھ سنی پارلیمانی روایت میں دنیا کی جمہوریت یہ کہتی ہے کہ دوسرے کی سنیں اور اپنی کہیں جو آپ کو اختیار دیا ہے یا یہاں بھیجا ہے جو عزت آپ کے حلقے کے عوام نے دی ہے وہ اس لئے نہیں دی کہ ہم جا کر نعرے بازی اور ہلڑ بازی کریں اور criticise کرتے پھریں۔ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر اپنے حلقے، اپنے صوبے اپنی پارٹی کی نمائندگی کریں اور جتنا چاہے بولیں اور جتنا چاہے ایک پارلیمانی کردار کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر بات آپ کر سکتے ہیں۔ دوسری طرف سے بھی سننا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ قسمت والے ہوں گے جنہیں یہ ہاؤس اور یہ سپیکر اور یہ معاملات اس طرح ملے کہ وہ اپنی بات آپ کے سامنے پیش کر سکیں جب تک اس چیئر کی عزت نہیں ہو گی، اس چیئر کی قدر نہیں ہو گی اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے کسی ممبر کی بھی کوئی عزت نہیں ہو گی، کوئی قانون نہیں ہے ایک روایت کی بات آپ کو بتا رہا ہوں کہ برٹش اسمبلی کے سپیکر کے مقابلے میں کوئی پارلیمانی جماعت candidate کھڑا نہیں کرتی اُس کی نویں ٹرم ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! یہ صرف پارلیمانی روایت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہے میرے دوستو میں یہ بات آپ کی ذات کی نہیں کر رہا سیاسی باتیں جتنی اپوزیشن لیڈر صاحب نے کی ہیں اگر میں دو چار کروں تو آپ سن نہیں پائیں گے پھر شور ڈال دیں گے میں اسی وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ جب بات کرتے ہیں ہم

سنتے ہیں تو آپ بھی حوصلہ رکھیں یقین کریں، جب پرسوں آپ اس انداز میں یہاں سے باہر نکلیں جو لوگ اس کردار پر چاہے اس طرف سے بھی ہو، کسی کی عزت نہیں ہوتی ورنہ میں کہنے کو۔۔۔

جناب سپیکر: جی order in the House, no cross talk

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! ورنہ کہنے کو بہت ساری تاریخ کی بہت ساری باتیں ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، No cross talk sheikh sahib, this is no way of doing it.

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! یہ سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ چیئر کو address کریں۔ no cross talks

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! ساری دنیا میں تاریخ اُٹھا کر دیکھیں تو دو حکومتیں تین سال سات مہینے اور 23 دن چلیں [**********]۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ ایسے الفاظ نہ کہیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب حنبل ثنا کریمی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ جی، میں نے ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا ہے حافظ فرحت عباس صاحب، جناب حنبل ثنا کریمی آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں general discussion میں آپ اپنے seniors سے اس بات کو لے لیں یہاں شہباز رانا صاحب بیٹھے ہیں یہ معزز ممبر کا prerogative ہے جو وہ بات کر رہے ہیں member has the floor اور میری آپ معزز ممبران سے یہ درخواست ہو گی کہ please آپ crosstalk, slang, shouting نہ کریں آپ اپنی باری پر اس کا جواب دیں بڑے شوق سے دیں۔ جی، راجہ صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر ! بہت مہربانی ۔ میں بھی صرف یہی چاہتا تھا کہ میرے دوستوں میں یہ حوصلہ پیدا ہو۔یقین جانیں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ ان کو دیکھتا رہا ہوں کہ معزز ممبران اسمبلی ہوں اور چھوٹے چھوٹے معاملات میں Privilege Motion move کر رہے ہوں اس وجہ سے کہ یہاں ہمارے آپس کے معاملات ٹھیک نہیں ہوتے۔اسی وجہ سے ادارے اور افسران ہماری عزت نہیں کرتے ورنہ کسی کی جرات نہیں تھی کہ کسی اسمبلی کے ممبر کی طرف چاہے اس کا تعلق اپوزیشن سے ہو یا حکومت سے ہو کوئی محکمے کا افسر اُس کی طرف میلی آنکھ اُٹھا کر دیکھے۔

جناب سپیکر! یہ کوئی روایت نہیں یہ صرف ہمارے اپنے رویے نے یہ حالات پیدا کئے اور بہت سارے معاملات ایسے ہو جاتے ہیں جیسے نہ یہاں پر اعتماد میں لیا جاتا ہے نا وہاں پہ اعتماد میں لیا جاتا ہے اور پھر ہم صرف منہ تکتے رہ جاتے ہیں اسی وجہ سے مخالفت ضرور ہو گی۔ آپ کے نظریات کے ساتھ ہمارے نظریات نہیں ملتے آپ کی سوچ کے ساتھ ہماری سوچ نہیں ملتی، جس پارٹی سے آپ کا تعلق ہے ہمارا اُس سے تعلق نہیں ہے اپنے نظریات اپنی جگہ ڈٹ کر اپنی بات کرنے کا اختیار رکھیں اور جرات کے ساتھ بات کریں اور اس امید کے ساتھ کہ:

اس دیس پہ مولا کا کرم ہو کے رہے گا
یہ دَیس کسی روز حرم ہو کے رہے گا
زندانیو! گھبراؤ نہ اِس جور و جفا سے
سر جبر کا اکڑا ہوا خم ہو کے رہے گا
وہ وقت بھی آئے گا مظلوم پہ کوثر
جو ہاتھ بھی اُٹھے گا، قلم ہو کے رہے گا

جناب سپیکر: جی، جناب حسن ملک اپنی بات کریں۔

جناب حسن ملک: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ ایک حدیث شریف ہے کہ "مزدور کو اس

کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دے دو"علامہ محمد اقبال جنہوں نے ہمارے ملک پاکستان بنانے کا خواب دیکھا انہوں نے کہا کہ:

جس کھیت سے میسر نہ ہو دہقاں کو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر! ایک انگریزی کی proverb ہے" no farmers, no food, no future "اگر ہم ان تمام باتوں کو دیکھیں تو آج ہمارا کسان کہاں پر کھڑا ہے؟کسان global warming سے پہلے پریشان ہے، جب بارشیں ہمیں چاہئے ہوتی ہیں تو ہوتی ہی نہیں اور جب نہیں چاہئے ہوتیں تو وہ ہوتی ہیں اور global warming کا سب سے زیادہ شکار پاکستان ہے۔ ایک تاریخی جنگ خوشاب اور جہلم کے قریب Alexander the Great and Porus کے درمیان ہوئی اور اس جنگ میں جو decisive factor تھا وہ پورس کے ہاتھی تھے جو اپنی ہی فوج پر چڑھ دوڑے اور وہ جنگ ہار گیا آج بھی یقین جانیں کہ وہی صورتحال ہے حکومت کی شکل میں اور فارم 47 کی بنائی ہوئی اس حکومت کی شکل میں پورس کے ہاتھی دوبارہ ہمارے ملک پر چڑھ دوڑے ہیں۔ ہمارے ملک میں آج حالت یہ ہے کہ حکومت کی تمام تر توجہ اس بات پر ہے کہ عمران خان ہو، بشریٰ بی بی یا کوئی بھی ہو وہ جیل میں رہیں اور پابند سلاسل رہیں۔ حکومت کی priority یہ ہے کہ میاں اسلم اقبال یہاں پر آ کر حلف نہ لے سکیں اور وہ یہاں ہاؤس میں اپنی نمائندگی ادا نہ کر سکیں۔ آج جس طرح منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے گندم نہیں خریدنی اگر انہوں نے گندم نہیں خریدنی، انہوں نے مسائل نہیں حل کرنے تو ایسی حکومت میں بیٹھنے کا جواز کیا ہے اور ایسی حکومت کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ ہم تو پہلے ہی کہتے ہیں کہ یہ فارم 47 کی حکومت ہے لہٰذا ان کو فی الفور یہ حکومت چھوڑ دینی چاہئے۔ اس حکومت میں جہاں پر اتنی ناانصافیاں ہو رہی ہیں یہ شعر ثابت کرتا ہے کہ:

ہر سمت ظالموں کی خدائی ہے اے خدا
جینے کا حق بھی نہیں کسی بدنصیب کو
اس عہد نامراد میں رزق حلال کیا
عزت کی موت بھی نہیں ملتی غریب کو

جناب سپیکر! آج ہمارے حالات یہ ہیں کہ ہم تباہی کی طرف جا رہے ہیں اگر آج ہم نے اپنے کسان کی مدد نہ کی تو جس قیمت پر اس نے گندم اُگائی تھی اس کا کوئی پرسان حال نہ ہو گا۔ جس طرح کسانوں نے بجلی کے بل ادا کئے ہیں، جس مہنگی قیمت پر DAP کھاد اور یوریا کھاد خریدی ہے تو یقین جانیں اگر آج کسان کی دادرسی نہ کی گئی اور حکومت نے یہی کہا کہ کسانوں کے مسائل کو حل کرنا ہمارا مینڈیٹ ہی نہیں تو یقین مانیں کہ اگلی مرتبہ یہاں اس ملک میں کھانے کے لئے بھی گندم نہ ہو گی اور ہم crisis میں پھنستے چلے جائیں گے۔ آج اگر آپ دیکھیں تو کشمیر جل رہا ہے۔ پاکستان تحریک انصاف سے یہ بات شروع میں ہوئی تھی اس کے محب وطن لوگوں کے خلاف آپ لوگوں نے کیسز بنائے اور ناحق کیسز بنائے، ان پر ظلم و ستم کیا اور ان پر جبر کیا اور آج اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے کہ 90 فیصد پاکستانی عمران خان کے ساتھ اور تحریک انصاف کے ساتھ کھڑے ہیں؟ آج بھی اگر آپ کی یہ روش اور ڈگر تبدیل نہ ہوئی اور ظلم کا سلسلہ ایسے ہی چلتا رہا، کشمیر میں ظلم و ستم جاری رہا، کسانوں کو کچلا جاتا رہا، پورس کے ہاتھی کی طرح اگر یہ حکومت ہم پاکستانیوں پر ہی چڑھ دوڑی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ 90 فیصد پاکستانی جلد ہی 100 فیصد میں تبدیل ہو جائیں گے اور سب عمران خان اور تحریک انصاف کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ جن لوگوں نے ہمیں انصاف دینا تھا آج وہ خود انصاف کے لئے پکار رہے ہیں۔ آج ہمارے اوپر بھی یہ صادر ہے کہ ہم ایوان میں اپنی کوشش کریں، ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ ہم کسانوں کے ساتھ کھڑے ہوں لیکن اگر یہ حکومت کسانوں کی دادرسی نہیں کر سکتی تو ان کو چلے جانا چاہئے۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور ساغر صدیقی کے ان اشعار کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ آپ لوگوں کے لئے اور حکومت میں بیٹھے ہوئے تمام لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ:

برگشتہ یزداں سے کچھ بھول ہوئی ہے
بھٹکے ہوئے انسان سے کچھ بھول ہوئی ہے
تا حد نظر شعلے ہی شعلے ہیں چمن میں
پھولوں کے نگہباں سے کچھ بھول ہوئی ہے
جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی

جناب سپیکر! بلکہ میں تو کہوں گا کہ:

جس عہد میں لٹ جائے کسانوں کی کمائی
اس عہد کے سلطاں سے کچھ بھول ہوئی ہے

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ عمران اکرم صاحب اب آپ اپنی بات کر لیں۔

جناب عمران اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ایوان کے دونوں اطراف سے گندم پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے۔ گندم ہماری زرعی معیشت کا سب سے اہم جز ہے، ہماری 25 کروڑ کی آبادی کے اس ملک میں جو گندم کاشت ہوتی ہے اسی سے خوراک مہیا ہوتی ہے۔ زراعت وہ اہم جزو ہے جو ہماری جی ڈی پی میں اپنا 24 فیصد حصہ ڈالتا ہے۔ زراعت میں ہماری فصلیں جب انڈسٹری میں جاتی ہیں تو انڈسٹری کا 80 فیصد زرعی مصنوعات زراعت سے وابستہ ہیں۔ 70 فیصد ہماری لیبر فورس کا تعلق زراعت سے ہے، مگر آج المیہ یہ ہے کہ ہم زراعت کے سب سے اہم جزو گندم جس کی ہمیشہ سپورٹ پرائس announce کر کے ہماری حکومتیں کسان کو تحفظ دیا کرتی تھیں لیکن آج اس سے رُوگردانی کی جا رہی ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ بحث ہے بڑے عرصے سے جاری ہے اس میں ہماری حکومت نے بیجائی کے وقت کسان کو 3900 روپے سپورٹ پرائس آفر کی اور کسان نے اس آفر کو accept کیا اور as per law or contract یہ گورنمنٹ اور کسانوں کے درمیان ایک contract بن گیا تو یہ contract کی violation بھی ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ وعدہ خلافی بھی ہو رہی ہے۔ میں یہاں اس forum پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر خوراک نے وعدہ کیا تھا کہ ہم دو ملین ٹن گندم خریدیں گے، ہم چھ ایکڑ کے کسان سے گندم خریدیں گے، مگر وہ وعدہ بھی پورا نہیں کیا گیا اور ابھی تک ایک دانہ بھی نہیں خریدا گیا۔ پچھلے سال 3900 روپے سپورٹ پرائس اور اس سال بھی 3900 روپے سپورٹ پرائس ہے۔ Pesticides کی قیمتوں میں 39 فیصد اضافہ ہوا۔ Fertilizer کی قیمت میں 100 فیصد اضافہ ہوا۔ بجلی کے بلوں میں 100 فیصد کے قریب اضافہ ہوا، مگر المیہ یہ ہے کہ یہ سپورٹ پرائس بڑھانے کی بجائے اسی سپورٹ پرائس پر بھی کسان سے گندم خریدنے میں ابھی تک قاصر ہیں۔ ابھی تک اتنی بحث ہوئی ہے اور جناب وزیر خوراک نے بار بار اس بات کا اظہار کیا کہ ہماری حکومت گندم اس وجہ سے نہیں خرید پا رہی کہ ہم نے پچھلے سال

39 لاکھ ٹن گندم خریدی، جس میں سے 22 لاکھ ٹن گندم ہمارے گوداموں میں ابھی تک پڑی ہوئی ہے اور صرف 17 لاکھ ٹن گندم فروخت ہوئی ہے۔ ہم نے 384 بلین روپے کے قرض اٹھائے اور ان پر ہم نے مارک اپ ادا کیا اور چونکہ گندم نہیں فروخت ہوئی تو مارک اپ گورنمنٹ کے loss میں چلا گیا وہ کوئی 70 سے 80۔ ارب روپے اس calculation کے مطابق مارک اپ بنتا ہے تو حکومت کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے اگر کل کو خدانخواستہ سیلاب آئے یا کوئی طوفان آجائے تو حکومت کہے کہ ہمارا خرچہ بڑھ گیا ہے، ہماری cost بڑھ گئی ہے تو کیا ہم crisis کو اسی طرح سے manage کریں گے؟ حکومتیں معیشت، کسان اور عوام کو بھی سنبھالتی ہیں، ایک balance create کیا جاتا ہے اور معاملات کو چلایا جاتا ہے، یہ تو نہیں کہ ہم calculator پکڑ کے بیٹھ جائیں چونکہ ہمیں loss ہو رہا ہے تو ہم مزید loss اٹھا نہیں سکتے، تو کون اٹھائے گا، کس طرح ہمارے ملک کے معاملات چلیں گے؟ اگر ایکسپورٹ کو دیکھا جائے تو ہماری 30 بلین ڈالر کی ایکسپورٹ ہے، اس کے مقابلے میں 60 بلین ڈالر کی امپورٹ ہے، اتنا بڑا gap ہے اور ہمارے پاس ایکسپورٹ کرنے میں 80 فیصد شیئر زراعت کا ہے۔ جب ہمارے ملک کی تمام معیشت کا انحصار ہی زراعت پر ہے تو ہم اگر اسی سے غفلت برتیں گے تو ہم معاملات کو کس طرح سے چلائیں گے، اس ملک کی معیشت کو کس طرح چلائیں گے، ہمارے ملک کی آمدن پہلے ہی کچھ نہیں ہے، ہمارے ہاں ملک کی آمدن نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا trade deficit ہمیشہ بہت زیادہ رہا ہے، ہم آئی ایم ایف سے قرضے rollover کر کے اس ملک کا نظام چلا رہے ہیں، ہم بجائے اس کے کہ زراعت کی ترقی کے لئے کچھ کریں ہم ایک پانچ سالہ منصوبہ بنائیں جس کے تحت ہم ملکی زراعت کو دگنا کریں اور ہم uncultivated areas کو under cultivation لے کر آئیں۔ ہم کسانوں کو سہولیات دیں تاکہ ہمارے ملک کی آمدن بڑھے، ہماری زراعت کی آمدن بڑھے، یہ پیداوار یہ فصلیں double ہوں تاکہ ہمارے ملک کی آمدن بڑھے، ہمارے ملک پر جو قرضوں کا بوجھ ہے وہ کم ہو تاکہ ہمارے ملک میں standard of living بہتر ہو، ہمارے کسانوں کا standard of living بہتر ہو، ہمارے عام آدمی کا standard of living بہتر ہو لیکن یہاں تو صورتحال یہ ہے کہ کسی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی جا رہی۔ ابھی ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے ہمارا 600 بلین کا ڈویلپمنٹ بجٹ ہے، ہم 60۔ ارب لے کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمیں 60۔ ارب روپیہ اضافی cost پڑ رہی ہے. ہمیں کہیں

سے تو cut لگانے پڑیں گے کہیں سے تو چیزوں کو manage کرنا پڑے گا، بحران تو آتے ہیں ہمیشہ آئیں گے آگے بھی آئیں گے لیکن ہماری crisis management کا کوئی نہ کوئی criteria تو ہونا چاہئے کہ ہم کس طرح سے ان بحرانوں سے نمٹیں گے۔

جناب والا! یہ تو ابھی گندم کا بحران ہے خدانخواستہ کوئی اور بڑا بحران آ گیا تو ہم کیا کریں گے؟ اس ایوان میں بار بار یہ کہا گیا ہے اور تجاویز دی گئیں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے، یہ اتنا معمولی مسئلہ نہیں ہے، ٹھیک ہے ہم نے روٹی کی قیمت کو کم کر دیا، کیا گورنمنٹ نے کوئی سبسڈی دے کر روٹی کی قیمت کم کی ہے؟ نہیں۔ ہم نے کسان کا گلا دبا کر روٹی کی قیمت کم کی ہے. پھر کسان کی compensation کے لئے کوئی پروگرام نہیں ہے، ہمارے ملک میں تین فرٹیلائزر کمپنیوں کی monopoly ہے وہ تینوں کمپنیاں مل کر فرٹیلائزر کی ایسی پالیسیز بناتی ہیں کہ ایک طرف وہ یوریا کے ساتھ ڈی اے پی اور نائٹروفاس کو tie up کرتی ہیں اور ultimately اس کی cost بڑھا دی جاتی ہے۔ آج سے تین چار سال پہلے ان کمپنیوں کا منافع پانچ چھ ارب روپے سالانہ تھے لیکن ابھی پچاس پچاس ارب روپے ہے۔ تین کمپنیوں نے کسانوں سے ڈیڑھ سو ارب روپیہ کما لیا ہے۔ ظلم یہ ہو رہا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے، ہمارے پاس کوئی crisis management نہیں ہے کہ ہم کس طرح کسان کو ریلیف دیں گے؟ بجلی کی قیمتیں double ہو گئی ہیں، زرعی ادویات والوں نے اندھیر مچایا ہوا ہے جب ان کی مرضی ہوتی ہے قیمتیں بڑھا لیتے ہیں. ہم کدھر سے کسان کو انصاف دیں گے؟ ہم کدھر سے معاملات ٹھیک کریں گے؟ ہمیں کہیں نہ کہیں پر کسی نہ کسی stage پر معاملات کو دیکھنا پڑے گا تب ہی ہم اس ملک کو آگے بڑھا سکتے ہیں، اس صوبے کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بے روزگاری کی شرح روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! Wind up کریں۔

جناب عمران اکرم: جناب سپیکر! یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں لوگوں کا income level کم ہے جرائم بڑھتے جا رہے ہیں، حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں. ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ ہماری جو معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے ہم اسے بچائیں، اس کو ترقی دیں، آنے والے وقت میں، اگلے پانچ سالوں میں ایسے منصوبے لے کر آئیں کہ ہماری معیشت بہتر سے بہتر ہو. ہم خرابی کی طرف ہیں اور

یہ لمحہ فکریہ ہے، گندم کا crisis جو 70/60 ارب روپے کی cost زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے، ہم تو کیلکولیٹر لے کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہماری cost بڑھتی ہے اور صوبے پر وزن پڑتا ہے اور ہم کس طرح سے معاملات چلائیں گے۔ اگر long term چلنا ہے ایسے تو آنے والے وقت میں کسان گندم کاشت نہیں کرے گا اور ہمیں مزید گندم import کرنا پڑے گی۔ آج ہم نے ایک بلین ڈالر بلا وجہ ضائع کر دیا ہے اور آئندہ پتا نہیں کتنے بلین ڈالر ضائع کرنا پڑیں گے۔ ہمارا تو پہلے ہی balance of paid نہیں ہے ہم تو بین الاقوامی اداروں سے ڈالر پکڑ کر اپنے balance of paid کو پورا کرتے ہیں اور ان کی سخت سے سخت شرائط مانتے ہیں تو کس طرح ہم معاملات چلائیں گے۔ میری گزارش ہے کہ حکومت کو اس معاملے کو serious لینا چاہئے۔ اگر باقی کسی پروگرام میں cut لگانا پڑتا ہے، کہیں پر اخراجات کو کم کرنا پڑتا ہے، کہیں ڈویلپمنٹ کا کوئی پروگرام روکنا پڑتا ہے تو خدارا میری یہ استدعا ہے کہ کم از کم گندم پر کسانوں کو confidence دیں کہ حکومت آپ کے ساتھ کھڑی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! شکریہ جناب حسن اقبال بٹر!

جناب حسن علی: جناب سپیکر! شکریہ، میں آج بحث کا آغاز گندم کی procurement پالیسی سے شروع کروں گا کہ بنیادی طور پر یہ کسان مکاؤ پالیسی ہے، یہ procurement کی کوئی پالیسی نہیں ہے ہمارے ہاں تو نئے نئے slangs بن رہے ہیں، کل کچھ لوگ آئے ہوئے تھے تو کہتے ہیں کہ پہلے ہوندا سی کہ جنہاں دے گھر دانے اونہاں دے کملے وی سیانے، ہن ہو گیا اے جنہاں دے گھر دانے او آپ نمانے۔ لوگ بہت زیادہ پریشان ہیں، ہمارے پاس لوگ آتے ہیں، میں وزیر صاحب کو بتانا چاہوں گا کہ مجھے اس بندے کی فکر ہوتی ہے جو دس بیس ایکڑ کا زمیندار ہوتا ہے اور وہ آڑھتی سے چھ مہینے سال کا قرضہ لے کر اپنے گھر کا خرچہ چلاتا ہے اور آج وہی لوگ جو یہ سوچ کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمیں چار ہزار روپے قیمت ملے گی لیکن وہ -/2300/2200 روپے میں اپنی گندم فروخت کر رہے ہیں۔ میرے لوگ کہتے ہیں کہ کیا یہ کسان کی معاشی استحصالی نہیں ہے کہ ایک Fajita flavor کا large pizza -/2800 روپے کا ہے اور ہماری گندم ایک من بھی -/2400 روپے کی نہیں بک رہی، آج ہمیں کسانوں پر ترس آتا ہے۔ جو معاشی استحصالی اور

جو بد دعائیں کسانوں کی لی جا رہی ہیں میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح سے زیادہ دیر یہ چیزیں چل سکتی ہیں۔ سسٹم کو چلانے کے لئے کسانوں کے ساتھ بات کرنی چاہئے مگر کسی بھی فورم پر ان کی آواز نہیں سنی گئی بلکہ دوسری طرف ان کی آواز دبانے کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! جب بھی کسانوں کی بات آئی تو میر الیڈر عمران خان ڈیرہ غازی خان میں جا کر ملتان میں جا کر کسانوں کے ساتھ بیٹھا ان سے بات ہوئی ان کے مسائل سنے اور پھر ان پر solutions بھی دیئے گئے۔ گندم پر حکومت کی مبہم پالیسی ہے پہلے تو اس پر clarity آنی چاہئے لیکن آج تک وزیر صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ آیا واقعی ہم گندم خریدیں گے یا نہیں خریدیں گے۔ اس کے بعد solutions کی بات ہوتی ہے، solutions پر سب سے زیادہ important بات یہ ہے کہ اگلی فصل آ رہی ہے اس میں دیکھا جائے کہ مونجی کا سیزن آ رہا ہے اس میں کسانوں کو کیا facilitate کر سکتے ہیں، گندم تو چلی گئی اب وہی سٹاکئے لوگ -/4500/4000 روپے فی من گندم بیچیں گے۔ مگر کیا کسانوں کو سستا ڈیزل ملے گا؟ کیا کھادوں کے ریٹ کم کئے جائیں گے؟ کیا کھادیں اسی طرح سے ملیں گی یا پھر وہ سٹاکیوں کی طرف جائیں گی؟ یہ بہت ضروری چیز ہے جس پر focus کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آخر میں شوکت صاحب کی نذر ایک شعر عرض کر کے اجازت چاہوں گا۔ شاعر نے بڑے دھیان سے اور سوچ سمجھ کر کہا تھا:

لشکر بھی تمہارا سردار بھی تمہارا
تم جھوٹ کو سچ لکھ دو اخبار بھی تمہارا
دور ظلمت زیادہ نہیں رہنے والا
غریبوں کا خون زیادہ نہیں بہنے والا
ان اندھیروں کا جگر چیر کر نور آئے گا
تم ہو فرعون تو موسیٰ بھی ضرور آئے گا
بہت شکریہ

جناب سپیکر: موسیٰ ساریاں دا اپنا اپنا ای اے۔ جناب ذوالفقار علی شاہ!

جناب ذوالفقار علی شاہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم.بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں جو گندم والا مسئلہ ہے the ship has sailed it's been too late جو damage ہونا تھا وہ ہو چکا ہے let's put a method to this madness جو ہونا تھا وہ ہو گیا تو اب کیا کیا جائے۔ میں کوئی snide remarks نہیں دے رہا بلکہ میں serious بات کر رہا ہوں اور میری تجویز یہ ہے کہ اب آپ procurement نہ کریں۔ اگر اب آپ procurement کریں گے تو آپ آڑھتی کو feed کریں گے۔ اگر آپ نے اب procurement کرنی ہے تو open مارکیٹ سے کریں let's save the government exchequer, let's be serious about it اور اگر آپ نے واقعی کسان کے ساتھ ہمدردی کرنی ہے at some level آپ feel کرتے ہیں کہ آپ کے دل میں کسان کے لئے کوئی نرم گوشہ ہے تو اس کو directly compensate کر دیں جو difference ہے وہ اسے directly pay کر دیں۔ آپ چیک کر لیں کہ کس نے کتنی گندم لگائی ہوئی ہے اسے دے دیں۔ اب ہم بار بار ایک ہی لکیر کو پیٹتے جا رہے ہیں جنہوں نے گندم بیچنی تھی جن کے پاس تھی انہوں نے بیچ دی ہوئی ہے۔ اب کوئی لے کر نہیں بیٹھا ہوا۔ اب اگر کوئی لے کر بیٹھا ہوا ہے تو مل مالک لے کر بیٹھا ہوا ہے، investor لے کر بیٹھا ہوا ہے اور جب کوئی طریق کار آئے گا تب وہ پھر استعمال کرے گا اور کرپشن کا ایک بازار گرم ہو جائے گا۔ تو میری seriously suggestion ہے کہ آپ procurement نہ کریں بلکہ اسے ختم کریں let's kill it آگے دیکھ لیں گے جو بچ گیا وہ بچ جائے گا جو مارا گیا وہ مارا جائے گا free markets کا یہی اصول ہوتا ہے، supply and demand ہوتی ہے جو کمزور ہوتا ہے اس کو kill کر دیا جاتا ہے۔ کام کرنے والا اور جو efficient ہوتا ہے وہ بچ جاتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایک ruthless system ہے لیکن sometimes no governance is better than bad governance. Let's accept it. ہم نے اگر کام کرنا ہے تو let it do اب allegedly مجھے علم نہیں کہ یہ بات درست ہے یا نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب ورلڈ کپ ہوا تھا تو پولیس کھلاڑیوں کی حفاظت کے لئے involved تھی، پولیس ملازمین ادھر ڈیوٹی دے رہے تھے اور ان دنوں میں crime کم ہو گیا تھا۔ یہ ہماری capabilities اور طریقے ہیں تو میرے خیال میں sometimes is better than to let go.

جناب سپیکر! اب میں یہ کہوں گا کہ جو ہونا تھا ہو چکا، جو بے عزتی ہونی تھی ہو چکی اور جو غلطیاں ہونی تھیں وہ ہو چکی ہیں۔ Let's not add to it. Let it go. اگر آپ نے کسان کی مدد کرنی ہے تو کریں لیکن یہ نظر آئے کہ آپ نے کسان کی مدد کی ہے۔ کسان کو directly compensate کر دیں۔ آپ کسان کی فی ایکڑ جتنی مدد کرنا چاہتے ہیں اسے direct اس کا چیک دے دیا جائے۔ میرے خیال میں you will save a lot of money اور اگر آپ چھ ایکڑ زمین رکھنے والے کسان کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو اسے direct compensate کریں۔ یہ میری تجویز ہے۔ میں بڑی تکلیف میں یہ بات کر رہا ہوں but I have to say بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب جناب جنید افضل ساہی بات کریں گے۔

جناب جنید افضل ساہی: جناب سپیکر! کچھ دیر پہلے جناب احمد خان بھچر نے بات کرتے ہوئے بتایا ہے کہ نگران حکومت اور اس موجودہ حکومت میں کوئی فرق نہیں ہے صرف چہرے بدلے ہیں۔ میں بتانا چاہوں گا کہ چہرے بھی نہیں بدلے بلکہ انہوں نے صرف کپڑے بدلے ہیں۔ اس کی مثال میں اس طرح دوں گا کہ اس حکومت کی طرح کے دو اشخاص ایک چھپڑ میں گر گئے۔ وہ چھپڑ سے نکلے اور ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ آگے فرحت عباس جیسے ایک مولوی صاحب تھے اس نے انہیں بتایا کہ آپ پاک ہو کر اور کپڑے بدل کر مسجد میں آئیں۔ وہ دونوں موصوف باہر جاتے ہیں اور آپس میں کپڑے بدل کر واپس آ جاتے ہیں۔ پچھلے پانچ اجلاسوں میں حکومت ہم سے مشورے مانگتی رہی کہ گندم کی خریداری کے لئے کیا اقدامات کئے جائیں لیکن انہوں نے اپنی فہم و فراست کے مطابق آج کے دن تک کچھ نہیں کیا۔ ہماری طرف سے جتنے مشورے دیئے گئے ان سب کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا۔ ابھی وزیر خوراک نے دوبارہ policy statement دی ہے اور بڑے اچھے طریقے سے یہاں پر بتایا ہے کہ چھ ایکڑ کا کسان یا چھوٹا زمیندار تو اپنی گندم فروخت کر چکا ہے تو سانپ نکل گیا اور اب ہم صرف اور صرف لکیر پیٹنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں تقریریں اور بھاشن اسی طریقے سے دیئے جائیں گے اور حکومت کی طرف سے دوبارہ policy announce کی جائے گی لیکن اس policy کی implementation نہیں ہو گی۔ گندم کی procurement کے حوالے سے ایوان میں پہلے discussion ہوئی اور حکومت کی

پالیسی بتائی گئی کہ چھ ایکڑ رکھنے والے کسان یا چھوٹے زمیندار کو facilitate کیا جائے گا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ وہ وقت گزر گیا اور کسان اپنی گندم کی فصل سستے داموں منڈیوں میں فروخت کر کے فارغ ہو چکا ہے اور آج ہمیں بتایا جا رہا ہے حکومت بالکل گندم procure کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس حوالے سے ظفر اقبال صاحب کا ایک شعر عرض کروں گا کہ:

جُھوٹ بولا ہے تو اس پر قائم بھی رہو ظفر
آدمی کو صاحبِ کردار ہونا چاہئے

جناب سپیکر! اس حکومت کی seriousness ہم دیکھ چکے ہیں۔ گندم کی procurement کے حوالے سے ہم جتنی بھی تقریریں کریں گے اور اس بابت حکومت جو policy announce کرے گی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کم از کم آئندہ آنے والی فصلوں کے لئے کوئی بہتر انتظام کر دیا جائے اور کسانوں کو کچھ relief دے دیا جائے۔ حکومت کا سارا focus اس چیز پر ہے کہ ہر معاملے پر ٹوکری ڈال دی جائے۔ ہم لوگوں کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ ہم یہاں پر تقریریں کر کے چلے جاتے ہیں اور حکومت on the floor of the House جو policy announce کرتی ہے اس پر implementation نہیں کیا جاتا۔ یہاں پر فرمان جاری کئے جاتے رہے ہیں اور ان پر جو عمل درآمد ہوا ہے وہ سب آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! کم از کم اس بات کو ensure کروائیں کہ حکومت کی طرف سے on the floor of the House جو statement دی جاتی ہے وہ جُھوٹ پر مبنی نہ ہو۔ پنجاب کی عوام اور کسان بُری طرح سے رُل چکے ہیں۔ پاکستان اور پنجاب کی عوام اور کسانوں نے پاکستان تحریک انصاف اور عمران خان کو ووٹ دیئے ہیں۔ اگلی دفعہ انشاءاللہ تعالیٰ وہ دوبارہ بابا بُلھے شاہ کی اس نصیحت پر عمل کریں گے کہ:

کاغذ اُتّے اگ نہ رکھیں پا گل دے سر پگ نہ رکھیں
بُلھے شاہ دی من لے سنگیا ملک دارا کھاٹھگ نہ رکھیں

جناب سپیکر! آخر میں صرف ایک گزارش مزید کرنا چاہوں گا کہ پہلے کسانوں کا معاشی استحصال کیا گیا، اس کے بعد انہیں ناجائز پرچوں کے اندر گرفتار کیا گیا اور ان کے اوپر لاٹھی چارج

کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسانوں نے پاکستان تحریک انصاف کو ووٹ دیئے تھے اور حکومت اس چیز کا غصہ کسانوں پر زیادتی کر کے نکال رہی ہے۔ اس سرکار کو پنجاب کی عوام نے mandate نہیں دیا بلکہ ان کو پاکستان تحریک انصاف کا ووٹ چوری کر کے دلوایا گیا ہے۔ اس لئے یہ عوام کا استحصال کر رہے ہیں۔ خُدارا! ان کو بتائیں کہ کسی کو تقریروں کے اندر یزید کہنے سے کوئی یزید نہیں بنتا۔ ان کے اعمال اور کرتوت ثابت کریں گے کہ حسینیت کا علمبردار پاکستان تحریک انصاف کا قائد عمران خان ہے اور یزیدیت کی علمبردار یہ پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب محترمہ ذکیہ شاہنواز بات کریں گی۔

MS ZAKIA KHAN: Mr Speaker! Thank you so much I just need to say few words, if you allow me to speak in English۔

MR SPEAKER: Yes you can.

MS ZAKIA KHAN: I just wanted to say that we had a very lengthy discussion on wheat and we are blaming. The Opposition is blaming the Government for everything, the minister, the government we are not responsible for the crisis. We got and we inherited the crisis. The crisis was inherited because when the import of wheat was decided and that policy I feel was not beneficial for our country or for Punjab and we are suffering due to that, but on the other hand I would say that by the blame game we are not going to achieve anything. The crisis is there, it's the duty of the government, we will In Sha Allah try and resolve it. I am sure the minister, the government and everybody is going to put their heads together that how to take care of the farmer. Farmer is very important. It is the backbone of Pakistan.

Agriculture is your backbone and we just cannot let their morale go down or let them suffer financially where they cannot grow the next crop. We have to think of a solution, a way where they can have the next crop and their morale is raised. At the moment of crisis in which they are going, we have to pull them up by some method, some way because we cannot afford to harm our backbone. You look across the border, you look at the policy across the border, the farmer on the other side of Punjab they are providers of food. Our farmers of Punjab are also provider of food for whole of Pakistan and for the whole of Punjab.

تو ہم نے کسان کا خیال رکھنا ہے۔ کسان کا دل اس وقت ٹُوٹا ہوا ہے۔ یہ جو کچھ ہوا ہے اس میں ہمارا قصور نہیں ہے، حکومت کا قصور نہیں ہے اور اس میں ہمارے وزیر خوراک کا قصور نہیں ہے۔ یہ crisis ہم کو ورثہ میں ملا ہے لیکن اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو resolve کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ سے بہتر اس کو کوئی نہیں سمجھ سکتا کیونکہ آپ خود بھی کسان ہیں اور دیہات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم حزب اختلاف کے ساتھیوں کی عزت کرتے ہیں۔ وہ بھی concerned ہیں کیونکہ وہ بھی اسی پاکستان کا حصہ ہیں اور ہم بھی ہیں۔ میں ایک درخواست حزب اختلاف کے ساتھیوں سے بھی کروں گی کہ آپ ایسے ہی blame game نہ کیا کریں البتہ کوئی جائز بات ہو تو ضرور کیا کریں۔ ہم نے اس ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھنا ہے اور اس ہاؤس کے ادب و آداب کو ملحوظ رکھنے میں حزب اختلاف کا بھی ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ They also have to respect the House. یہ جو ہم نے ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرنا شروع کر دی ہیں یہ مناسب نہیں، sometimes دونوں اطراف سے زیادتی ہو جاتی ہے تو اس کو کنٹرول کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! آپ اس اسمبلی کے custodian ہیں۔ You are a such honorable person and you control the House so well. ہم حزب اختلاف کے ساتھیوں سے بھی request کریں گے کہ آپ maturity دکھائیں۔ جس طرح ہم نے اپوزیشن لیڈر کی speech

خاموشی اور غور سے سُنی ہے آپ بھی اسی طرح شور شرابے کو چھوڑیں اور maturity کی طرف جائیں۔ ملک میں crisis کے اوپر crisis آتے جارہے ہیں ان crisis کو ہم نے اور آپ نے مل کر resolve کرنا ہے۔ جو بھی ہو گیا الیکشن میں کبھی ہار ہوتی ہے اور کبھی جیت ہوتی ہے لیکن ہم نے اس ملک کو مل کر چلانا ہے۔ خدا کا واسطہ ہے اس ایوان کو وہ عزت دیں جو اس ایوان کی عزت ہمیشہ ہوتی تھی اور ہم نے اور آپ نے مل کر اس ایوان کو عزت دینی ہے۔

Thank you so much Speaker Sahib. I just wanted to say few words and that is all. The crisis has to be resolved. We have to take care of the farmer; we will not keep quiet about it میں دوبارہ کہتی ہوں کہ حکومت کا اس میں قصور نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب انصر ہرل!

جناب محمد انصر اقبال: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم O بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ باوجود اس کے کہ ہماری حکومت گندم کا نام ہی نہیں سُننا چاہتی تھی آپ نے اس issue کو پانچویں بار ایجنڈے پر رکھا۔ آپ نے گندم کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر بات کرنے کا موقع دیا اس پر میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اسی floor پر جب opening speech کی تھی تو اُس وقت انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس 23.5 لاکھ میٹرک ٹن گندم پہلے ہی پڑی ہے اس لئے ہم گندم نہیں خرید سکتے۔ اُس دن ہم سب لوگ اس ایجنڈے پر آئے تھے کہ 39 سو روپے فی من گندم کا ریٹ رکھا گیا ہے تو ہم کسان کے لئے اس supporting price میں اضافہ کروائیں گے لیکن وزیر موصوف نے ہمیں یہ بتایا کہ ہمارے پاس گندم پڑی ہے۔ یہاں پر سوال کیا گیا کہ آپ کے پاس وہ گندم کہاں سے آئی تو وزیر موصوف کا جواب تھا کہ یہ federal government نے منگوائی ہے میں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ اسی ایوان میں ایک معزز رکن نے پوچھا کہ پتا چلا ہے کہ وہ گندم خراب ہے اُس میں کیڑے ہیں تو اُس کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ

وہ گندم private companies لائی ہیں لہذا میں اُس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس ایوان میں اسی گندم کے حوالے سے بڑا شور مچا تو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد نے ایک بیان دیا کہ اس پر باقاعدہ ایک انکوائری کر کے بتایا جائے کہ یہ گندم مارچ میں کس لئے منگوائی گئی جب کہ ہماری اپنی فصل آ رہی تھی تو ہم نے تین چار پانچ دن بڑا شور سُنا کہ کوئی انکوائری ہو رہی ہے لیکن ابھی ہمیں کچھ پتا نہیں کہ کوئی انکوائری ہوئی ہے یا اس پر کوئی output ہے۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ اُس درآمدی گندم نے کسان کا جو حال کر دیا ہے اور کسان جس طرح بد دعائیں دے رہا ہے لیکن آج ہمیں اپنی closing speech میں یہ بتا دیں کہ یہ ہوا کیا تھا کہ اچانک کیسے گندم آ گئی ہے؟ جب کہ ہماری فصل آ رہی تھی اور یہ گندم کس نے منگوائی؟ کم از کم ہمیں اتنا پتا چل جائے اور ہم کسان کو تھوڑی سی تسلی دے سکیں کہ باہر سے یہ کوئی حکومت آئی تھی اُنہیں پتا نہیں تھا کہ یہاں پر گندم کب آتی ہے اور کتنی ہوتی ہے تو انہوں نے باہر سے گندم منگوالی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے اُس وقت کے نگران وزیر اعظم کا ایک انٹرویو بھی سُنا ہے جس میں اُن سے سوال کیا گیا کہ مارچ میں آپ نے جب گندم منگوائی تو وہ 22 دن کا transit تھا تو وہ گندم 8 دن میں کیسے پہنچ گئی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کو پتا نہیں کہ فرانس نے ایسے vessel بھی تیار کر لئے ہیں جو بہت speed سے چلتے ہیں۔ وہ 22 دن کا transit سات دن میں طے کر لیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اُس special جہاز پر گندم لانے کی کیا emergency تھی اور اگر اُس special جہاز پر گندم منگوائی گئی ہے تو اُس کا freight بھی یقیناً چار گُنا زیادہ ہو گا؟ یہاں کوئی emergency نہیں لگی ہوئی تھی کہ ہمیں گندم کی اتنی ضرورت تھی کہ وہ 7 دن میں آئے۔ اس پر بہت سارے سوال اُٹھتے ہیں تو میں دوبارہ repeat کرتا ہوں کہ وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ وہ ہمیں کم از کم یہ بتا دیں کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ وہ گندم کیسے آ گئی؟ کس نے منگوائی؟ اُس میں کیا فائدہ تھا؟

جناب سپیکر! آج پھر جب opening speech تھی تو وزیر موصوف نے کہا کہ ہم plan کر رہے ہیں کہ ہم کچھ گندم خریدیں۔ کاشت کار بالکل مر چکا ہے میرا علاقہ کوٹ مومن ہے اُس علاقے کے 80 فیصد سے زیادہ لوگوں کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی ہے۔ ہم اپنے حلقوں میں جا کر لوگوں سے جب ملتے ہیں تو یقین جانیئے اس میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ لوگ بہت بُری حالت

میں ہیں کیونکہ اُنہیں مونجی کی پچھلی فصل میں بھی بہت نقصان ہو چکا ہے اور گندم کے اُنہیں 24 سو یا 25 سو روپے کا ریٹ دیا جا رہا ہے۔ اب وہ یہ بھی afford نہیں کر سکتے کہ وہ اپنی گندم کو ہفتہ یا دس دن کے لئے رکھ لیں۔ یہ افواہیں بھی چل رہی ہیں کہ ابھی middleman فائدہ اُٹھائے گا اور بعد میں ریٹ بڑھ جائے گا۔ پانچ چھ ایکڑ کا کاشت کار گندم سٹور نہیں کر سکتا اُس نے گندم بیچنی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب کسان اپنی گندم 25 سو یا 26 سو روپے میں بیچ لے گا اور پھر گندم کا ریٹ زیادہ ہو جائے گا اس میں middleman آ جائے گا، سمگلنگ شروع ہو جائے گی تو اس کسان کے ساتھ ایک اور بڑی زیادتی ہو گی پھر وہ سوچے گا کہ کاش! میں اپنی گندم کو رکھ لیتا۔ اس کا کوئی اس طرح کا mechanism بنایا جائے کہ اُس بے چارے کسان کے ساتھ ایک اور زیادتی نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اُسی کسان کا ایک message یہاں پر دینا چاہتا ہوں اُن سے جب بھی ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ جب اسمبلی میں جائیں تو ایک پیغام دے دینا کہ:

تینوں ظلم کرن توں ڈکنا نئیں بس اِکو گَل سمجھانی اے
ویلے دی اِہ واگ نی ویریا اِک دِن ساڈے ہتھ وی آنی اے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب غلام مرتضیٰ صاحب!

جناب غلام مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آج ایوان کی طرف سے پنجاب کے کسان کو یہ gesture جاتا کہ یہ ایوان سیاسی پارٹیوں سے بالاتر ہو کر آج کے دن پوری کابینہ یہاں پر بیٹھی ہوتی، حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے تمام ممبران کی آج یہاں پر بھرپور حاضری ہوتی تو اس سے ہم اپنے کسان کو کم از کم یہ message دے سکتے تھے کہ یہ ایوان آپ کے اس دُکھ اور اس درد میں شریک ہے۔ میں تو اعترافِ جُرم سمجھتا ہوں کہ اگر ہم صرف اتنا ہی کہیں کہ حزب اختلاف اس بات پر خوش ہے کہ حکومت کو tough time ملنے جا رہا ہے اور ہم صرف دفاع کے بیانات دیتے رہیں تو یہ کافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! وزیر خوراک کی competency میں کوئی شک نہیں ہے اُن کے اس مؤقف سے بھی اتفاق ہے کہ وقت گزر گیا ہے اب اگر خریداری کی جاتی ہے تو زمیندار کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ملنے والا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر یہ کوتاہی کی گئی ہے اس سے آنکھ بند کرنے کا پتا نہیں کوئی مشورہ ہے یا مجبوری ہے۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ اس طرح سے کوتاہیوں کا ادراک کئے بغیر اور اُس کی جزا سزا کو قائم کئے بغیر ان معاملات کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ میں تو ضروری سمجھتا ہوں کہ جس کی طرف سے یہ غفلت اور یہ ظلم کیا گیا ہے یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے اس نظریئے اور اس نیت کے ساتھ اس کی نشاندہی بھی ہونی چاہئے کہ آئندہ اس طرح کی سنگین کوتاہی دوبارہ دہرائی نہ جائے۔ ہم سب کو احساس ہے کہ مشکل ترین کمائی ہمارا زمیندار کرتا ہے۔ جن حالات سے گزر کر وہ اپنے بچوں سے بڑھ کر اپنی فصلوں کی نگہداشت کرتا ہے۔ بارہ ایکڑ کے زمیندار کے بچوں کے تن پر ہمیں ڈھنگ کا کپڑا نظر نہیں آتا۔ اُس بے چارے کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ دو وقت کی روٹی کے علاوہ کچھ سوچ بھی سکے۔ وہ اتنی مشکل سے جب اپنی فصل کو پال لیتا ہے وہ ایک ایک دن اس آس اور اُمید کے ساتھ گزارتا ہے کہ فصل تیار ہو گی تو اپنے گھر کی ضرورتوں کو پورا کر سکوں گا لیکن جب اُن کو اپنی فصل بیچنے کا وقت آیا تو اس زمیندار کا قصور کیا ہے؟ آج یہاں سے اگر ہم خاموشی سے چلے جائیں تو ہم نے اُنہیں بتانا ہے کہ اُن کا قصور نہیں ہے جہاں سے یہ قصور ہوا ہے اور جہاں سے کوتاہی ہوئی ہے۔ اس کا احساس کرتے ہوئے آئندہ کے لئے اسے روکنے کا بندوبست کرنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ہو چکا ہے وہ تو ہو گیا۔ اگر ہم خریداری نہیں بھی کر سکتے تھے تو پرائیویٹ مارکیٹ کے ریٹ کو تو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت اپنا کردار ادا کرے۔ یہ اعلان نہ کیا جاتا کہ ہم گندم خریدنے نہیں جا رہے تو شاید پرائیویٹ مارکیٹ میں ریٹ نسبتاً stable رہتا۔ یہ پیغام جب مارکیٹ میں آڑھتی کے پاس گیا ہے کہ گندم کی خریداری نہیں ہونی تو ریٹ 39 سو روپے سے گرا اور 26 سو، 27 سو یا 28 سو روپے سے زیادہ نہیں مل رہا۔ آنے والے دنوں میں کسی نے 25 سو روپے فی من گندم نہیں خریدنی۔ اس کا حل گورنمنٹ کر سکتی ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس کا زمیندار کے پاس حل نہیں ہے کہ وہ جا کر اپنی گندم export کرے۔ چھوٹے زمیندار کے پاس تو holding power ہی نہیں ہے کہ وہ اپنی مارکیٹ میں ریٹ زیادہ ہونے کا انتظار کر سکے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ آئندہ آنے والی فصلوں کو ضرور دیکھے۔ یہ تکلیف تمام زمینداروں کو پہنچی ہے۔ عام طور پر جو ریلیف پیکج ہوتا ہے وہ مخصوص اور تھوڑے لوگوں کی طرف جاتا ہے۔ یہ تکلیف سارے زمینداروں کو پہنچی ہے تو میری گورنمنٹ اور وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ یہ ریلیف سارے زمینداروں پر برابر تقسیم کریں۔ اس کے بجائے کہ تھوڑے زمینداروں کو بڑی رقم کا ریلیف دینے کے اس ریلیف کو اس طرح تقسیم کریں کہ ان کی inputs جیسے کھاد، بجلی کے بل کی صورت میں ریلیف دیں اور انہیں لائنوں میں نہ لگائیں۔ ہمیں ان کی عزت نفس کا خیال کرنا چاہئے اور وہ بھی کبھی اس بات کو ترجیح نہیں دیتے کہ چند زمیندار آکر لائنوں میں لگ کر ریلیف لیں۔ ان کو باعزت طریقے سے ریلیف دیں وہ اس وقت بڑے دکھی ہیں۔ ان کے دکھ اور درد کا احساس کرتے ہوئے باعزت طریقے سے کوئی ریلیف پیکج دینا ہے تو اس کو سب کو برابری کے حساب سے تقسیم کیا جائے۔ یہ مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر! باقی سارے فاضل ممبران نے بات کی ہے۔ انہیں یقیناً دکھ اور تکلیف ہے تو انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں بھی اس دکھ میں برابر کا شریک ہوں۔ میں اس ایوان کی طرف سے پنجاب بھر کے سارے زمینداروں کو یہ پیغام دوں گا کہ ہم آپ کے لئے دعا گو بھی ہیں اور کوشاں بھی ہیں کہ جو کوتاہی کسی بھی سطح پر ہوئی ہے تو یہ سارا ایوان آپ کے دکھ میں شریک ہے۔ ہم ان کی آسانی کے لئے ان شاء اللہ راستہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ گورنمنٹ اور ہم سب کی مدد کرے کہ ہم ان کے لئے کسی سکھ کا باعث بن سکیں اور ان کی تکلیف میں کمی کا باعث بن سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب شیخ محمد اکرم!

شیخ محمد اکرم: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج گندم کے سلسلے میں کافی بحث ہو چکی ہے۔ اس سے پتا یہی چلتا ہے کہ گندم تو اب نہیں خریدی جائے گی۔ چھوٹے کسان کے پاس جو گندم تھی وہ تو اس نے middleman اور فلور مل والوں کو دے دی ہے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ اول تو سب زمینداروں کے لئے مشکل ہو تو چھوٹے زمینداروں اور کسانوں کو ضرور subsidy دینی

چاہئے ورنہ غریب کا کوئی حال نہیں ہے۔ آج 24 سو یا 25 سو روپے ریٹ پر فلور ملیں گندم خرید رہی ہیں۔ اس سے کسان کا خرچہ بھی پورا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک خاص بات بتانا چاہتا ہوں کہ جھنگ پنجاب کا سب سے زیادہ گندم اُگانے والا ضلع ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ جو کل تک فیصل آباد کی تحصیل تھی وہاں تین پاسکو کے سینٹرز گوجرہ، ٹوبہ اور نیالاہور میں ہیں۔ یہ ہمارا ملحقہ ضلع ہے دس گز دور 39 سو روپے فی من گندم خریدی جارہی ہے۔ وہاں افسران کہتے ہیں کہ یہ ٹوبہ ٹیک سنگھ والوں کے لئے ہے۔ میرے خیال میں یہ جھنگ والوں کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ ہمیں اول تو اجازت دی جائے کہ ہم جھنگ والے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سینٹر میں اپنی گندم دے سکیں۔ اگر فوری طور پر یہ نہیں ہو سکتا تو کم از کم ہمارے جھنگ میں تین چار سینٹرز پاسکو کے ہونے چاہئیں جس سے ہمارے کسان کو بھی فائدہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس بات پر ضرور غور کریں گے۔ خدا حافظ۔

جناب سپیکر: معزز اپوزیشن کے ممبران کی requisition پر یہ اجلاس ہے۔ وزیر خوراک نے بحث کا آغاز کیا ہے۔ اپوزیشن کے ممبران جن کے نام میرے پاس ہیں اور انہوں نے بات کرنی ہے تو مہربانی کر کے 4 منٹ میں اپنی بات کو مکمل کریں۔ قاضی احمد اکبر صاحب!

قاضی احمد اکبر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ ہمارا عجیب ملک ہے جہاں پر فصل زیادہ ہو جائے تو بھی بحران ہے اور اگر فصل نہ ہو تو بھی بحران ہے۔ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی کرم نوازی کی اور ایک bumper crop ہم سب کو ملی۔ پچھلے تین چار اجلاسوں میں منسٹر صاحب کا نقطہ نظر جو ہم نے دیکھا اور سنا۔ وہ بڑا passionate ہے اور ان کی بات سمجھ آتی ہے کہ جب وہ کہتے ہیں کہ ایک interest payment ہے جو already گندم ہمارے پاس پڑی ہوئی ہے جس کی وجہ سے گندم کا پڑے پڑے ریٹ بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ پنجاب حکومت کے exchequer پر بہت بوجھ پڑ گیا ہے۔ یہ اس وجہ سے اپنی بے بسی ظاہر کرتے ہیں کہ مزید procurement جس کا انہوں نے وعدہ کیا، on the floor of the House بھی کہا اور اخبارات میں بھی آیا اور بار بار سنا کہ

2 ملین ٹن کی خریداری ہو گی وہ بھی نہیں ہو سکی۔ زمیندار تک باردانہ نہیں پہنچ سکا۔ بارانی علاقوں میں تو باردانہ پہنچنا تو دور کی بات ہے سوچا بھی نہیں جا سکا۔

جناب سپیکر! دکھ اس وقت ہوتا ہے جب میں تضادات دیکھتا ہوں۔ میں جب دیکھتا ہوں کہ کتنا conflict ہے کہ ایک طرف غریب کی گندم اٹھانے کے لئے پنجاب حکومت کے پاس پیسے نہیں ہیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحبہ کا ہیلی کاپٹر لینے کے لئے 3۔ارب روپیہ اس حکومت کے پاس موجود ہے۔ غریب کی گندم اٹھانے کے لئے پیسے نہیں ہیں لیکن مرسڈیز کی پوشش کے لئے 3 کروڑ روپیہ موجود ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ترجیحات کا issue ہے۔ ہماری ایک معزز ممبر نے دوسری طرف سے بڑی خوبصورت بات کی کہ ہم دونوں اطراف گندم کے حوالے سے متفق ہیں۔ ہم سب زمیندار کے درد اور دکھ کو محسوس کر رہے ہیں لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ جنہوں نے فیصلہ کرنا ہے اور جنہوں نے زمیندار کو کچھ دینا ہے وہ اس پر نہیں سوچ رہے۔ ان کی سوچ صرف ایک طرف ہی ہے وہ صرف نفع اور نقصان کا سوچ رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب غریب کی بات آتی ہے تب نفع اور نقصان کے بارے میں کیوں سوچا جاتا ہے؟ جب اس طبقے کی بات آتی ہے جس کے پاس تمام مراعات موجود ہیں، تمام اختیارات موجود ہیں تو ہم اربوں روپیہ قرضہ لینے کو تیار ہو جاتے ہیں اور نفع نقصان کا نہیں سوچتے۔ جب غریب کی گندم کی بات آتی ہے تو ہمیں بنک سے لیا ہوا پیسا بوجھ لگتا ہے۔ ہمیں finances مہنگے لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہمیں interest rate بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی ترجیحات کو بار بار دیکھنا پڑے گا۔ ہمیں آج غریب کو ریلیف دینا پڑے گا۔ آپ اگر آج گندم نہیں اٹھائیں گے، میں تو اب سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب نے بڑی زبردست بات کی ہے کہ We are late and we have miss the train. وہ گاڑی گزر چکی ہے۔ اب آگے دیکھنا پڑے گا۔ ہم اب کم از کم اتنا کر لیں کہ آنے والی فصلوں میں زمیندار کو کسی طریقے سے accommodate کر لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گندم پر اتنی بحث ہونے کے بعد بھی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی passion نظر نہیں آیا، کوئی accommodation نظر نہیں آئی اور کوئی facilitation نظر نہیں آئی۔ ہمارے پاس اب option صرف مستقبل کا ہے۔ اس پر اگر معزز وزیر صاحب سوچ لیں اور آگے کا

لائحہ عمل دے دیں تا کہ جو غریب کاشتکار پِس رہا ہے اسے پِسنے سے بچایا جا سکے۔ اس کو اس کی فصل کے پیسے مل سکیں۔

جناب سپیکر! میرے جیسا زمیندار جو ایک درمیانے درجے کا زمیندار ہے میں نے کل اپنے منشیوں سے کہا کے بھوسا فوراً بیچ دو اور بلوں کی ادائیگی کرو۔ ہم میں گندم بیچنے کی ہمت نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں جب اپنے خرچے کو دیکھتا ہوں، اپنا سسٹم دیکھتا ہوں، جب اپنے معاملات دیکھتا ہوں تو پھر 24 سو روپے فی من گندم بکتے ہوئے رونا آتا ہے، دکھ ہوتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے۔ معلوم نہیں یہ اس طریقے سے کیوں نہیں سوچتے؟ یہاں اس ہاؤس میں 70 فیصد زمیندار ہیں لیکن زمیندار کا نہیں سوچ رہے۔ میری معزز وزیر صاحب سے درخواست ہو گی کہ آپ کی جو passionate appeals ہیں وہ ہم تک پہنچ گئی ہیں۔ ہم سمجھ بھی گئے ہیں لیکن ریاست یا حکومت ماں ہوتی ہے۔ آپ ماں کی طرح سوچیں۔ ماں خود بھوکی رہ جاتی ہے لیکن اپنی اولاد کے آگے کھانا رکھتی ہے۔ ہم یہ امید کرتے ہیں کہ آپ ماں کا کردار ادا کریں گے۔ بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! شکریہ۔ جناب محمد اطہر مقبول!

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ ہم ایک ایگریکلچر ملک ہونے کے ناتے بجائے اس کے کہ ہم اپنی ایگریکلچر products سے زرمبادلہ کمائیں آج 75، 76 سال کے بعد بھی ہم اس ملک میں ہمیشہ wheat import کرتے رہے ہیں اور اربوں ڈالر اس کے اوپر ضائع کرتے ہیں اور اسی طرح یہ شرم ناک عمل پچھلے سال Caretaker regime کے اندر ہوا جبکہ ان کو معلوم تھا کہ اگلے سال حکومت نے جو support price دی ہے اس کے اوپر کسان نے bumper crop کے لئے تیاری کی اور اس نے سوچا کہ حکومت نے support price کی شکل میں جو اس کے ساتھ وعدہ کیا ہے اور حکومت وقت کسان سے 39 سو روپے من گندم خریدے گی اور figure آنے کے باوجود اس ملک کے اندر ٹریڈر مافیاز اور flour mills مافیاز نے حکومت کے ساتھ مل کے ایک بلین ڈالر کا ملک کو زرمبادلہ میں نقصان پہنچایا اور حکومتی سٹاک جو

2.2 ملین ٹن کے جو carry کر رہے تھے جو جناب منسٹر صاحب کہہ رہے تھے اس کے اوپر ہمیں بہت سارا mark up دینا پڑ رہا ہے اس کے ہونے کے باوجود وہ الگ نقصان ہوا اور سب سے بڑا اس کا کیا نقصان ہوا کہ آج کسان بیچارہ اپنی گندم بیچنے کے لئے در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہے اور حکومت کی بے حسی دیکھیں کہ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ wheat میں 20 فیصد moisture ہے۔

جناب سپیکر: میں اجلاس کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کے حکم سے اجلاس کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھا دیا گیا)

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کون سی ایگریکلچر commodity ہوتی ہے جس میں moisture نہیں ہوتا اگر آپ کے خریدنے کی will ہوتی تو کسان آپ کو جس moisture پر آپ buy کرنا چاہیں آپ کو دینے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ کے اندر تو will ہی نہیں ہے یہ lame excuses ہیں اور پہلے آپ نے آ کر یہاں announcement on the floor کی کہ ہم کسان سے جو چھ ایکڑ کا زمیندار ہے اس سے wheat لیں گے لیکن آپ نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ایوان میں فرمایا کہ ہم نے باردانہ بھجوا دیا ہم نے یہ کیا ہم نے وہ کیا لیکن ابھی تک آپ نے ایک bag بھی گندم کا purchase نہیں کیا بات یہاں ختم نہیں ہوتی خدارا چھوٹا ذہن رکھ کے مت سوچیں ضرور آپ پیسے بچا لیں گے آج آپ کے پاس سٹاک پڑے ہوئے ہیں لیکن گندم ایک essential commodity ہے اگر آج آپ نے کسان سے گندم نہ خریدی اسی حال میں چھوڑ دیا یقین کریں آنے والے وقتوں میں آپ اس گندم کو ترسیں گے پچھلے سال آپ نے خود کس طرح سے کسان پر ظلم کئے پرچے کئے اس کے گھروں میں چھاپے مارے اور 25 من سے زیادہ اس کو رکھنے کی اجازت نہ دی اور آپ اس کے گھر سے زبردستی FIR کاٹ کر اس سے زبردستی گندم اٹھا کر لے گئے تب آپ کو markup نظر نہیں آتا تھا تب آپ کو moisture نظر نہیں آتا تھا آج یہ سارے lame excuses ہیں خدا کے لئے اس پر سوچیں کسان کا برا حال ہے اگر ہم نے آج کسان کو سپورٹ نہ کی یقین کریں جو آپ کا یہ کسان کارڈ ہے آپ جتنے مرضی کارڈ لے آئیں کسان کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے اس ظلم کو آپ روکیں آپ حکومت ہیں اور حکومت ایک ماں کی طرح ہوتی ہے میں آپ کو تجویز دیتا ہوں اگر آپ نے اس stock کو carry کرنے کی capacity نہیں ہے جس طرح آپ شوگر مافیاز کو protection دیتے

ہیں اربوں روپے کے funds دے کر اور subsidies کر کے sugar export کرتے ہیں تو آئیں آپ procure کریں کسان کو بچائیں اور اسی wheat کو subsidies کر کے export کر کے foreign exchange reserves کمائیں جو آپ ایک ایک ارب ڈالر کی بھیک مانگنے کے لئے عرب ممالک کے پاس جا کر منتیں کرتے ہیں will ہونی چاہئے جو ہم میں ہے ہی نہیں ہمارے پاس صرف ایک ہی بات ہے کہ ہمارے پاس سٹاک پڑے ہوئے ہیں moisture زیادہ ہے خدارا بہت debate ہو گئی ہے ابھی بھی ٹائم ہے میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کسان ابھی بھی حکومت کی طرف دیکھ رہا ہے وہ ایک امید لگا کر بیٹھا ہے ابھی تو صرف 10 سے 15 فیصد wheat مارکیٹ میں گئی ہے ابھی کسان stock کو carry کر رہا ہے خدا کے لئے چلیں چھوٹے کسان سے ہی wheat procure کر لیں اس کسان کو بچا لیں یقین کریں وقتوں میں کسان wheat نہیں لگائے گا اور اس سے ملک کا بہت بڑا نقصان ہو گا۔

جناب سپیکر: جی اطہر صاحب بہت شکریہ۔ جی چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے تو سارے دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بڑی سیر حاصل گفتگو کی ہے اور میں ان دوستوں سے معذرت بھی چاہتا ہوں کہ جو نکتہ چینی برائے نکتہ چینی کرتے ہیں لیکن ہمیں مستقبل کا لائحہ عمل بھی بتانا چاہئے اور سوچنا چاہئے اس ایوان میں بڑی سیر حاصل گفتگو ہوئی ہے جو میں اپنی طرف سے باتیں کروں گا چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں وہ حقائق ہیں وہ نکتہ چینی نہیں ہو گی لیکن وہ یہ ہے کہ ہمارے پاکستان میں یہ کسان کا برا حال پہلی دفعہ نہیں ہو رہا اس ملک میں ہمارا نظام جو چل رہا ہے اس میں کسان کے ساتھ ہمیشہ سے زیادتی ہوتی چلی آئی ہے اس دفعہ گندم کے معاملے میں ہو گئی ہے کبھی گنے میں ہو جاتی ہے اور کبھی چاولوں میں ہو جاتی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کبھی ہم نے سوچا نہیں کہ ہمیں آئندہ کے لئے بیٹھ کر ایک مستقل لائحہ عمل بنایا جائے وہ ایک کسی سیانے بزرگ نے کہا تھا یا ایک بڑا مشہور قول ہے کہ حال کے آئینے میں ماضی کا عکس دیکھ کر مستقبل کے فیصلے کئے جاتے ہیں اس حوالے سے میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ یہ جو گندم خریدی جاتی ہے اور جو حکومتیں اس پر خرچ کرتی ہیں وہ اپنی فوڈ سکیورٹی کے

لئے پوری دنیا میں ہر ملک میں کیا جاتا ہے اور وہاں پر ایگریکلچر سیکٹر heavily subsidies ہے حتی کہ انڈیا میں بھی 150 ارب ڈالر سے زیادہ کی ایگریکلچر سیکٹر کو سبسڈی دی جارہی ہے ہمارے ہاں جتنے aggressive taxation ہے وہ ساری ایگریکلچر پر ہے ہمیں اس نظام کو بدلنے کی ضرورت ہے تاکہ اس ریجن میں ہم لیول پلیئنگ فیلڈ حاصل کر سکیں ورنہ نہ کوئی ہماری مٹی میں مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں موسم عطا کئے ہیں جو زرخیز زمینیں عطا کی ہیں اور نہ ہی ہمارے کسانوں میں کوئی مسئلہ ہے وہ بہت ہی محنتی اور جفاکش ہیں جو اپنی زمین کا سینہ چیر کر اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو پیدا کر کے انسانیت کی خدمت کرتے ہیں اور انسانوں تک اس کو پہنچاتے ہیں میں یہ بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ یہ کتنی بڑی بدقسمتی ہے اتنا بڑا ملک اور دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام ہونے کے ساتھ ساتھ 15 ۔ارب ڈالر سے زائد کی کھانے پینے کی اشیاء ہم باہر کے ممالک سے ہر سال منگواتے ہیں اور یہ جو اس سال ہو رہا ہے اس سے یہ کہیں کھانے پینے کی اشیاء کی 20 import۔ارب ڈالر تک نہ بڑھ جائے ہم export oriented بنانا چاہتے ہیں جبکہ یہ مزید import کی طرف لے کر جائے گا جو ہمارے foreign exchange پر مزید دباؤ کا سبب بنے گا اس سے ڈالر مزید مہنگا ہو گا اس سے یہاں پر مزید مہنگائی پیدا ہو گی ہمیں ایک لائحہ عمل بنانا ہے کہ ہم کس طرح سے اس import کو substitute کرتے ہوئے اپنے کسان کو اپنی زراعت کو ترقی دیں اور یہاں پر وہ چیزیں پیدا کریں تاکہ ہماری باہر سے import بند ہو میں یہاں پر یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بھارت میں 28 سے زائد فصلوں کی کم از کم قیمتیں مقرر ہیں اور بدقسمتی سے پاکستان میں صرف دو فصلوں کی کم از کم قیمتیں مقرر ہیں بلکہ ایک ہی فصل گندم کی ہے۔ گنے کے لئے indicative price ہے اور وہ مقرر شدہ نہیں ہے بلکہ اِن کے ساتھ مشورے سے رکھی جاتی ہے جبکہ ہمیں مزید فصلوں کے لئے یہ کرنے کی ضرورت تھی۔ پچھلے سال کپاس کے لئے قیمت مقرر کی گئی لیکن بدقسمتی سے اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ میں مستقبل میں یہ دیکھتا ہوں کہ جب تک ہم اپنی زراعت اور اپنے کسان کو معاشی تحفظ نہیں دیں گے تو ہمارا ملک کبھی ترقی نہیں کرے گا کیونکہ زراعت ایک ایسا پیشہ ہے جو نہ صرف تمام وہ چیزیں generate کرتا ہے جو انڈسٹری میں استعمال ہوتی ہیں اور جو ہماری ایکسپورٹ کا سبب بنتی ہیں بلکہ کسان کی جیب میں جو پیسا جاتا ہے وہ پاکستان کا واحد آدمی اور واحد انسان ہے جو اسے اپنی جیب میں نہیں رکھتا بلکہ اسے فوری خرچ کرتا ہے اور پوری معیشت کے پہیے کو چلاتا ہے۔ اِس

کسان کی وجہ سے تاجر بھی روزگار حاصل کرتے ہیں، مزدور بھی کرتے ہیں، پلے دار بھی کرتے ہیں، کپڑے کی ملیں بھی چلتی ہیں اور جُوتے بنانے والے کارخانے بھی چلتے ہیں۔ اُس کسان کی ہر ضرورت اور اُس کے بچوں کی شادی بیاہ اِسی پر منحصر ہوتی ہیں لیکن آج یہ مسئلہ صرف کسان کا نہیں ہے بلکہ یہ ملکی معیشت کا گلا گھونٹا گیا ہے۔ اِس ملکی معیشت کو بچانے کے لئے آپ کو زراعت کو ترجیح دینا پڑے گی اور زرعی ایمرجنسی نافذ کرنا پڑے گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ ماضی کی حکومتوں کا کیا دھرا جو ہم بھگت رہے ہیں یا بھگتیں گے، اِس حوالے سے میں اپنے منسٹر فوڈ سے اور اپنی حکومت سے بھی گزارش کروں گا کہ اِس المیہ کے ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ گندم کی خریداری کے سُود کے لئے اتنا پیسا دیا ہے جو کہ پنجاب کے عوام کی جیب سے جائے گا تو اگر وہی subsidize کر کے ہم آٹا سستا اپنے عوام کو دے دیتے اور private sector میں import ہونے والی گندم کا مقابلہ کر لیتے تو اِس سے بھی ہماری بدحالی یا یہ صورتحال نہ ہوتی۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری صاحب! جناب امتیاز محمود!

جناب امتیاز محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ کافی دنوں سے گندم پر بحث ہو رہی ہے اور شاید یہ پورا ایوان مل کر کسان کے لئے کچھ نہیں کر سکا لیکن مجھے ایک بات ضرور سمجھ آ گئی ہے اور میرے خیال میں سب کو سمجھ جانی چاہئے کہ آج تک پاکستان 110۔ ارب ڈالر کا مقروض کیسے ہوا؟ ابھی میں recent کی بات بتاتا ہوں کہ آئی ایم ایف سے تین بلین ڈالرز کی deal کی گئی۔ ایک بلین پی ڈی ایم (ون) لے گی، 1.1 بلین ڈالر نگران حکومت لے گی اور 1.1 بلین ڈالر ہی تقریباً پی ڈی ایم (ٹو) حکومت لے گی۔ پہلی قسط کا کیا ہوا، اِس کا تو پتا نہیں اور تیسری کا کیا ہو گا اِس کا بھی کسی کو پتا نہیں لیکن جو درمیان والی ہے تو ایک اتفاقیہ کام ہوتا ہے اس سے ہمیں قرضہ ملتا ہے اتنا ہی ہم یوکرائن اور دوسرے ممالک سے گندم درآمد کر کے اپنے گوداموں میں رکھ لیتے ہیں۔ 1.1 بلین ڈالرز کا import bill وہ ایسے ہی چلا جاتا ہے اور یہاں پر حکومت اپنی procure کی ہوئی گندم کے اوپر سانپ بن کر بیٹھ جاتی ہے جبکہ باہر سے آنے والی گندم کو allow کیا جاتا ہے کہ وہ پہلے فروخت ہو تاکہ وہ لوگ منافع کما سکیں۔ ایک طرف private sector جو کسی نہ کسی طرح حکومت سے مِلا ہوا

ہے اور ہمیشہ سے یہ ہوتا ہے۔ پاکستان کو یہ ایک ٹیکہ 1.1 ارب ڈالر کا لگ گیا ہے لیکن اِس کے ساتھ ساتھ اگلے ٹیکے کی بھی تیاری ہے کیونکہ اگلی دفعہ کیا ہو گا کہ ظاہر ہے بیچارے کسان کے پاس پیسا نہیں ہے کہ وہ اگلی گندم یا فصل بیج سکے اور آہستہ آہستہ کیا ہو گا کہ اگلی دفعہ شور ہو گا کہ گندم کا بحران پیدا ہونے لگا ہے جی اس لئے گندم درآمد کرنی ہے تو پھر وہی traders اپنی کمائی کریں گے۔

جناب سپیکر! اتنا بڑا ایوان کسانوں اور زمینداروں کے نمائندوں سے بھرا ہوا ہے لیکن ایک چھوٹا سا طبقہ جسے traders کہہ لیں یا traitors کہہ لیں، وہ ہمیشہ سے کسی نہ کسی طریقے سے کمائی کرتا ہے، ایک غریب کا، ایک کسان کا اور ایک پاکستانی کا پیسا اس کی جیب سے نکالتا ہے اور امیر سے امیر ترین ہوا جا رہا ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ آئیں، ہم آپ کے چیمبر میں آ جاتے ہیں، ہمیں حل بتائیں تو میں آپ کو حل بتاتا ہوں، چیمبر میں آنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہیں پر میں حل بتاتا ہوں کہ اُن کو گرفتار کرو جنہوں نے گندم درآمد کرنے کی اجازت دی، اُن کو گرفتار کرو جنہوں نے گندم درآمد کی، اُن کو گرفتار کرو جو آپ کی procure کی ہوئی گندم تھی پر سانپ بن کر بیٹھ گئے۔ ابھی پیچھے ایک تقریب ہوتی ہے جس میں دو وزراء میں سے ایک حنیف عباسی صاحب کہتے ہیں کہ "تم چور ہو، تم نے گندم میں پیسا کمایا" اور وہ آگے سے کیا کہتا ہے کہ "چپ کر جا، فارم 47 کا اگر میں نے بتا دیا تو تم ذلیل ہو جاؤ گے" you scratch my back اِس کے بعد دونوں طرف خاموشی ہو جاتی ہے اور اِدھر سے کوئی بیان آتا ہے نہ اُدھر سے کوئی بیان آتا ہے۔ آپ اِن لوگوں کو گرفتار نہیں کر سکتے کیونکہ وہ طاقتور لوگ ہیں جو ہمیشہ لوٹتے ہیں، اُن کے پاس جہاز ہیں، اُن سے آپ جا کر پیسے مانگ کر اپنا الیکشن بھی لڑتے ہیں۔ اگر آپ یہ سب کچھ نہیں کر سکتے تو آخری حل میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ "کھولو اڈیالہ جیل کا دروازہ، نکالو قیدی نمبر 804 کو، وہ آئے گا اور پھر آپ کو بتائے گا، اِن سب کو جیلوں میں ڈالے گا"۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب سپیکر: جی، جناب حسن رضا!

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! شکریہ۔ بہت ساری باتیں ہوئیں اور بہت ساری discussions ہوئیں لیکن نتیجہ کچھ بھی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسان کو تو اِنہوں نے مار ہی دیا ہے اور بالکل مار دیا ہے۔ اب ہم جو discussions کر رہے ہیں، جو حاضریاں لگ رہی ہیں، ہمارے ٹریژری بنچز

کے معزز ممبران کی صرف وہ frustration ہے جو اُنہیں حلقے کے عوام کی طرف سے آتی ہے اور یہاں بیٹھ کر یہ حاضریاں لگا رہے ہیں۔ یقین کریں کہ اِن کی نہ کوئی سنتا ہے اور نہ ہی اِن کے پاس کوئی پالیسی ہے۔ ہمارے منسٹر صاحب نے تیسری مرتبہ آ کر آج پالیسی بیان کرنی تھی لیکن کوئی پالیسی ہے ہی نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی پالیسی ہوتی تو آج تک یہ بیان کر دیتے۔ زمیندار اکیلا نہیں مرا کیونکہ آپ دیکھ لیں کہ جب زمیندار کے پاس گندم آتی ہے تو وہ اُسے فروخت کر کے آگے کئی ایسی چیزیں اُس کے ساتھ relate ہیں کہ جُوتے والے کے پاس جاتا ہے، ایک کریانے والے کے پاس جاتا ہے اور آگے کتنی جگہوں پر جا کر پیسا تقسیم کرتا ہے جہاں پر ہر بندے کا کاروبار اِس گندم کے ساتھ relate ہو جاتا ہے اور اِس گندم کی وجہ سے کتنے لوگوں کا روزگار چلتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب تک جتنی بھی debate ہوئی ہے اِس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ صرف اور صرف اِدھر سے حاضریاں لگی ہیں اور اِس کی کوئی پالیسی اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے۔ میرے بھائی امتیاز محمود صاحب نے جو بات کی ہے کہ یہ اُن لوگوں کا کیوں نام نہیں لیتے اور اِنہیں ڈر کس چیز کا ہے؟ یہ اُن لوگوں کا نام لیں جنہوں نے یہ blunder کیا ہے، انہیں منظر عام پر لائیں، اُنہیں سزائیں دلوائیں اور اُنہیں کم از کم اِس چیز کا پتا ہو کہ ہم نے جو کیا ہے اِسے بھگتنا بھی ہے تو اِن ہاتھوں کو بے نقاب کریں۔

جناب سپیکر! یہ بیانیہ بنا رہا ہے کہ روٹی سستی ہو گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ روٹی سستی نہیں ہوئی۔ اِس دفعہ تو bumper crop ہو گئی آگے آنے والے وقت میں کیا ہو گا جب آپ کے زمیندار کے پاس اگلی فصل کاشت کرنے کے لئے پیسے ہی نہیں ہوں گے اور next time جب کوئی کسان گندم کاشت نہیں کرے گا تو آپ پھر کیا کریں گے؟ پھر یہی ہو گا کہ آپ نے گندم باہر سے درآمد کرنی ہے اور جب بھی آپ نے باہر سے گندم درآمد کرنی ہے تو معیشت کا یہی حال ہونا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِس طرح کے blunders نہ کریں، اِس طرح کی پالیسیاں نہ دیں جس سے عام آدمی متاثر ہو اور اُس کی زندگی اتنی کٹھن ہو جائے کہ وہ suicide کرنے پر مجبور ہو جائے۔ Believe کریں کہ آج کسان کو اِنہوں نے بالکل مار کے رکھ دیا ہے اور اِن کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے کیونکہ اُن سے کسی نے ایک بوری گندم کی نہیں خریدی اور سوائے حاضریاں لگوانے اور پالیسی پالیسی کھیلنے کے میرے خیال کے مطابق، میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ ایک دانہ بھی

کسی نے نہیں خریدنا اور آج یہ بات سچ ثابت ہوئی کہ کسی نے بھی کسانوں سے گندم کا ایک دانہ نہیں خریدا سوائے اس کے کہ پالیسی دے رہے ہیں اور پالیسی لے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک زرعی ملک کے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ جہاں پر ایک bumper crop ہوئی ہے اور زمیندار بے چارہ رُل گیا ہے جس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اِسی طرح یہ معاملات چلتے رہے تو آنے والے وقت میں حقیقت جانیں کہ زمیندار کے پاس اتنا بھی نہیں ہو گا کہ وہ اگلی فصلوں کے لئے کھاد، بیج اور ڈیزل خرید سکے۔ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ میں آخر میں ایک پنجابی کی مثال دوں گا۔

جناب سپیکر! اگر مجھے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت ہو تو کیا میں پنجابی میں مثال دے دوں؟

جناب سپیکر: رائے صاحب! پنجابی دی مثال اگر پنجابی اِچ نئیں دینی تے فیر فارسی اِچ دینی اے۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اِک سوداگر سی، سوداگری واسطے پرانے وقت اِچ کسے اِک شہر توں دوسرے شہر گیا۔ اوتھے جا کے ویکھیا کہ اِک بندہ آواز لا ریا سی۔ او کہہ ریا سی لپوڑ داس لیلو، لپوڑ داس لیلو۔ اوہنے کیا کہ یار اے تے کوئی وَکھری جئی چیز اے میں لے کے ویکھاں تے سئی اے کر دا کی اے۔ اودھے کول جو اشرفیاں سی اودے کے اوھنے او لپوڑ داس خرید یا تے واپس آ گیا۔ اودھی بیوی نے پُچھیا کہ ایس دفعہ بڑی جلدی نال واپس آ گئے نے۔ اوہنے کیا کہ ایس دفعہ چیز ای ایسی مل گئی اے کہ ہُن کسے چیز دی ضرورت نئی رے جانی۔ اوہنے پچھیا کہ او کی اے؟ اوہنے کیا کہ بھلئے لوکے تُوں کوئی روٹی دا انتظام کرتے میں اوہنی دیر تک لپوڑ داس کول پچھنا کہ او کی کر دا اے۔ جدھوں دوواں میاں بیوی اکٹھے بیٹھ گئے تے اوہناں نے لپوڑ داس درمیان اِچ رکھیا۔ اوہناں نے پچھیا کہ ہاں وئی لپوڑ داساتوں دس کی کرنا؟ اوہنے کہیا کہ جو تسی منگو گے میں دیاں گا۔ اوہناں نے کہیا کہ اِک کروڑ دے دے۔ اوہنے کہیا کہ دو کروڑ لے لو۔ اوہنے کہیا کہ اِک ارب دے دے، اوہنے کہیا کہ دو ارب لے لو۔ جس طرح رقم وددی گئی تے او ارباں کھرباں تے چلی گئی۔ آخر او سوداگر نے پچھیا کہ لپوڑ داساتُوں ایس توں علاوہ، گلاں باتاں توں علاوہ کچھ دے وی سکناں؟ اوہنے کیا کہ ساڈیاں تے باتاں دیاں باتاں نے، اسی کچھ دے نئی سکدے۔ میں سمجھناں کہ

ساری بحث اور ایس بحث دا حاصل اے ہے کہ سوائے باتاں دے کوئی شے نئ جیہڑی ایس صوبے دے زمیندارنوں اے دے سکن۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب تشکل عباس وڑائچ!

جناب تشکل عباس وڑائچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! Thank you very much. You have been very just and accommodating theOpposition.

جناب سپیکر! 1947 میں جب پاکستان بنا تھا تو دو قومی نظریہ تھا۔ ایک تو یہ تھا کہ ہمیں مذہبی اعتبار سے آزادی حاصل ہو اور دوسرا یہ کہ ہمارا استحصال نہ ہو۔ آج جو صورتحال ہے انڈیا میں تقریباً یوریا کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے، DAP کی قیمت /4500 روپیہ ہے، وہاں بہت ساری جگہوں پر بجلی مفت ہے، مشینری کے لئے انہوں نے مختلف قسم کی سکیمیں دی ہوئی ہیں۔ وہاں پر ٹریکٹر 20 لاکھ سے شروع ہوتا ہے، وہاں پر گندم کا ریٹ /3200 روپیہ فی من ہے۔ میں منسٹر صاحب سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر یہ ساری چیزیں ہمیں ایسے ہی دے دیں تو ہم ان کو /3000 روپے فی من میں گندم دے دیں گے۔

جناب سپیکر! ہم انڈیا کی بات اس لئے کرتے ہیں کیونکہ ہم نے یہ سمجھا تھا کہ وہ ہمارا استحصال کریں گے، ہمیں پتا نہیں تھا کہ یہاں پر ایک اشرافیہ ہو گی جو اس کسان اور مزدور کا استحصال کرے گی۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید 5 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب تشکل عباس وڑائچ: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب کی ایک بات پر اعتراض ہے کہ یہ بار بار کاشتکار اور غیر کاشتکار کی تقسیم کر رہے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ہماری اکثریت کاشتکار کے ساتھ ہے، ہماری circulation of money اور باقی سارا کچھ کاشتکار کے ساتھ related ہے۔ اگر کسان کے پاس پیسے ہوتے ہیں تو وہ بازار جاتا ہے تو بازار کی رونق ہوتی ہے۔ اگر کسان کے پاس پیسا نہ ہو تو اس ملک کا تمام بزنس ٹھپ پڑ جائے گا جو کہ already ٹھپ پڑا ہوا ہے۔ پچھلی دفعہ گندم کی procurement کے لئے IB تک کو involve کیا گیا تھا۔ وہ ایجنسیاں involve ہوئیں

اور انہوں نے جاکر دیکھا کہ کس کے گھروں میں گندم موجود ہے وہ وہاں سے بھی اٹھا کر لے آئے۔ اس دفعہ وہ ساری ایجنسیاں کہاں ہیں، وہ سارے افسران کہاں ہیں؟ اس دفعہ ایسا کیوں ہوا کہ اب لوگ گندم اٹھا کر centers میں گھوم رہے ہیں اور ہماری گورنمنٹ لینے کو تیار نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ اس گندم کی وجہ سے ہماری چاول کی فصل جو ہم تقریباً 3 بلین ڈالر کی ایکسپورٹ کرتے ہیں وہ بھی رہ جائے۔ جو کاٹن کے ساتھ ہوا، جو corn کے ساتھ ہوا وہی ہمارے چاول اور گندم کے ساتھ نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے دوستوں نے منسٹر صاحب کو جو بات کی وہ ٹھیک کی کہ اب انہیں future کا منصوبہ بتانا چاہئے کہ اگلے سال یہ کیا کرنا چاہیں گے۔ اِس دفعہ تو انہوں نے بتادیا کہ ہم گندم نہیں خرید رہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کی reach اور capacity سے یہ باہر ہے تو ہمیں بتادیں اور اس کسان کو بتادیں کہ ہم نہیں خریدیں گے۔ کسان اپنی ذمہ داری پر کاشت کرے یا نہ کرے۔ ورنہ اُس کی ذمہ داری پھر کل کو اِن پر ہو گی۔ ہم یہ چاہیں گے کہ یہ commit کریں کہ وہ آئندہ یہ گندم buy نہیں کریں گے ہم اس بات پر بھی راضی ہو جائیں گے۔ پہلے ہی یہ کہا جاتا ہے کہ کسان تو اللہ کے بھروسے پر چل رہا ہوتا ہے۔ کسان کبھی بھی کسی گورنمنٹ یا کسی ادارے کے بھروسے پر نہیں ہوتا۔ ہمارے ایک دو دوست نے یہاں کہا کہ ہمیں فی ایکڑ کے اوپر کچھ سکیم دینی چاہئے۔ میں آپ کو یہ کہنا چاہوں گا کہ کسان کو بِھیک نہیں چاہئے، کسان کو اُس کا حق چاہئے۔ اگر آپ دے سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ کسان بِھیک کا طلبگار نہیں ہے۔ اگر گورنمنٹ perform کر رہی ہو تو پھر Defamation Bill لانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ "میمز" سے تنگ نہیں آتے، پھر سوشل میڈیا سے اتنی پریشانی نہیں ہوتی۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس پر thoroughly غور کر لیں اگر آپ آئندہ آنے والے دنوں میں، آنے والے سالوں میں buy نہیں کرنا چاہتے تو ہمیں اس بات سے problem نہیں ہے۔ یہ آپ کی صوابدید ہے اور میں چاہوں گا کہ اس کے اوپر گورنمنٹ thoroughly غور کرے اور آگے آنے والے چار پانچ سال کے لئے پالیسی دے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ پلیز، wind up کر دیں۔

جناب تشکل عباس وڑائچ: جناب سپیکر! سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ کسان نمائندے یہاں لاہور آئے تھے اُن کو بڑی بے دردی سے مارا گیا، اُن کو جیل میں ڈالا گیا، پھر اُن سے commit کیا گیا کہ ہم آپ سے گندم buy کریں گے اور پھر اُن کو release کیا گیا۔ پہلی زیادتی تو یہ ہے کہ اُن کو مارا گیا، اُن کو اندر رکھا گیا اور اُن سے جھوٹا وعدہ بھی کیا گیا۔ میں آخر میں ایک شعر ہی کہہ سکتا ہوں کہ:

نثار تری گلیوں پہ اے وطن کے جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چُرا کے چلے جسم و جاں بچا کے چلے

جناب سپیکر: جی، حافظ فرحت صاحب!

حافظ فرحت عباس: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ رب اشرح لی صدری، ویسرلی امری، واحلل عقدۃ من لسانی ،یفقھوا قولی۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آج آپ کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ آپ نے گندم پر بارہا بحث کروائی اور اس ایوان کو موقع دیا کہ یہ جھنجوڑے شاید حکومت جاگ جائے۔ جب اُس دن کہا تھا کہ بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے تو وزیر موصوف mind کر گئے تھے۔ آج ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو بیل کے آگے بین بجانے والی بات ہی رہی ہے کہ کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ on the floor of the House دانستہ اور غیر دانستہ طور پر بارہا گندم کے معاملے پر جھوٹ بولا گیا۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ پہلے کہا گیا کہ ہمارے پاس 27 لاکھ میٹرک ٹن گندم گوداموں میں پڑی ہے۔ یا اُس وقت سچ بولا تھا یا آج سچ بولا ہے جب آج ہمارے پاس سوالات کے جوابات آئے تو اس میں کہا گیا کہ ہمارے پاس تقریباً پونے 23 لاکھ میٹرک ٹن گندم پڑی ہوئی ہے۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: جی، حافظ صاحب!

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم criticize جتنا بھی کرنا چاہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں اگر وزیر موصوف نوٹ کر لیں اور اگر وہ سمجھیں کہ یہ قابل عمل ہیں تو ان پر implement کر لیں تا کہ کسان کا کوئی بھلا ہو جائے۔ یہاں بیٹھے ہیں نشستن، گفتن و برخاستن نہیں، بلکہ کوئی productive گفتگو ہو جائے جس کا کوئی فائدہ ہو جائے۔ میری یہ رائے ہے اور اگر یہ مناسب سمجھیں۔ اب تو جنہوں نے wheat خریدنی تھی انہوں نے خرید لی بیچارے غریب کسان تو مر گئے اور انہوں نے 2500 سے لے کر 2800 روپے فی من گندم بیچ دی۔ اس وقت آپ کی اگلی crop کاٹن کی ہے یا چاول کی ہے وہ نہیں لگ پا رہی اور آپ کو آنے والے دنوں اور تھوڑے عرصے میں اندازہ ہو جائے گا۔ مجھے ڈر ہے کہ جب ہم لوگ اس دفعہ wheat نہیں خرید رہے، تو آپ کو پتا ہونا چاہئے پاکستان و انڈیا جو پنجاب ہے یہ آپ کی فوڈ باسکٹ ہے۔ آپ لوگ اس کی support price کیوں دیتے تھے؟ آپ support price اس لئے دیتے تھے تا کہ کسان کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ ہر دفعہ یہ crop کاشت کرے۔ یہ essential ہے کیونکہ لوگوں کو روٹی چاہئے اور گندم چاہئے ورنہ لوگ کسی اور crop کی طرف چلے جائیں گے جس میں ان کو زیادہ benefit نظر آ رہا ہو گا۔ اگر آپ یہ نہیں کرتے تو ultimately قحط ہو جائے گی اور جس طرف یہ پالیسی لے کر جا رہی ہے اللہ نہ کرے next year آپ کے ہاں بحران پیدا ہو جائے اور لوگ گندم کو اگانا چھوڑ دیں تو میری گزارش ہے کہ جو گزرنا تھا وہ گزر گیا۔ کہتے رہے اور نہیں سمجھ آئی جو بھی ان کے معاملات تھے جو بھی financial issues تھے انہوں نے کچھ نہیں کیا یا ان کی پالیسی decision تھا مگر اب گزارش یہ ہے کہ یہاں ایک دفعہ سستی روٹی کے نام پر ایک ارب روپیہ تندوروں میں جھونک دیا اس طرح نہ کریں۔ جس کا پتا ہی نہ ہو اور جس کا آڈٹ ہی نہ ہو سکے۔ آپ نے یہاں بتایا کہ آپ پانچ ارب روپے کا package دینے جا رہے ہیں۔ اگر آپ نے package دینا ہے۔ آپ کے پاس جو کسانوں کی detail بنی ہوئی تھی جو آپ لوگوں کے نیچے پٹواری اور تحصیلداروں نے بنائی ہوئی تھی آپ directly farmers کو subsidies کریں۔ اگر آپ ان کو کوئی کارڈ دیتے ہیں یا کوئی ایسا mechanism بنائیں جس میں آپ ان کے electricity bill 6 ماہ یا سال کے لئے defer کر دیں یا ان کے electricity bill معاف کر دیں۔ آپ ان سے جو پانی کا آبیانہ لیتے ہیں وہ معاف کر دیں، اکثر چھوٹے کسان ڈیزل کسی پمپ سے ادھار لیتے ہیں تو آپ ان کو PSO کا کوئی کارڈ

ایسا issue کر دیں کہ اتنا ڈیزل ان کو فری دے رہے ہیں یعنی جو سبسڈی دیں تو اس کا track بھی ہو سکے۔ یہ نہ ہو کہ آپ کل کو سبسڈی دے دیں اور آخر میں پتا لگے کہ بابو بیوروکریٹ پیسا کھا گیا ہے بدنامی گورنمنٹ کی بھی ہو گی مگر جو کسان ہے اس کا directly کوئی فائدہ نہیں ہو سکا کیونکہ اس کا ایک سائیکل چلے گا۔ اگر آج farmer مر رہا ہے تو کل کو industrialist مرے گا اور کل کو فلور ملز والوں کے پاس shortage ہو جائے گی۔ یہ آپ کی ساری گندم export نہیں ہو گی یہ سمگل ہو گی ملک سے باہر جائے گی یا یہاں پر لوگ hold کر کے بیٹھ جائیں گے جن کے پاس capacity ہے ultimately آپ کی عوام مہنگی روٹی کھائے گی اور یہاں پر قحط کا ایک fabricated سا نظام پیدا کیا جائے گا اور پتا چلے گا کہ قحط آ گیا ہے اور ultimately وہی ہو گا کہ جو جناب امتیاز صاحب نے بات کی ہے کہ ہم باہر سے wheat import کر رہے ہوں گے۔ میری یہ گزارش ہے اور اس میں چند چیزیں اور ہیں، آپ نے انسانیت کے ناطے بھی کیونکہ پاکستان اسلامی فلاحی ریاست ہے اسلامی فلاحی ریاست کا concept کیا ہے؟ آپ نے کمزور طبقے کی فلاح و بہبود کا خیال رکھنا ہے۔ یہ کسان آپ کا کمزور ترین طبقہ ہے جو ہر دفعہ پس رہا ہے۔ پچھلے 75 سال سے پس رہا ہے مگر وہ پھر بھی ہم لوگوں کے لئے روٹی کا بندوبست کر رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس دفعہ آپ نے 3900 روپے فی من گندم کا ریٹ announce کیا لیکن گندم نہیں خریدی۔ یہ گورنمنٹ اور کسان کے درمیان ایک distrust کرا دے گا۔ next year کون آپ کی زبان پر اعتبار کرے گا اور۔۔۔۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! آپ wind up کریں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اگلے سال لوگ گندم نہیں بیج رہے ہوں گے آپ کو اس کو forecast آج کرنا ہے، آپ نے ان کو آج subsidies کرنا ہے، آپ نے آج ان کی داد رسی کرنی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے ان کی گندم نہیں لی، اب نہ لیجئے گا کیونکہ یہ نہ ہو کہ جو بڑے بڑے گروہ تھے اور مافیا تھے انہوں نے گندم سٹاک کر لی ہے اب آپ جا کر ان سے گندم خرید رہے ہوں۔ اگر گندم لینی تھی تو کسان سے لینی چاہئے تھی جو کہ نہیں لی گئی۔ اب گزارش یہ ہے کہ اگلی دفعہ کے لئے کیا سوچیں، اب وزیر صاحب بیٹھے ہیں ہمیں یہ نہ کہیں کہ ہم نے نہیں لینی، ٹھیک ہے interest تھا سارا کچھ تھا مگر ہم نے نہیں لی۔ مگر آپ ہمیں یہ

بتائیں کہ اب آپ کون سا ایسا کام کرنے جا رہے ہیں جس سے کسان آپ پر اعتماد کرے گا اور اگلی دفعہ وہ گندم بھی بیج رہا ہو گا اور باقی crops بھی بیج رہا ہو گا۔ اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو آپ یاد رکھیں کہ کوئی کپاس نہیں لگائے گا جب کپاس نہیں لگائے گا تو آپ کی ٹیکسٹائل بند ہو جائے گی ultimately ٹیکسٹائل export کرتے تھے اب آپ کا trade deficit بڑھتا جائے گا اور ہم پھر کشکول لے کر ایک ارب ڈالر کے لئے اور دو ارب ڈالر کے لئے ملک ملک پھر رہے ہوں گے اور پاکستان بھکاری قوم بن جائے گی۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! Thank you. I have requested the minister to wind up. دیکھیں کہ ہم نے آج آپ کی requisition پر دوبارہ گندم کا issue take up کیا جو آپ کا one point agenda تھا، یہاں پر بڑی زبردست debate ہوئی اور as a matter of fact یہ ایک trajectory ہے اور وہ trajectory needs serious introspection آپ کی طرف سے میری طرف سے اور منسٹر صاحب کی طرف سے for all of us کہ جب یہ flash floods تھے whole of the Sindh southern part of the Punjab D.G.Khan and Rajan Pur and mainly Balochistan, a mostly wheat growing area of the Punjab that was effected. A flag was raised کہ Then a large number was imported and import کے بغیر بات نہیں بنے گی۔ then our own crop. تو یہ trajectory رہی ہے بہر حال آپ کی باتیں بالکل ٹھیک ہیں جو آپ نے باتیں کی وہ ٹیکسٹ بک باتیں ہیں۔ یہاں سے جو دوست باتیں کر رہے ہیں تو problem گورنمنٹ کی ہے اس وقت situation prevolent at hands ہیں having said all this ہم جتنی بھی بات کر رہے ہیں لیکن somehow this is a segmental crisis for the farmer and that is alraming منسٹر صاحب! آپ پلیز windup کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو آج آپ نے ایک نیا precedent set کیا ہے کہ پانچویں دن تک debates جاری رہی اور درجنوں کی تعداد میں اپوزیشن کو اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقع ملا تو a healthy sign میں نے اس

ہاؤس میں ایسا بھی دیکھا ہے کہ یہ چیئر اپوزیشن کی طرف back کر کے، جو اپوزیشن کی ڈیمانڈ ہوتی تھیں یا ان کی جو legal asking ہوتی تھیں ان کو رگیدتی چلی جاتی تھی، میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ یہاں پر ایوان میں جو کروڑوں لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کا ایک constitutional right ہے کہ اس کو پانچ سال پورا کیا جاتا لیکن ایک سال پہلے اپنے political agenda کے تحت اس کو رگید کر، اور کسی ممبر کی بات نہیں سنی جاتی تھی back دکھا کر اپنا کام کر کے چلتے بنتے تھے۔ آج خوشی ہے کہ یہ چیز بھی دیکھی ہے کہ اپوزیشن کو پانچویں دن اور کئی گھنٹوں جو چاہا اس کو بولنے کا موقع دیا گیا اللہ تعالیٰ اسی روایت کو دونوں سائڈ سے بڑھانے کی توفیق دے بہت اچھا ہے۔ ایک اور چیز یہ میں اپنے لئے نہیں کر رہا کہ گورنمنٹ نے بھی ایک نیا precedent set کیا ہے کہ اُس کا ایک وزیر بیٹھ کر گھنٹوں دونوں سائڈ سے جس کا جو دل چاہے وہ نشتر چلاتا جائے اور وہ خندہ پیشانی کے ساتھ بیٹھ کر سنے اس طرح بھی ہم نے نہیں دیکھا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے ایسے لگتا ہے میری opinion ہے، یہ میری personal feelings ہیں میں غلط بھی ہو سکتا ہوں کہ دونوں sides کے جو ذی شعور ممبران تھے وہ سب convince ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ کا، فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا اس سارے crisis میں کوئی لینا دینا نہیں ہے مگر ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی consistency کو دیکھانا ہے کہ میں نے ایوان میں گندم کی بات کی ہے پھر point scoring بھی ہے تو کاش ایسا ہوتا کہ ہم سارے اس ایشو پر ایک آواز ہوتے اور اپنا کیس فیڈرل گورنمنٹ میں بھیجتے میری سوچ کے مطابق اس کا زیادہ وزن ہوتا۔ قائد حزب اختلاف کا بہت زیادہ احترام ہے انہوں نے ساری dates quote کیں جو میں نے لکھی ہوئی ہیں کہ جی، 13۔ جولائی کو یہ ہوا، 8۔ اگست کو یہ ہوا، پہلا جہاز 20 تاریخ کو آگیا اُس کے approval کا notification اُس کے دو تین دن بعد ہوا۔ یہ ساری چیزیں پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے میڈیا کے لوگوں کے ساتھ شیئر کیں، میں نے خود پبلک کیں ہیں اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ہمیں وحی کی صورت میں نازل ہوئی ہو یہ ساری چیزیں ریکارڈ پر تھیں۔ میں ایک چیز ضرور کہوں گا کہ پنجاب گورنمنٹ کو رگیدا گیا تو ریکارڈ پر لانے کے لئے کہ یہ پنجاب گورنمنٹ ہی تھی جس نے سب سے پہلے flag raise کیا کہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ بھی ریکارڈ درست کر لیں دسمبر میں پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے flag raise کیا تھا کہ اس import کو بند ہونا

چاہئے کسان کا استحصال ہے، پھر مجھے یہ سننے کو ملا کہ منسٹر نے یہاں کہا تھا کہ ہم 40 لاکھ میٹرک ٹن لے رہے ہیں۔ میں decades سے یہاں پر آرہا ہوں ایک دو ممبران کے علاوہ باقی سارے ممبرز ابھی آئے ہیں۔ ایک دو ممبران میں نے دیکھے ہیں جو 20,20 سال پہلے بھی ہمارے ساتھ colleague تھے رائے حسن کھرل صاحب تھے، یہ 20 سال پہلے ہمارے ساتھ تھے۔

جناب سپیکر! ریکارڈ نکال کر دیکھیں میں نے آج تک، ابھی تک کسی بھی جگہ نہیں کہا کہ 20 لاکھ میٹرک ٹن لے رہے ہوش کے ساتھ بات کرتا ہوں۔ میں صوفی حالت میں نہیں ہوتا، میں نے یہ قطعی نہیں کہا خوامخواہ کوئی یہ بات کرے کہ منسٹر نے کہا تھا، جھوٹ بول دیا، یہ کیا ہے۔ یہاں پر پھر یہ کہا کہ 6 ایکڑ کی ہی خریداری کر لیں تو وہ بھی ریکارڈ نکالیں کہ جب گورنمنٹ نے پالیسی دی تھی تو 6 ایکڑ پر سب سے زیادہ criticism ادھر سے ہی آیا تھا۔ ہمیں کہتے ہیں کہ ہماری زبان کا کس طرح یقین کریں، ہمیں پتا ہے کس طرح یقین کریں گے۔ ان کی زبان کا کس طرح سے یقین کریں گے یہ بھی تو سوچیں کہ کیا کہہ رہے ہیں پہلے 6 ایکڑ پر criticise کر رہے ہیں آج کہہ رہے ہیں 6 ایکڑ خرید لیں۔ دوست کہتے ہیں 60۔ ارب روپے کسی ہیڈ سے نکال دیں، بھائی میں کہہ کہہ کر تھک گیا ہوں کہ 60۔ ارب روپے کی بات نہیں ہے ہیلی کاپٹر کو کبھی گنوا دیتے ہیں میں نے تو کہا ہے کہ یہ political point scoring ہے۔ میری گورنمنٹ، میری چیف منسٹر صاحبہ مجھے یہ کہتی ہے کہ کتنے پیسے لگتے ہیں اس سے double لگانے کو تیار ہیں مگر وہ درمیان والا آدمی جس کو مڈل مین کہتے ہیں، جس کو ٹریڈر کہتے ہیں اُس کو سبسڈی نہیں دینی direct farmer تک پہنچنا ہے، direct کسان کو پیسے دینے ہیں۔

جناب سپیکر! فیڈرل گورنمنٹ نے اجازت دی ہے private sector نے اُس کی خریداری کی ہے اور اُس کی quality Food Department check کرے۔ یہ بھی عجیب بات ہے میں اس منطق کو نہیں سمجھ سکا بہر حال یہ اُن کا حق ہے تو یہاں پر گندم کے جہاز کی سپیڈ کی بات ہوئی کہ جہاز کی سپیڈ یہ تھی، سپیشل جہاز تھا تو سوال یہ ہے کہ اس جہاز کی سپیڈ کو measure کرنے کا فوڈ ڈیپارٹمنٹ سے کیا تعلق ہے؟ میں اس چیز کو نہیں سمجھ سکا۔ یہاں پر آرام سے کہہ دیتے ہیں 2500,2600 میں نے تو وزیر ہونے کے ناتے آج تک اس پر نہیں کہا مجھے actual price کا پتا ہے میں اُدھر سے بھی پوچھ کر آتا ہوں ادھر سے بھی پوچھتا ہوں میں نے تو

آج تک مارکیٹ کی پرائس quote نہیں کی کہ price کیا ہے کہ یہ میری ذمہ داری ہے میں اپنے منہ سے on the floor of the House کس طرح کہہ دوں کہ جو میرے کہنے سے price اور زیادہ نیچے آجائے۔ یہ صرف اور صرف point scoring کے چکر میں لگے ہوتے ہیں پھر میں نے باتیں سنی کہ جی ویلے دی واگ سجنا تو یار بڑی ویلے دی واگیں دیکھی ہیں، بڑے معاملات دیکھے ہیں، ساری ویلے کی واگیں اپنے سامنے دیکھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے priorities کی بات کی ہے کہ یہاں پر کہا جاتا ہے کہ چیف منسٹر مریم نواز شریف صاحبہ اگر اتنے ارب روپے کا جہاز لے سکتی ہیں تو اس procurement wheat پر پیسے کیوں نہیں inject کر سکتی؟ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ہمیں اندازہ ہے کہ ڈیڑھ مہینے میں یہ ہم پر بہت بڑا issue بنا۔ آپ بھی اُس کا حصہ رہے ہیں جو کمیٹی ایک دفعہ گئی ہے ہماری پانچ سے چھ دفعہ اس کے حوالے سے sittings ہو چکی ہیں اُس میں ہماری level highest پر leadership موجود ہوتی تھی اُن کو ایک ایک چیز in picture کی ہے۔ مگر یہاں پر یہ الزام لگتا ہے کہ آپ نے 20 لاکھ میٹرک ٹن کے arrangements کہاں کئے تھے تو میں یہ on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ 20 لاکھ میٹرک ٹن کا بار دانہ ہم نے arrange کیا، 400 centers پر ہم نے اُس کو spread کروایا ، ہماری جو cash credit limit کی فیڈرل گورنمنٹ سے approval لی، banks کے ساتھ arrangements کئے یہ سارا کچھ تھا۔ اب اس پر میرے پاس ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے کہ میں ان کو یقین دلا دوں کہ ہم اس کو نیک نیتی پر کر رہے تھے اللہ کی طرف سے تھا کہ جس وقت moisture level اتنا high تھا کہ ہم نہیں خرید سکتے تھے۔ یہ ساری باتیں ہم بار بار کہہ چکے ہیں ان کو الگ سے، privately بھی کہہ چکے ہیں، on the floor of the House بھی کہہ چکے ہیں مگر ان کی ایک ہی چیز ہے کہ نہیں اس میں آپ کی نیت نہیں تھی یہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات جانتی ہے۔ پتا نہیں کس کس طرح کی مجھے تو خود سمجھ نہیں آتی، کبھی کہتے ہیں کہ اربوں روپے کی hundred billion dollar کی آپ نے export کر دی۔

جناب سپیکر! میں وہ باتیں نہیں کرنا چاہتا، مجھے وہ باتیں آتی ہیں میں اس ایشو کے بعد کیوں کہ مجھے عزت ہے اس side کے لوگوں کی جب اس ایشو کے بعد ہم گندم کے crisis سے نکلیں گے تو مجھے پتا ہے کہ ہم نے ان ساری چیزوں پر ان کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے ہیں۔ جس

طرح یہ بات کریں گے ہم نے کرنی ہے مگر میں ابھی نہیں کہنا چاہتا مجھے اندازہ ہے یہ قیدی کو یاد کر رہے ہیں کہ وہ باہر آئے گا قیدی کے دور میں پہلے چینی ملک سے باہر پھینکی نہیں گئی پھر واپس چینی آئی نہیں ؟ یہ ساری باتیں ہمیں پتا ہے ہماری memory میں ہیں مگر ہمارا focus صرف اور صرف گندم پر ہے۔ ان کی طرف سے ہم سہیں جب باری آئے گی اُس وقت ہم ان کو بتائیں گے کہ ہمیں ساری چیزوں کا پتا ہے کوئی فکر کی بات نہیں ہے چیزیں بہر حال بہتر ہو جائیں گی تو ان کو خود سامنے نظر آجائے گا۔ ابھی ایک صاحب نے کہا کہ 27 لاکھ میٹرک ٹن اور 22 لاکھ میٹرک ٹن میرا یقین کریں میں آ سخری بات کرتا ہوں میں اپنی بات کو conclude کرتا ہوں 27 لاکھ میرے بھائی سے slip of tongue سے صحیح نہیں کہا گیا تو گھنٹوں بیٹھ کر پتا نہیں کتنے points لکھ کر لاتے ہیں اس میں ان کی کوئی غلطی نہیں یہ human nature ہے slip of tongue ہو جاتی ہے تو 27 لاکھ میٹرک ٹن کہنے جا رہے تھے ریکارڈ نکلوائیں اُن سے نہیں کہا گیا تو میں اُن پر کوئی الزام نہیں لگا رہا کہ اُن کی ability یا وہ اس capable نہیں ہیں میں یہ نہیں کہہ رہا میں نے کبھی بھی نہیں کہا کہ 27 لاکھ یا 22 لاکھ کہہ رہے ہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں یہ چٹکی بجاتے ہوئے اتنی بڑی گالی نکال دیتے ہیں ان کو پتا بھی نہیں چلتا کہ اچھے خاصے بندے کو منہ پر کہہ دیتے ہیں کہ جھوٹ بول رہا ہے۔

جناب سپیکر! please میری درخواست ہے کہ کم از کم ان کو سمجھائیں اور آپ سے بھی میری بڑے ادب سے درخواست ہے کہ ان چیزوں کا نوٹس لیا کریں کہ ایک بندہ چاہے میں کسی کو کہوں کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور اس کو بغیر تصدیق کے کہہ دیتے ہیں کہ ایک figure خود منہ سے نکلتے ہوئے دو دفعہ ان کی slip of tongue ہوئی ہے اور میں نے اگر کوئی بات کہہ دی کہ اُس کا point of view سمجھ آرہا ہوتا ہے اور اُس کو آپ کہتے ہیں کہ یہ منسٹر جھوٹ بول رہا، یہ چھوٹی statement نہیں ہے کسی بھی honorable بندے کے لئے straight away کہہ دینا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے گالی لگتی ہے تو ہمیں اس culture سے باہر نکلنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے اس پر conclude کرنا ہے کہ جی ہمیں ان کی رائے جو Leader of Opposition نے دی تھی جنہوں نے اب میری بات سنی بھی نہیں۔ انہوں نے دو باتیں quote کی ہیں کہ 35 من فی ایکڑ procurement کریں۔ ابھی تو ہم اس position میں نہیں ہیں

کہ ہم 6 ایکڑ کی procurement کر سکیں۔ ہم مڈل مین کو دے دیں اور دوسری proposal میں نے note کی تھی کہ inputs سستی کریں تو کون سا ایسا سسٹم ہے کہ یہاں پر ایوان میں بیٹھے ہوئے 15 دن میں discussions 5 ہو گئی ہیں اور میں inputs کا آپ کو 15 دن میں بتا دوں کہ ہم نے inputs سستی کر دی ہیں۔ یہ مجھے پتا ہے کہ ڈی اے پی آج بھی ڈیڑھ ہزار روپیہ سستی ہوئی ہے مگر inputs اس طرح تو سستی نہیں ہونی کہ 15 دن میں ڈیڑھ مہینے میں یا چار مہینے میں inputs بھی سستی کر دیں یہ چیزیں گورنمنٹ کی priority پر ہیں میں آپ کو کہہ چکا ہوں آپ میرے سے بہتر جانتے ہیں کہ ہم 400۔ ارب روپے کا کسان کارڈ جس میں in one go کا package دے رہے ہیں، اُس میں ہم fertilizer بھی سستی کریں گے، ان کی pesticides بھی سستی کریں گے، ان کی ڈی اے پی کھاد بھی سستی کریں گے، ان کو solarization کی طرف بھی لے کر جائیں گے۔ ہمارے پاس planes ہیں اُس پر implementation پر مہینہ لگے دو مہینے لگیں یا چار مہینے لگیں انشاءاللہ کسان کو ہم اکیلا نہیں چھوڑتے۔ ہم نے کسانوں پر پورا focus کیا ہوا ہے کہ ہمیں پتا ہے کہ کسان hit ہوا ہے compensate کریں گے۔ مگر ساری بات میں جو ایک positive side ہے اُس کا ایک لفظ بھی نہیں بولا گیا، میں نے ہی اپنی opening speech میں کہا اور یہاں پر درجنوں لوگوں نے بات کی لیکن کسی ایک بندے نے وہ بات نہیں کی، یہ لوگوں کی نمائندگی نہیں ہے کہ روٹی 20 روپے سے 15 روپے کی ہو گئی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں جی کہ یہ روٹی کسی اکا دکا تندور پر سستی مل رہی ہے، میں آپ کو ابھی کی بات بتا رہا ہوں کہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں 80 فیصد سے زائد تندوروں پر implementation موجود ہے اس کا ایک impact ہے کہ جو آٹے کا بیگ ہے اس کی قیمت گیارہ سو سے بارہ سو روپے 20 کلو فی بیگ reduce ہوئی ہے، یہ fact ہے اس پر ایک لفظ نہیں بولا گیا۔ میری درخواست ہو گی کہ جس طرح آپ نے wheat پر discussion رکھوائی ہے تو آئندہ ذرا اس پر بھی discussion رکھوائیں کہ سستی روٹی کی اس وقت کیا پوزیشن ہے تاکہ ہم آپ کے سامنے اس ہاؤس کو بتا سکیں اور ہاؤس کو بھی اس پر بات کرنے کا موقع ملے کہ سستی روٹی کی implementation کتنے فیصد ہوئی ہے، اس روٹی کی قیمت کے حوالے سے کتنے DC's,AC's, Commissioners and minister نے inspections کی ہیں، یہ بھی ایک سائیڈ موجود ہے اور یہاں پر کہا گیا ہے کہ 65 فیصد ہے تو یہ 65 فیصد نہیں ہوتی۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے کہیں کہ یہ کسان کے حوالے سے کوئی اچھی خبر سنا دیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! نہیں، no cross talk, please

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ ان کی بات مناسب نہیں ہے، ان سے کہیں کہ بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر: سردار محمد علی خان! Please, no cross talk منسٹر صاحب کو اپنی speech wind up کرنے دیں. I am sitting tight from last four hours now منسٹر صاحب! آپ اپنی speech wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان سے ایک وزیر برداشت نہیں ہوتا جو کہ ان کے ساتھ عزت سے بات کرتا ہے، ان کا ہر دوسرا بندہ منہ اٹھا کر کہہ دیتا ہے کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنی speech wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان کو ذرا سکھائیں کہ جب آپ کا لیڈر آف دی اپوزیشن یا دوسرے ممبران بات کرتے ہیں ہم زبان سے زبان نہیں اٹھاتے، ہمیں پتا ہوتا ہے کہ یہ غلط بیانی کر رہے ہیں، ہمیں۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنی speech wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ہمیں پتا ہے کہ ان کو facts کا بھی نہیں پتا لیکن اس کے باوجود ہم ان کی باتیں سنتے ہیں اس لئے ان کو بھی اپنا ذرا culture develop کرنا چاہئے ۔ مجھے اپنی بات کو یہاں پر conclude کرنا ہے کہ ہم نے ان کی ساری باتیں سنی اور میں نے ان کو status بتا دیا ہے کہ اس وقت کیا صورت حال ہے؟ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ مجھے میری لیڈر شپ نے واضح طور پر کہا تھا جو کہ میں آج آپ کے ریکارڈ پر لا رہا ہوں کہ ہم full swing with procurement کی پوزیشن میں نہیں ہیں ہمیں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ آپ

نےprocurement نہیں کرنی بلکہ ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ آپ اپنے arrangements مکمل رکھیں، میں نے آپ کو اس حوالے سے witness دے دی ہے کہ آپ چیک کر سکتے ہیں میں یہاں پر ذمہ داری کے ساتھ statement دے رہا ہوں تو یہ بات ہم لوگوں سے جھوٹ بولنے کے لئے تھوڑی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے CCL arrange کی، ہم نے اس کے bags arrange کئے، ہم نے سینٹرز کو functional کیا، اب قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ اس مہینے میں بارش ہوئی جس مہینے میں کبھی بارش نہیں ہوتی۔ میں آخری بات کر رہا ہوں کہ دوسری طرف دیکھ لیں کہ پاسکو نے زیادہ moisture کے ساتھ procurement کی اور جو سسٹم بد قسمتی کے ساتھ چلتا ہے کہ جی تین کلو، چار کلو زیادہ دے دیں اس کا کیا رزلٹ نکلا؟ اس کا رزلٹ یہ نکلا کہ اس۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنی speech wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس پر چاروں کے چاروں ایم ڈی، ایڈیشنل سیکرٹری، اور بھی کئی لوگ suspend ہو گئے۔ میری روزانہ دو سے تین مرتبہ اسلام آباد میں فوڈ سکیورٹی، فیڈرل منسٹر سے بات ہوتی ہے وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ ہم moisture کے ساتھ گندم نہیں خرید سکتے تو ہم ان کی بات پھر کس طرح سے مان لیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنی speech wind up کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے یہی بات ریکارڈ پر لانا تھی کہ گورنمنٹ کی گندم خریدنے کی پوری نیت تھی لیکن اس وقت تک کی پوزیشن یہ ہے کہ یہ بتا دیں کہ ہم اگر اس وقت procurement کرتے ہیں تو کیا اس کا کسان کو benefit ہے، تو گورنمنٹ convince ہے کہ اس وقت کسان کو فائدہ نہیں ہے، اس وقت تو traders فائدہ لے جائیں گے؟ ہماری پالیسی یہ ہے کہ ہم جائیں گے اور جو چھوٹا کسان ہے جو ہماری طرف بڑی آس اور امید کے ساتھ دیکھ رہا ہے اس کو compensate کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس کی compensation میں اس کا ساتھ دیں گے اور آئندہ crop میں انشاء اللہ اس کا ہاتھ تھامیں گے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 15۔ مئی 2024 دوپہر 2 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

بدھ، 15۔ مئی 2024

(یوم الاربعاء، 6۔ ذیقعد 1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: نواں اجلاس

جلد 9: شمارہ 4

307

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

بدھ، 15۔ مئی 2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

GOVERNMENT BUSINESS

LAYING OF REPORTS

A MINISTER to lay the following Reports:

1. Special Study on Adequacy and Functional Aspect of Pre-Audit conducted by Local Fund Audit Department in TMA Shah Rukn-e-Alam Town, District Multan, for the Audit Year 2017-18.
2. Special Study on Public funds Expended on Security Measures by School Education Department on District Rahim Yar Khan, for the Audit year 2017-18.
3. Audit Report on the Accounts of City District Government Lahore, for the Audit Year 2017-18.
4. Audit Report on the Accounts of District Government Okara, for the Audit Year 2017-18.

308

5. Financial Statements of the Government of the Punjab for the Year 2017-2018.
6. Audit report on the accounts of Communication and Works, Housing, Urban Development & Public Health Engineering, Irrigation and Local Government & Community Development Departments, Government of the Punjab, for the Audit Year 2020-21.
7. Audit Report on the Accounts of District Education Authorities of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21.
8. Audit Report on the Accounts of District Health Authorities of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21.
9. Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts, Government of The Punjab, for the Audit Year 2022-23.

MOTION UNDER RULE 87

DISCUSSION ON MATTERS OF PUBLIC IMPORTANCE ARISING OUT OF ADJOURNMENT MOTION NOs. 94/2024, 175/2024 and 188/2024.

MS RAHILA KHADIM HUSSAIN:

MR AHMAD IQBAL CHAUDHARY: to move "that the Assembly do now adjourn"

MR SHAUKAT RAJA :

(Copies of the Adjournment Motion Nos. 94/2024, 175/2024 and 188/2024 are at Annexure)

309

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا نواں اجلاس

بدھ، 15۔ مئی 2024

(یوم الاربعاء، 6۔ ذیقعد 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر زلاہور میں شام 4 بج کر 23 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر ملک محمد احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبد الغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ (197) لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ (198)

سورۃ البقرہ (آیات نمبر 197 تا 198)

حج کے مہینے معین ہیں جو معلوم ہیں جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کرلے تو حج کے دنوں میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے، نہ کوئی بُرا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑے s اور جو نیک کام تم کروگے وہ اللہ کو معلوم ہو جائے گا اور زادِ راہ یعنی رستے کا خرچ ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہترین زادِ راہ پرہیز گاری ہے اور اے اہلِ عقل مجھی سے ڈرتے رہو (197) اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو اور جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر حرام یعنی مزدلفہ میں اللہ کا ذکر کرو اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اُس نے تم کو سکھایا اور اس سے پیشتر تم لوگ ان طریقوں سے محض ناواقف تھے (198)

وَمَا علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اِکو ای حیاتی دا معیار ہونا چاہی دا
اللہ دے حبیب ﷺ نال پیار ہونا چاہی دا
حضرتِ صدیق نے ایہہ دسیا اے دوستو
سب کجھ سوہنے توں نثار ہونا چاہی دا
حسن حسین توں جند جان وار کے
علی دے غلاماں وچ شمار ہونا چاہی دا
آقا ﷺ جدوں یاد کرو اپنے غلاماں نُوں
ساڈا وی غلاماں وچ شمار ہونا چاہی دا
جہڑے میرے آقا ﷺ دیاں محفلاں سجاندے نیں
سارے بیلیاں دا بیڑا پار ہونا چاہی دا
جس ویلے لباں اُتے ساہ ہون آخری
اوس ویلے آقا ﷺ دا دیدار ہونا چاہی دا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ common practice بنتی جا رہی ہے میں آپ کے احترام میں allow کر دیتا ہوں because آپ normally ایوان کے rules کا خیال رکھتے ہیں۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: It is very relevant and more important than the other business of this House. My Point of Order is very constitutional. You have proposed legislation regarding the defamation law, when there is already a law enacted...

MR SPEAKER: Rana Sahib, one second please. Before going to the other business, we will definitely take your Point of Order but Question Hour should not be substituted by any other important business because it is the first and the primary subject which we have to take up sir.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Sir, I agree with it but when something is going wrong in the House and the primary duty of any member is legislation.

MR SPEAKER: You have alternate tools available to raise it. You have three clear days in it so you can propose an amendment.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Sir, I know you need three days for it but my point is that the way haphazardly this is going on, my issue is can you have another Bill when you already have a law on defamation? اس پر آپ ruling دے دیں۔

MR SPEAKER: Exactly this is what I am saying, it is a very pertinent Point of Order I will allow it but when the turn comes.

سوالات

(محکمہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر Primary and Secondary Health Care کے سوالات ہیں۔ محترم امجد علی جاوید! The sole crusader

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 163 ہے۔ میں اپنے سوال کی طرف آنے سے پہلے اپنے بھائی وزیر موصوف خواجہ عمران نذیر کی نظر ایک شعر کرنا چاہتا ہوں:

اُن کے ماتھے پہ شِکن تو آئے گی لیکن
ہم کہاں لے جائیں اپنی جراتِ اظہار کو

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! مکرر، مکرر۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!

اُن کے ماتھے پہ شِکن تو آئے گی لیکن
ہم کہاں لے جائیں اپنی جراتِ اظہار کو

جناب سپیکر: واہ، واہ۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! خواجہ عمران نذیر صاحب ہمارے بھائی ہیں اور ہم اکٹھے جیلیں اور سارا کچھ بُھگتتے رہے لیکن میرا کیس یہ ہے اور میں روز اسی پر بات کرتا ہوں کہ محکمے کسی

سوال کا جواب دیتے وقت یا اُن کے over all رویے میں اس ایوان کی sanctity کو مد نظر نہیں رکھا جاتا اور 77 سالوں سے ہمارے ساتھ یہی ہوتا آ رہا ہے کہ [**********]

جناب سپیکر: جناب امجد علی جاوید! آپ کے یہ الفاظ قابلِ اعتراض ہیں All, working in the governance are very respectable people. میں یہ الفاظ expunge کرتا ہوں۔ آپ کو اگر یہ لگتا ہے کہ کوئی جواب غلط دیا گیا ہے تو آپ اُس کو point out کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اُسی پر آ جاتا ہوں کیونکہ اگر اُس کی تمثیل آ جائے گی تو زیادہ بہتر ہو جائے گا۔ چلیں اب میں سوال کی طرف آ جاتا ہوں ورنہ میں چاہ رہا تھا کہ آج اس ایوان میں صحت پر بات ہوتی تو پھر اس کی details آ جاتیں۔ میرا سوال نمبر 163 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں ضلعی حکومت کے تحت کونسل کو دی گئی ڈسپنسریاں واپس کرنے سے متعلقہ تفصیلات

***163: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2002 میں جب ضلعی حکومت کا نظام نافذ کیا گیا تو ضلع کونسل کے تحت دیہات میں کام کرنے والی ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کر دی گئیں؟

(ب) پنجاب میں کل کتنی ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کی گئیں اور ان میں سے اب تک کتنی ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں، تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ج) اب جب کہ ضلعی حکومت کا نظام عملاً ختم ہو چکا ہے اور ضلع کونسلز فنکشنل ہو چکی ہیں کیا محکمہ صحت ضلع کونسل سے لی گئی ڈسپنسریاں واپس کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) جی ہاں!

(ب) 1002 ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کی گئیں اور ان میں سے 825 ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔

(ج) عوام کو صحت کی بہترین سہولتیں فراہم کرنے کے لئے حکومت پنجاب اس وقت پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام DHQ33 ہسپتال، THQ 144 ہسپتال اور تقریباً 325 دیہی مراکز صحت اور 2500 بنیادی مراکز صحت چلا رہی ہے۔ اس کے علاوہ قیدیوں کو صحت کی بہتر سہولیات کی فراہمی کے لئے حکومت پنجاب نے حال ہی میں 43 مزید ہسپتال جو کہ صوبے بھر کی جیلوں میں واقع ہیں، کا انتظام بھی سنبھالا ہے۔ مزید برآں مذکورہ ڈسپنسریاں بھی مکمل فعال ہیں۔

جناب سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ سال 2002 میں جب ضلع حکومت کا نظام نافذ کیا گیا تو ضلع کونسل کے تحت دیہات میں کام کرنے والی ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کر دی گئیں؟ اس کا جواب آیا کہ جی ہاں۔ میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ پنجاب میں کل کتنی ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کی گئیں اور ان میں سے اب تک کتنی ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں تفصیلات فراہم کی جائیں۔ جواب میں ہے کہ 1002 ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے حوالے کی گئیں اور ان میں سے 825 ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ جز (ج) میں، میں نے کہا ہے کہ اب جب کہ ضلعی حکومت کا نظام عملاً ختم ہو چکا ہے اور ضلع کونسلز فنکشنل ہو چکی ہیں کیا محکمہ صحت ضلع کونسل سے لی گئی ڈسپنسریاں واپس کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے۔ محکمہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ ڈسپنسریاں مکمل طور پر فعال ہیں۔

جناب سپیکر! میں محکمہ جات سے اکثر عرض کرتا ہوں کہ میرے ساتھ یہ نہ کیا کریں۔ میرے پاس محکمہ کا notification ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے ایوان میں ایک پیپر لہرایا)

جس کے تحت انہوں نے یہ posts abolish کر دی ہیں تو یہ وہاں پر کس کے ساتھ کام کر رہے ہیں؟ میرے ضلع میں 27 ڈسپنسریاں تھیں اُن میں سے صرف ایک ڈسپنسری privately کام کر رہی ہے یہ ڈسپنسری وہاں کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت بنائی تھی۔ اس ڈسپنسری کو وہاں کے لوگوں نے 72 لاکھ روپیہ اپنی جیب سے لگا کر 2010 میں بنایا۔ اُس کے بعد 2011 میں وہاں کے لوگوں نے اپنی جیب سے اس ڈسپنسری میں ECG Machine لگائی، 13 لاکھ روپے کی لاگت سے biochemistry lab establish کی گئی اور 20 لاکھ روپے کی لاگت سے Eye Unit establish کیا گیا اور وہاں پر volunteer ڈاکٹر کام کرتا ہے۔ وہاں 22 لاکھ روپے سے پھر ایک میڈیکل بلاک بنایا گیا۔ یہ واحد لیب ہے جو اپنی مدد آپ کے تحت چل رہی تھی۔ اس کا عملہ بھی واپس لے لیا گیا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ڈسپنسریاں فعال ہیں۔ محکمہ کس کو دھوکا دے رہا ہے۔ میں نے نوٹیفکیشن پڑھ دیا ہے۔ اب اس کا اگر کوئی جواب ہے تو بتا دیں۔ خواجہ صاحب ماشاء اللہ فن خطابت میں ماہر ہیں اور منطق پر بھی ان کا استاد بڑا کامل ہے۔ یہ مجھے معلوم ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! یہ بڑا ضروری سوال ہے۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ امجد بھائی نے جیسے عرض کیا ہے تو اس میں کوئی دورائے نہیں ہیں کہ یہ ہمیشہ valid گفتگو کرتے ہیں۔ جہاں تک شکن کا تعلق ہے تو میں پورے ہاؤس کو یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم فرشتے نہیں ہیں۔ ہم سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں اگر غلطیاں ہوتی ہیں اور ہمارا ہاؤس جو ساڑھے 12 کروڑ عوام کی امانت کا امانتدار ہے۔ اگر اس میں کوئی دوست چاہے وہ حکومتی بنچوں سے ہے یا اپوزیشن بنچوں سے ہے۔ اگر ہماری غلطی کی نشاندہی کرتا ہے تو ہم اس کو ان شاء اللہ خوش دلی سے لیا کریں گے اور لیتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے شکن والا معاملہ نہ کبھی ہوا ہے نہ ان شاء اللہ کبھی ہو گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ڈسپنسریوں کا جہاں تک تعلق ہے۔ اگر مجھے تھوڑی سی اجازت دیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم سب لوگ اس معاملہ میں ذمہ دار ہیں۔ ہمارے بہت سارے ایسے ساتھی اور دوست ہیں کہ جنہوں نے اپنی زمینیں دیں اور کسی نے کہا کہ یہاں BHU بنا دیں، کسی نے کہا کہ یہاں پر ڈسپنسری بنا دیں۔ اس میں سے بہت ساری زمینیں ایسی بھی تھیں جو بالکل

صحیح دی گئیں۔ میں معذرت سے کہتا ہوں کہ بہت ساری زمینیں ایسی بھی تھیں کہ جہاں پر زمین اس لئے دی گئی کہ وہاں پر کوئی facility بن جائے گی تو کوئی road infrastructure بن جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن کا عوام سے دور تک کا بھی تعلق واسطہ نہیں تھا۔ ان تمام باتوں کی وجہ سے پچھلی کئی دہائیوں سے یہ سارا معاملہ خراب سے خراب تر ہوتا گیا۔ یہ جو ڈسپنسریاں ہیں جن کی بات امجد بھائی کر رہے ہیں۔ میں بطور منسٹر ہیلتھ یہ کہتا ہوں کہ میں ان ڈسپنسریوں کے مکمل فعال ہونے کا سب سے بڑا حمایتی ہوں لیکن ہمیں اس معاملہ کو categories کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! اگر آپ نے صحت کی سہولیات گھر کی دہلیز پر پہنچانی ہیں تو اس کو multisectoral سوچ کے ساتھ لے کر جانا پڑے گا۔ محکمہ نے جو جواب دیا ہے تو انہوں نے فعال اس sense میں کہا ہے کہ یہ تمام ڈسپنسریاں جن کے بارے میں کہا جا رہا تھا کہ بند کر دی گئی ہیں تو یہ بند نہیں کی گئیں۔ وہ فعال ہیں اور چل رہی ہیں لیکن کس طرح کی چل رہی ہے super چل رہی ہیں، super سے بھی اوپر چل رہی ہیں یا 20 فیصد چل رہی ہیں۔ میں اس پر بالکل بحث نہیں کرنا چاہتا۔ میں بطور وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کی حیثیت سے بالکل کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں سے کچھ بہت بہتر چل رہی ہیں اور کچھ زیادہ بہتر نہیں چل رہیں۔ اب جہاں تک ان سیٹوں کو abolish کرنے کا تعلق ہے تو جب میں اور خواجہ سلمان رفیق صاحب آئے تھے تو اس سے پہلے یہ فیصلہ ہو چکا تھا اور seats کو abolish کرنے کا process شروع ہو چکا تھا۔ اس کا نوٹیفکیشن بھی ہوا ہے لیکن یہ ایسا نہیں ہے کہ تمام ڈسپنسریوں کی تمام seats abolish ہو گئی ہیں تو ایسا نہیں ہے۔ اس میں بہت ساری seats ایسی ہیں جو ابھی بھی موجود ہیں اور بہت ساری abolish بھی ہو گئی ہیں لیکن میں آج آپ کو یہ assurance دے رہا ہوں کہ ہم نے ان تمام چیزوں کو ٹھیک کرنے کا بیڑا اٹھا لیا ہے۔ میں کسی پر الزام تراشی نہیں کرتا جہاں 2018 میں چھوڑ کر گئے تھے معذرت سے وہاں تک واپس جانے کے لئے کوشش کرنی پڑ رہی ہے۔ ہم جتنی چیزیں بنا کر گئے تھے ان سب کا بیڑا غرق کر دیا گیا ہے۔ یہاں سارے بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں لیکن جو حالات و واقعات اور جو ground reality ہے وہ میں آپ سے share کر رہا ہوں۔ میں یہ assurance دے رہا ہوں کہ میری چیف منسٹر کا vision ہے کہ صحت کی دستک آپ کی دہلیز تک کو عملی جامہ پہنانے کے سفر کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس حکومت کو آئے ہوئے ابھی چھ سے آٹھ ہفتے ہوئے ہیں۔ یہاں کہا گیا تھا کہ صحت کی دستک آپ کے دروازے پر دیں گے۔ اس وقت 32 موبائل فیلڈ ہسپتال پورے پنجاب میں ہر جگہ موجود ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارا جو برادر صوبہ خیبر پختونخوا ہے اس کے پشاور شہر میں حکومت پنجاب کا موبائل فیلڈ ہسپتال ایک ہفتہ ہزاروں لوگوں کا علاج کر کے واپس آیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں دو سو سے زائد Mobile Clinics on Wheel فیلڈ میں اتاری ہیں۔وہ Mobile Clinics چھوٹی بولان سبز ویگن میں منی ڈسپنسری موجود ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ بڑی اچھی بات کر رہے ہیں۔ میں اسے سراہتا ہوں۔ میں غلط العام کو مزید غلط العام کے طور پر کم از کم اس اسمبلی کے فورم پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا لفظ استعمال کر کے اس کی تشریح نہیں بدلوں گا۔

خواجہ صاحب! سوال یہ ہے کہ ضلع کونسل کی 825 ڈسپنسریاں فعال ہیں اور ضلع کونسل کی ڈسپنسریوں کو اب محکمہ صحت چلا رہا ہے۔ جی، امجد جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے تسلیم کیا ہے کہ خواجہ صاحب کو ماشاء اللہ خطابت میں مہارت ہے۔ ان کے خطاب میں میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ میں نے ضلع کونسل کی ہی بات کی ہے۔ میں نے محکمہ سے پوچھا ہے کہ میرا کیس establishment کا ہے۔ خواجہ صاحب نے 29۔اپریل 2024 کو پچھلے وقفہ سوالات میں سوال نمبر 112 کا جواب دیا تھا۔ اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ ہو کیا رہا ہے۔ سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 61 رب تحصیل جڑانوالہ میں محکمہ صحت کے زیر کنٹرول ڈسپنسری ہے جس کا رقبہ 17 کنال 7 مرلہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسری کی عمارت مکمل طور پر گر چکی ہے اور اس کے رقبہ پر گاؤں کے بااثر افراد نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

اس کا جواب دیا گیا کہ:

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل ڈسپنسری چک نمبر 61 رب میں تھی جس کا رقبہ 17 کنال 7 مرلہ ہے کو غیر فعال ہونے کی وجہ سے اُس وقت کے ڈسٹرکٹ کو آرڈینیشن آفیسر کے حکم کے تحت بذریعہ نوٹیفیکیشن نمبر P&D/822-815 مورخہ 14-05-2011 چک نمبر 93 رب میں شفٹ کر دیا گیا ہے لہٰذا اس وقت چک نمبر 61 رب میں ضلع کونسل کی کوئی ڈسپنسری نہیں ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ خود ہی بھول جاتا ہے کہ ہم کہہ کیا رہے ہیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! یہ بات بار بار سامنے آ رہی ہے کہ محکمہ جات کی طرف سے دیئے گئے جوابات پر یہ کہا جاتا ہے کہ غلط جواب دیئے جا رہے ہیں یا عدم اطمینان آتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جن 825 ضلع کونسل کے زیر انتظام چلنے والی ڈسپنسریوں کو محکمہ صحت کو دیا گیا ہو اور جو ڈسپنسریاں محکمہ صحت کے پاس چلی گئیں اور آپ کی اس چک کی ڈسپنسری اس میں شامل نہ ہو۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے تو صرف مثال دینے کے لئے کہا تھا۔

جناب سپیکر: آپ مثال نہیں بلکہ specific generic بات کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپنے ضلع اور حلقے کی طرف آ جاتا ہوں۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 27 ڈسپنسریاں ہیں۔ ان میں سے ایک ہی چل رہی تھی جس کی میں نے آپ کو مثال دے دی جو خود سے بنائی گئی تھی۔ اب وہ بھی محکمہ نے بند کر دی ہے۔ میں گاؤں کے نام پڑھ دیتا ہوں خواجہ صاحب نے ضلع کونسل کی کوئی ایک ڈسپنسری visit کی ہے تو وہ بتا دیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ ضلع کونسل کی طرف سے ایک سہولت فراہم کی جا رہی تھی کیونکہ محکمہ BHU یونین کونسل میں بناتا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی ڈسپنسریاں تھیں یہاں ضلع کونسل اپنا عملہ متعین کر کے لوگوں کو صحت کی سہولیات فراہم کر رہا تھا۔ اگر یہ سہولیات دے نہیں سکتے تو واپس بھی نہ لیں۔ یہ واپس لے لی ہیں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا نظام ختم ہو گیا اور ضلع کونسلیں بحال ہو گئیں۔ ان سے اپنا infrastructure نہیں چل رہا۔ یہ ان کی ڈسپنسریاں واپس کریں اور لوگوں کو تو سہولیات میسر آ جائیں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ سوال کرتے ہوئے پوری تقریر کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب نے بھی جواب دیتے ہوئے پوری تقریر کی ہے۔ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع کونسلوں کی جو ڈسپنسریاں تھیں وہ اب مکمل طور پر غیر فعال ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے حلقہ اور ضلع میں تو غیر فعال ہیں۔ ان کا عملہ واپس ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آپ مثال اپنے ضلع کی دے رہے ہیں۔ آپ بتا رہے ہیں کہ وہاں پر 27 ڈسپنسریاں تھیں جو کہ سب غیر فعال ہیں اور سب کا عملہ واپس ہو گیا ہے۔ جی، خواجہ صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! پہلے تو میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ مجھے تقریر کرنے کا شوق کوئی نہیں ہے لیکن اللہ کے فضل سے آپ کی پچھلی حکومتوں نے کام اتنا کیا ہے اور ابھی یہ جو میرے فاضل دوست تالیاں بجا رہے تھے میں حیران اس بات پر ہوتا ہوں یہ سارا بیڑا غرق تو آپ کر کے گئے ہیں جس وجہ سے ڈسپنسریاں بند ہوئی ہیں جو چھ سال پہلے محکمہ صحت اڑ رہا تھا انہوں نے اس کا بیڑا غرق اور تباہ کر کے یہ لوگ گئے ہیں اور شرمندہ ہونے کی بجائے تالیاں بجا رہے ہیں۔ ان کی ڈھٹائی پر مجھے حیرت ہوتی ہے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: Order in the House

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جہاں تک امجد علی صاحب کے سوال کا تعلق ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے وہ ڈسپنسری abundant ہو چکی تھی وہ پانی میں ڈوبی ہوئی تھی تو وہ بہت سال پہلے ہی ختم ہو چکی تھی اس کو نئی جگہ shift کر دیا گیا تھا۔ (شور و غل)

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف کی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر نعرے بازی)

جناب سپیکر: Order in the House, this is no way رائے صاحب آپ تشریف رکھیں ایسے نہ کریں اعجاز صاحب! ایک سیکنڈ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! مجھے یہ کہنے کا حق دیجئے یہ میرے پاس لمبی لسٹ ہے یہ لسٹ پورے پنجاب کے منصوبوں کی نہیں ہے یہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں

شہباز شریف کے منصوبے بول رہے ہیں یہ مریم نواز شریف کے دو ماہ کے منصوبے بول رہے ہیں ان کے پاس اگر کوئی لسٹ ہے تو نکال کر دکھائیں ان کے پاس اگر کچھ ہے تو دکھا دیں ان کو تو شرم آنی چاہئے۔ٹوبہ ٹیک سنگھ ہسپتال میں CT scan machine شہباز شریف لے کر آیا تھا یہ نہیں لے کر آئے وہاں کی ایک ایک THQ کی revamping شہباز شریف نے کی تھی انہوں نے نہیں کی تھی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جو جو کچھ موجود ہے اس میں شہباز شریف کا نام بولتا ہے ان کا نہیں بولتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر نعرے بازی)

جناب سپیکر: خواجہ صاحب ایک سیکنڈ تشریف رکھیں دیکھیں جی this is no way of doing it آپ میری بات سنیں I will not allow this یہ بالکل غلط ہے وہ اپنی بات کر رہے ہیں اور ان کا یہ مؤقف ہے۔دیکھیں حسن صاحب آپ ایک سیکنڈ بیٹھیں دیکھیں مسئلہ کیا ہے وزیر صاحب کا یہ مؤقف ہے کہ بزدار led گورنمنٹ کے صحت کے جو منصوبے تھے وہ جواب دے رہے ہیں بطور گورنمنٹ وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی رائے میں بزدار led گورنمنٹ کے اندر صحت کے منصوبوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ان کا صرف نقصان ہی ہوا ہے وہ اپنی رائے دے رہے ہیں یہ Question Hour ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو پچھلے منصوبہ جات شروع کئے تھے اور میں ان کو بار بار محکمہ لوکل گورنمنٹ کے زیر انتظام ضلع کونسل کی 821 ڈسپنسری پر واپس لے کر آ رہا ہوں میں mover کو بھی واپس لا رہا ہوں This time of the house is very precious. There is a pertinent question and it needs a pertinent Mover-answer نے move کیا ہے Minister Sahib has to give the answer کہ اگر یہ جو ڈسپنسریاں غیر فعال ہیں یا mover کی understanding غلط ہے اور ان کے ضلع کے اندر جو موجود ڈسپنسریاں ہیں وہ غیر فعال ہیں اور باقی پنجاب میں 821 چل رہی ہیں نقطہ تو صرف اتنا ہے اس پر جواب دے دیں جی please no shouting sir. I would request the honorable members to دیکھیں آپ کو کوئی بات اچھی نہیں لگتی تو آپ اس پر خاموش رہیں majority of the time کے اندر آپ کی بہت ساری باتیں اس طرف بیٹھے لوگوں کو اچھی نہیں لگ رہی ہوتی but they don't shout, they listen to it. So please be very parliament like we are آپ اسمبلی کے conduct میں بیٹھے ہیں

not standing on a railway station for shouting کہ قلی کی طرح آوازیں دیں so please be very careful(نعرہ ہائے تحسین)

ایسے نہیں ہوتا آج تک میں نے اسمبلی کے conduct میں یہ روایت دیکھی نہیں جس طرح کر رہے ہیں This is Question Hour. I have to give the floor, I do it very patiently and with very justice میں غلط نہیں کر رہا خواجہ صاحب آپ اس کو to the District Council's dispensary کریں confine

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جو 825 ڈسپنسری ہمارے پاس چل رہی ہیں ہمارا revamping کا پروگرام already start ہو چکا ہے ہم بنیادی مرکزی صحت کو revamp کر رہے ہیں جو 25 سو سے زیادہ ہیں ہم RHC, THQ سب کو revamp کر رہے ہیں ان شاءاللہ ہم ان کو بھی revamping میں لے کر جائیں گے اگلا Financial Year آنے والا ہے جو میرے بھائی نے کہا میں اور سلمان بھائی ہم جس ضلع میں جاتے ہیں ہم تمام facilities کو choose کر کے کہیں نہ کہیں جاتے ہیں میں الحمدللہ متعدد ڈسپنسریز وزٹ کر چکا ہوں اور جن جن ڈسپنسریوں میں اب تک میں گیا ہوں وہاں satisfaction level ہو سکتا ہے کسی کا 70 فیصد ہو کسی کا 60 فیصد ہو کسی کا 40 فیصد ہو لیکن وہ چل رہی تھی وہ on تھی ہمارے لئے ڈاکٹر کی availability کا issue بنا تھا ہم نے اس کے لئے locum program start کر دیا ہے ہم ڈاکٹر کی availability کو ensure کر رہے ہیں ان شاءاللہ ان کو مکمل فعال کر کے دیں گے۔

جناب سپیکر: It is a comprehensive answer and I think it satisfies your question اور جہاں تک آپ کی بات ہے یہ خواجہ صاحب ذرا اس کو نوٹ کر لیں ضلع کونسل کے زیر انتظام چلنے والی ضلع کونسلیں جو ہوتی ہیں وہ دیہات کے متعلق ہوتی ہیں جب ضلع کونسل ہوتی ہے شہروں میں میونسپل کارپوریشن ہوتی ہے یا میونسپل ادارہ ہوتا ہے ضلع کونسلوں کے زیر انتظام چلنے والی ڈسپنسریاں 2001 میں محکمہ صحت کو دی گئیں کیا وہ چل رہی ہیں کہ نہیں آپ کہہ رہے ہیں کہ 821 چل رہی ہے اب پنجاب کے طول و عرض میں اگر وہ 821 چل رہی ہیں تو اچھی بات

ہے امجد صاحب کا سوال ہے کہ جی وہ نہیں چل رہی تو آپ نے یقین دلایا ہے کہ وہ چل رہی ہیں this satisfies your question امجد صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں باقی تو چلو چل رہی ہیں یا نہیں چل رہی 341 ج ب کی ڈسپنسری جس پر کروڑوں روپیہ لوگوں کا لگا ہوا ہے جس میں کسی RHC's سے زیادہ مریض ہیں اس کو تو بند نہ کریں اس کا عملہ ان کو واپس کر دیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جی ہم کسی ڈسپنسری کو بند نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو assure کر دیں یہ ان کا concern ہے ان کے حلقہ کے متعلق ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی راؤ صاحب میں آپ کی طرف آتا ہوں میں نے آپ کو دیکھ لیا ہے۔

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! میں بھی اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب how can I conduct the proceedings like this? میری آپ honorable members سے درخواست ہے آپ تشریف رکھیں we are an assembly sir, this is Question Hour میں کبھی اس طرح ہوتا نہیں دیکھا میری بات سنیں for whole of the members sitting here آپ سب سارے بڑے seasoned members ہیں you have been into this assembly ample times now یہ آپ کا وقت ہے ایک گھنٹہ very precious یہ 12 کروڑ لوگوں کے مسائل کا سوال ہے امجد صاحب بڑی محنت سے یہ سوال لائے ہیں کہ ان کے حلقہ میں ایک محکمہ لوکل گورنمنٹ کے زیر انتظام چلنے والی ڈسپنسری بند ہو رہی ہے he has made a very pertinent question, why are we wasting our time by shouting? یہ بڑے ضروری سوالات ہیں آپ کے حلقے کے لوگوں کے مسائل کا حل ہے یہاں پر۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! مجھے بھی ضمنی سوال پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: میں ہمیشہ آپ کو ضمنی دیتا ہوں آپ کیسی بات کر رہے ہیں don't slang it unless you have the floor please don't speak it. I will give you the floor by raising hand اس کے لئے نعرے بازی تو ضروری نہیں ہے نا میری درخواست ہے this communiqué is not warranted brother.جی کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اپنے جواب میں فرمایا کہ چند ڈسپنسری اور BHU, RHC سیاسی لوگوں نے بنایا ہے میں ان سے یہ Supplementary Question کرتا ہوں وہ کون لوگ ہیں اور کتنے بنائے گئے۔

جناب سپیکر: یہ Fresh Question ہے I disallow it آپ تشریف رکھیں جی اعجاز شفیع صاحب and I am restricting it to three questions Sir

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال جز(ب) سے متعلق ہے اور میرے پاس ایک نوٹیفکیشن ہے جسے میں پڑھ دیتا ہوں Office order dated: 02-02-2002 issued by the Primary and Secondary Health Department the 17 following posts are hereby abolished. ڈسپنسریاں جو کہ ضلع کونسل کے under تھیں، ان کی ساری seats abolish کر دی گئی ہیں اور وہ ختم کر دی گئی ہیں جبکہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ڈسپنسریاں چل رہی ہیں۔ میرے پاس یہ latest order جو کہ 7۔ فروری کا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، دیکھیں ناں کہ اس جواب میں غلطی کہاں پر ہے؟ آپ سارے معزز ارکان ہیں، منسٹر صاحب! اس جواب کے جز(ب) اور جز(ج) کے اندر غلطی ہے کہ ضلعی حکومتوں سے پہلے ضلع کونسلوں کا نظام تھا it is a very pertinent reason یہ آپ دیکھ لیں کہ جب ضلع کونسلوں کا نظام ختم کیا گیا تو ضلعی حکومتوں کا نظام دیا گیا۔ ضلع کونسل کے زیر انتظام چلنے والی جو ڈسپنسریاں تھیں وہ ضلعی حکومتوں کے نظام میں نہیں تھیں اور وہ ضلعی حکومتوں کے زیر انتظام چل نہیں سکتیں۔ Now, this is very august forum. How can a question or an answer which states کہ ضلع کونسل کے زیر انتظام ہو اور پھر یہ ضلعی حکومت کے بھی زیر انتظام ہو۔ وہ تو it stood abolished تھا 2001 PLGO (Punjab Local Government Ordinance)

now, and prior to that the Act of 1979 was abolished when the PLGO 2001 came into effect یہ تو basics ہیں۔اس پر ان سے یہ ضرور پوچھیں جنہوں نے یہ جواب submit کیا ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرے پاس یہ 18 رورل ڈسپنسریاں تھیں اگر نام کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں جن میں رورل ڈسپنسری جج آباد، رورل ڈسپنسری دنیا پور وغیرہ تو یہ اب کہاں پر exist کر رہی ہیں کیونکہ 7۔فروری کو انہیں abolish کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ total wrong answer ہے۔ دوسرا جز (ج) میں ہے کہ ضلعی حکومت کا نظام عملاً ختم ہو چکا ہے اور ضلع کونسلیں functional ختم ہو چکی ہیں۔ ضلع کونسل سے لی گئی ڈسپنسریاں واپس لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جواب میں ہے کہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام 33 DHQ, 144 THQ وغیرہ تو ان کے متعلق سوال میں پوچھا ہی نہیں گیا تھا بلکہ صرف ڈسپنسریوں کا پوچھا گیا تھا۔ وہاں محکمہ میں بیٹھے ہوئے کلرک انہیں جواب دے دیتے ہیں اور منسٹر صاحب اسے پڑھ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! آپ کی بات آ گئی۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس کا جز (ج) پڑھ کر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! Precisely کیونکہ this is the question of public importance ہے تو اس میں آپ نے precisely رکھنا ہے۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جی، جناب سپیکر! بالکل میں اسی پر بات کروں گا۔ جو روایت چلتی آ رہی ہے اس پر مجھے کچھ نہیں کہنا کیونکہ سب کو پتا ہے۔ خواجہ سلمان رفیق صاحب یہاں پر موجود ہیں تو میں نے اور انہوں نے پہلے دن سے اپنے محکمہ کو کہہ دیا ہوا ہے کہ ہمیں روایتی جواب نہیں چاہئیں بلکہ ہمیں factual position چاہئے لیکن چیزوں کو

ٹھیک ہونے میں تھوڑا وقت لگتا ہے۔ اس ہاؤس میں جب آئندہ اجلاس ہوں گے تو اللہ کے فضل سے محکمہ صحت ایک نکتے کا بھی ادھر سے ادھر جواب نہیں دے گا۔ ان شاءاللہ

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! I appreciate that, please ensure کریں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب میرے بھائی ہیں اور انہوں نے جو بات کی ہے تو شاید انہوں نے سنا نہیں اس وقت جب میں بات کر رہا تھا کہ letter ضرور issue ہوا۔ ہماری حکومت آنے سے پہلے یہ letter issue ہوا تھا، posts abolish کرنے کا جو letter issue ہوا تھا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ڈسپنسریوں کی تمام posts abolish ہو گئیں۔ کچھ پوسٹیں ایسی تھیں جو کہیں پر پانچ تھیں، کہیں پر چار تھیں اور کہیں پر 10 تھیں جو ان کے مطابق مسلسل خالی چلی آ رہی تھیں یا جن کی ضرورت نہیں تھی تو انہوں نے اپنے ذہن سے ایک فیصلہ کیا تھا۔ ہم نے اب اس طرح سے کیا ہے کہ ان ڈسپنسریوں کو ہم چلائیں گے اور ان کو مکمل فعال کر کے آپ کے حوالے کریں گے۔ ان شاءاللہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، سعید اکبر خان صاحب! Last supplementary question,

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ جیلوں میں قائم 43 ہسپتال محکمہ نے take over کر لئے ہیں۔ پہلے تو محکمہ والے ڈیپوٹیشن پر ڈاکٹر دیتے تھے تو کیا انہوں نے وہاں پر ڈاکٹر recruit کرنے ہیں اور ان کا administrative setup کیا ہو گا، کیا جیل سپرنٹنڈنٹ کا بھی وہاں پر کوئی عمل دخل ہے یا صرف محکمہ خود ہی ان کی نگرانی کرے گا؟

جناب سپیکر: سعید اکبر خان صاحب! آپ سوال نمبر 163 ہی سے متعلق بات کر رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جی، بالکل۔ اسی سوال میں ہے کہ حکومت پنجاب نے حال ہی میں 43 ہسپتال جو کہ صوبہ بھر کی جیلوں میں واقع ہیں، ان کا انتظام بھی سنبھال لیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میرے پاس تو یہ نہیں ہے اور آپ کہاں سے پڑھ رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ ہے۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! سعید اکبر خان صاحب بالکل فرما رہے ہیں کہ جیل خانہ جات کے تحت جیلوں کے ہسپتال محکمہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کے حوالے ابھی recent past میں کر دیے گئے ہیں یعنی دو چار ہفتے پہلے کر دیے گئے ہیں اور ہم نے ان کو totally جس طرح ہم اپنے پرائمری اینڈ سیکنڈری کے ہسپتالوں کو revamp کرتے ہیں، اسی طرح ان کو بھی totally revamping کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ ان ہسپتالوں میں ہم سٹاف depute کر رہے ہیں اور جو ایڈیشنل سٹاف چاہئے ہو گا اسے بھی ہم through locum بھی recruit کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم یہاں پر سٹاف بھی پورا کر کے دیں گے اور facilities بھی پوری کر کے دیں گے۔ ہمارا وژن یہ ہے کہ کسی بھی قیدی کو کسی بھی معاملے میں اچانک اگر ایمرجنسی ہو جائے تو ہسپتال تک پہنچنے تک جو main hospital کا process ہوتا ہے، اس کے مکمل ہونے تک تمام facilities at least ہم جیل کے ہسپتال میں مہیا کریں اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ وہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب! Thank you اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سوال کا نمبر 164 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ صحت ایل ایچ ویز اور آیا کو حکومت کی مقرر کردہ تنخواہ دینے سے متعلقہ تفصیلات

***164: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ صحت میں کام کرنے والے مستقل اور عارضی ملازمین کی کم از کم تنخواہ کیا ہے؟

(ب) حکومت پنجاب نے کسی بھی ملازم کے لئے کم از کم تنخواہ کیا مقرر کی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ 2021 میں بھرتی ہونے والی آیا کو 18000 اور LHV کو 27000 روپے تنخواہ دی جارہی ہے جو حکومت کی مقرر کردہ اجرت سے کم ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب درست ہے تو اس حکومتی احکامات کی خلاف ورزی کا ذمہ دار کون ہے کیا محکمہ ملازمین کے استحصال کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی اور ملازمین کو ان کی مقرر کردہ تنخواہ اور بقایاجات دینے کا ارادہ رکھتا ہے اگر رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر)

(الف) محکمہ صحت میں کام کرنے والے مستقل ملازمین کو حکومت کی مقرر کردہ پالیسی کے مطابق بنیادی تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی ہے جبکہ عارضی ملازمین کو لیبر ڈیپارٹمنٹ کی مقرر کردہ کم از کم اجرت کی بنیاد پر تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب لیبر ڈیپارٹمنٹ نے مالی سال 24-2023 میں عارضی ملازمین کے لئے کم از کم اجرت 32000 روپے ماہانہ مقرر کی ہے۔

(ج) آئی آر ایم این سی ایچ ترقیاتی فنڈ کے تحت approve ہونے والی سکیم ہے جس کا تیسرے فیز کے PC-I کی منظوری جولائی 2020 سے جون 2024 تک P&D ڈیپارٹمنٹ نے دی جب 2020 میں اس ترقیاتی فنڈ کی سکیم کا PC-I approve کیا گیا تو اس وقت لیبر ڈیپارٹمنٹ کی کم از کم اجرت 18000 روپے ماہانہ تھی جس کی منظوری دی گئی۔ اب جبکہ لیبر ڈیپارٹمنٹ نے کم از کم اجرت 32000 روپے ماہانہ مقرر کی ہے تو سکیم کا PC-I اس ادائیگی کو support نہیں کرتا چنانچہ مجوزہ بجٹ کی تبدیلی کے لئے P&D ڈیپارٹمنٹ سے اس کی revision کی ضرورت ہے۔ مزید برآں یہ سکیم جون 2024 میں اپنے اختتام کو پہنچے گی اور اس کے اگلے فیز جولائی 2024 میں متعلقہ عملہ کی تنخواہ لیبر ڈیپارٹمنٹ کی مقرر کردہ کم از کم اجرت کے مطابق کرنے کی منظوری کی سفارش P&D ڈیپارٹمنٹ سے کی جائے گی۔

(د) چونکہ یہ ایک ترقیاتی فنڈ کی سکیم ہے اور اس کی منظوری P&D ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے لہٰذا جون 2024 کے بعد اس سکیم کے نئے فیز کی revision میں P&D ڈیپارٹمنٹ کو لیبر

ڈیپارٹمنٹ کی مقرر کردہ کم از کم اجرت کے مطابق تنخواہوں کی ادائیگی کی منظوری کے لئے سفارشات کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! ضمنی سوال کریں گے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(الف) سے متعلق ہے کہ محکمہ صحت میں کام کرنے والے مستقل اور عارضی ملازمین کی کم از کم تنخواہ کیا ہے جس کا جواب ہے کہ محکمہ صحت میں کام کرنے والے مستقل ملازمین کو حکومت کی مقرر کردہ پالیسی کے مطابق بنیادی تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ میرے سوال کا تو اس میں جواب ہے ہی نہیں کیونکہ میں نے تو تنخواہ کے متعلق پوچھا ہے کہ کتنی ہے۔ انہوں نے بتانا ہے کہ مستقل ملازم کی تنخواہ کتنی ہے اور عارضی ملازم کی کتنی ہے لیکن یہ اس کا جواب نہیں ہے؟

جناب سپیکر: Order in the House, order in the House please.جی، منسٹر صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! PC-I تھا یہ IRMNCH program ہمارا ایک پروگرام "ماں بچہ صحت کا" اس کے ڈویلپمنٹ فنڈ کے تحت approve ہونے والی یہ ڈویلپمنٹ سکیم تھی اور اس کے PC-I کی منظوری جولائی 2020 سے جون 2024 تک ہوئی تھی۔ اس میں P&D ڈیپارٹمنٹ نے جو منظوری دی تھی اس کے تحت ان کی اجرت 18 ہزار روپے مہینہ تھی۔ Definitely PC-I جہاں تک منظور ہوا ہے اس وقت تک ان ملازمین کو وہ تنخواہ 18 ہزار روپے مہینہ کے حساب سے ہی ملنی تھی۔ اب نیا wage آیا ہے تو ہم نے ڈیپارٹمنٹ میں already اس کے لئے تمام procedures start کر دیا ہے اور ان شاء اللہ ہمارا اگلا جو financial year ہے اس میں ہم جو اگلا PC-I منظور کروائیں گے تو اس میں ہم ان کی تنخواہ 32 ہزار روپے کروا کے دیں گے۔ ابھی ان ملازمین کو یہ نہیں مل رہی۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! No cross talk آپ منسٹر صاحب کو bother کر رہے ہیں اور انہیں جواب دینے دیں while he was answering آپ کہہ رہے تھے کہ غلط ہے۔ آپ جیسا seasoned آدمی تو یہ بات نہ کرے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مجھ سے مخاطب تھے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! I can hear it آپ مجھے بتائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں آپ سے ہی گوش گزار کر رہا ہوں۔۔۔

وزیر کان کنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، امجد صاحب! آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں کیونکہ منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر کان کنی و معدنیات (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں point of explanation پر ہوں کہ امجد علی جاوید صاحب ہمارے لئے قابل احترام اور میرے بھائی ہیں۔ میں ان کا بہت احترام بھی کرتا ہوں کیونکہ وہ بڑی محنت سے سوالات تیار کرتے ہیں لیکن جب بھی وہ سوال کرتے ہیں تو محکمہ کی طرف سے دیئے گئے جواب کو، میں اپنے یا صحت کے ڈیپارٹمنٹ کو defend نہیں کر رہا، وہ فوری کہہ دیتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر! کان کنی اور معدنیات کے سوال کے جواب میں چک نمبر 430 کے حوالے سے تھا جس پر بڑی دیر تک بحث ہوتی رہی۔ میں نے اس کی پوری انکوائری کروائی جسے میں آپ کی خدمت میں بھی پیش کر دوں گا۔ محکمہ کی طرف سے دیا گیا جواب سو فیصد درست تھا اور یہاں پر امجد علی جاوید صاحب میرے لئے قابل احترام بھائی ہیں لیکن انہوں نے فوری کہہ دیا کہ یہ جواب غلط ہے۔ اس طرح کا رویہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ منسٹر صاحب! Very kind of you امجد صاحب دیکھیں، میں نے اس وقت جب آپ یہ بات کر رہے تھے تو یہ کہا تھا کہ یہ ایک practice نہیں بن جانی چاہئے کہ whenever the answer comes, we should not outrighly say کہ جواب غلط ہے let the minister sahib explain it. If he can explain the answer given, then it means the answer is correct.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں آج بھی اپنے مؤقف پر قائم ہوں۔ Chair ہاؤس کے کسی معزز ممبر کو deputeکرے جو چک نمبر 430 میں چلا جائے۔ اگر اس کے کسی کونے سے ریت نکل رہی ہو تو میں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، وزیر صاحب نے جس نکتے پر بات کی ہے میں خود اس کی تائید کر رہا ہوں کہ اگر آپ کے پاس کچھ ایسا ثبوت ہے کہ دیا گیا جواب غلط ہے تو یہ پھر contempt ہے یہ تو پھر اس ہاؤس کا privilege breach ہوتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! صحیح بات ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو کسی صورت میں قبول ہی نہیں ہو سکتا۔ and that it has consequences اور اس کا consequence کافی serious ہے۔ مجھے آپ کو یہ suggest کرنا ہے کہ اس دن ہم نے مائنز اینڈ منرلز پر کمیٹی form کی تھی کیونکہ یہ public importance کے issues ہیں اور اگر یہ نمائندہ ایوان ان کو حل نہیں کرے گا تو کیسے حل ہوں گے یہ حکومت کو اپنی تجاویز دیں گے پھر executive branch اُس پر implement کرے گی، یہ ہمارا function ہے۔ اب آپ صحت کے issue پر واپس آجائیں، اس کو ہم دیکھتے ہیں۔ اگر یہ جواب غلط ہے جس کی بات کی جا رہی ہے اُس کو پھر later on اُس committee proceeding میں دیکھ لیں گے۔ ابھی آپ اس پر آجائیں جس کی آپ بات کر رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں پھر وہی عرض کر رہا ہوں جس کا میں نے پوچھا تھا۔ منسٹر صاحب جز (ج) کا جواب دے رہے تھے اور میں جز (الف) پر تھا اُس پر میں نے specifically پوچھا ہے کہ محکمہ ہیلتھ میں سرکاری ملازم کی اسی گریڈ میں کم از کم کتنی salary ہے اور جو عارضی ہیں اُن کی کتنی ہے؟ اس میں اس کے جواب نہیں ہے، یہ آگے آگئے ہیں۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! میرا خیال ہے کہ we have to differentiate آپ کی بڑی محنت ہے لیکن daily wages اور salary میں اور ان کی پالیسی میں فرق ہوتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے specifically الگ الگ پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا پوچھا ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ محکمہ صحت میں کام کرنے والے مستقل اور عارضی ملازمین کی کم از کم تنخواہ کتنی ہے؟ میں نے دونوں specify کر دیئے ہیں میں نے دونوں کو mix نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اب میں محکمہ صحت کے ملازمین کی گریڈ وار تنخواہ کا چارٹ یہاں پر پیش کروں۔ سوال کرنے کا بنیادی مقصد کسی مسئلے کی نشاندہی کرنا اور اس کو ٹھیک کرنا ہوتا ہے۔ اگر صرف بولنا ہی مقصد ہے تو پھر میری طرف سے بولتے رہیں۔ میرا ایک گھنٹے کا ٹائم ہے وہ ختم ہو جائے گا اور اِن باقی لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو جائے گی۔ اگر ایک issue کو لے کر پون گھنٹہ بات ہوتی رہی تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے جواب دے دیا ہے کہ یہ ڈویلپمنٹ سکیم تھی جس کو P&D approve کرتا ہے۔ آپ نے specifically اُس سکیم کے بارے میں پوچھا، میں نے یہ بھی مان لیا کہ جو آج کی گورنمنٹ کی اُجرت ہے وہ ہم نہیں دے رہے ہیں۔ ہم اُن کو وہی 18000 روپے جو 2020 سے 2024 تک چلنی تھی پرانی اُجرت دے رہے ہیں۔ اب ہم نیا PC-1 بنائیں گے ہم اُس میں recommend کریں گے کہ گورنمنٹ کی نئی اُجرت کے مطابق اُن کو پیسے دیں۔ اِس میں کون سی راکٹ سائنس ہے؟ آپ پوچھیں میں بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! یہ بڑا specific جواب ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! چلیں، ہم اِس پر آ جاتے ہیں۔ میں یہ مدعا لے کر اِس ہاؤس کے سامنے آیا ہوں کہ حکومت پنجاب نے بجٹ میں announce کر دیا کہ کم از کم تنخواہ 32000 روپے ہو گی۔ کیا پنجاب حکومت کے ماتحت کوئی ادارہ اُس کی domain سے باہر ہے کہ اُس پر اس ہاؤس کا فیصلہ لاگو نہیں ہوتا جو اس جواب میں کہا گیا ہے؟ میں تو یہی جاننا چاہتا ہوں محکمے زیادہ طاقت رکھتے ہیں یا یہ ہاؤس، وزیر اعلیٰ اور حکومت زیادہ طاقت رکھتی ہے؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اس کا ایک PC-1 بنتا ہے یہ باقاعدہ ایک نوکری نہیں ہے۔ یہ RMCH ایک ڈویلپمنٹ پروگرام ہے اس پروگرام میں آپ اس کو salary کہہ لیں، اس کو stipend کہہ لیں، اس کو اعزازیہ کہہ لیں، کچھ بھی کہہ لیں اس کے اندر جب پروگرام کا PC-1 پی اینڈ ڈی سے منظور ہوا تھا، پی اینڈ ڈی کی حتمی منظوری سے یہ پروگرام ہوتا ہے اُس وقت گورنمنٹ کی minimum wage اتنی تھی جتنی اُن کو مل رہی

ہے۔ چونکہ یہ تین سال کا پروگرام تھا تین سال بعد اب اس کو یا review ہونا ہے یا ختم ہونا ہے۔ جب یہ review کے لئے جا رہا ہے تو ڈیپارٹمنٹ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے جو آج کی minimum wage ہے وہ recommend کر کے پی اینڈ ڈی کو سفارشات بھیجے گا اور اس کا فیصلہ پی اینڈ ڈی نے کرنا ہے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے نہیں کرنا۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! بڑا satisfactory answer دیا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال تو یہ ہے جو میں نے آخر میں کیا ہے کہ میں تو اُن کے مسائل حل کروانے کی بات کر رہا ہوں یہ تو پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، سب کی intention یہی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگر جز (ج) کا جواب درست ہے تو اس حکومتی احکامات کی خلاف ورزی کا ذمہ دار کون ہے، کیا محکمہ ملازمین کے استحصال کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی اور ملازمین کے لئے۔۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ تشریف رکھیں یہ repetition ہو جائے گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ repetition نہیں ہے، یہ الگ ہے۔ کیا محکمہ ملازمین کو ان کی مقرر کردہ تنخواہ اور بقایاجات دینے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: امجد صاحب! منسٹر صاحب تین دفعہ بتا چکے ہیں، اس طرح ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ کچھ اور بات کر رہے ہیں میں کچھ اور کر رہا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم بھیجیں گے اور میں کہتا ہوں کہ انہوں نے نوکری کر لی۔۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ جس basic point کو miss کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ ایک پراجیکٹ تھا اور یہ گورنمنٹ کے regular employees ہیں ہی نہیں۔ مجھے تو ویسے ہی یہ سوال rule out کر دینا چاہئے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا سوال بھی جز (ج) کے بارے میں ہے۔ یہ ایک سکیم IRMNCH ہے۔ ترقیاتی فنڈز کے تحت جو جولائی 2020 کو یہ سکیم لاگو ہوئی یہ چار سال کے لئے تھی اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے یقیناً PC-1 بنایا۔ اُس وقت جو لیبر کی کم از کم تنخواہ 18000 روپے تھی۔ اس دوران حکومت نے لیبر کی تنخواہ 32000 روپے کر دی۔ اس میں اشارہ ہے کہ اس میں review کی ضرورت ہے۔ جو عمومی طور پر پی اینڈ ڈی ہر ڈیپارٹمنٹ میں PC-1 بناتا ہے اُس میں اگر کسی وجہ سے قیمتیں، فرض کریں کوئی بلڈنگ بناتا ہے اگر کسی وجہ سے چیزوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو revision کا option رکھا ہوتا ہے کہ یہ 2020 PC-1 میں 5۔ ارب روپے کا تھا، ہم نے بہت سے PC-1 دیکھے ہیں وہ جب completion کی طرف بڑھتے ہیں تو 5۔ ارب کی بجائے 7۔ ارب روپے کے ہو جاتے ہیں، 8۔ ارب کے ہو جاتے ہیں، 10۔ ارب روپے کے ہو جاتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو غریب کام کر رہے تھے 2020 میں جب پی اینڈ ڈی نے اس کو initiate کیا اُس وقت کیا کوئی ایسی شق نہیں رکھی تھی کہ اگر حکومت پنجاب کوئی لیبر کی تنخواہ میں اضافہ کرے تو اُس شق کے تحت automatically اُن کی تنخواہ بڑھ جائے یا جس وقت پنجاب حکومت نے 32000 روپے تنخواہ بڑھائی تو محکمہ صحت نے یہ revision پی اینڈ ڈی کی طرف کیوں نہیں بھیجی کہ 2020 کے مطابق 18000 روپے تھی اب حکومت پنجاب نے تنخواہ 32000 روپے کر دی؟ میرا سوال ہے کہ محکمہ صحت نے جو لیٹر revision کا لکھنا تھا وہ اگر لکھا ہے تو ایوان کو آگاہ کیا جائے اور اگر نہیں لکھا تو اُس کا جواب دیں۔ میری ایک گزارش ہے کہ اِس ہاؤس میں جب وقفہ سوالات ہوتا ہے تو ممبران بڑی تحقیق کر کے بات کرتے ہیں۔ یہ وقفہ سوالات ہمیں دو چیزیں بتاتا ہے۔ ایک ہمیں آگاہی دیتا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کام کیا کر رہے ہیں اور دوسرا اُس ڈیپارٹمنٹ کا احتساب ہوتا ہے۔ گیلری میں بیٹھے افسران کی کارکردگی اگر اچھی ہو تو اس ہاؤس کی طرف سے ٹھنڈی ہوا اُن کی طرف جاتی ہے اور اُن کی کارکردگی بری ہو تو گرم ہوا بھی جانی چاہئے لیکن اگر یہاں پر محکمے کا سیکرٹری موجود نہیں ہو گا تو یہاں کی نہ ٹھنڈی ہوا کو محسوس کرے گا اور نہ یہاں کی گرم ہوا کو محسوس کرے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: سمیع اللہ خان! آج وہ مجھے inform کر کے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے most senior افسران کو بھیجا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جب سے اسمبلی وجود میں آئی ہے میں نے تو ابھی تک سیکرٹری کو گیلری میں نہیں دیکھا۔ آج تو ان کو کام ہو گا آپ کو اطلاع کر دی مجھے نہیں لگتا کہ وہ اگلی بار بھی آئیں گے شاید اُن کی کوئی مصروفیت ہو۔

جناب سپیکر: آپ یقین رکھیں وہ یہاں ہوں گے۔ جب آپ کا previous session تھا He was available here. آج وہ بتا کر گئے ہیں he is out of district on some public emergency جی، منسٹر صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سمیع اللہ صاحب نے بڑی valid بات کی ہے۔ اگر revise PC-1 کی provision نہیں رکھی گئی تو جولائی 2020 میں جنہوں نے یہ PC-1 بنایا تھا اُن سے ضرور پوچھا جانا چاہئے۔ جولائی 2020 میں جنہوں نے بنایا تھا آپ کو پتا ہی ہے کہ وہ کتنے بڑے مسیحا تھے تو اُن سے ضرور پوچھا جانا چاہئے۔ اگر اب بھی تالی بجے تو مجھے مزہ آئے، اب بھی تالی بجے، اب بھی شور ہونا چاہئے۔ جولائی 2020 والوں سے ضرور پوچھیں۔ میں یہ revise والی بات۔۔

جناب سپیکر: شور شرابے میں، میں بھی سمجھ نہیں پا رہا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں revise والی بات ضرور پوچھ کر اِن شاء اللہ ہاؤس کو آگاہ کروں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Please, no crosstalk and slang while siting on the chair. خواجہ صاحب! یہ ایسا ہے کہ آپ نے بنیادی سوال assure کر دیا ہے which both the honorable members have taken it کہ جو آپ کا پروگرام تھا اس میں ہزاروں کی تعداد میں Lady Health Visitors تھیں جو تقریباً 50 ہزار سے زائد تھیں جناب سمیع اللہ خان اور جناب امجد علی جاوید both are concerned کہ آج کے اس دور میں بہت ظلم ہے، جب PC-I

جولائی 2020 میں بنا اب جو آج کے دور میں 18000 روپے پر کام کر رہی ہیں اگر وہ revise نہیں ہوتا۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے کہ سب لوگ 18000 یا 27000 روپے پر کام کر رہے ہیں اس میں مختلف پوسٹیں ہیں کسی کی salary زیادہ ہے یا کسی کی کم ہے جو اس میں minimum salary ہے وہ جناب امجد علی جاوید نے کہا کہ وہ 18000 اور 27000 روپے ہے۔ میں نے اس پر یہ عرض کی ہے کہ ہمیں اس بات کا شدت سے احساس ہے اور اب ہم جو PC-I بنا رہے ہیں ان شاءاللہ تعالیٰ اللہ کے فضل سے اس پر revision کی provision بھی رکھیں گے اور وہ غلطی نہیں کریں گے جو جولائی 2020 والوں نے کی تھی جس پر وہ اب شرمندہ بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! On her behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! سوال نمبر 169 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں نئے ہسپتال بنانے سے متعلقہ تفصیلات

***169: محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں اگست 2018 سے جنوری 2022 تک کتنے نئے ہسپتال بنائے گئے؟

(ب) اگر کسی نئے ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے تو اس کی تفصیلات بھی شیئر کی جائیں؟

(ج) اگر کوئی نئے ہسپتال بنائے گئے ہیں تو کن شہروں میں بنائے گئے ہیں ناموں کے ساتھ مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ کو اکتوبر 2015 میں محکمہ صحت پنجاب کی تقسیم کے بعد تشکیل دیا گیا تھا اور اس نے پنجاب بھر کے پرائمری اور سیکنڈری ہسپتالوں کا انتظامی کنٹرول سنبھال لیا تھا۔ اگلے تین سالوں میں 2018 تک ن لیگ کی حکومت کے تحت محکمے نے 29 ہسپتال (07 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، 04 رورل ہیلتھ سنٹرز، 13 بنیادی ہیلتھ یونٹس، اور 05 رورل ڈسپنسریاں) قائم کئے۔ نئے اداروں کے علاوہ، 26 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں اور 99 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کے نہ صرف بنیادی ڈھانچے میں بلکہ نئے طبی اور بائیو میڈیکل آلات کے ساتھ ساتھ فرنیچر اور فکسچر کی فراہمی کے ساتھ وسیع پیمانے پر revamp کیا گیا۔

اگست 2018 سے جنوری 2022 تک، 01 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، 01 مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال، اور 05 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال مکمل ہوئے۔

(ب) اگست 2018 سے جنوری 2022 تک، 1 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، 3 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں اور 4 مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال کے ہسپتالوں کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سیکنڈری صحت کی سہولیات کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

سیریل نمبر	ہسپتال کا نام	ضلع
1۔	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال حافظ آباد (نیو بلڈنگ)	حافظ آباد
2۔	مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال میانوالی	میانوالی
3۔	مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال اٹک	اٹک
4۔	مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال بہاولنگر	بہاولنگر
5۔	مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال لیہ	لیہ

6۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جوریاں چکری	راولپنڈی
7۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھوآنہ	چنیوٹ
8۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈجکوٹ	فیصل آباد

(ج) مندرجہ ذیل نئے سیکنڈری ہیلتھ کیئر ہسپتال اگست 2018 سے 2022 تک مکمل اور فعال کئے گئے:

سیریل نمبر	ہسپتال کا نام	ضلع
1۔	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین	منڈی بہاؤالدین
2۔	مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال میانوالی	میانوالی
3۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پیر محل	ٹوبہ ٹیک سنگھ
4۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال رینالہ خورد	اوکاڑہ
5۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر فیملی ہسپتال لودھراں	لودھراں
6۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ملکوال	منڈی بہاؤالدین
7۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی قریشیاں	رحیم یار خان

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! سوال کی جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ صوبہ بھر میں اگست 2018 سے جنوری 2022 تک کتنے نئے ہسپتال بنائے گئے؟ پیچھے جو کہانی ہے اس کے relevant بنتی ہے 2018 سے 2022 تک ایک ڈسٹرکٹ ہسپتال فلاں فلاں ہسپتال مکمل ہوئے تو my question is this، ان کا question اس لئے تھا کہ ہمیں 2018 سے 2022 کی کارکردگی کا علم ہو سکے کہ صحت کارڈ اور اس کا دعویٰ کرنے والے لوگوں نے اپنے دور حکومت میں پنجاب کی کتنی خدمت کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ صحت کا یہ سوال بہت ساری چیزیں hide کر رہا ہے اور منسٹر صاحب اگر اس کو pending کروا کر ان کے آنے پر clarity سے جواب لیں تو یہ بہتر ہو گا۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بالکل on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں کہ میں اس سوال کے جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں اور یہ کھنڈر اور یہ ڈھانچے آج بھی ہمارا منہ چڑھا رہے ہیں جن کو مکمل لکھا گیا۔ میں اس پر انکوائری بھی کروں گا اور جس نے یہ غلط جواب دیا ہو گا اس کو سزا دے کر انشاءاللہ ہاؤس میں submit بھی کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! دیکھیں کہ منسٹر صاحب خود admit کر رہے ہیں کہ جواب غلط ہے لیکن میں ان کی تصحیح کے لئے یہ عرض کر دوں کہ یہ جتنے بھی state of art hospitals بنے ہیں جو Mother and Child Hospitals ہیں۔ مجھے صرف honorable minister یہ بتا دیں کہ اس وقت ان کا status کیا ہے تو پھر میں ان سے اگلی بات پوچھوں گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بات کروں گا تو پھر وہی بات دور تک جائے گی۔ ہسپتال بنانا کوئی ایسا نہیں ہے کہ آپ نے کہہ دیا اور سنگ بنیاد رکھ دیا تو ہسپتال بن جاتا ہے۔ ہسپتال اس طرح بنتا ہے جیسے آج مریم نواز شریف صاحبہ نے کینسر کیئر ہسپتال کی بات کی، سرگودھا کے Cardiac ہسپتال کی بات کی (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے لئے پیسے رکھنے پڑتے ہیں اس کے لئے commitment show کرنی پڑتی ہے اور اس کا دھیان رکھنا پڑتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: No shouting مجھے لگتا ہے کہ جیسے ہی چیف منسٹر کا نام آتا ہے تو آپ shout کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ عجیب بات ہے۔ آپ کیا بات کرتے ہیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اسی ہاؤس میں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جناب امتیاز محمود! آپ ایسا نہ کریں آپ بیٹھیں۔ Once the minister has the floor and your Leader of Opposition has the floor آپ اس بات کا بھی احترام نہیں کر رہے اور کھڑے ہو گئے ہیں آپ بیٹھیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اسی ہاؤس میں وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی بار بار بازگشت سنی گئی اور ہمیشہ کہا جاتا تھا کہ ہم وزیر آباد کا کارڈیالوجی ہسپتال دے کر گئے ہیں تو آپ اسے فعال نہیں کر رہے تو بھائی جب آپ 20۔ارب روپے کا 10 کروڑ روپے بجٹ رکھ کر جائیں گے اور فیتا کاٹ کر اور تختی لگا کر مطمئن ہو جائیں گے تو ہسپتال کیسے بنے گا؟ ہسپتال اربوں روپے سے بنتا ہے اور commitment سے بنتا ہے عرق بہانے سے بنتا ہے، پسینہ بہانے سے بنتا ہے لیکن زبانی باتوں سے نہیں بنتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ منسٹر صاحب کو میں نے ایک question کیا ہے یہ چونکہ ہماری گورنمنٹ سے بھی related ہے اور میرا اپنا ڈسٹرکٹ میانوالی بھی اس میں آیا ہوا ہے تو جو منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں میں اس کا جواب اس لئے نہیں دینا چاہتا کہ میں اپنی بجٹ تقریر میں کینسر ہسپتال کا حال تو بتا چکا ہوں۔ یہ میرے بھائی سینئر منسٹر ہیں لیکن خود بات کو اتنا لمبا کر دیتے ہیں کہ اپنی چیف منسٹر کو خود ہی پھنسا دیتے ہیں اب ہم کیا کریں۔ دیکھیں یہ بات وہ کریں، میں relevant بات کر رہا ہوں اور مجھے صرف یہ بتا دیں کہ اس وقت ان ہسپتالوں کا status کیا ہے؟ کیونکہ میرا جو ڈسٹرکٹ میانوالی ہے انہوں نے ایک notification کیا ہے جو کہ منسٹر صاحب کے ڈیپارٹمنٹ سے ہوا ہے کہ Mother and Child Hospital کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میں convert کر دیا گیا ہے تو کیا دوسرے ہسپتالوں کو بھی کر دیا گیا ہے؟ اگر وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے تو پھر یہ کیوں کیا گیا ہے کیونکہ میرے ضلع میں تو Mother and Child Hospital functional ہو چکا ہے۔۔۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! دیکھیں، ہسپتال need based پر بننے چاہئیں جب چیزیں need based نہیں ہوتیں اور ذاتی خواہشات پر مبنی ہوتی ہیں تو پھر deliver نہیں ہو پاتا۔ Mother and Child Hospital کی وہاں قطعی طور پر ضرورت نہیں تھی ہم ماں بچہ پروگرام پورا run کر رہے ہیں۔ rural ambulance service پوری run کر رہے ہیں، BHU اور RHC میں یہ تمام کام وہیں ہو رہا ہے جو mother and child میں کرنے جا رہے ہیں بس اس وقت Mother and Child Hospital بنانے کا شوق تھا اگر ہسپتال کو بنانا ہو تو میں اپنے بھائی سے کہوں گا کہ ذرا خوشاب کا ہسپتال چیک کریں جو ہم بنا کر گئے تھے جو شہباز شریف بنا کر گیا تھا اسے کہتے ہیں کہ ہسپتال بنانا۔ ہم نے ان کے منصوبوں کو ختم نہیں کیا، ہم نے ان کے منصوبے جو کھنڈر تھے ان کو تعمیر کر کے مکمل کر رہے ہیں اور ان شاءاللہ ان کو functional کر کے اللہ کے فضل سے آپ کو چلا کر دکھائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: یہ last supplementary question ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! اگر آپ مجھے ابھی کہہ دیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں کوئی issue نہیں ہے لیکن میں نے جو question کیا ہے اور میں ایک بات ان کو clear کر دوں کہ need base، جو میانوالی ڈسٹرکٹ ہے اس میں sectored areas ہیں اور جو زچہ بچہ ہسپتال ہے جو Mother and Child Hospital ہے اس کو تقریباً پانچ ڈسٹرکٹ touch کرتے ہیں۔ اگر آپ ان ڈسٹرکٹ کی زچہ بچہ کے اموات کی ریشو نکال لیں، وہ ایک بڑا state of the art hospital تھا۔ میں منسٹر صاحب سے بالکل اتفاق نہیں کروں گا کہ وہاں پر اس کی ضرورت نہیں تھی۔ جناب امجد علی جاوید صاحب نے ان کو غصہ چڑھایا ہوا ہے۔۔۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اس میں اضافہ ہوا ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! اگر یہ میری بات حوصلے سے ایک منٹ سن لیں، میں ان کی direction ٹھیک کر رہا ہوں۔ یہ میری ایک منٹ بات سن لیں۔ دیکھیں کہ میں

اس بحث میں گیا ہی نہیں۔ آپ بیشک بحث کے لئے ایک علیحدہ نشست رکھ لیں کہ جس پر ہمیں پتا چلے کہ پچھلے دس بارہ سالوں میں کیا کچھ ہوا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو آپ Mother and Child Hospital کو بند کرنے جا رہے ہیں، اگر آپ سارے ڈسٹرکٹ میں ایسے کر رہے ہیں جہاں جہاں پر یہ ہسپتال بنے ہیں تو یہ بہت بڑا غلط اقدام ہو گا اور یہ صرف بغض عمران میں ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ جو Mother and Child Hospitals بنے تھے ان میں سے ایک ہسپتال ان کے ضلع میانوالی میں ہے جس کو بند کئے جانے کا اندیشہ ہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ ہسپتال ایک بڑا hub and scope کا کام کر رہا ہے اور اس کے ساتھ بڑے اضلاع جڑے ہوئے ہیں جو وہیں سے benefit کرتے ہیں۔ ان کی یہ رائے ہے کہ اگر آپ بند کرنے جا رہے ہیں تو اس کو نہ کیا جائے۔ اس پر آپ اپنا مؤقف دیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! چیزوں کو بند کرنے کا ہمیں شوق نہیں ہے وہ کسی اور کا شوق تھا کہ میں لاہور بند کروں گا، میں کراچی بند کروں گا اور میں پشاور بند کروں گا۔ ہمیں کوئی بند کرنے کا شوق نہیں ہے ہمیں چیزوں کو کھولنے کا شوق ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ہم بند چیزوں کو کھولیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ the Leader of the Opposition has the floor.

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! بات سنیں۔ ایسا نہیں ہوتا۔ جی، جناب احمد خان! ایسا نہیں ہوتا ابھی منسٹر صاحب! آپ کو assure کر رہے ہیں کہ وہ اسے بند نہیں کریں گے۔ This satisfies your question.

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں، میں اور بات کر رہا ہوں۔ ماشاءاللہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ جو وقفہ سوالات چلا رہے ہیں عموماً پہلے سپیکر صاحبان یہ کرتے تھے کہ دو تین ضمنی سوالات سے آگے نہیں جانے دیتے تھے آپ دونوں

طرف سے questions لے رہے ہیں ۔یہ بڑی اچھی بات ہےاور آپ جو منسٹر صاحبان کو rescue کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جناب احمد خان! آپ میری بات سن لیں۔منسٹر صاحب آپ کو assure کر رہے ہیں کہ ملتان میں مدر اینڈ چائلڈ ہیلتھ کیئر کی جو facility ہے یہ shutdown نہیں ہو گی اور جو کہہ رہے ہیں I beg your pardon, Mianwali تو shutdown نہیں ہو گی it is an assurance from the government.جی، جناب سرفراز ڈوگر!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I have a very relevant point after the honorable minister has himself admitted.

جناب سپیکر: میں اس طرف آرہا ہوں۔۔۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری بات سن لی جائے very relevant۔

جناب سپیکر: جی، please۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speeker! When he has admitted himself that the department has provided the wrong information, so this is the breach of privilege of the member.

جناب سپیکر: It will be referred to the committee Sir, I will.

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Thank you

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب سرفراز ڈوگر کا ہے۔جی، سوال نمبر بول دیں۔

جناب محمد سرفراز ڈوگر: میرا سوال نمبر 196 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ۔پی پی۔144 میں طبی مراکز اور ان میں میڈیکل و پیرا میڈیکل سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

***196: جناب محمد سرفراز ڈوگر:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔144 شیخوپورہ میں طبی سہولیات کے کتنے سرکاری مراکز ہیں؟

(ب) ان مراکز میں میڈیکل و پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) ان مراکز کے انچارج ڈاکٹرز اور ان مراکز کی کارکردگی جانچنے کے لئے محکمہ کیا میکنزم بروئے کار لا رہا ہے کیا ان مراکز صحت کی کارکردگی اطمینان بخش ہے، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) حلقہ پی پی۔144 میں درج ذیل 16 سرکاری مراکز صحت ہیں جن میں 01 تحصیل لیول ہسپتال، 01 رورل ہیلتھ سنٹر اور 14 بنیادی مراکز صحت ہیں:۔

1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال صفدر آباد،

01۔رورل ہیلتھ سنٹر خانقاہ ڈوگراں،

14 بنیادی مراکز صحت ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔بی ایچ یو مانگٹ،
2۔بی ایچ یو کلی رسول پور جٹاں،
3۔بی ایچ یو ڈیوری،
4۔بی ایچ یو منڈیالہ چک نمبر 20،
5۔بی ایچ یو عبداللہ پور کولر،
6۔بی ایچ یو ملیاں والی،
7۔بی ایچ یو امر کوٹ،
8۔بی ایچ یو نواں پنڈ،
9۔بی ایچ یو بہالیکے،
10۔بی ایچ یو عادل گڑھ،
11۔بی ایچ یو قلعہ میر زمان،
12۔بی ایچ یو سالار بھٹیاں،
13۔بی ایچ یو گنیا غازی،
14۔بی ایچ یو رتی ٹبی،

(ب) 1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال صفدر آباد میں ٹوٹل میڈیکل آفیسرز کی تعداد 35 اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد 47 ہیں۔

2۔ آر ایچ سی خانقاہ ڈوگراں جس میں میڈیکل آفیسرز کی تعداد 05 اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد 19 ہیں۔

3۔ ٹوٹل بی ایچ یو 14 جس میں میڈیکل آفیسرز کی تعداد 14 اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد 59 ہیں۔

(ج) محکمہ صحت کے ڈاکٹرز اور عملہ کی کارکردگی جانچنے کے لئے تحصیل کی سطح پر ڈپٹی ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر تعینات ہیں۔ اس کے علاوہ تین ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسرز اور ایک چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیلتھ ضلعی سطح پر تعینات ہیں۔ تمام افسران Repeatedly Health Facilities کا وزٹ کرتے ہیں اور اس طرح عملہ کی کارگردگی چیک کی جاتی ہے مزید برآں، گورنمنٹ آف پنجاب، پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہیلتھ Facilities پر Bio-Metric Machines انسٹال کی گئی ہیں جس سے ڈاکٹر اور عملہ کی حاضری کو چیک کیا جاتا ہے۔ جو عملہ غیر حاضر ہو ان کے خلاف محکمانہ کاروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس بابت مزید گزارش ہے گورنمنٹ آف پنجاب، سیکرٹری پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایک Secretary's Operations and Monitoring Unit (SOMU) قائم کیا گیا ہے۔ یہ ٹیم پورے پنجاب میں سرکاری ہسپتالوں کا وزٹ کرتی ہے اور ملازمین کی کارگردگی کو Evaluate کرتی ہے۔ اسی طرح ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز پنجاب کی طرف سے بھی تشکیل کردہ ٹیمز ہیلتھ فسلیٹیز کا وزٹ کرتی ہیں اور ایک مفصل رپورٹ مرتب کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ جو کہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی شیخوپورہ کے چیئرمین ہیں ان کے ماتحت اسسٹنٹ کمشنرز جو کہ تحصیل کی سطح پر تعینات ہیں۔ وہ اپنی اپنی تحصیلوں میں ہیلتھ فسلیٹیز کا وزٹ کر کے ملازمین کی کارگردگی چیک کرتے ہیں۔ M&As بھی ہر ماہ دوبار ایک ہسپتال کو وزٹ کرتے ہیں۔ ان کی رپورٹ پر تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد سرفراز ڈوگر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ب) میں ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال صفدرآباد میں ٹوٹل میڈیکل آفیسرز کی تعداد 35 ہے اور پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد 47 ہے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں میڈیکل آفیسرز کتنے موجود ہیں، اور پیرامیڈیکل سٹاف کتنا موجود ہے اور کتنی سیٹیں خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کتنا سٹاف available ہے اور جو سیٹیں خالی ہیں وہ کب تک fill کر لیں گے؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! یہ تو fresh question بنتا ہے یہ بالکل نیا سوال کر لیں میں ان کو detail دے دیتا ہوں۔ اتنا ان کو ضرور بتاؤں گا کہ good news یہ ہے کہ ہم ان کا تحصیل صفدرآباد کا ہسپتال اور اُس کے علاوہ مزید مرید کے کا، شرقپور شریف کا، فیروز والا کا ان ہسپتالوں کی revamping کے عمل کا آغاز کر رہے ہیں جس میں نہ صرف ان کی بلڈنگ کو state of the art کریں گے، ہم ان کی HR کی جتنی deficiency ہے وہ ساری پوری کر کے دیں گے، ان کی جو میڈیسن کی deficiency وہ پوری کر کے دیں گے، ان کا تمام سٹاف اور ان کی جو مشینری ہے وہ نئی خرید کے دیں گے اور انشاءاللہ یہ سب ہم فوری طور پر شروع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب آپ کو منسٹر صاحب assure کر رہے ہیں کہ جو آپ کا صفدرآباد کا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے اُس کی جو deficiency of staff ہے وہ پوری ہو گی اور اُس کے ساتھ جتنی missing facilities ہیں revamping میں وہ پوری ہو جائیں گی۔

جناب محمد سرفراز ڈوگر: جناب سپیکر! میرا سوال تھا کہ یہ صرف بتا دیں کہ وہاں پر کتنا سٹاف موجود ہے، ڈاکٹر کتنے موجود ہیں اور پیرامیڈیکل سٹاف کتنا موجود ہے؟ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں یہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کا سوال یہ تھا کہ حلقہ پی پی-144 شیخوپورہ میں طبی سہولیات کے کتنے سرکاری مراکز ہیں؟ اب یہ جو آپ پوچھ رہے ہیں کہ number of

. vacant seats. This will amount to a fresh question اب یہ detailاُن کے پاس ابھی نہیں ہو گی آپ اس پر مزید کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو آگے کر لیں۔

جناب محمد سرفراز ڈوگر: جناب سپیکر! اس پر میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ لکھتے ہیں کہ ہر مہینے میں دو بار اُس کا وزٹ کیا جاتا ہے اور وہاں پر اُن چیزوں کو چیک کیا جاتا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو missing facilities کتنی موجود ہیں اور کتنی خراب ہیں اور کب سے خراب ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! دیکھیں ہمیں تو آئے ہوئے ابھی دو ماہ ہوئے ہیں ہمیں تو پرانی عادتیں کام کرنے کی پڑی ہوئی ہیں درمیان میں کام نہیں ہوا اور چیزیں خراب ہو گئی ہیں تو اس پر میں تو ذمہ دار نہیں ہوں میں تو ٹھیک کرنے کا ذمہ دار ہوں انشاء اللہ ٹھیک کروں گا اور دوسری عرض یہ ہے کہ ہمارے جو MEs ہیں وہ ہر 15 دن میں وزٹ کرتے ہیں وہ ہمارا جو stock take ہوتا ہے جو شہباز شریف صاحب بھی لیا کرتے تھے اُس کے بعد کسی نے نہیں لیا اب مریم نواز شریف صاحبہ اُس کو شروع کر رہی ہیں تو ہم جب stock take لیتے ہیں تو ایک ایک چیز کی detail ہمارے پاس آتی ہے۔ میں اپنے معزز ممبر کو یہ assurance دے رہا ہوں کہ ان کے ہسپتال کی تمام deficiencies جو ہمارے ہسپتال revamp ہوئے ہیں جن دوستوں کے حلقے میں ہیں اُن کو پتا ہے جب ہم ہسپتال کو revamp کرتے ہیں نہ صرف اُس کی building state of the art بنتی ہے بلکہ اُس کے جو تمام HR ہیں ڈاکٹرز ہیں، نرسز ہیں، سٹاف ہے اُس ٹوٹل کو ہم پورا کر کے دیتے ہیں میڈیسن جو ایک essential drug list اُسے پورا کر کے دیتے ہیں جو مشینری وہاں ہوتی ہے وہ نئی لے کر دیتے ہیں ہم تو ان کو اتنی اچھی خوشخبری دے رہے ہیں کہ آپ کا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال صفدر آباد مکمل revamp کر کے دے رہے ہیں ہم تو پورا package دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب! میں آپ سے یہ کہوں گا کہ this satisfies your question آپ کے جو THQ Hospitals ہیں وہ جب اُس پروگرام میں آ گئے ہیں جس میں

revampingہونی ہے تو یہ hopefully آپ کے لوگوں کے لئے سہولت کا باعث ہو گا۔اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو رہا ہےwith an observation

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، please آپ تشریف رکھیں گے ، آپ ایک دفعہ تشریف رکھیں گے ؟ I have done with the time now, why are you insisting so much?

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
لاہور۔ایل ایچ ویز اور مڈوائیوز کی اپ گریڈیشن اور ان کے سروس سٹرکچر سے متعلقہ تفصیلات

***199: محترمہ کنول پرویز چودھری:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت کتنی ایل ایچ ویز اور مڈوائیوز کی کام کر رہی ہیں ان کے نام اور تعداد بیان کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ ن لیگ کے دور حکومت میں ایل ایچ ویز اور مڈوائیوز کی اپ گریڈیشن کی گئی تھی اور ان کا سروس سٹرکچر بنایا گیا تھا جو پہلے نہ تھا اور صوبہ بھر کے اکثر اضلاع میں اس پر عملدرآمد بھی ہو گیا تھا لیکن لاہور میں تاحال اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں ایل ایچ ویز اور مڈ وائیوز عرصہ 20 سال سے ایک ہی سکیل میں کام کر رہی ہیں اور بہت سی اسی سکیل میں ریٹائرڈ بھی ہو گئی ہیں جو کہ ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب بھی محکمہ سے اس بارے سوالات کئے گئے وہ جواب دینے سے قاصر رہا حکومت کب تک ایل ہیچ ویز مڈ وائیوز کی اپ گریڈیشن کرنے اور ان کے سروس سٹرکچر پر مکمل طور پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت 191 ایل ایچ ویز اور 104 مڈ وائیوز کام کر رہی ہیں۔ نام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ایل ایچ ویز کی اپ گریڈیشن ن لیگ کے گزشتہ دورہ حکومت میں کی گئی تھی جس کے تحت ایل ایچ ویز کو سکیل 9 سے 12 میں اور مڈ وائف کو 5 سے سکیل 9 میں اپ گریڈ کر دیا گیا تھا اور ان کا سروس سٹرکچر بھی بنایا گیا تھا لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ اس پر ضلع لاہور میں تاحال عملدرآمد نہیں ہوا۔ تمام ایل ایچ ویز کو مذکورہ نوٹیفکیشن کی روشنی میں اپ گریڈیشن اور سروس سٹرکچر گورنمنٹ نے اپریل 2019 کو منظور کیا اور اس کے مطابق ضلع لاہور میں مڈ وائیوز کو اپ گریڈ کر دیا گیا تھا آرڈرز کی کاپی ایون کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ایل ایچ ویز اور مڈ وائیوز ضلع لاہور میں 20 سال سے کام کر رہی ہیں کیونکہ ایل ایچ ویز کو 2012 میں سکیل 9 سے 12 میں اپ گریڈ کر دیا گیا ہے اور مڈ وائف کو 2019 میں 5 سے سکیل 9 میں اپ گریڈ کر دیا گیا ہے۔ آرڈر کی کاپی ایون کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے محکمہ پہلے ہی ایل ایچ ویز اور مڈ وائیوز کی اپ گریڈیشن گورنمنٹ کے وضع کردہ قوانین کی روشنی میں کر چکا ہے اور ان کے اپ گریڈیشن کے احکامات کو متعلقہ لوگوں کو (circulate) کر چکا ہے۔

جھنگ: احمد پور سیال میں ڈسپنسریوں اور ان کے سٹاف کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

*251: **جناب شہباز احمد:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل احمد پور سیال ضلع جھنگ میں کل کتنی ڈسپنسریاں ہیں اور ان میں کتنا سٹاف تعینات ہے؟

(ب) کتنی ڈسپنسریاں بد حالی کی وجہ سے بند کر دی گئی ہیں کیا حکومت ان بند ڈسپنسریوں کو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) تحصیل احمد پور سیال ضلع جھنگ میں کل 8 ڈسپنسریاں ہیں اور اس میں 14 ملازمین تعینات ہے۔

(ب) بہت سی ڈسپنسریز ذاتی پسند و ناپسند کی وجہ سے بنائی گئی تھیں۔بی ایچ یوز، رورل ہیلتھ سنٹرز اور تحصیل لیول ہسپتالوں میں ان ڈسپنسریز کی نسبت بہتر اور اچھا علاج فراہم کیا جارہا ہے۔مزید برآں موجودہ ن لیگ کی حکومت بی ایچ یوز اور رورل ہیلتھ سنٹرز پر 30۔ارب کی خطیر رقم خرچ کر رہی ہے اس کے علاوہ حکومت نے دو نئے منصوبے شروع کئے ہیں "کلینک آن ویل" اور فیلڈ ہسپتال۔ ان دونوں منصوبوں کے تحت دور دراز اور رموٹ علاقوں میں 200 کلینک آن ویل اور 32 فیلڈ ہسپتال کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ جس کے تحت نہ صرف معمولی نوعیت کی بیماریوں کے علاوہ خاندانی منصوبہ بندی، ویکسینیشن، پانچ سال سے کم عمر بچوں کی سکریننگ کے علاوہ ANC, PNC بھی کی جائے گی۔

جھنگ: آر ایچ سی سنٹر گڑھ مہاراجہ میں ڈاکٹرز کی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

*252: **جناب شہباز احمد:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) RHC گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں کل کتنی ڈاکٹرز کی اسامیاں ہیں اور ان میں سے کل کتنی خالی ہیں؟

(ب) حکومت کب تک ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) رورل ہیلتھ سنٹر گڑھ مہاراجہ میں فروری 2023 سے فروری 2024 تک کل کتنے مریض علاج کے لئے آئے اور رورل ہیلتھ سنٹر میں کتنے مریضوں کے آپریشن کئے گئے؟

(د) رورل ہیلتھ سنٹر گڑھ مہاراجہ میں ایکسرے مشین کتنی پرانی ہے اور کب سے خراب پڑی ہے؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) ٹوٹل 10 ڈاکٹرز کی اسامیاں ہے جن میں سے 8 ڈاکٹرز تعینات ہے اور 2 ڈاکٹرز کی اسامیاں خالی ہے۔ جن میں ایک اسامی ایڈیشنل پرنسپل میڈیکل آفیسر اور دوسری وومن میڈیکل آفیسر کی خالی ہے۔

(ب) گورنمنٹ آف پنجاب پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ نے ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اشتہار دے دیا ہے اور جلد ڈاکٹر کی خالی اسامیوں پر تعیناتی ہو جائیگی۔(اشتہار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) 2023 سے 2024 تک 54,322 مریض چیک کئے ہیں۔ اور کوئی آپریشن نہیں کیا۔

(د) خراب ایکسرے مشین کو نیلام کر دیا گیا ہے جبکہ سیکرٹری صاحب کی ہدایت پر ضلع اوکاڑہ سے فراہم کردہ ایکسرے مشین کو 21-03-2024 سے آر ایچ سی گڑھ مہاراجہ میں تنصیب کر دیا گیا ہے اور مشین فنکشنل ہے اور 21-03-2024 سے لے کر اب تک 368 ایکسرے اس مشین پر کئے جا چکے ہیں۔

جہلم: سرگھسن ہسپتال میں طبی سہولیات اور پیرامیڈیکل سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

***255: سید رفعت محمود:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگھمن ہسپتال میں مریضوں کو کون کون سی طبی سہولیات دی جارہی ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر کتنے مریضوں کا علاج ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹرز، نرسز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کمی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں مشینری اور طبی آلات کی بھی کمی ہے؟

(د) حکومت کب تک ان مسنگ فسیلٹیز کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل سے بیان کریں کیا اس میں 24/7 گھنٹے سہولیات دی جارہی ہیں کیا ہسپتال میں سٹاف پورا ہے۔ اگر کمی ہے تو کب تک اس کو پورا کیا جائے گا۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) مذکورہ بنیادی مرکز صحت یونین کونسل پنڈ متے خان میں واقع ہے۔ مذکورہ بنیادی مرکز صحت 18۔فروری 2024 میں نارمل بنیادی مرکز صحت سے 24/7 بنیادی مرکز صحت بنا۔اس بنیادی مرکز صحت میں مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی جارہی ہیں:-

1۔ اوپی ڈی

2۔ 24/7 زچہ وبچہ سہولیات

3۔ طبی ایمبولینس سروس برائے زچہ وبچہ 1034

4۔ حفاظتی ٹیکہ جات

5۔ بنیادی طبی لیبارٹری ٹیسٹ برائے حاملہ خواتین

6۔ غذائیت پروگرام

7۔ فیملی پلاننگ

روزانہ کی بنیاد پر 25 سے 35 مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ بنیادی مرکز صحت سرگھمن میں میڈیکل آفیسر، ڈسپنسر، لیڈی ہیلتھ وزیٹر، ویکسینیٹر، سینٹری انسپکٹر اور مڈوائف تعینات ہیں جو کہ عوام الناس کو مذکورہ بالا طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔ بنیادی مرکز صحت میں منظور شدہ عملہ کی تعداد 15 ہے جس میں سے 11 اس وقت کام کر رہے ہیں۔ عملہ کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	عہدہ	گریڈ	منظور شدہ تعداد	تعینات	خالی
1۔	میڈیکل آفیسر	17	1	1	0
2۔	سکول ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن سپروائزر	17	1	0	1
3۔	کمپیوٹر آپریٹر	15	1	0	1
4۔	ہیلتھ ٹیکنیشن	12	1	0	1
5۔	ڈسپنسر	9	1	1	0
6۔	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	9	2	2	0
7۔	ویکسینیٹر	9	1	1	0
8۔	سینٹری انسپکٹر	9	1	0	1
9۔	مڈوائف	5	2	2	0
10۔	نائب قاصد	1	1	1	0
11۔	چوکیدار	1	1	1	0
12۔	آیا	1	1	1	0
13۔	سینٹری ورکر	1	1	1	0
ٹوٹل	15	11	4		

(ج) یہ درست نہ ہے تمام مشینری اور طبی آلات مذکورہ بنیادی مرکز صحت میں موجود ہیں ماسوائے الٹرا ساؤنڈ مشین کے۔ کیونکہ مذکورہ ہسپتال فیز 8 میں 7/24 جو کہ مورخہ 18۔فروری 2024 کو 7/24 میں شامل ہوا اور اس کی خریداری کا پراسس صوبائی سطح پر ہو رہا ہے۔

(د) بنیادی مرکز صحت پر حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق مخصوص کردہ صحت کی سہولیات ضرورت کے تحت پوری ہیں ماسوائے الٹرا ساؤنڈ مشین کے۔ جو کہ جلد ہی مرکز صحت کو مہیا کر دی جائے گی۔

جہلم: دینہ ٹی ایچ کیو ہسپتال کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

*264: **سید رفعت محمود:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ہر تحصیل میں THQ ہسپتال ہونا ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل دینہ ضلع جہلم میں ٹی ایچ کیو ہسپتال نہیں بنایا گیا جس کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت تحصیل دینہ میں کب تک THQ ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) حکومت کا یہ بنیادی مقصد ہے کہ وہ صوبہ بھر کے تمام دیہی اور شہری علاقوں میں صحت کی دیکھ بھال کی سہولتوں کو برابری کی بنیاد پر فراہم کرے۔ اسی بات کے پیش نظر تحصیل کی سطح پر THQ ہسپتال قائم کئے گئے ہیں جو عوام کی صحت کی ضروریات کو پورا کرنے اور طبی خدمات کو ان تک پہنچانے کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں مزید بر آں THQ ہسپتال کے قیام کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت مختلف عوامل، جیسے کہ علاقے کی آبادی، صحت کی پہلے سے موجود سہولیات اور وسائل کی دستیابی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ بہر حال ہر تحصیل میں THQ ہسپتال کے قیام سے متعلق کوئی مخصوص پالیسی موجود نہیں ہے۔

(ب) دینہ شہر میں لوگوں کو بنیادی طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ایک رورل ہیلتھ سنٹر موجود ہے جو کہ جی ٹی روڈ پر واقع ہے۔ مزید بر آں DHQ ہسپتال جہلم بھی صرف 10 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

(ج) حکومت کو ادراک ہے کہ دینہ میں THQ ہسپتال قائم ہونا چاہیے، اس سلسلے میں سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 18-2017 میں دینہ میں THQ ہسپتال کے قیام کے

لئے ایک منصوبہ بھی شامل کیا گیا تھا جو کہ حکومت تبدیل ہونے پر شروع نہیں کیا گیا اور ہسپتال کی تعمیر نہیں ہو سکی۔ اب حکومت اس THQ کو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس ضمن میں سیکرٹری ہیلتھ نے 16.04.2024 کو رورل ہیلتھ سینٹر دینہ کا دورہ بھی کیا تھا۔ جس کے بعد اس ہسپتال کو قائم کرنے سے متعلق پیشرفت ہوئی ہے اور ن لیگ کی حکومت نے فوری طور پر اسے Revamp کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے بعد اسکو THQ ہسپتال کا درجہ دے دیا جائے گا۔

کمالیہ: تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کارڈیالوجی اور ڈائیلسز سنٹر سے متعلقہ تفصیلات

*271: **محترمہ آشفہ ریاض:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ میں کون کون سے وارڈ کس کس مرض کے ہیں ایمرجنسی اور OPD کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) کارڈیالوجی اور ڈائیلسز سنٹر کتنے بیڈز پر مشتمل ہے ان میں کتنے ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں کتنے ڈاکٹرز کی ضرورت ہے مزید ڈاکٹر کب تک تعینات کر دیئے جائیں گے؟

(ج) کارڈیالوجی اور ڈائیلسز کے لئے کون کون سی مشینری میسر ہے روزانہ کتنے مریض علاج کے لئے آتے ہیں اور ان کو کون سی ادویات دی جاتی ہیں کتنے مریضوں کا روزانہ ڈائیلسز کیا جاتا ہے؟

(د) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف کی کتنی مزید ضرورت ہے اور کب تک یہ فراہم کر دیئے جائیں گے؟

(ہ) ادویات کی جو کمی ہے اس کے بارے میں کیا حکومت ایکشن لے گی؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال 100 بیڈز پر مشتمل ہے اس میں ایمرجنسی، سی سی یو، ڈائیلسز، میل وارڈ، فی میل وارڈ، آرتھوپیڈک وارڈ، بچہ وارڈ شامل ہے مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سی سی یو 5 بیڈ اور ڈائیلسز 10 بیڈز پر مشتمل ہے ہسپتال میں کارڈیالوجسٹ اور نیفرالوجسٹ موجود نہیں ہے موجودہ عملے میں سے میڈیکل آفیسرز کی تینوں شفٹوں میں ڈیوٹی لگائی جاتی ہے میڈیکل سپیشلسٹ تعینات کرنے کی درخواست ہسپتال نے کی ہے اور محکمہ صحت اس درخواست پر غور کر رہا ہے جلد ہی اس پر فیصلہ کر کے کارڈیالوجسٹ اور نیفرالوجسٹ کی موجودگی کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گا۔

(ج) کارڈیالوجی کے اندر 5 بیڈز کی گنجائش موجود ہے اور فرسٹ ایڈ کے لئے ادویات اور پیشنٹ مونیٹرز بھی موجود ہیں ماہانہ پچھلے تین ماہ میں اوسطا چار سے پانچ مریض روزانہ کارڈیالوجی میں علاج کے لئے آتے ہیں ڈائیلسز کے لئے 10 مشینیں موجود ہیں جن میں سے 4 محکمہ صحت نے مہیا کی ہیں اور 6 ویلفیئر سوسائٹی کے ذریعے سے علاقے کے مخیر حضرات نے ڈونیشن کی ہیں پچھلے تین ماہ میں اوسط 13 سے 15 مریض روزانہ ڈائیلسز کا علاج کروا چکے ہیں ادویات کی فراہمی کے لئے یو ایچ آئی پروگرام سے مدد لی جاتی ہے اور کچھ مخیر حضرات کے ذریعے سے ویلفیئر سوسائٹی بھی ادویات کی فراہمی میں مدد لی جاتی ہے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ڈائیلسز اور کارڈیالوجی وارڈ کی ایس این ای پہلے ہی فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائی جا چکی ہے۔

(د) اس ہسپتال میں ڈینٹل سرجن، فارماسسٹ، پیتھالوجیسٹ، ایمرجنسی میڈیکل آفیسر، فیزیوتھراپسٹ، نرسز، وارڈ سرونٹ، آپریشن تھیٹر ٹیکنیشن، میڈیکل آفیسرز، کی سیٹ خالی ہے اور اس کے لئے محکمہ کام کر رہا ہے۔

(ہ) ادویات کے حوالے سے محکمہ مسلسل کام کر رہا ہے اور ادویات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے سنٹرل پروکیورمنٹ اور لوکل خرید بھی کی جاتی ہے جلد ہی نئے بجٹ کے آنے کے ساتھ ادویات کی کمی کو دور کر دیا جائے گا۔

جہلم: ڈسپنسریوں کی بندش سے حائل مشکلات سے متعلقہ تفصیلات

***308: محترمہ عظمیٰ کاردار:** کیا وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نگران دور حکومت میں ضلع جہلم میں 8 ہیلتھ ڈسپنسریوں کو بند کر دیا گیا تھا؟

(ب) ان ڈسپنسریوں کی مکمل تفصیل مع گاؤں کا نام اور عملہ کی تعداد سے متعلق آگاہ فرمائیں؟

(ج) ان ڈسپنسریوں سے روزانہ کتنے مریض ادویات حاصل کرتے تھے مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان ڈسپنسریوں کو بند کرنے کی وجہ سے ضلع کی ہزاروں کی تعداد میں مریضوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ہ) کیا موجودہ حکومت ان ڈسپنسریوں کی بحالی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر):

(الف) درست نہیں ہے۔ ہیلتھ ڈسپنسریاں کھلی ہیں اور حسب معمول کام کر رہیں ہیں۔

(ب) ڈسپنسریوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گورنمنٹ رورل ڈسپنسری عبداللہ پور تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم:

نمبر شمار	منظور شدہ اسامیاں	تعداد	پُر شدہ	خالی اسامیاں
1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	1	1	0
3۔	مڈوائف	1	1	0
4۔	واٹر کیریئر	1	1	0

کھیڑ نگیال تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	دائی	1	0	1
3۔	واٹر کیریئر	1	0	1
4۔	چوکیدار	1	0	1

رورل ڈسپنسری دولت پور تحصیل پنڈ داد نخان ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	دائی	1	1	0
3۔	چوکیدار	1	1	0

گورنمنٹ رورل ڈسپنسری راٹھیاں تحصیل و ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	0	1
2۔	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	1	1	0
3۔	چوکیدار	1	1	0
4۔	واٹر کیریئر	1	1	0
5۔	دائی	1	0	1
6۔	سینٹری ورکر	1	1	0

گورنمنٹ رورل ڈسپنسری خورد تحصیل و ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	واٹر کیریئر	1	1	0
3۔	دائی	1	0	1
4۔	سینٹری ورکر	1	1	0

رورل ڈسپنسری دیال تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	دائی	1	0	1
3۔	واٹر کیریئر	1	1	0

رورل ڈسپنسری ڈھوک حیال تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم:

1۔	ڈسپنسر	1	1	0
2۔	سینٹری ورکر	1	1	0
3۔	واٹر کیریئر	1	1	0

4۔ چوکیدار 1 0 1

(ج) مندرجہ بالا ڈسپنسریوں پر تقریباً 40 سے 50 مریض روزانہ کی بنیاد پر ادویات حاصل کرتے ہیں۔

(د) یہ درست نہیں ہے۔ ہیلتھ ڈسپنسریاں کھلی ہیں اور حسب معمول کام کر رہی ہیں۔

(ہ) ڈسپنسریاں حسب معمول کام کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، thank you۔ لیکن میں with an observation جی، Order in the House please. With an observation Minister Sahib has made a statement on the floor of the House کہ جب محکمہ کی طرف سے دیا گیا جواب غلط ہے اس میں آپ کی inquisitorial اُس کو بالکل آپ اپنے محکمانہ طور پر ضرور کریں but I am referring this matter to the House Committee, as a subject of a breach of privilege. It is a breach of privilege of this House and it has to be stated in presence of the Minister Sahib, that he said it is the wrong answer given by the department. Secondly, to all honorable members, I am part of this House since 2002. Question Hour میں political shouting نہیں ہوتی it has never been part of this یہ آپ کے 12,14 کروڑ لوگوں کا آپ کے اوپر جو فرض منصبی ہے اُن لوگوں کا جو ممبران اپنی محنت کر کے سوال لاتے ہیں میری وزراء کرام سے بھی درخواست ہے کہ political answering سے بہتر ہے departmental replies and I would request the honorable members also to keep the manners the way as they have always been. I will ensure it remains the same way it is in the future. It is not about politically telling the story of میں نہ اس چیز کی اجازت دوں گا what your party did. It is about the people of the Punjab and it has to be heard too.

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بالکل interested نہیں ہوں اس میں، میں صرف interested ہوں کہ یہاں کام کی بات ہو۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! مجھ سے جواب لیا جائے صبح سے لے کر رات تک ہم اللہ کے فضل سے محنت کرتے ہیں اور میں حلفاً یہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! I appreciate your work

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! لیکن جب یہاں پر آتے ہی shouting سٹارٹ ہو گی جب چار سے پانچ سال سوائے دھرنوں کے، shouting کے سوا ہی کچھ نہیں تو please بس کر دیں اس ملک کے ساتھ بڑی ہو گئی اب کام کرنے دیں اور ہم سے کام لیں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! کچھ لوگ جن کے کام کرنے کی صلاحیت کا میں معترف ہوں اُن میں ایک خواجہ عمران نذیر ہیں and I will tell you that, I have seen you working as a Health Minister میری بات سن لیں۔ میں آپ کو صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ میرے نزدیک primary سب سے بنیادی سوال اس وقفہ سوالات کی ہیت کو قائم رکھنا ہے اور اس میں صرف اُن 12 کروڑ لوگوں کا حق ہے جن کو میں نے ensure کروانا ہے at any cost اور وہ میں honorable members from the opposition those senior members sitting like Mr Ahmad Khan Sahib کی موجودگی کا ہمیں فائدہ ہے، سعید اکبر خان نوانی صاحب کی موجودگی کا فائدہ ہے، رانا محمد اقبال خان اور خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ کی موجودگی کا فائدہ ہے، چودھری محمد اعجاز شفیع بھی تشریف فرما ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ بھی اس کا حصہ رہے اور وقفہ سوالات میں ہمیشہ وہ مسئلہ حل کیا گیا جس کے متعلق سوال آیا۔ جی، now, Minister for Parliamentary Affair has the floor.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بھی تھوڑی سی اس حوالے سے یہ بات کرنا چاہوں گا بلکہ میری آپ سے request ہے کہ اپوزیشن کے جو معزز ممبران

ہیں10 سے 15 لوگ تو ہیں جو پہلے بھی اسمبلی کے ممبر رہے ہیں جو نئے لوگ آئے ہیں اُن کو بالکل اسمبلی کے decorum کا اور اسمبلی کے manners کا نہیں پتا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، معزز ممبران منسٹر صاحب کی بات کو سن لیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ پھر دیکھ لیں ہر چیز میں اپوزیشن لیڈر صاحب کھڑے ہوتے ہیں، بات کرتے ہیں۔ ہماری لیڈر شپ کے بارے میں غلط بات کرتے ہیں، یہ لوگ خود کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں ہم خاموشی سے سنتے ہیں جب اس ہاؤس میں ہمارا موقف دینے کا وقت آتا ہے تو یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں تو یہ طریق کار نہیں ہے اگر ہم بھی یہی شروع کر دیں تو یہ تو یہاں نہیں بول سکتے ہماری majority ان سے بہت زیادہ ہے۔ ہم ان کو پوری space دیتے ہیں آپ بہت زیادہ space دیتے ہیں آپ پرویز الٰہی صاحب کی طرح ادھر منہ کر کے بات نہیں کرتے آپ بلکہ اُس طرف منہ ذرا زیادہ رکھتے ہیں اور ہماری طرف بھی رکھتے ہیں مگر اُس طرف ذرا زیادہ تو میں آپ سے یہ request کروں گا کہ پلیز نیپا سے جو ایک کورس ڈیزائن کیا گیا تھا وہ ان کو کروا دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! بہت شکریہ۔ میں حافظ صاحب اور رانا صاحب آپ کو بھی floor دیتا ہوں، مجھے صرف تھوڑا سا ٹائم دیں اور I know میں نے پوری کوشش کی ہے کہ میں جلدی جلدی Question Hour لے کر چلوں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میرا سوال pending کروا دیں۔

جناب سپیکر: جی، شہباز صاحب! آپ کے obviously questions pending ہوں گے اور آپ کے سوالات اگلے ایجنڈے میں شامل ہوں گے۔ کیا محترمہ سلمیٰ بٹ ہاؤس میں موجود ہیں؟

محترمہ سلمیٰ بٹ: جناب سپیکر! جی، میں ہاؤس میں موجود ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اب محترمہ سلمیٰ بٹ سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گی۔

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)
ہتک عزت پنجاب بل2024 کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر1 کی
رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ سلمیٰ بٹ: جناب سپیکر! میں The Punjab Defamation Bill 2024 (Bill No.08 of 2024) کے بارے میں سپیشل کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش ہوئی۔ رانا آفتاب صاحب! You raised the Point of Order جس میں آپ کا مؤقف تھا کہ یہ already existing law, if I am reading it right جو آپ نے کہا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: There is an already existing law اس کی موجودگی میں ایک نیا قانون آرہا ہے اور وفاقی قانون موجود ہے تو کیا آپ اس پر پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر جی، Thank you very much. میرا مؤقف بہت simple ہے۔ You already have an ordinance of 2002. I have a copy of that, Defamation law is already a federal law passed in 2002. When you are already having a law on Defamation and you being a lawyer, you know section 499 of the PPC empowers اس میں punishment بھی ہے, bringing this law again amounts to overlapping, so I think the way this law has been brought. This law is going to damage even your all institutions. جس میں journalism ہے، اس کو آپ دیکھیں کہ appointment of tribunals پر بات آرہی ہے۔ اس میں سب سے مزاحیہ بات یہ ہے کہ جو petitioners نے نہیں بلکہ اس بل میں defendant نے ثابت کرنا ہے کہ میں

بے گناہ ہوں۔ یہ جو آپ کی سپیشل کمیٹی ہے I have all respect for that but the question is you should have taken some input from the members who are law knowing also میں کسی کی قابلیت کے بارے میں بات نہیں کر رہا۔ جب آپ کے پاس already law 2002 موجود ہے تو پھر اس law کو دوبارہ لانے کی کیا ضرورت ہے؟ دوسری چیز یہ ہے کہ اس قانون کو ایمر جنسی میں لانے کی کیا ضرورت ہے؟ I think you are in such a hurry اس کو Monday والے دن ایجنڈے پر لا کر 95 under the rules آپ نے آج کر دینا ہے تو you have to provide three days for that آپ کو ان تین دنوں کا انتظار تھا ورنہ آپ نے آج ہی rules suspend کر کے کڑاکا نکال دینا تھا تو میری عرض یہ ہے کہ these people bringing law should keep one thing in mind that "Every day is not Sunday" یہ وقت بدلتا ہے یہ جو law ہے، اس law میں ایسے ہے کہ this can be used جس طرح آپ کے fake account and IDs بنتی ہیں تو کسی وقت بھی let's say کہ میرا ایک سپورٹر ہے اس کے نام پر آپ لگا دیں گے۔ اس پر آپ یہ آرٹیکل بھی دیکھ لیں I would draw your attention to Article 19A میں سب سے پہلے جو اس کے basics میں لکھا ہے کہ fundamental rights and principles of policy آپ اگر دیکھیں right to information and freedom of speech اس سے آپ کی سب چیزیں ہی kill ہو جائیں گی when you are not able to express a thing, we all have been given immunity کہ ہمیں نہیں پوچھ سکتے ہیں۔ پریس والا ایک خبر دے گا تو وہ پریس والا پھنس جائے گا۔ اس کے لئے because you say they are different یہاں پر ہم pillars of the society, like judiciary, this is the highest forum then you have the executive authority, then you legislate کرتے ہیں dispensation جس میں ہم have journalist, the most important is judiciary of justice کے لئے جاتے ہیں، اس میں آپ دیکھ لیں کہ میں نے amendments تو بنائی ہیں جب یہ lay ہو گیا ہے I will give it مگر آپ دیکھیں کہ اس میں again just like جیسا کہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ appointment of the law officers.

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس حوالے سے میرا یہ خیال ہے کہ I share the same thoughts کہ freedom of expression بہت ضروری ہے۔ آپ کا بہت pertinent Point of Order ہے۔ Minister for Information یہاں پر تشریف فرما ہوتیں تو یہ بہت مناسب ہوتا کیونکہ ان کی committee readings کی آج report lay ہونی تھی۔ گورنمنٹ آپ کو بتاتی کہ rational, preamble اس کی reason to bring this law کیا ہیں؟ رانا صاحب! it is in all fitness of thing کہ یہ جو آپ نے باتیں کی ہیں۔ آج اس کی report lay ہوئی ہے جہاں تک اس کے رولز کا تعلق ہے اس کے لئے obviously آپ نے amendments propose کرنی ہیں آپ اس کو outrightly reject بھی کر سکتے ہیں آپ کو اس کے against vote کرنے کا بھی اختیار ہے۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: The way it is coming up.....

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ میری بات سن لیں now, allow me to say it آپ کی پوری بات آگئی ہے لہٰذا اب آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں میرا یہ کہنا ہے کہ گورنمنٹ نے یہ Punjab Defamation Bill lay کیا ہے اس کے خدوخال اس کی وجوہات ایک مرتبہ آپ اُن سے سن لیں، آج کیونکہ procedure میں اس چیز کی گنجائش نہیں کیونکہ آپ نے یہ نکتہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھایا ہے، اگر کوئی گنجائش ہوتی تو میں منسٹر صاحبہ سے کہتا ہوں کہ وہ اس پر کوئی بات کریں اور آپ کی اس حوالے سے تشفی کروائیں اور ensure کریں اور بتائیں کہ freedom of expression کا گلا تو نہیں گھونٹا جائے گا۔ یہ exactly what the bill on day before yesterday table کیا گیا تھا procedure demands, we have not suspended any rule. This is not what the government has conveyed to me کہ کوئی rule suspend نہیں کرنا۔ گورنمنٹ اس پر آپ کا input چاہتی ہے آپ اس بل کے خلاف ہیں اور جو آپ کی اس بل کے حوالے سے reservations ہیں ان کو آپ tabulate کریں، آپ اپنی اس حوالے سے amendments you have three clear days, they will come up for the voting کریں propose

on Monday اگر آپ اس پر amendments propose کرتے ہیں تو آپ کی amendments پر بھی vote upon ہو گا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I knew کہ آپ نے کرنا ہے۔ آپ نے اس پر تین دن کا نوٹس دیا ہے تو اس لئے ہم ابھی تک بچے ہوئے ہیں I am ready for amendments because your work is very hard on that.

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں یہ کہوں گا کہ ہم اس پوری بحث کو اس کے مناسب وقت پر کریں گے and you will have your floor آپ اپنی بات کریں گے۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: That is my legal right.

MR SPEAKER: This is something which is very sacrosanct, and freedom of expression اگر Defamation Bill کی آڑ میں we will protect it ختم ہو جائے گی تو یہ نہیں ختم ہو گی اس چیز کو میں آپ کو ensure کرتا ہوں یہ کبھی بھی گورنمنٹ۔۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: I think, sir we must be given ample of time because the basic duty of the members will be legislation and any legislation which is against the spirit of justice.

MR SPEAKER: Absolutely Rana Sahib, you have a clear day today, tomorrow and friday. Then there are Saturday and Sunday, two other days. There will be Monday available to you and we will be sitting after 2pm تو اس میں آپ کے پاس ابھی پانچ دن بہت ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خان صاحب! سر آپ کا right ہے Leader of the Opposition stands we have to listen sir.

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس حوالے سے اتنی جلدی نہ کریں۔ اس میں آپ سول سوسائیٹیز کو شامل کریں۔ اس میں آپ جو aggrieved persons ہیں ان کو بھی شامل کریں جو کہ میڈیا ہے۔ آپ ایک مرتبہ اس بل کو دوبارہ کمیٹی میں refer کریں۔ دیکھیں میں یہ عرض کروں کہ 2016 میں بھی ایک قانون پاس ہوا تھا۔

جناب سپیکر: خان صاحب! آپ کے جو نکات ہیں ان نکات کو آپ due time میں اٹھائیں اور آپ کہیں کہ یہ بل واپس بھیج دیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو آپ ہمیں تین چار دن کا کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: خان صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر یہ ساری باتیں ہو رہی ہیں I have got a very important agenda جو کہ آپ کے دو ممبران کے کہنے پر ان کی asking پر میں نے آج کی تمام proceeding adjourn کر کے لوکل گورنمنٹ کے burning issue پر بحث رکھی ہے، جو اس وقت پنجاب کے 12 کروڑ لوگوں کی زندگیوں کو اجیرن کر کے بیٹھے ہیں، اس کے لئے دو گھنٹے کا ٹائم ہاؤس میں رکھا ہے لوکل گورنمنٹ کے منسٹر ہاؤس میں موجود ہیں، میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ due time پر اس حوالے سے بات کریں اور شدت سے کہیں کہ اس بل کو واپس بھیجیں یہ آپ کا right ہے and I have got few Privilege Motions تو میرے پاس ایک بڑا ایجنڈا باقی ہے تو مجھے ذرا ہاؤس کو چلا لینے دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب منصور اعظم سندھو!

سابق ایس ایچ او بھلوال کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

جناب منصور اعظم: جناب سپیکر! شکریہ، میری تحریک استحقاق نمبر 10 ہے۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ شعیب سکندر جو سابقا ایس ایچ او بھلوال سٹی

ہیں اور اب ایس ایچ او تھانہ لکسیاں کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں تعینات ہیں۔ بے گناہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنا رہے ہیں حلقے کے لوگوں کے حوالے سے جب میں نے ان سے پوچھ گچھ کی تو اس پر موصوف نے میرے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور ساتھ ہی فون بند کر دیا۔ میں نے اس کی شکایت سابقہ ڈی پی او سرگودھا کو کی جنہوں نے مذکورہ ایس ایچ او کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے اسے کسی اور تھانے میں بطور ایس ایچ او تعینات کر دیا۔

جناب سپیکر! مذکورہ ایس ایچ او کے اس عمل سے میری نہیں بلکہ اس پورے ہاؤس کی توہین کی گئی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر مذکورہ ایس ایچ او کے خلاف سخت سے سخت action لیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: Refer to the committee. اگلی تحریک استحقاق نمبر 9 جناب امان اللہ کی طرف سے ہے۔ جی! پلیز

پولیس تھانہ کوٹ سمابا کے اہلکاران کا بغیر وارنٹ معزز رکن اسمبلی کے گھر پر دھاوا، ان کی فیملی کو ہراساں کرنا

جناب جام امان اللہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3۔ مئی 2024 بروز جمعہ دن تقریباً 3 بجے تھانہ کوٹ سمابا کے اہلکاران جن میں ارشد سب انسپکٹر اور اکبر سب انسپکٹر بمع 7 کنسٹیبلان جو کہ اسلحہ سے لیس تھے، میرے گھر زین سٹی کوٹ سمابا اچانک دھاوا بولا، ٹاؤن کا مین گیٹ اندر سے تالہ لگا کر بند کر دیا اور بلا کسی وارنٹ زبردستی میرے گھر کا دروازہ توڑ کر گھر میں چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے داخل ہو گئے۔ میری فیملی کو ہراساں کیا اور میرے بارے میں پوچھ گچھ کی اور کہا کہ DPO رحیم یار خان کا حکم ہے کہ مجھے ہر حال میں گرفتار کر کے ساتھ لے جانا ہے۔ مجھے گھر پر موجود نہ پا کر میرے گھر میں مجھے تلاش کرنے کے بہانے توڑ پھوڑ کی اور مبلغ ایک لاکھ پچیس ہزار نقدی رقم، میرا اسمبلی کارڈ اور دیگر قیمتی سامان چوری کر کے ساتھ لے گئے، تقریباً دو گھنٹے تک میری فیملی کو محبوس رکھا گیا۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان کا رکن ہوں، میں کوئی دہشت گرد تو نہیں ہوں اور نہ ہی میرا کریمینل ریکارڈ ہے کہ جس کی وجہ سے میرے گھر پر دھاوا بولا گیا اور میری فیملی کو محبوس رکھا گیا اور ہراساں کیا گیا۔ اس واقعہ سے میری سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچایا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: Refer to the committee. اگلی تحریک استحقاق نمبر 11 جناب اسامہ فضل کی طرف سے ہے۔ جی، اسامہ صاحب!

ڈی پی او خانیوال کا معزز رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ

جناب اسامہ فضل: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں متعدد بار DPO خانیوال رانا عمر فاروق سے بحوالہ ایف آئی آر نمبر 1145/23 اور 314/24 تھانہ عبدالحکیم ضلع خانیوال کے سلسلے میں ملاقات کرنے کے لئے گیا لیکن اس نے ہر بار ٹال مٹول سے کام لیا۔ پہلے تو مجھے کافی دیر تک بطور ممبر آف پنجاب اسمبلی دروازے پر کھڑے رکھا جاتا بعد ازاں ٹال مٹول کر کے مجھے واپس بھیج دیا جاتا۔ آفیسر موصوف کا یہ شاہانہ رویہ جس میں وہ ممبران پارلیمنٹ کی تضحیک کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں بہت پرانا ہے اور یہ ہاؤس چاہے تو خانیوال کے تمام ممبران پارلیمنٹ جو اس وقت میرے ہمراہ بھی ہیں سے دریافت کر سکتا ہے۔ میں نے آفیسر موصوف سے آخری ملاقات کی اور ایف آئی آر کے بارے میں دریافت کیا تو وہ سیخ پا ہو گئے اور کہا کہ میں نے متعلقہ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او سے پوچھا کہ ان کی یہ ایف آئی آر دینے کی جرات کیسے ہوئی۔ میں ممبران اسمبلی سے متعلقہ ایف آئی آر کو اہمیت نہیں دیتا اور یہ صرف ایک سیاسی stunt کے طور پر کی جاتی ہیں۔ DPO خانیوال کے اس ہتک آمیز رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ صرف تحریک پڑھیں۔

جناب اسامہ فضل: لہٰذا میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اسامہ صاحب! تشریف رکھیں۔ I have just been informed Refer to the committee. احمد اقبال صاحب ہاؤس میں ہیں؟ میری تمام معزز ایوان سے درخواست ہے کہ ہمارے پاس گیلری میں سینٹری ورکرز کا ڈیلیگیشن ہے I would for these honourable peoples جو سینٹری ورکرز ہیں میں تمام معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ ان کو standing ovation دیں they are actually the ones جن کا ہمیں بہت احترام کرنا چاہئے۔ یہ معزز لوگ آج اس ہاؤس میں for that debate موجود ہیں جس کے لئے میں نے آج وقت مقرر کر رکھا ہے۔

(اس مرحلے پر تمام معزز اراکین نے کھڑے ہو کر سینٹری ورکرز کے وفد کو welcome کیا)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: شکریہ۔ آج Calling Attention Notices نہیں ہیں لہٰذا اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ For saving time جو تحاریک move ہو گئی ہیں لیکن ان کے جواب pending ہیں یا آنے ہیں ان کو we will take up on next two days and ones which are to be read رائے صاحب موجود ہیں؟ جی بلال یامین صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

جناب محمد بلال یامین: شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے۔۔۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہاؤس in order کرائیں۔

جناب سپیکر: Please order in the House. Order in the House. جی بلال یامین صاحب!

ضلع مری میں فصلوں اور باغات کو نقصان پہنچانے والے خطرناک جانوروں سے نجات کے اقدامات کا مطالبہ

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! شکریہ، میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ ضلع مری میں فصلوں اور باغات کی کاشت تقریباً ناممکن ہو چکی ہے۔ جس کی بڑی وجہ مختلف اقسام کے خطرناک جانوروں کی موجودگی ہے۔ جس میں سور اور سہہ سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں اور یہی جانور نقصان پہنچانے کی بڑی وجہ ہیں۔ محکمہ زراعت پنجاب اس علاقے میں باغات اور فصلوں کے کاشتکاروں سے اس سلسلہ میں کسی قسم کا تعاون فراہم نہیں کر رہا اور ان جانورں کو روکنے میں بھی مکمل طور پر ناکام ہے۔ ضلع مری میں ان خطرناک جانوروں کو روکنے اور ان کی نسل کشی کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ مری ضلع کے زمینداروں میں پائی جانے والی تشویش اور بے چینی کو ختم کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: وزیر پارلیمانی امور! اس کا جواب منگوالیں۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ زرناب شیر کی طرف سے ہے۔ محترمہ موجود نہیں ہیں لہٰذا یہ تحریک التوائے کار pending کر لیں۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ نادیہ کھر کی طرف سے ہے۔ جی محترمہ!

ضلع کوٹ ادو میں مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال کی بلڈنگ نامکمل ہونے پر خواتین علاج معالجہ کی سہولیات سے محروم

محترمہ نادیہ کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ، میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے ضلع کوٹ ادو میں Mother and Child Hospital کی منظوری کے بعد تعمیر کا آغاز ہو گیا تھا لیکن اس کی بلڈنگز کو مکمل نہیں کیا جا رہا نامعلوم وجوہات کی وجہ سے یہ تاخیر کی جا رہی ہے، جس کی وجہ سے خواتین مریضوں کو علاج معالجہ کے لئے بیرون شہر جانا پڑتا ہے اور بڑی دقت کا سامنا ہے۔ ضلع کوٹ ادو کی عوام میں اس

حوالے سے بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ان کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ اس ہسپتال کو تعمیر کر کے مکمل آپریشنل کیا جائے تا کہ عوام کو دیگر بڑے شہروں میں علاج معالجہ کے لئے جانے سے نجات مل سکے کیونکہ بعض اوقات حاملہ خواتین کی دیگر شہروں کی طرف سفر کے دوران ہی اکثر اموات واقع ہو جاتی ہیں۔لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: وزیر صحت صاحب!اس تحریک التوائے کار کا جواب منگوالیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر!میں اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔محترمہ نادیہ کھر کی اس تحریک التوائے کار کو جواب کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/161 جناب ممتاز احمد کی ہے۔

ضلع میانوالی، مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال سینئر ڈاکٹر، پیرامیڈیکل سٹاف اور طبی سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ

جناب ممتاز احمد: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔معاملہ یہ ہے کہ ضلع میانوالی میں مدر اینڈ چائلڈ کیئر ہاسپٹل بنایا گیا ہے تقریباً تین سال قبل اس ہاسپٹل کو انڈس ہاسپٹل کے تحت کیا گیا تھا دو سال قبل نگران حکومت کے دور میں اس ہاسپٹل کو فنکشنل کیا گیا اور انڈس ہسپتال سے لیکر (پی ایچ ایف ایم سی) کے حوالے کر دیا گیا۔اب اس ہاسپٹل میں نہ تو کوئی سینئر ڈاکٹرز تعینات ہیں، پیرامیڈیکل سٹاف کی بھی شدید کمی ہے، لیب کے لئے کیمیکل سے لیکر ادویات تک مریض باہر سے خرید کر استعمال کر رہے ہیں اور کسی سینئر پروفیسر ڈاکٹر کی بجائے ڈاکٹر عاصم الطاف جو کہ صرف ایک سینئر میڈیکل آفیسر ہے اس نا اہل شخص کو اس کا چیف ایگزیکٹو لگا دیا گیا اس شخص نے کرپشن کی انتہا کر رکھی ہے۔اب لمحہ فکریہ ہے کہ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ اس ہاسپٹل کو ڈی ایچ کیو ہاسپٹل کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے اور اس کا نام نیو بلاک ڈی ایچ کیو

رکھ دیا گیا ہے جبکہ ڈی ایچ کیو ہاسپٹل میانوالی کی پہلے سے ہی دو بلڈ نگز موجود ہیں۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس مدر اینڈ چائلڈ کیئر ہاسپٹل کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جارہا ہے جبکہ یہ ہاسپٹل دوارب 80 کروڑ روپے کی لاگت سے الگ حیثیت سے تیار ہوا ہے اس حوالے سے ضلع میانوالی کی عوام میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب منگوالیں۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جناب ممتاز احمد صاحب کی اس تحریک التوائے کار نمبر 24/161 کو جواب کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/153 جناب محمد اسماعیل کی ہے۔

فیصل آباد میں ریگل چوک لسوڑی شاہ دربار کے نواح میں شہزاد میڈیکل سٹور کے مالکان کا محکمہ صحت کے عملہ کی ملی بھگت سے انسانی زندگیوں سے کھیلنے کا انکشاف

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔116 فیصل آباد شہزاد میڈیکل سٹور ریگل چوک لسوڑی شاہ دربار کے سامنے گلی میں مالک باپ اور بیٹا دونوں نے مل کر میڈیکل سٹور کی آڑ میں مریضوں کو چیک کرنے کا سلسلہ ایم بی بی ایس کی طرح شروع کر رکھا ہے اور ہائی پوٹینسی سٹیرائڈ ادویات ٹیکہ جات اور سیرپ دے کر انسانی زندگیوں سے کھیلنا ایک عرصہ سے شروع کر رکھا ہے اور ہائی پوٹینسی سٹیرائڈ ادویات ٹیکہ جات اور سیرپ دے کر انسانی زندگیوں کو برباد کر رہے ہیں اور ان کی اتائی ڈاکٹری کی وجہ سے کئی لوگ قبرستان کا رُخ کر چکے ہیں جعلی اتائی ڈاکٹروں نے محکمہ صحت کے کرپٹ اہلکاروں سے ساز باز کیا ہوا ہے اور منتھلی دے کر انسانی زندگیوں سے کھیلنے کا سلسلہ کافی عرصہ سے شروع کر رکھا ہے فیصل آباد کے شہریوں نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ شہزاد میڈیکل سٹور کو سیل کیا جائے اور جعلی ڈاکٹروں کے خلاف مقدمہ درج کر کے ان کو گرفتار کیا

جائے محکمہ صحت کے کرپٹ اہلکاروں کے خلاف بھی کارروائی کی جائے تا کہ شہری ان کی جعلی ڈاکٹری سے بچ سکیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب منگوالیں۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے اور اگر اجازت ہو تو میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اگر جواب آ گیا ہے تو آپ بیان کر دیں۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں معزز رکن جناب محمد اسماعیل صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے ایک بڑے اہم معاملے کی نشاندہی کی ہے۔ پرسوں یہ تحریک التوائے کار ہمارے پاس آئی تھی۔ سال 2010 میں میاں محمد شہباز شریف نے ہیلتھ کیئر کمیشن بنایا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اتائیوں کے خلاف کارروائی کی جائے اور سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں کو standardized کیا جائے۔ ہم نے اس تحریک کے حوالے سے متعلقہ حکام کو convey کیا تھا تو سی۔ای۔او (ہیلتھ) اور ہیلتھ کیئر کمیشن کی ٹیم نے اس میڈیکل سٹور کو بند کر دیا ہے۔ معزز رکن کی بات بالکل درست تھی۔ اب اس میڈیکل سٹور کو کھولنے سے پہلے ہیلتھ کیئر کمیشن میں اپیل کی جائے گی اور as per protocols of Healthcare Commission کے تحت ہی اب یہ کھلے گا۔

جناب سپیکر: جناب محمد اسماعیل آپ کی تحریک پر بڑا prompt action لیا گیا ہے۔ آپ کی نشاندہی پر اس کو ہیلتھ کیئر کمیشن نے بند کر دیا ہے۔ چونکہ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے تو اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/195 جناب امجد علی جاوید کی ہے۔

لاہور، اپر مال پر واقع جم خانہ کو بااثر افراد کو 50 سالہ لیز پر دیکر ملکی خزانہ کو ماہانہ کروڑوں روپے کے نقصان کا انکشاف

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ مقامی اور سوشل میڈیا پر چلنے والی خبر کے مطابق لاہور جم خانہ کی زمین جس کا مارکیٹ ویلیو کے مطابق ماہانہ کرایہ 30 کروڑ روپے بنتا ہے یہ زمین -/417 روپے ماہانہ کرایہ پر پچاس سال کی lease پر جم خانہ کو عطا کر دی گئی۔ تفصیلات کے مطابق لاہور کے مہنگے اور پوش علاقے اپر مال پر واقع لاہور جم خانہ یہ شہر کے امیر اور elite families کی اجتماع گاہ ہے۔ جس زمین پر جم خانہ واقع ہے یہ ریاست پاکستان کی ملکیت ہے۔ مارکیٹ ویلیو کے مطابق اس زمین کا ماہانہ کرایہ 30 کروڑ روپے بنتا ہے۔ یہ زمین -/417 روپے ماہانہ کرایہ پر پچاس سال کی لیز پر جم خانہ کو عطا کر دی گئی ہے۔ یہ ایک جم خانہ ہے اور پنجاب میں اس طرح کے درجنوں جم خانے موجود ہیں اور حال ہی میں حکومت پنجاب کی جانب سے پنجاب میں مزید جم خانے بنائے جانے کی خوشخبری بھی مہنگائی کے مارے ہوئے پنجاب کے عوام کو سنائی گئی ہے۔ پاکستان کا مراعات یافتہ طبقہ اس ملک کو اپنی چراگاہ سمجھتا ہے اور 77 سال سے وسائل کی یہ لوٹ مار جاری ہے۔ لاہور جم خانہ کی lease ان subsidies کی شاہکار مثال ہے جو اس ملک کے امیروں کو دی جاتی ہیں اور غریبوں کے لئے ٹیکس در ٹیکس اور منی بجٹ لایا جاتا ہے۔ اس خبر کے منظر پر آنے سے مہنگائی کے مارے عوام میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اسمبلی میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: I am speechless. I have nothing to say. It is mind boggling. امجد علی جاوید صاحب! اگر آپ کی یہ بات درست ہے تو پھر حیران کن ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ clubs ہونے چاہئیں لیکن state land پر کوئی facility ماہانہ -/417 روپے کرایہ پر دی جائے تو یہ بڑی عجیب بات ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جم خانہ والے پچاس پچاس لاکھ روپے اپنی ممبر شپ کا لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب! آپ بتائیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! امجد علی جاوید نے جن حقائق کا تذکرہ اس ہاؤس میں کیا ہے کہ جم خانہ کو -/417 روپے میں یہ جگہ لیز پر دینا بڑی عجیب بات ہے۔ پاکستان کی elite class کو پتا نہیں شرم آتی ہے یا نہیں لیکن اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہر بندے کو شرم آ رہی ہے کہ ہم پاکستان کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ اس میں نہ کوئی قومیت کی بات ہے، نہ زبان، نہ مذہب، نہ فرقے اور نہ ہی کسی سیاسی جماعت کی بات ہے۔ پاکستان کے ساتھ پچھلے 70 سالوں سے یہ کھلواڑ ہو رہا ہے۔ کسی سیاسی جماعت کا دور رہا ہو لیکن یہ elite class ایک ہے۔

جناب سپیکر: جناب سمیع اللہ خان! کیا واقعی ایسا ہے کہ جم خانہ کا کرایہ -/417 روپے ماہانہ ہے؟ آج کل تو اتنے کرایہ پر کہیں سے سائیکل بھی نہیں ملتی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! صوبہ پنجاب کے اندر اور بھی کئی جم خانے حکومتی سرپرستی میں بنے ہوئے ہیں اور اگر آپ ان کی داستانیں سُنیں گے تو مزید حیران ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں اس کلب کا ایک entitled person ہوں لیکن for me this is mind boggling یہ سُن کر مجھے تو تھوڑا عجیب لگ رہا ہے کہ صرف 417 روپے لیز؟ اس سے پہلے مجھے ایک اعتراض تھا کہ محترم رشید بھٹی صاحب پنجاب کے ثقافتی لباس دھوتی اور سر پر پگڑی پہنے وہاں پر پہنچ گئے لیکن اُن کو enter نہیں ہونے دیا گیا تھا کہ ہمارے کلب کے rules ہیں لہٰذا آپ نہیں سکتے۔ چلیں، کلب کے rules ہو سکتے ہیں ٹھیک ہے لیکن کیا 417 روپے لیز؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے بھی جناب امجد علی جاوید کی اس تحریک التوائے کار پر دستخط کئے ہیں اور باقی سب معزز ممبران کے دستخط کرنے کا مقصد اُس جم خانہ کی ممبر شپ لینا نہیں ہے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اُنہیں مارکیٹ ریٹ کے مطابق کرایہ ادا کرنا چاہئے۔ میں 5 مرلے کے مکان کی رجسٹری کرانے جاؤں تو مجھے کہتے ہیں کہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق فیسیں ادا کریں۔ ان کا جم خانہ رہنے دیں لیکن اس جگہ کا جو کرایہ بنتا ہے وہ ان سے لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، جناب سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے بھائی نے ایک نہایت ہی اہم معاملے پر تحریک التوائے کار دی ہے۔ حکومت پنجاب landless لوگوں کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پٹے پر دیتی ہے اُس کی بولی لگتی ہے اور عام غریب آدمی سے ڈیڑھ لاکھ، دو لاکھ بلکہ اڑھائی اڑھائی لاکھ روپیہ وصول کیا جاتا ہے۔ جس زمین کی کھربوں روپے مالیت ہے اُس کی لیز دیکھ کر مجھے تو شرم آ رہی ہے جیسے میرے بھائی نے کہا کہ کسی کو شرم آئے نہ آئے اس ایوان کے تمام ممبران کو اس بات پر شرم آتی ہے کہ ہم کر کچھ نہیں سکیں گے اور دیکھ لینا اگر اس پر کچھ ہو جائے تو؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور! جناب سعید اکبر خان جو کہہ رہے ہیں کیا ایسا ہی ہو گا؟ میں تو خود اس پر حیران ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں آج آپ سے گارنٹی سے کہتا ہوں کہ اس پر کچھ بھی نہیں ہو گا کیونکہ غریب آدمی سے تو لیز کے لاکھوں روپے لئے جا سکتے ہیں حکومت ایسا کرے کہ اس کھربوں روپے کی زمین کے 417 روپے کی بجائے ان کو مُفت دے دیں۔ اتنے پیسے وصول کرنے سے عام غریب آدمی کی تضحیک نہ ہو کہ ہمارے سے لاکھوں روپے لئے جاتے ہیں اور کھربوں روپے کی زمین کے چند سینکڑے لئے جاتے ہیں۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہم ان کو یہ چند روپے بھی معاف کرتے ہیں کیونکہ ہم نہ اس لیز کو بڑھوا سکیں گے اور نہ ہی ہم اس کے اوپر کچھ کر سکیں گے۔ آپ بھی یہیں ہیں اور میں بھی یہیں ہوں۔ آپ کا دل بھی جلتا ہے، آپ کے ذہن میں بھی ایک خلش ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

MR SPEAKR: I am literally in a state of dismay.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ہم تو point out کر رہے ہیں اور ہمیں آپ پر یقین ہے کہ آپ شاید اس ایوان کی رائے کو مد نظر رکھتے ہوئے کچھ کریں گے لیکن وزیر پارلیمانی امور کو تو آپ ایسے ہی پریشان کر رہے ہیں کیونکہ اس معاملے پر کچھ نہیں ہونا لیکن یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ (قہقہے)

MRSPEAKER: You have to answer this.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! کل ان کا جواب آئے گا کہ سعید اکبر خان اس کلب کی ممبر شپ لینے کے لئے خود منتیں کرتے ہیں۔ ان کی ممبر شپ لاکھوں میں ہے اور لیز سینکڑوں میں ہے لہٰذا آپ اسی بات کو مد نظر رکھیں۔

جناب سپیکر: وزیر پارلیمانی امور! میں صرف یہ پوچھ رہا ہوں Then the assembly will do what they have to do later on? یہ 417 روپے کی لیز پر جم خانہ؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! واقعی یہ بات میرے لئے بھی حیران کُن ہے کیونکہ مجھے اس بات کا نہیں پتا تھا۔ میں یہ چیز محکمہ سے take up کرتا ہوں پھر آپ کے سامنے لا سکتا ہوں مگر میں اس کی تھوڑی سی background بتاؤں کہ 2008 سے 2013 میں جب ہماری حکومت تھی تو ہم نے جم خانہ کو property tax میں شامل کر لیا تھا تب میرے پاس Excise and Taxation کا portfolio تھا۔

MR SPEAKER: They don't own this property? Whose property is this? Is it the property of Punjab Government?

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ زمین پنجاب کے کس محکمہ کی ہے میں پتا کر کے آپ کے سامنے جواب رکھ دوں گا۔

MR SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs, it is the Punjab Government's property and it is in 417 rupees.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بات میرے لئے بھی حیران کُن ہے کیونکہ مجھے بھی اس چیز کا نہیں پتا تھا۔

جناب سپیکر: کلب والے تو آپ کو جواب نہیں دیتے لیکن بطور حکومت آپ اپنے محکمے سے تو facts لے سکتے ہیں؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اپنے محکمے سے تو ہم ان شاءاللہ جواب لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: We will take up in this session only. رانا آفتاب احمد خان!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن میرے ساتھ disagree نہیں کریں گے کیونکہ جم خانہ میں ان کی family monopoly ہے۔ آپ بھی ماشاءاللہ جم خانہ کلب کے ممبر ہیں لیکن ہماری طرف والے معزز ممبران جم خانہ کلب کے ممبر نہیں ہیں تو آپ cigar lounge بہت miss کریں گے اس لئے میری گزارش ہے کہ You should hold a proper inquiry. کہ یہ لیز اتنے تھوڑے پیسوں پر کیوں ہے یا یہ لیز کن لوگوں نے دی ہوئی ہے Who are the people responsible for it?

جناب سپیکر: We want to know that why 417 rupees, sir? جناب احمد اقبال چودھری!

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں اس معاملے پر امجد علی جاوید کو داد دینا چاہوں گا کہ انہوں نے یہ مسئلہ ایوان میں اُٹھایا اور آپ نے بھی اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیا۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ یہ ہمارے دارالخلافہ لاہور شہر کی سب سے مہنگی زمین ہے۔ وزیر موصوف ایوان کو یہ بھی بتائیں کہ urban immoveable property tax کی مد میں جم خانہ ہر سال کتنے پیسے ادا کرتا ہے کیونکہ میرے خیال میں اگر اس کی actual value پر property tax دیا جائے تو میونسپل کارپوریشن لاہور کے خزانے ہر سال صرف جم خانہ کلب سے بھر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر پارلیمانی امور! We keep it for Monday and after Question Hour, I am instructing Assembly Secretariat it is an Adjournment Motion. اس کو آپ کل منسٹر صاحب کے جواب کے ساتھ attach کریں And let's have an answer and then we will see whether we are going to take it up for discussion or not. جی، شہباز احمد صاحب!

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! پچھلے دور حکومت میں جب یہ کیس چیف سیکرٹری صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے اپنی ممبر شپ وغیرہ لے لی اور پھر کچھ بھی نہیں کیا۔ چیف سیکرٹری صاحب اس جم خانہ کلب کے انچارج ہیں تو اس وجہ سے انہوں نے پچھلی دفعہ بھی یہ کام خراب کر دیا تھا۔ جم خانہ کلب کا ایک بر گیڈیئر ہے جس نے پنجاب اسمبلی کی ایک میٹنگ میں جواب جمع کروایا تھا اُس جواب میں کہا گیا تھا کہ 1836 کا ہمارا ایک قانون بنا ہوا ہے اُس کے تحت ہم یہ سارا نظام چلا رہے

ہیں اور یہ پرائیویٹ لمیٹڈ ہے وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اُس وقت بھی اُن سے کہا تھا کہ یہ جگہ پنجاب حکومت کی ہے اور یہ دو سو ارب روپے کی property ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ رُکیں ذرا۔ یہ concern بڑا legitimate ہے جناب امجد علی جاوید کی تحریک التوائے کار بڑی pertinent ہے اور مجھے یہ بالکل ایسے لگ رہا ہے جیسے میں یہ باتیں سُن ہی نہیں رہا۔ 417 روپے میں آپ نے اتنے اربوں روپے کی جائیداد لیز پر دی ہوئی ہے اور جناب سعید اکبر خان صحیح کہہ رہے ہیں پھر اس میں سے آپ لیز کا لفظ نکالیں۔ جی، اطہر مقبول صاحب!

ضلع لیہ، THQ فتح پور میں ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل عملہ اور طبی مشینری فراہم کرنے کا مطالبہ

جناب محمد اطہر مقبول: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ حلقہ پی پی۔279 ضلع لیہ .M.C فتح پور میں ٹراما سنٹر کی منظوری ہوئی تھی اور اس کی بلڈنگ .T.H.Q فتح پور میں ہی بنائی گئی تھی۔ دس پندرہ سال گزرنے کے باوجود ابھی تک اس ٹراما سنٹر میں ڈاکٹرز، فزیشن اور سرجن مع پیرا میڈیکل سٹاف تعینات نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی طبی مشینری فراہم کی گئی ہے۔ جبکہ فتح پور کی آبادی تقریباً ایک لاکھ پر مشتمل ہے۔ اس سے چاروں اطراف سینکڑوں دیہات ہیں جو کہ اس ٹی۔ ایچ۔ کیو / ٹراما سنٹر میں علاج کے لئے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ مین روڈ .M.M روڈ (میانوالی مظفر گڑھ ملتان) پر واقع ہے۔ جس پر حادثات بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے یہاں پر ٹراما سنٹر کی شدید ضرورت ہے کیونکہ یہاں سے ملتان 180 کلو میٹر دور ہے اور مریض راستہ میں ہی دم توڑ جاتے ہیں۔ یہاں پر وقت کے مطابق ڈاکٹر، فزیشن، سرجن مع پیرا میڈیکل سٹاف اور طبی مشینری فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ ان سہولیات کے نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جناب اطہر صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب منگوالیں۔

خواجہ صاحب! آپ کے پاس 156/24 کا جواب ہے۔ 104/24 کا جواب ہے اور 146/24 کا جواب ہے۔ جناب ذوالفقار کی ہے اور محترمہ عظمیٰ کاردار کی بھی ہے وہ چھٹی پر ہیں۔ جناب امجد علی جاوید کی بھی ہے۔ آپ پہلے ذوالفقار علی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 156/24 کا جواب دیں۔

ڈاکٹر فیصل مسعود ٹیچنگ ہسپتال سرگودھا میں طبی سہولیات مہیا کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ بات درست ہے کہ یورولوجی بالخصوص سرجری کا وارڈ پورا functional نہیں ہے۔ میں نے اس کی ساری تفصیل منگوالی ہے۔ پچھلے پانچ چھ سال میں ٹیچنگ کیڈر سینئر رجسٹرار، اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر کا ban تھا۔ ہم نے اسے take up کیا ہے اور چند دن پہلے وزیر اعلیٰ صاحبہ کی سربراہی میں میٹنگ ہوئی تھی تو ہم نے بھرتی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ہم اس کا اشتہار بھی دے رہے ہیں۔ اس کے تحت ہم پورے پنجاب کے لئے کر رہے ہیں تو سرگودھا میں مزید human resource آجائے گا تو ان شاء اللہ اس service کو شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب ذوالفقار علی! میں سمجھتا ہوں کہ آپ جواب سے مطمئن ہوں گے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ محترمہ عظمیٰ کاردار نہیں ہیں۔ ان کی تحریک التوائے کار نمبر 104/24 کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جناب امجد علی جاوید کی تحریک التوائے کار نمبر 146/24 ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، خواجہ صاحب!

ریسکیو 1122 کے دوران سروس معذور ہونے والے ملازمین کو رسک الاؤنس دینے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! امجد علی جاوید صاحب نے یہ تحریک پیش کی تھی۔ اس کا تفصیلی جواب منگوالیا گیا

ہے۔ ریسکیو 1122 میں جو risk allowance ختم نہیں کیا گیا۔ اس میں مزید تفصیل بھی آئی ہے کہ جو ملازمین شہید ہوئے تھے ان کی مالی معاونت بھی کی گئی ہے اور 47 اسامیاں تخلیق کی گئی ہیں جن کے تحت ملازمین کی بیوگان کی مالی امداد کی جاتی ہے اور A-17 کے تحت 23 شہداء کے وارثان کو ملازمت دی گئی ہے تاہم اس کے کچھ procedures ہیں۔ risk allowance عارضی طور پر رُکتا ہے تو وہ اس لئے رُکتا ہے کہ حکومت پنجاب کا ایک نوٹیفکیشن ہے کہ جو ملازم معطل ہے، 90 دن سے زائد کی چھٹی پر ہو یا discipline کی خلاف ورزی کر رہا ہے تو ان کا risk allowance عارضی طور پر معطل ہوتا ہے۔ میں نے اس کی تفصیل منگوائی تھی۔ اس وقت سیکرٹری ایمرجنسی سروسز جنیوا میں تھے اور ریسکیو 1122 کے نمائندے international forum پر تھے۔ میں نے جواب کے حوالے سے آج پھر مزید confirm کیا ہے تو محکمے کا مؤقف ہے کہ یہ جواب بالکل ٹھیک ہے۔ اگر معزز ممبر پھر بھی سمجھتے ہیں کہ کسی کے ساتھ کوئی ایسا مسئلہ ہے تو اس کی نشاندہی کر دیں اِن شاءاللہ جو مروجہ قوانین ہیں ان کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! میرے خیال میں اس جواب سے مقصد حاصل ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/145 بھی جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، خواجہ صاحب!

Avsitn انجکشن نہ ملنے کی وجہ سے شوگر کے مریض بینائی کے سستے علاج سے محروم (۔۔۔جاری)

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ سے متعلقہ ہے لیکن میں اس پر پہلے کام کر رہا تھا اس لئے میں اس پر عرض کرتا ہوں۔ معزز ممبر نے جو تحریک دی ہے یہ بڑی valid ہے۔ اس کی ضرورت بھی ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال ایک واقعہ ہوا تھا جس میں reaction کی وجہ سے کافی لوگوں کی بینائی متاثر ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اس انجکشن کی فراہمی روک دی گئی تھی۔ انہوں نے یہ درست کہا ہے۔ اس کو ہم نے بھی take up کیا تھا جب ہم حکومت میں نہیں تھے۔ میں آپ کو

latest update کرتا ہوں کہ یہ بنیادی طور پر ایک انجکشن ہے جو ایک multinational company سے باہر سے import کیا جاتا ہے۔ اس کی باہر سے packing single doze نہیں ہوتی۔ اس کو reconstitute کیا جاتا ہے۔ اس پر کام ہو رہا ہے، اس پر DRAP بھی کام کر رہی ہے اور ڈیپارٹمنٹ بھی کام کر رہا ہے۔ اس کے بنیادی طور پر کچھ protocols ہیں جن میں اہم چیز dominant flow ہے۔ اس نوٹیفکیشن کو جو ہم نے ethology کا آنکھوں کے ڈاکٹرز کا ایک working group بنایا۔ وہ اس پر کام کر رہا ہے۔ اس کے بعد ہم اس کو DRAP سے vet کرائیں گے اور پھر اس انجکشن کی فراہمی شروع ہو جائے گی۔ ان کی بات درست ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ جی، جام صاحب! آپ کوئی urgent بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جام امان اللہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! ہمارے کچے میں کچھ دن پہلے پانچ سال کے ایک بچے کو live video پر پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے کیونکہ اس کا باپ 50 لاکھ روپے تاوان نہیں دے سکتا تھا۔ یہ video تین دن سے وہ ڈاکو چلا رہے تھے کہ اس کا تاوان ادا کیا جائے لیکن نہ اس گورنمنٹ پر اور نہ اس اسمبلی پر کوئی اثر ہوا۔

جناب سپیکر! سندھ کا ایک مشیر اپنی سرکاری گاڑی میں اسلحہ فراہم کرتے ہوئے کچے میں پکڑا جاتا ہے پھر بھی ہماری اسمبلی نہیں بولتی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! پچھلے دنوں رئیس نبیل صاحب، جناب سعید اکبر اور دیگر ممبران نے بھی کچے والے معاملہ پر بات کی تھی۔ آج جام امان اللہ صاحب نے بھی بات کی ہے۔ کچے میں ڈاکو ایک video viral کر کے تاوان مانگ رہے ہیں۔ وہ video میری نظر سے بھی گزری ہے اور پھر اس بچے کو پھانسی دی جا رہی ہے۔ یہ بہت تکلیف دہ بات ہے۔ اس پر کچھ ہونا چاہئے اور the sleeves have to be pulled up

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کچے میں پولیس آپریشن بڑا severe قسم کا ہو رہا ہے۔ ان کے ساتھ دوسری ایجنسیاں بھی ہیں۔ اس دن کا معاملہ حل ہو گیا تھا۔ میری وزیر آبپاشی سے بھی بات ہو گئی تھی۔ وہ کہہ رہے تھے کہ میں آ کر ساری تفصیل بتاؤں گا۔ آج

شاید وہ نہیں آئے۔ وہ بند والا معاملہ حل ہو گیا ہے اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔ ابھی رئیس نبیل صاحب آئے تھے اور مجھے video دکھا کر گئے ہیں کہ وہاں کام شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ جو video میں بچے کو پھانسی لٹکانے اور تاوان مانگنے والا معاملہ ہے۔ آپ اس کو بھی ضرور دیکھیں۔

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس کو IG صاحب کے ساتھ take up کر لیتا ہوں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! پولیس وہاں بالکل نہیں جا رہی۔ پولیس والے خود ڈر رہے ہیں کہ ڈاکو ہمیں اغوا کر کے پیسے نہ مانگ لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہاں پر صورتحال actually ایسے ہے اور یہ لمحہ فکریہ ہے۔ وہاں پر دس بارہ سال سے ایسے ہے اور کامیاب حکومتوں میں ایسے ہے۔ وہاں پر جوائنٹ آپریشنز ہونے کے باوجود بھی حالات ایسے ہی ہے۔ وہ terrain بڑی difficult ہے۔ یہ criminal act ہے۔

میاں صاحب! اس پر پوری effort کریں بلکہ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ پنجاب اور سندھ دونوں گورنمنٹ کا کوئی جوائنٹ ایکشن purpose کریں۔ مجھے سندھ گورنمنٹ کے کچھ ممبرز ملے تھے they suggested کہ پنجاب گورنمنٹ اور سندھ گورنمنٹ بیٹھ کے کوئی جوائنٹ ایکشن فورس بنائیں it will be more helpful.

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ جیسے رانا صاحب بھی بات کر رہے ہیں کہ وہ جو کچے میں ڈاکو ہیں ان کے پاس latest equipment اور latest اسلحہ موجود ہے اس لئے ابھی ہماری جو چیف منسٹر صاحبہ ہیں انہوں نے اس کے لئے کافی زیادہ فنڈز پولیس کو release کر دیئے ہیں اور بہت ساری latest equipments کا order بھی کر دیا ہے ان سے fight کرنے کے لئے کچھ latest equipment آ گیا اور کچھ ابھی آ رہا ہے تو ان کی capacity building اتنی کی جا رہی ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہماری پنجاب پولیس ان کو پوری طرح سے eliminate کرے گی۔

جناب سپیکر: اِن شاءاللہ so, I have government business to take care of وہ میں نے ان سے کہا ہے کہ اس کو دیکھئے اور اس پر رپورٹ منگوائیں۔

جام امان اللہ: جناب سپیکر! میں نے operation کے بارے میں ہی بات کرنی ہے جب ہماری پولیس کسی ڈاکو کو مارتی ہے تو ان کا پورا قبیلہ ان پر چڑھ دوڑتا ہے تو ہماری پولیس بھاگ جاتی ہے ڈی آئی جی صاحب یہاں اسمبلی میں بیٹھے رہتے ہیں جتنا ٹائم اسمبلی میں گزارتے ہیں اتنا ہمارے کچے کے علاقہ میں گزاریں تو یہ سب ڈاکوؤں شاید ختم ہو جائیں یہ ایک دن بھی وہاں نہیں گئے۔ ان ڈاکوؤں کو پی ٹی آئی کا سمجھ کر ہی صفایا کر دیں سمجھ لیں کہ وہ سب بھی پی ٹی آئی کے ہی ہیں۔

جناب سپیکر: جام صاحب! Are you aware of the seriousness of the subject here?

جام امان اللہ: جناب سپیکر! یہ بہت serious ہے۔

جناب سپیکر: Then you don't need to slang it sir یہ اتنا serious معاملہ ہے when PTI Government was there what they did, and what has happened today under the PMLN Government?

جام امان اللہ: جناب سپیکر! ایک دفعہ بھی DIG اور IG صاحب وہاں پر نہیں گئے یہاں تو وہ آتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہر کام سیاست کی نظر کر دیں یہ criminal act ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! رینجر کو وہاں پر لگا دیں۔

جناب سپیکر: وہاں رینجر بھی لگی رہی ہے اس مسئلے کا حل joint operation میں نہیں نکل سکا وہ terrain اتنی difficult ہے۔ جام صاحب کو پتا ہو گا جو لوگ وہاں پر رہتے ہیں وہ کس عذاب سے گزر رہے ہیں۔ جی اب ہم گورنمنٹ بزنس گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈا پر درج ذیل گورنمنٹ بزنسز ہیں Laying of Reports and Motion Under Rule 87

GOVERNMENT BUSINESS

MR SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may lay the Reports.

LAYING OF REPORTS

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba ShujaUr Rehman): Mr Speaker! I lay the following Reports:

1. Special Study on Adequacy and Functional Aspect of Pre-Audit conducted by Local Fund Audit Department in TMA Shah Rukn-e-Alam Town, District Multan, for the Audit Year 2017-18.
2. Special Study on Public funds Expended on Security Measures by School Education Department on District Rahim Yar Khan, for the Audit year 2017-18.
3. Audit Report on the Accounts of City District Government Lahore, for the Audit Year 2017-18.
4. Audit Report on the Accounts of District Government Okara, for the Audit Year 2017-18.
5. Financial Statements of the Government of the Punjab for the Year 2017-2018.
6. Audit report on the accounts of Communication and Works, Housing, Urban Development & Public Health Engineering, Irrigation and Local Government & Community Development Departments, Government of the Punjab, for the Audit Year 2020-21.
7. Audit Report on the Accounts of District Education Authorities of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21.

8. Audit Report on the Accounts of District Health Authorities of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21.
9. Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts, Government of the Punjab, for the Audit Year 2022-23.

MR SPEAKER: The Reports have been laid and are referred to the concerned Public Accounts Committees whenever elected for examination and report within one year.

(بحث زیر قاعدہ 87)

جناب سپیکر: مورخہ 13۔ مئی 2024 کو اسمبلی قواعد کے قاعدہ 87 کے تحت دو گھنٹے کی بحث کے لئے تحریک لتوائے کار کو بحث کے لئے منظور کیا گیا تھا اور اس کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا اب کوئی محرک اپنی تحریک پیش کریں۔ جی، احمد صاحب!

ستھرا پنجاب پروگرام کے تحت دیہاتوں میں صفائی کرنے والے نجی کمپنیوں کے ملازمین کے تحفظات

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کر دی جائے معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ستھرا پنجاب پروگرام کے تحت صوبہ بھر میں ویسٹ مینجمنٹ کی سروس نجی شعبے کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پنجاب کے دیہاتوں میں صفائی کی سہولت لے جانا ایک انتہائی احسن قدم ہے لیکن اس کا ایک اہم پہلو نظر انداز کیا جا رہا ہے ان کمپنیز میں صفائی کا کام کرنے والے ملازمین کی employment term کے حوالے سے sanitary workers کے شدید تحفظات کو دور کیا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ I do have other members also while we are asking راحیلہ خادم حسین آپ کی بھی تحریک تھی آپ بھی پیش کریں۔

لاہور، جنرل ہسپتال کے ملحقہ علاقہ عوامی کالونی میں سیوریج سسٹم بند ہونے سے رہائشی موذی امراض کا شکار

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے مسئلہ یہ ہے کہ سٹی-42 کی خبر کے مطابق جنرل ہسپتال فیروز پور روڈ لاہور کے ملحقہ عوامی کالونی ہے اس عوامی کالونی کی کی گلیاں اور سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں گلیوں کا سیوریج سسٹم بند ہے جس کی وجہ سے پانی ہمیشہ کھڑا رہتا ہے گندے پانی کی وجہ سے علاقے میں ہر طرف بدبو پھیلی ہوئی ہے گندے پانی کی وجہ سے مچھر اور مکھیوں نے اپنے گھر بنا رکھے ہیں اور علاقے میں مختلف بیماریاں ملیریا اور ڈینگی بخار کی وبا عام ہو چکی ہے جب بھی کوئی فوتیدگی ہو جاتی ہے تو قبرستان تک میت کو لے جانا بہت مشکل ہوتا ہے ان تمام مسائل کی وجہ سے علاقے کی آبادی میں اور ہر طرف مشکلات ہی مشکلات ہیں اور اس کی وجہ سے لوگوں میں شدید غم و غصہ بھی پڑ جاتا ہے مہربانی فرما کر ان تمام مسائل پر توجہ دی جائے اور ان کو صحیح کروانے کے لئے اس مسئلے کا فوری طور پہ حل نکالا جائے لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ راحیلہ آپ اب motion move کریں to adjourn the Assembly

قاعدہ 87 کے تحت تحریک
تحریک التوائے کار نمبر 94,175,188/2024 سے نکلنے والے
عوامی اہمیت کے امور پر بحث

MS RAHILA KHADIM HUSSAIN: Mr. Speaker! I move: "That the Assembly do now adjourn."

MR SPEAKER: The motion moved is: "That the Assembly do now adjourn."

جناب سپیکر: محرک بحث کا آغاز کریں اور دیگر جو معزز ممبرز تقریر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام مجھے بھجوا دیں احمد صاحب you open the debate it is extremely important پنجاب کے طول و عرض میں یہ مسئلہ ہے اور لوگوں کی زندگیوں کو اس میں compromise کر دیا ہے دیہات میں جہاں پر 70 سال سے جو گندگی کے جوہڑ بن رہے ہیں وہ اب ڈر ہے کہ cholera جیسی بیماریاں erupt کر جائیں گی منسٹر صاحب is here so please all those honorable member those who feel کہ ان کے اس پر کوئی جذبات ہیں اور وہ کوئی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں please contribute in اس پر بات کریں اور اپنے نام بھجوا دیں جی احمد صاحب!

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جب 2017 میں، میں ضلع کونسل کا چیئرمین منتخب ہوا تو اس وقت مجھے یاد ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف صاحب کی حکومت نے صاف دیہات پروگرام کی بنیاد رکھی اور یہ آپ کی تجویز پر ڈالی گئی۔ بدقسمتی سے اس پروگرام کو جاری نہ رکھا جا سکا اور پچھلے پانچ سال تحریک انصاف کی حکومت تھی، دیہاتوں کے اندر waste collection points موجود تھے۔ ضلعی سطح پر ٹینڈرز ہو چکے تھے، contractors hire ہو چکے تھے لیکن پچھلے پانچ سالوں میں اس پروگرام پر کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ پچھلے پانچ سالوں میں پنجاب کے دیہات گندگی کا ڈھیر بن چکے اور آج مریم نواز شریف صاحبہ نے خادم پنجاب پروگرام کو آگے لے جا کر "ستھرا پنجاب پروگرام" کا آغاز کیا ہے جو کہ انتہائی احسن قدم ہے۔ میں پہلے ہی یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تنقید نہیں ہے لیکن اس پروگرام کو بہتر بنانے کے لئے یہ بحث بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! صفائی نصف ایمان ہے یہ ہمارے عقیدے کا حصہ ہے اور اس صفائی کو ایمان کے آدھے حصے کے اندر جو لوگ صفائی کا کام کرتے ہیں وہ سینٹری ورکرز ہیں جو آج آپ کے توسط سے پہلی دفعہ اس ایوان کے سپیکر باکس میں کارروائی ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ایک رپورٹ "Shame and Stigma in Sanitation" جو 2019 میں شائع ہوئی جسے اس ایوان کی سابق رکن Merry James Gill اور آصف عقیل صاحب نے تحریر کیا۔ اس رپورٹ کے

مطابق پاکستان کے اندر بد قسمتی سے آج وہ cast system زندہ ہے جس کو دفن کرنے کے لئے ایک آزاد ریاست بنائی گئی تھی۔ اگر آپ سینٹری ورکرز کی تعداد دیکھیں تو واسا میں 2240 سینٹری ورکرز ہیں جن میں سے 1609 Christian ورکرز ہیں جو Dalit background کے ہیں۔ لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی میں 9000 ورکرز ہیں جن کی 100 فیصد تعداد Christian community سے ہے۔ آج ہماری پنجاب اسمبلی کے اندر 686 افراد کا عملہ ہے اور یہ چیز اس رپورٹ میں بھی mentioned ہے کہ پنجاب اسمبلی میں بھی سینٹری ورکرز جو non-Muslim employees ہیں وہ صرف اور صرف ایک خانے میں ہیں جو سینٹری ورکرز کا خانہ ہے جن کی تعداد 47 میں سے Christian 44 ہیں اور اس کے علاوہ شاید ایک Christian ملازم ہے جو مالی کی پوسٹ پر تعینات ہے۔

جناب سپیکر! مدعا کیا ہے؟ مدعا یہ ہے کہ پچھلے چند سالوں میں 70 سے زائد سینٹری ورکرز صفائی کے عمل میں گٹر صاف کرتے ہوئے in the line of duty ہمارے محلوں کو صاف رکھنے کے لئے محنت کرتے ہوئے اپنی جان کی بازی ہار بیٹھے ہیں۔ 2012 میں بیدیاں لاہور میں آصف مسیح اور غلام مسیح، قلندر پورہ میں درشن مسیح، 2017 میں بہاولپور میں سلیم مسیح، ندیم مسیح اور دانش مسیح، 2019 میں وہاڑی میں اکمل مسیح، رضوان مسیح، 2018 میں کماہاں لاہور میں شہزاد خاور اور عمران، 2019 میں Comprehensive High School DG Khan میں محمد رمضان، محمد حیدر، محمد ندیم، اپریل 2020 میں گوجرانوالہ میں عاشق مسیح اور اپریل 2021 میں فیصل آباد میں اللہ رکھا مسیح، یہ وہ چند نام ہیں جو اپنی جان کا نذرانہ ہماری گلیوں، محلوں اور شہروں کو صاف رکھنے کے لئے پیش کر چکے ہیں لیکن کسی میونسپل کمیٹی میں کسی کارپوریشن میں کسی کمپنی میں ان ورکرز کو protective equipment نہیں دیا جاتا جس کو PPE کہتے ہیں Personal Protective Equipment کہا جاتا ہے اور نہ ان کو hazmat suits دیئے جاتے ہیں۔ اگر اس رپورٹ کے cover پر نظر دوڑائیں تو یہ گٹر کے اندر گندگی میں اپنے جسم کو expose کر کے وہاں پر صفائی کے لئے جاتے ہیں اور اکثریت ان میں سے skin disease کینسر اور مختلف مہلک بیماریوں کا سامنا کرتے ہیں۔ ان کی life expectancy عام آدمی سے کہیں کم ہے اور ان کے بچے بہت جلدی یتیم ہو جاتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر ملک ظہیر اقبال چنڑ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد صاحب! جاری رکھیں۔

جناب احمد اقبال چودھری: جناب سپیکر! ہمارے سرکاری اداروں میں ایک سوچ ہے کہ اپنے افسران کی پنشنز، گریجویٹی اور جم خانہ کلب facilities میں کوئی کمی نہیں کرنی لیکن جہاں بات درجہ چہارم کے ملازمین کی آتی ہے تو وہاں ہم کہتے ہیں کہ ان کو outsource کر دیں کیونکہ یہ ہمارے اوپر burden ہیں ہمیں ان کو celebrate کرنا چاہئے، ان کو special allowances دینے چاہئیں اور ان کی صحت کے لئے ہمیں میڈیکل انشورنس دینی چاہئے لیکن پرائیویٹ کمپنیاں ان کے ATM Card اپنے پاس رکھ کر اپنے کمیشن کی کٹوتی کر کے پھر انہیں تنخواہ دیتی ہیں اور ان کو کم از کم wage بھی نہیں ملتی۔ 8 مئی 2024 کو سینٹری ورکرز کا ایک وفد اسمبلی آیا لیکن اس دن اجلاس نہیں تھا جس پر انہوں نے شدید خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اتنے massive scale پر ہم outsource کرنے جا رہے ہیں، اس بات کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ انہیں employment terms وہ دی جائیں جو باقی سرکاری ملازمین کو دی جاتی ہیں اور ان contractors کو bound کیا جائے کہ labor laws کے اندر وہ تمام چیزیں جو ان کے حقوق ہیں، وہ انہیں فراہم کئے جائیں اور جو کمپنی یہ فراہم کرنے سے قاصر رہے گی اس کا contract renew نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک لمبی فہرست ہے اور ایک position paper میں نے لکھا ہے چونکہ اس ایوان کا وقت قیمتی ہے اس لئے میں سپیکر صاحب اور منسٹر صاحب کو وہ position paper personally hand over کر دوں گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ سینٹری ورکرز بڑی آس اور امید لے کر اس ہاؤس میں آئے ہیں۔ منسٹر صاحب بھی موجود ہیں، ای ٹینڈرنگ پر ٹینڈرز float کئے جا چکے ہیں تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم ان ورکرز کی ایسوسی ایشن سے مذاکرات کریں، ان کو ان waste companies کے ساتھ ہونے والی negotiation میں seat at the table دی جائے کیونکہ کل کو صفائی انہوں نے کرنی ہے اور سروس انہوں نے فراہم کرنی ہے۔ ان کے جائز مطالبات کو ان contracts کا حصہ ہونا چاہئے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں جناب سپیکر کی بڑی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری تحریک التوائے کار کو بڑا seriously لیا اور ہاؤس کو open debate میں لے کر آئے۔ یقینی بات ہے کہ یہ صرف ایک حلقے کی بات نہیں تھی بلکہ پورے پنجاب میں ایسی صورت حال ہے۔ ہمارے بہت سارے منتخب ارکان اس معاملے میں پریشان ہیں۔ پچھلے پانچ سال میں roads کی constructions کے اوپر اتنا زور نہیں دیا گیا جس کی وجہ صورتحال بہت زیادہ بگڑ گئی ہے۔ گلیاں ہوں، نالیاں ہوں جیسے ابھی احمد اقبال صفائی کی بات کر رہے تھے تو یقینی بات ہے کہ جہاں پر roads نہیں ہوں گے وہاں پر آپ کو گندے نالے جوہڑ type ہی نظر آئیں گے اور اس گندے پانی کی وجہ سے بہت ساری وبائیں بھی پھوٹ رہی ہیں۔ ہر حلقے کی آپ جا کر صورتحال دیکھیں تو کسی نہ کسی portion میں جا کر ہر منتخب نمائندہ لوگوں کے سامنے جوابدہ ہے اور میں شکر گزار ہوں وزیر اعلیٰ صاحبہ کی کہ انہوں نے اس کے اوپر بڑا سخت ایکشن لیا ہے اور یقینی طور پر اس پر کام بھی جاری ہے۔ ایک جامع قسم کا اس کے اوپر پروگرام شروع کیا گیا ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ آج منسٹر صاحب اس کے اوپر ہمیں بتائیں گے کہ پورے پنجاب کی صورتحال کیا ہے۔ میں یہاں پر حلقہ PP-150 اور PP-151 داروغہ والا کا ذکر کروں گی کہ میں نے جو صورت حال جنرل ہسپتال فیروز پور روڈ کی یہاں بتائی ہے، اس کی صورتحال اس سے بھی زیادہ خراب ہے اور وہاں سے پیدل چلنا تو کیا وہاں سے گاڑیاں بھی نہیں گزر سکتیں۔ اس صورتحال کے اندر امید کرتی ہوں کہ آج منسٹر صاحب ہمیں clear بتائیں گے کہ جو پراجیکٹ وزیر اعلیٰ صاحبہ کی ہدایت پر یہ شروع کرنے جا رہے ہیں وہ کتنے عرصے میں مکمل ہو گا، لوگوں کو کتنی آسانیاں دی جا سکیں گی اور اس کے اوپر کتنی لاگت آئے گی۔ یہ جو صورتحال بنی ہے آئندہ ایسی صورتحال نہ ہو اس کے لئے بھی کوئی جامع پروگرام ضرور ہونا چاہئے کہ جہاں roads ہو اس کی reconstruction کے لئے اور اس کی rehabilitation کے لئے فوری طور پر کون سے ادارے کو ایکشن میں آنا چاہئے تاکہ یہ صورتحال پورے پنجاب میں آئندہ کہیں سامنے نہ آئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب شوکت راجہ!

جناب شوکت راجہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے جو تحریک التوائے کار move کی تھی بڑا ہی انتہائی اہم معاملہ ہے۔ میرے پاس 13۔اپریل کی ہیلتھ کی ایک رپورٹ بھی ہے اور اس سے ملحقہ گاؤں کے ایک دن کے چیک اپ میں 27 آدمیوں کا ہیپاٹائٹس positive آیا۔ میرے پاس کافی گاؤں کی واٹر لیبارٹری ٹیسٹ reports بھی ہیں جنہیں unsatisfactory declare کیا ہوا ہے اور اسی طرح 10/8 سکول کے بچوں سے پھر اس معاملے میں لوکل کمیشن راولپنڈی نے بھی hearing کی on the High Court order اور اس پر انہوں نے یہ commit کیا تھا کہ یہ dumping station ہم یہاں سے ختم کریں گے کیونکہ یہ بہت زیادہ آبادی کے ایریا میں آگیا ہے اور اس کے مقابلے میں محکمہ نے ایک لینڈ پہلے لی تھی لیکن لیتے وقت اس میں غلطی یہ کی کہ وہ اُس سے بھی زیادہ گنجان آبادی میں لے لی۔ لوگوں نے احتجاج کیا وہ تھانہ مندرا میں تھی وہاں سے یہ revers ہوگئے انہوں نے پسپائی اختیار کرلی۔ اب تیسری جگہ ابھی تک select نہیں ہوئی۔ ہائی کورٹ کے آرڈرز کے مطابق commitment بھی کی ہوئی ہے اور لوگوں کی اتنی بُری حالت ہے کہ 25,30 گاؤں میں نہ تو boring سے پانی آرہا ہے، جو پانی ہے اس کا بھی ذائقہ خراب ہے، لوگ بیمار ہو رہے ہیں اور ایک بڑی عجیب صورتحال ہے۔ یقین جانیں مجھے دوران الیکشن کوئی سڑک مانگتا ہے، کوئی گلی مانگتا ہے، کوئی سکول کی بات کرتا ہے اور کوئی کالج کی بات کرتا ہے۔ ان تین یونین کونسلوں میں ان کے گرد و نواح 30,35 گاؤں میں مجھے جہاں بھی لوگوں نے بلایا ان کی ایک ہی requirement تھی کہ اس مصیبت سے ہماری جان چھڑا دیں۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کیونکہ ہماری پارٹی میں بھی جو مسئلہ کسی سے حل نہ ہو وہ ان کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ یہ بہت ساری نسلوں کا اور ان کی زندگی کا سوال ہے۔ قانون میں اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی کر دے تو اس کی سزا مقرر ہوتی ہے اور اگر کسی کی غفلت کی وجہ سے کسی کی جان جا رہی ہو آج نہیں تو ایک دن جواب تو ہم نے دینا ہے۔ آج قلمدان جو میرے بھائی کے پاس آیا ہے اور اس ہاؤس کا حصہ ہونے کے ناتے میں بھی اور یہ بھی کل اس بات کے جوابدہ ہوں گے۔ یقین جانیں اگر چاہیں تو وقت رکھ لیں میرے ساتھ چلیں، وزٹ کرلیں۔ شاید اگر یہ وہاں سے ہو کر آئیں تو جو کام انہوں نے دس دن میں کرنا ہو گا یہ دو دن میں کر دیں گے۔ یہ حقائق ہیں یہ باتیں میں کسی سیاسی point scoring کے لئے نہیں کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ

میں اس پولنگ میں ہارا ہوا ہوں یہاں کسی اور جماعت کو ووٹ ملے ہوں لیکن یہ public interest کا issue ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس میں مجھے سمجھ نہیں لگتی کہ ہمارے environment والے کہاں سوئے ہوئے ہیں وہ کیوں NOC دے دیتے ہیں؟ ویسے تو یہ چھوٹی موٹی دکان والوں کو نوٹس دیتے ہیں کہ آپ کے یہ نہیں ہے، وہ نہیں ہے۔ یہ بھٹے والوں کو تنگ کر لیتے ہیں، کسی بھٹی والے کے پاس چلے جاتے ہیں لیکن اتنا بڑا معاملہ اور لوگوں کو اتنی زیادہ مشکلات ہے یہ حل نہیں کرتے۔ ویسے چھوٹا موٹا پراجیکٹ لگا ہوا ہو تو چلے جاتے ہیں کہ آپ کا پانی waste polluted ہے، آپ گلی میں ڈال رہے ہیں، نالی میں ڈال رہے ہیں، محلے اور گلیوں میں مسئلہ آ رہا ہے لیکن اتنا بڑا issue ہونے کے باوجود، دنیا کو اتنی تکلیف ہونے کے باوجود ابھی تک مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ایک نوٹس بھی محکمہ ماحولیات نے اس ویسٹ مینجمنٹ کو نہیں دیا۔ پورے ڈسٹرکٹ سے گند اکٹھا کر کے ابھی تک وہاں جا رہا ہے اور لوگ اس نہج پر پہنچ گئے ہیں کہ اب وہ روڈز بلاک کریں گے اور پھر ایک نئی صورتحال پیدا ہو جائے گی۔ جو حالات اس مہنگائی کے دور میں ہیں میں اور آپ دیکھ رہے ہیں کچھ نہ کچھ ریلیف کسی نہ کسی صورت میں اگر عوام کو ملے گا تو شاید میں اور آپ کسی اور کام کی طرف توجہ دے سکیں گے۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دیں۔ میں جناب سپیکر صاحب کا بڑا ممنون ہوں کہ جنہوں نے انتہائی اہم نوعیت کا یہ معاملہ آج زیر بحث رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اس سے related issues میری بہن اور بھائی نے کہے وہ بھی اتنے ہی اہم ہیں۔ مہربانی فرما کر اس کے لئے کوئی ٹائم فریم مقرر کریں اور اس پر ہمیں کوئی رزلٹ مل جائے تاکہ ہم بھی سرخرو ہو سکیں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترم جناب بریگیڈیئر مشتاق احمد!

جناب مشتاق احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جو پہلے کہا گیا کہ تحریک التوائے کار کے جو بھی محرک تھے ان کے جو بھی concern تھے وہ بہت ہی تکلیف دہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا ہمارا مسئلہ صفائی اور میونسپلٹی سروسز کا پورے پنجاب میں جو گھمبیر صورتحال اختیار کر چکا ہے شاید .It was just touching the eyes میں اس مسئلے کے تقریباً اور بہت سے پہلوؤں پر بات کرنا چاہوں گا کیونکہ یہ وہ مسئلہ ہے کہ جس کی نوعیت اربن

اور رورل ایریا میں بہت مختلف ہو چکی ہے۔ اربن ایریا میں پھر بھی کچھ نہ کچھ waste management کی کمپنیاں ہیں وہاں پر میونسپلٹی کا کوئی نہ کوئی سروس سٹرکچر کام کر رہا ہے اور اُن کی صورتحال ہمارے دیہاتی علاقوں سے بہت بہتر ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق رورل ایریا سے ہے اور ہمارے پنجاب کے جتنے بھی ممبران ہیں ان سب کا زیادہ تعلق دیہاتی علاقوں سے ہے۔ کم از کم چھ، سات معاملات ہیں جن کا تعلق ہمارے میونسپلٹی کے ساتھ آتا ہے، جن کا لوگوں کی براہ راست life سے تعلق ہے۔ اس میں suffice training کا معاملہ ہے، لوگوں کی lower level پر health facilities ہیں۔ آج یہاں پر بڑی بحث ہوئی کہ وہ ڈسپنسری ضلع کونسل میں چلی گئی ہیں، محکمہ صحت میں چلی گئی ہیں اس طرح کے اور بہت سے مسائل ہیں۔ خاص طور پر وہ علاقے جہاں پر پانی کی شدید قلت ہے جو بارانی علاقے ہیں وہاں پر واٹر سپلائی ایک بہت بڑا serious issue ہے۔

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بریگیڈیئر صاحب!

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میں دیہاتی علاقوں کی بات کر رہا تھا۔ مسائل بہت زیادہ ہیں اور اگر میں یہ توقع کروں کہ جو ایم سی ایل لاہور کے معاملات ہیں یا وہ انفراسٹرکچر کسی دیہاتی یونین کونسل کو دیا جائے گا تو شاید یہ مشکل ہے لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ جو چند ایک مسائل ہیں اور جس environment میں رہ رہے ہیں میں اس پر اپنی کچھ تجاویز پیش کروں گا۔

جناب سپیکر! ہمیں سب سے بڑا issue یہ بنا ہوا ہے کہ پچھلے چند ایک سالوں سے لوکل گورنمنٹ جنہوں نے ہمارے مسائل حل کرنے ہیں اس کے تین چار آرڈیننس یا ایکٹ بن چکے ہیں۔ صحیح بات ہے کہ ہمیں یہ نہیں پتا کہ کون سا ایکٹ کس شکل میں ہے۔ میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ میں منسٹر صاحب یا گورنمنٹ کی خدمت میں دو چیزیں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مری سے لے کر صادق آباد تک یا لاہور سے لے کر اٹک کے آخری کونے تک اگر چیف منسٹر سیکرٹریٹ یا لوکل گورنمنٹ کے منسٹر کے آفس سے نکلی ہوئی ہدایت کے ذریعے ہمارے دیہاتی علاقوں کے میونسپلٹی سروسز کو حل کر سکتے ہیں تو یہ بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ یہ

issue devolution of Authority, devolution of accountability, devolution of resources ہیں جو ہم حل کرنے کو تیار نہیں ہیں، یہ اسمبلی کرنے کو تیار نہیں ہے، میں شاید اُس کا آج حصہ ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں اس بات پر قائل ہوں کہ جب تک آپ decentralization اور devolution of power نہیں کریں گے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ صرف زبانی کتابی نہیں بلکہ جب تک resources کے ساتھ financial resources کے ساتھ، اتھارٹی کے ساتھ اور accountability کے ساتھ نہیں ہو گا اُس وقت تک ہمارے یہ معاملات حل نہیں ہو سکتے۔ میں نے جن معاملات کی طرف بات کی آپ سب کو پتا ہے کہ اس میں واٹر سپلائی کا معاملہ خاص طور پر ہے جو بارانی علاقوں میں بہت زیادہ ہے۔ ہم آج تک یہی نہیں clear کر سکے کہ یہ واٹر سپلائی سکیم نے سو فیصد کس کے under کام کرنا ہے؟ جس علاقے سے میرا تعلق ہے میں اگر اُس کی حالت زار آپ کو بتانا شروع کروں تو شاید وہ اتنا بڑا Pandora's box ہے کہ میرے اگلے گھنٹے اسی میں گزر جائیں گے۔ میری گزارشات چند ایک یہ ہیں کہ please ایک ایسا نظام لے کر آئیں جو نظام اس بنیاد پر نہ ہو کہ لاہور سے instruction ہوں گی اور ہم کام کر لیں تو یہ نہیں ہو سکتا۔

نمبر 2۔ آپ کے جو سسٹم کے اندر dichotomies ہیں اس وقت دو تین قسم کے سسٹم ہمارے rural areas میں چل رہے ہیں۔ اس کے اندر یونین کونسلز ہیں وہ اس وقت ڈی سی کے under چل رہی ہیں کیونکہ ضلع کونسل کا نظام موجود نہیں ہے اور جو میونسپل کارپوریشن ہیں یا ٹاؤن کمیٹیاں ہیں وہ ایڈمنسٹریٹر کے ذریعے کام کر رہی ہیں جو کہ اسسٹنٹ کمشنر ہے۔ ان کا آپس میں mismatch ہے کوئی اتھارٹی نہیں ہے یہ کیسے توقع ہو سکتی ہے؟ وہاں پر پچاس یونین کونسلز ہیں جس میں انہوں نے death certificate issue کرنا ہے اس کے اندر اموات اور پیدائش کا اندراج کرنا ہے۔ قبرستان کے معاملات ہیں، صفائی کے معاملات ہیں اور لوگوں کو پانی دینے کا معاملہ ہے کون سا ڈپٹی کمشنر ہے جس کے پاس competency اور اتھارٹی ہے یا اس کی کوئی 25 آنکھیں ہیں؟ یہ نہیں ہو سکتا، میری گزارش یہ ہے کہ آپ جو آئندہ سسٹم لے کر آتے ہیں تو وہ ایک integrated system ہونا چاہئے، comprehensive ہونا چاہئے اور اس میں political biases نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ ہم کر کر کے تھک چکے ہیں کہ ہم لوکل گورنمنٹ کا

ایسا سسٹم لے کر آئیں گے تاکہ ہمیں اگلے جنرل الیکشن میں فائدہ ہو۔ ہمیں اس سائیکل کو چھوڑنا ہو گا، اگر آپ کوئی سسٹم لاتے ہیں تو اس کے پاس قانونی اختیارات ہونے چاہئیں، اس کے پاس financial اختیارات ہونے چاہئیں اور اس کے پاس HR کے اختیارات ہونے چاہئیں with the equal accountability تیسری بات میں کرنا یہ چاہتا ہوں کہ میری نیت بہت اچھی ہو سکتی ہے، میں ایک بہت اچھا آدمی ہوں اور سب لوگ اچھے ہیں ہماری نیت اچھی ہو سکتی ہے اگر مجھے capability نہیں دیتے، اگر میری capacity ہی نہیں ہے تو مجھے بتائیں کہ وہ سسٹم کیا deliver کرے گا؟ so میری request یہ ہے کہ intent اچھی ہو، آپ اس کی بنیاد پر ایک اچھا سسٹم دیں، آپ کے ان لوگوں کے اندر ایک capacity ہونی چاہئے جو اس سسٹم کو چلانے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ جو most important چیز ہے کہ آپ ان کو capability عطا کریں۔ میں صرف چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بہت سے سیوریج سسٹم جو گاؤں کے اندر لگے ہوئے ہیں وہ تباہ برباد ہو چکے ہیں، وہ manually نہیں ہو سکتے ہیں ہم نے تھوڑی دیر پہلے پوری کہانی سینٹری ورکر کی سنی ہے شہروں میں تو شاید آپ کو یہ manpower available ہے لیکن آپ یقین کریں میری بات مانیں گے کہ دیہاتوں میں یہ facility بھی نہیں ہے لوگ یہ کام کرنے کو تیار نہیں ہیں، کوئی مشینری نہیں ہے اور ہم اس طرف جانا نہیں چاہتے۔ کیوں نہیں جانا چاہتے ہیں یہ میری سمجھ سے باہر ہے میں سروس کے دوران اس سسٹم کا حصہ رہا جہاں پر میں نے یہ municipality services provide کیں ہیں ہو سکتا ہے وہ limited scale کی ہوں۔ میں یہ provide کیوں کر سکا تھا کیونکہ میں اپنے ہاتھ سے نہیں کیا، میرے پاس capacity اور capability تھی so میری ایک request یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے منسٹر جو بھی statement دینا چاہئیں، ایک تو یہ ہے کہ وہ تین چار چیزوں کو مکمل طور پر اپنے ذہن میں رکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں تھوڑی سی اور بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو صفائی اور ستھرائی کے لئے بھی capability پیدا کرنی پڑے گی۔ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم صاف کر دیں گے I am sorry sir نہیں ہو سکے گا۔ Manually آپ کے گاؤں کی نالیاں یا جو نالے ہیں وہ mine3.44 بکھر چکے ہیں۔ ہمارے پاس waste کا کوئی disposal نہیں ہے خاص کر یہ dumping، جس طرح راجہ شوکت صاحب نے بات کی ہے۔ ہمارے گاؤں میں dumping کی site کہیں پر نہیں

ہے ہم ان کو cater کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس جو سیوریج سسٹم ہے یا اس کا disposal کا کوئی نظام نہیں ہے۔اس سے بڑا یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو inspection گاؤں کی ہو رہی ہے جو پہلے گاؤں تھے وہ اس وقت ٹاؤن بن چکے ہیں اور ٹاؤن سٹی کی شکل اختیار کر رہے ہیں۔ ہم بالکل سوئے ہوئے ہیں ہماری priority ہی altogether different ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے ہم نے ملک کی ایک بہت بڑی آبادی کو شاید اللہ توکل پر اور ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بہت نقصانات ہو رہے ہیں نمبر 1 نقصان کیا ہو رہا ہے میں صرف دو تین باتیں کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میں صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا ۔ اس کا نقصان کیا ہو رہا ہے؟ نقصان سب سے بڑا یہ ہو رہا ہے کہ ہمارا جو funds resource allocation ہے، ہم اربن ایریا یا دیہاتی علاقے ہیں ہم کر ہی نہیں رہے ہیں۔ ہم نے national finance award تو لے لیا، ہم نے NFC لے لیا اور provinces نے billions of rupees لے لئے but all those billions of rupees میں 2023-24 کا پیچھے بجٹ پڑھا ہے Local Government and Community Development Department تھا اس کا تقریباً آج پیپرز اٹھا کر دیکھ لیں یا بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں اس کے تقریباً 215 pages تھے Lahore and its surrounding area کیوں؟ کیا دیہاتی علاقوں کا کوئی حق نہیں ہے میری گزارش یہ ہے کہ ایک principle decision لیں، آپ نے NFC Award میں پیسے لئے، provincial financial award ہونا چاہئے اور یہ نہیں ہونا چاہئے کہ میں جاؤں تو یہاں پر ایک سکیم یا سڑک C&W سے اپنے لئے لے لوں گا no, sir اس طریقے سے province ترقی نہیں کرے گا۔ نمبر 2 جو بات میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر اور خاص طور پر ہمارے پنجاب کے اندر rapid urbanization ہو رہی ہے ہم نے کبھی سوچا ہے کہ کیوں ہو رہی ہے؟ ہم نے کراچی کو ایک جرائم کی پناہ گاہ بنا لیا ہے آج ہم سے وہ سنبھالا نہیں جا رہا، کبھی ہم رینجر کو لگاتے ہیں، کبھی آرمی کو لگاتے ہیں اور کبھی کسی کو لگاتے ہیں۔ کبھی ہم نے سوچا ہے کہ یہ monster ہمارے سامنے کیسے پیدا ہوا ہے؟

sir transfer of population ہوئی because from the entire Pakistan روزگار وہاں پر تھا اور investment وہاں پر تھی ہم آج exactly وہی لاہور کے ساتھ کر رہے ہیں میرا لاہور کے ساتھ کوئی گلہ نہیں ہے یہ میں لاہور والوں کو بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ Lahore is going to become the city of criminals, it is not very far away. Don't be then that day. آپ لاہور میں rapid urbanization کیوں کر رہے ہیں، آپ کیوں نہیں transfer of population کو روک رہے۔ transfer of population میرے کہنے سے روکے گی؟ رحیم یار خان، صادق آباد، لیہ اور للہ کا بندہ صرف وہاں پر رہے گا اگر آپ اس کو وہاں پر facility دیں گے۔ آپ اس کو پینے کے لئے پانی نہیں دے رہے، آپ اس کو نالی تک نہیں دے رہے وہ ایک گٹر میں پیدا ہوتا ہے اور دوسرے میں فوت ہو جاتا ہے اس کے لئے قبرستان تک پہنچنے کی جگہ نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: please آپ wind up کریں۔

جناب مشتاق احمد: اور ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ترقی کی شرح پر ہیں۔ no sir اگر ترقی کی شاہراہ پر ہیں تو only central central points ہیں so میری چند ایک گزارشات تھیں جو پالیسی level کی ہیں for the government اور کچھ وہ تھیں جو شاید ministerial level پر ہیں مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ اگر ان پر کچھ نہ کچھ عمل کر لیا گیا تو پنجاب اور ہماری جو میونسپلٹی کے مسائل ہیں خاص کر دیہاتی علاقے میں ان میں انشاءاللہ بہتری آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بریگیڈیئر صاحب! بہت شکریہ۔ آپ کی suggestions بھی بہت اچھی تھیں اور honorable minister صاحب نے بڑی توجہ کے ساتھ note کی ہیں۔ جی، محترمہ شکیلہ جاوید!

محترمہ شکیلہ جاوید: جناب سپیکر! آپ کا ٹائم دینے کے لئے بہت شکریہ۔ میرا تعلق ایک مسیحی قوم سے ہے اور آج احمد بھائی کو appreciate کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک بڑے ہی ہمارے heart touching topic پر بات کی ہے کہ سینٹری ورکر کا کیا حال ہے۔ کہتے ہیں کہ سچ سے تم واقف ہو جو سچ آپ کو ظاہر کر دیتا ہے۔ انہوں نے بڑی خوبصورت بات بتائی اور میں نے last time جب speech کی تو اس میں بھی یہی کہا تھا کہ اس قوم نے ملک پاکستان کی بڑی خدمت کی ہے اور آج

احمد بھائی نے جو ہماری قوم کا جو حال ہے اور جو ہماری قوم جہاں تک پہنچ چکی ہے اس کا بڑا خوبصورت طریقے سے بیان کیا ہے کہ ہم کہاں پہنچے ہیں۔ ہم نے شروع کہاں سے کیا اور ہم آ کہاں گئے ہیں۔ ان کی بات کو کوڈ کرتے ہوئے میری request ہے اور میں نے اس دن بھی بات کی تھی کہ ہمارے جتنے بھی genitorial people ہیں ایک تو daily wages والے سارے confirm ہونے چاہئیں اور ان کا سکیل بڑھانا چاہئے اور ان کی salary جیسے دوسرے ملکوں میں ڈیڑھ گنا ہے تو request ہے کہ اسی طرح ڈیڑھ گنا ہونی چاہئے۔ آج سے چار ماہ پہلے سیالکوٹ کے ایک سینٹری ورکر کے بیٹا نے اپنے باپ سے ڈیمانڈ کی کہ اسے کچھ چاہئے لیکن اس نے کیا کیا کہ جب اس کے باپ اس کی ضرورت کو پورا نہ کر سکا تو اس نے چھت سے چھلانگ لگائی اور خودکشی کر لی۔ ان کے حالات بہت ہی بُرے ہیں اور اگر آپ دیکھیں کہ یہاں پر اوپر سے نیچے تک ان کے ساتھ جو رویہ ہو رہا ہے وہ ویسے ہی سوتیلی والا ہو رہا ہے تو میری request ہے کہ ان کا سکیل بڑھایا جائے، ان کو کنفرم کیا جائے اور ان کی pay کو ڈیڑھ گنا کیا جائے۔ God bless you

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! بہت شکریہ۔ سید رفعت محمود صاحب!

سید رفعت محمود: ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا حلقہ چار لاکھ آبادی پر مشتمل ہے پچھلے دنوں میں رات بارہ بجے دینہ شہر میں ایک ہسپتال تھا وہاں بے شمار محکمہ ہیلتھ سے متعلق شکایات آ رہی تھیں اور بے شمار لوگوں کے ٹیلی فون آ رہے تھے کہ جی ٹی روڈ پر جو دینہ ہسپتال ہے وہاں پر مسائل ہیں تو میں وہاں پر رات کو 12 بجے گیا دیکھا کہ ایمرجنسی میں ایک ڈاکٹر صاحب تھے اور ایک آدھ سٹاف اُن کے ساتھ تھا جب لوگوں نے مجھے دیکھا تو لوگوں نے میرے سامنے بہت زیادہ احتجاج کیا کہ دیکھیں ایمرجنسی میں یہاں کوئی ڈاکٹر بھی نہیں ہے، یہاں دوائیاں بھی شارٹ ہیں۔ ہمارا مسئلہ ہے آپ اچھے عوامی نمائندے ہیں کہ ہم مر رہے ہیں آپ بالکل دیکھ نہیں رہے، میں نے کہا کہ میں رات کو 12 بجے یہی دیکھنے کے لئے آیا ہوں۔ جب میں واپس آیا سوشل میڈیا پر خبر چلی تو سیکرٹری ہیلتھ نے بھی اس ہسپتال کا وزٹ کیا اور انہوں نے تین ڈاکٹر وہاں پر بھجوا دیئے، وہ ساتھ ہی ایک UC Garh Mahal ہے جو 20,25 ہزار لوگوں پر مشتمل ہے اس کے BHU میں ڈاکٹر موجود تھے سیکرٹری ہیلتھ نے اُن ہی ڈاکٹر کو ٹرانسفر کر کے دینہ میں

بھجوا دیا اور پیچھے جو 20,25 ہزار لوگ ہیں وہ میرے سر چڑھ رہے ہیں کہ UC Garh Mahal میں ڈاکٹر ہی نہیں ہے یہ آپ نے اُس ہسپتال کا کیا وزٹ کیا ہے؟ آگے آگے دوڑتے پیچھے ترقی چوڑ اِنہوں نے یہ ہمارے ساتھ کیا ہے کہ اُدھر سے ڈاکٹر اُٹھا کے دینہ شہر میں بھیج دیا اور جو وہاں پر 25 ہزار کی آبادی تھی اُس کو وہ خالی چھوڑ دیا ہے۔ میری منسٹر ہیلتھ اور سیکرٹری ہیلتھ سے بھی گزارش ہے کہ UC Garh Mahal میں فوری طور پر ڈاکٹر کو تعینات کیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر دینہ میں ہسپتال ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! کتنے عرصے سے تحصیل بنی ہوئی ہے دو لاکھ کی آبادی ہے میں نے پچھلے اجلاس میں بھی کہا تھا کہ مجھے ensure کیا جائے کہ جو موجودہ بجٹ آرہا ہے اُس بجٹ میں اس دینہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے پیسے رکھے جائیں۔ دو لاکھ کی آبادی ہے جب کوئی accident ہو جائے کوئی بندہ بیمار ہو جائے تو ہمیں جہلم جانا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آئندہ بجٹ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے بجٹ رکھا جائے اور دوسرا یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی سوہاوا ہے اُس کو میونسپل کمیٹی بنانے کے لئے اُس کے ساتھ بہت سے دیہاتوں کو شامل کر دیا گیا ہے اور اُس میونسپل کمیٹی میں جو دیہات ہیں اُن میں کوئی سہولیات ہی میسر نہیں ہیں نہ وہاں سیوریج کا نظام ہے، نہ وہاں پر سٹریٹ لائٹس ہیں اور اُن کی گلیاں کچی پڑی ہوئی ہیں اور وہاں اُن پر پراپرٹی ٹیکس لگا دیا گیا ہے وہ مقدمہ جو ہمارے سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پاس موجود ہے اُن کے پاس سوہاوا شہر کے لوگ بھی آئے ہیں۔ میری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے متعلقہ وزیر سے گزارش ہے کہ جو نئے دیہاتوں کو شامل کیا گیا ہے وہاں پر پراپرٹی ٹیکس لگا دیا گیا ہے اور اُدھر کوئی سہولت موجود ہی نہیں ہے۔ پورے شہر کے اندر نہ سیوریج ہے نہ street lights ہیں، سڑکیں اور گلیاں تباہ و برباد ہو چکی ہیں تو جو سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پاس کیس پڑا ہوا ہے اُس پر نظر ثانی کی جائے، اُن لوگوں پر پراپرٹی ٹیکس نہ لگایا جائے اُن کی استعداد نہیں ہے کہ وہ ٹیکس دے سکیں۔ آپ بے شک کمیٹی بنا دیں چیک کروالیں کہ وہاں کسی قسم کی کوئی سہولت ہی موجود نہیں ہے تو میری متعلقہ وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب سے گزارش ہے کہ وہ فوری طور پر اس پراپرٹی ٹیکس کے مسئلے کو بھی دیکھیں اور ان لوگوں کو استثنیٰ دیا جائے۔

جناب سپیکر! کل شام کو جی ٹی روڈ سوہاوا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے باہر ایک میڈیکل سٹور تھا وہاں ڈاکوؤں نے ڈاکا ڈالا تو ایک distributor کی وین تھی اُن سے بھی تقریباً 8 سے 10 لاکھ روپے لوٹ کر چلے گئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رفعت محمود صاحب! آج لوکل گورنمنٹ کے اوپر general-discussion ہے اُس کے اوپر بات کریں۔۔۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! ایک بڑا اہم مسئلہ ہے تو جب میں نے متعلقہ محکمے سے رابطہ کیا پولیس والوں سے تو اکثر یہی جواب ملتا ہے کہ جناب ضلع جہلم کے اندر پولیس کی نفری بڑی کم ہے تو میں چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رفعت محمود صاحب! آپ لوکل گورنمنٹ کے متعلق اگر کوئی suggestions ہیں تو وہ دیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! میں بس یہی عرض کر رہا ہوں آئی جی صاحب میری بات سن رہے ہوں گے کہ ضلع جہلم کے اندر پولیس کی نفری پوری کی جائے، لوگوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے لوگوں کے نقصانات ہو رہے ہیں وہ کہتے ہیں ضلع جہلم کے اندر ملازمین ہی کم ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رفعت محمود صاحب! آپ اس پر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیجئے گا لیکن آج لوکل گورنمنٹ پر بات کر لیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! میری وزیر قانون یا آئی جی صاحب سے گزارش ہے کہ ضلع جہلم کے اندر تھانوں میں کم از کم پولیس تو پوری کریں، ہمارے تو یہی مسائل ہیں جو لوگ ہمارے پاس لے کر آ رہے ہیں ہم آپ کو نہ بتائیں تو کس کو بتائیں؟ تو میں اجازت چاہوں گا اگر آپ مجھے نہیں بولنے دینا چاہتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں عوامی مسائل پر میں بات تو کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں آج تو آپ نے لوکل گورنمنٹ کے اوپر بحث کرنی تھی کوئی suggestions ہیں تو آپ گورنمنٹ کو دیں اس کو take up کریں۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر !لوکل گورنمنٹ کے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں میں نے وزیر صاحب کو کہا تھا کہ ضلع جہلم کے اندر جو صفائی کے مسئلے ہیں۔ میں نے ان کو پہلے بھی بتایا تھا کہ ضلع جہلم کے اندر صفائی کے مسئلے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر بتائیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر !اب ضلع جہلم کے اندر کہا گیا ہے کہ کوئی نئی ایک کمپنی آگئی ہے لوگ اُس کمپنی کا ضلع جہلم کے اندر، شہر کے اندر انتظار کر رہے ہیں، یہ کب کمپنی کو صفائی کے لئے بھیجیں گے ؟ہم چاہیں گے کہ جلد از جلد جو کمپنی انہوں نے appoint کی ہے اُس کو ضلع جہلم کے اندر بھیجیں اور کام شروع کروائیں بہت مہربانی، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم جناب احسن رضا خان!

جناب احسن رضا خان : جناب سپیکر !شکریہ ۔ میری ایک بہن نے تحریک پیش کی ہے ماشاءاللہ آپ نے ہمیں موقع دیا تو یہ سلسلہ جنرل ہسپتال کے ملحقہ جو آبادی ہے وہاں تک محدود نہیں ہے یہ پورے پنجاب کا یہی حشر ہے اور خاص طور پر جو پچھلے پانچ سال گزرے ہیں اُس دور میں جو اس پنجاب کا حشر ہوا ہے تمام سڑکیں، تمام سیوریج ایسے feel ہوتا تھا کہ پورے پنجاب میں کوئی وارث یا کوئی گورنمنٹ نہیں ہے۔ میں چیف منسٹر پنجاب صاحبہ کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے آتے ہی تین ماہ میں تمام محکموں کو active کر دیا ہے میں کہتا ہوں ابھی تین ماہ ہوئے ہیں اور ان شاءاللہ پانچ سالوں میں ہم اس پنجاب کو پورا جیسا ہم 2018 میں چھوڑ کر گئے تھے ان شاءاللہ کوشش کر کے اس کو complete کریں گے، ہمارے وزیر صاحب ماشاءاللہ بڑے active ہیں۔اب میں اپنی consistency کی طرف آتا ہوں میرے حلقہ پی پی۔180 میں پچھلے سال سیلاب بہت زیادہ آیا تھا ہمارا جو دریا ستلج ہے انڈیا چوں کہ ہمارے ساتھ سال بعد ایک بہت بڑی بدمعاشی کرتا ہے تو وہ بغیر بتائے جو پانی چھوڑ دیتا ہے اور ہمیں پتا ہی نہیں چلتا۔

جناب سپیکر !یہاں پر وزیر موصوف بیٹھے ہوئے ہیں تو میری humble request ہے کہ میرے وہاں پر سارے روڈ تباہ ہو چکے ہیں تو اُن کے لئے میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا ہمارا ایک Shamkot to Hasna Road ہے اس کو rehabilitate کیا جائے۔ عثمان والا

ٹوکل تاہیڈ موکل ہے میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ آپ یہ نوٹ کرتے جائیں میرے خیال میں آپ کے پاس ballpoint ہو گی۔ ہمارا ایک دیپالپور ٹو مچھانہ روڈ ہے، منڈی عثمان والا ٹو کنگن پور براستہ کوٹھا کلاں شام کوٹ، بائی پاس الہ آباد ٹو لنڈے والا کنگن پور روڈ ٹو موکل، کنگن پور روڈ ٹو بھنگو والا، دیپالپور روڈ ٹو اچل کے تالاڈی، شام کوٹ ٹو اٹاری ورک یہ وہ روڈ زہیں جن کی سیلاب کی وجہ سے تباہی مچی تھی۔ اُس کے بعد لوکل گورنمنٹ کے متعلق میری MC Allahabad ہے وہاں پر تین واٹر سپلائی پورے پانچ سال بلکہ اس سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہو گا کہ وہ بند ہو چکی ہیں تو میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ ان کو بھی چیک کریں اور rehabilitate کریں کہ یہ وہاں پر کیوں بند پڑی ہوئی ہے اور MC Allahabad کا جو سیوریج سسٹم ہے وہ بہت زیادہ خراب ہے وہ واٹر سپلائی اور سیوریج mix ہو چکا ہے اور وہاں پر اتنی زیادہ بیماریاں پھیلنے کا خدشہ ہے۔ اسے ہی تحصیل چونیاں کا MC جو ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے وہاں سے ایک روہی گزرتی ہے تو چونیاں کا سارا پانی اُس روہی میں جاتا ہے۔ ہمارا historical شہر ہے، بہت تاریخی شہر ہے تو میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ چیف منسٹر محترمہ مریم نواز شریف کا صاف پانی کا جو بھی پروگرام پورے پنجاب میں ماشاءاللہ لے کے آرہی ہیں تو چونیاں شہر جو ہمارا MC Chunian, MC Allahabad اور Kanganpur کو اس پروگرام میں ڈالا جائے تاکہ ہمارے علاقے میں بیماریوں کا خاتمہ ہو۔ میں یہ ذکر کروں گا کہ دوبارہ پھر ہمارے وہاں پر سیلاب کا سلسلہ آنے والا ہے تو حکومت پنجاب سے میری گزارش ہے کہ اس حوالے سے ایڈوانس کوئی منصوبہ بندی کی جائے کیونکہ موقع پر جب وہاں پر کوئی بھی ایمرجنسی بن جاتی ہے تو تمام مشینری فعال ہو جاتی ہے لیکن جب وہ ٹائم ختم ہو جاتا ہے، اس کے بعد ہم پھر اسی routine میں تمام چیزوں کو لیتے ہیں تو as a nation ہم میں بھی بہت کمی ہے۔ ہماری گورنمنٹ کو چاہئے کہ وہ کم از کم ایسی policies بنائے کہ جس کا کوئی مستقل حل نکل سکے۔ جب وہاں پر کوئی بھی ایمرجنسی بن جاتی ہے تو ہم active ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد ہم پھر سو جاتے ہیں۔ آج کل پورے پنجاب میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی speech wind up کریں۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! لاہور کی بات کریں تو لاہور کا بھی بُرا حشر ہے۔ منسٹر صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں، یہاں پر ڈینگی بخار کی وبا ابھی تک پھیلی نہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ گندگی کی وجہ سے یہ وبا بھی پھیل جائے گی۔ دیہات تو دور کی بات ہے شہروں میں بھی اتنے مچھر ہیں، ہمارے ماحول کو بہت صاف ستھرا ہونا چاہئے تو میری یہ چند گزارشات تھیں۔ میں اپنی میڈم راحیلہ صاحبہ کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اس مسئلے کو ایوان میں اٹھایا کیونکہ پورے پنجاب میں یہی حال ہے تو پورے پنجاب کو ٹھیک کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب رانا آفتاب صاحب اپنی بات کریں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے جس پر میں وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گا کیونکہ بد قسمتی سے ہمارے پاس ایک ہی کام کے لئے کئی محکمے ہیں۔ اگر آپ بڑے شہروں کو دیکھیں تو جتنی بھی سڑکیں ہیں ان کے ساتھ storm water channels بنے ہوئے ہیں وہ محکمہ کارپوریشن کے ہیں یا جس کے بھی ہیں وہ chock ہو چکے ہیں۔ اگر دیہات کی طرف جائیں تو پورے گاؤں میں جو گندگی کا ڈھیر سڑکوں پر جمع ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ واسا کا محکمہ بھی وہی کام کر رہا ہے اور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ بھی وہی کام کر رہی ہے تو there is no proper coordination، اس میں سب سے بڑا ایشو پلاسٹک بیگز کا آتا ہے، ہم اور ہمارے دکاندار بھی پلاسٹک بیگز پھینک دیتے ہیں، جتنی دیر تک آپ اس کی disposal کا بندوبست نہیں کریں گے تو کوئی صفائی کا نظام حل نہ ہو گا۔ جس طرح ایک نالی جو کہ ضلع کونسل یا یونین کونسل بناتی ہے تو وہی نالی ٹی ایم اے اور ایم این اے کے فنڈ سے بھی بنتی ہے تو ایک ہی چیز چار جگہ سے بنتی ہے۔ صفائی کے لئے سب اہم چیز یہ ہے کہ دو بڑے ڈیپارٹمنٹس کو ایک کیا جائے۔ دوسرا آپ ان کی صفائی کریں اور encroachments کو ختم کریں اور اس کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کا کوئی proper disposal کروائیں۔ یہ جو ٹرک کوڑا کرکٹ لے کر جاتے ہیں یہ بھی 30 فیصد کوڑا سڑک پر ہی چھوڑ جاتے ہیں، جس سے مسائل آتے ہیں۔ سیوریج کیوں chock ہوتے ہیں کیونکہ ان میں پلاسٹک بیگز جمع ہوتے ہیں اور جب اس گند کو محکمہ صاف کر کے باہر نکالتا ہے اور اس گند کو لے کر نہیں جاتے تو وہ گند دوبارہ نالیوں میں چلا جاتا ہے اور وہ پھر دوبارہ chock ہو جاتی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ کے پاس

ورکرز ہیں they are working hard to the best of their ability or capability وہ کام کر رہے ہیں۔ اگر آپ کسی جگہ پر تشریف لے جائیں گے تو تمام سڑکیں بھی صاف ہو جائیں گی اور سب کچھ ہو جائے گا۔ گورنمنٹ کے اداروں کو ensure کیا جائے کہ سٹریٹ لائٹس اور storm water channels کو یہ صاف کروائیں، دیہاتوں میں گندگی کے ڈھیروں کا disposal اس جگہ ہو جہاں سے یہ دوبارہ نہ آسکے لیکن بد قسمتی سے جتنا بھی کوڑا کرکٹ لے کر جاتے ہیں تو اس میں سے آدھا راستے میں ہی پھینک دیتے ہیں۔ They should have a brain storming session جس پر یہ صفائی کے حوالے سے کچھ سوچیں۔ اگر آپ کسی غیر ملکی کمپنی کو بھی صفائی کا ٹھیکہ دیتے ہیں تو وہ بھی ہمارے ہی employees لیتے ہیں۔ اگر آپ اپنے employees کے rights کو safeguard کر لیں گے ان کو اور ان کے بچوں کو بہتر salary دے دیں گے تو آپ ان سے بھی وہی کام لے سکتے ہیں۔ ابھی یہاں پر ایک فاضل رکن نے بڑی اچھی بات کی ہے وہ کہہ رہے تھے کہ سیوریج کا کام کرنے والے ملازمین کی زندگی کو خطرہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! سب سے اہم معاملہ یہ ہے کہ overlapping ہو رہی ہے اور اس کی وجہ سے پیسے ضائع ہو رہے ہیں۔ جتنے افسران ہیں انہوں نے ورک چارج پر ملازمین رکھے ہوئے ہیں اور وہ ملازمین ان کے گھروں میں نوکری کر رہے ہیں اور انہوں نے آج تک ان کے فائدے کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔ جیسے میں آپ کو ایک ایشو بتاتا ہوں کہ پاکستان میں سب سے بڑا اس بات کا فقدان ہے کہ اے سی یا ڈی سی کو آگے سولڈ ویسٹ مینجمنٹ کا چیئرمین بنا دیتے ہیں، جب وہ وہاں سے اٹھے گا تو سیکرٹری فنانس بن جائے گا، اس کے بعد وہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ بن جائے گا تو elected لوگوں کو چاہئے کہ they should have a proper policy and planning کریں اس میں اپنی priorities رکھیں۔ سب سے اہم priority جیسا کہ آپ کو بھی پتا ہے کہ حدیث شریف ہے کہ "صفائی نصف ایمان ہے"، مگر نصف ایمان تب ہے جب ہم نیت سے بھی صاف ہوں اور proper utilization of funds بھی ہوں، اگر ہم کمیشن کھانا بند کر دیں اور کرپشن کو کنٹرول کر لیں، سب سے زیادہ جو کرپشن ہو رہی ہے یہ فاضل وزیر صاحب کو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ ابھی نئے آئے ہیں تو ضلع کونسل میں یہ top to bottom جاتی ہے۔ اس بجٹ میں سب سے اہم جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ how to control the corruption کیونکہ اگر کرپشن ختم ہو گی جیسا کہ

ایک پراجیکٹ میں آتا ہے کہ non-development expenditure کے لئے 5۔ارب روپے ہیں اور ڈویلپمنٹ بجٹ کے لئے 50 لاکھ روپے ہیں اور اس 50 لاکھ روپے میں سے بھی آپ نے کمیشن کھانا ہے اور نہ ہی آپ quality of work check کرتے ہیں۔ آپ چیک کریں کہ یہ جو storm water channel ہے یا جو آپ نے ٹھیکہ کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لئے دیا ہے اس کی کتنی efficiency ہے، انہوں نے کتنے ٹن تک کوڑا اٹھانا ہوتا ہے؟ اس وقت سب سے بُری حالت صاف پانی کی ہے کیونکہ you don't have even proper drinking water گندے پانی کی وجہ سے لوگوں کو ہیپاٹائیٹس، جگر کی بیماریاں یا گردے فیل ہو رہے ہیں، یہ تمام بیماریاں گندے پانی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ آپ دیکھیں خواجہ سلمان رفیق نے بڑی اچھی بات کی ہے ہسپتالوں کی revamping کی ضرورت نہیں بلکہ آپ کو دوائی، ڈاکٹرز، سرجری اور صفائی کی ضرورت ہے۔ آپ ہسپتالوں میں جا کر کوڑا کرکٹ کی حالت دیکھ لیں اس کی وجہ سے کتنا صحت کا نقصان ہوتا ہے؟ میری یہ گزارش ہے کہ انہوں نے "ستھرا پنجاب" کا نعرہ لگایا ہے تو ہسپتالوں کی صفائی کا بھی کچھ کریں۔ میں تو اپنے حلقے کا بتا سکتا ہوں کہ پی پی۔108 میں ایک روپے کی بھی صفائی نہیں کی گئی، ضلع کونسل میں چیف آفیسر یا جو بھی آفیسر ہوں گے وہ پیسے کھا گئے ہیں اور اگر وزیر صاحب آئیں تو میں ان کی رہنمائی بھی کروں گا اور بتاؤں گا کہ یہ حالات دیکھ لیں۔ دوسرا to remove the encroachments بہت ضروری ہے اور encroachments کی وجہ سے گند اس کے نیچے پھینک جاتے ہیں اور نظر ہی نہیں آتا۔ تیسرا ٹریفک مینجمنٹ کے حوالے سے بڑا issue آ رہا ہے۔ میری یہ چند گزارشات ہیں تو صفائی کے لئے proper system بنائیں، اس کی disposal کا proper طریقہ بنائیں اور ensure کریں کہ جس طرح شہر میں گندگی پھیل رہی تو ہے you should imposed fine لیکن اس طرح نہیں جس طرح ٹریفک وارڈن دو ہزار روپے کا جعلی چالان کر رہے ہیں لہٰذا you have to bring the people into discipline. There is a saying if you want to be the Champion, you will have to fight one more round اس کے لئے ہم تیار ہیں اور کرنا بھی چاہتے ہیں لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ میری چند گزارشات پر عمل کریں۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب! بہت شکریہ۔ آپ حکومت کو موقع دیں کیونکہ ذیشان صاحب توبڑے محنتی وزیر ہیں اور یہ اِن شاءاللہ پنجاب کو ستھرا کرکے دکھائیں گے۔ جی، محترمہ ذکیہ شاہنواز!

محترمہ ذکیہ خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں تھوڑی بات کروں گی کیونکہ repetition ہو گی۔ تمام ممبران نے صحیح اور guide کرنے کی باتیں کی ہے، it's not a criticism, it's a reality which we all are facing in the rural areas plus in the cities also. بات یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحبہ کی top priority صاف ستھرا پنجاب تھا، جس پر عمل ہو رہا ہے۔ منسٹر صاحب اپنے divisions میں visit کر رہے ہیں لیکن ایک منسٹر کہاں کہاں جائے گا اور کتنی گلیاں دیکھے گا تو اس کے لئے ہم لوگ بیٹھے ہیں، ہم اُن کو guide کرکے بتاسکتے ہیں کہ گاؤں کے کیاحالات ہیں اور وہاں کیاہونا چاہئے؟ سب سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ عید آتی ہے تو سینٹری ورکرز کے ٹیلیفون آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ ہمیں تنخواہ نہیں مل رہی اور چھ مہینے کی تنخواہ رُکی ہوئی ہے پھر پتاچلتا ہے کہ ان کو تنخواہ دینے کے لئے فنڈز نہیں ہیں لہٰذا آپ یہ ensure کروائیں کہ ان کو وقت پر تنخواہ ملے اور عید ہو یا کرسمس ہو تب اُن کو bonus ملے۔ یہ غریب لوگ مجبوراً سینٹری ورکرز بنتے ہیں۔ چونکہ اور jobs available نہیں ہوتیں تو وہ کہتے ہیں کہ اچھا جی درجہ چہارم کی یہ نوکری ہے سینٹری ورکر بن جاؤ تو وہ بیچارے کہتے ہیں کہ ہیں کہ ٹھیک ہے ہم بن جاتے ہیں۔ وہ گندی نالیاں صاف کرنے کو تیار ہوتے ہیں، گٹر صاف کرنے کو تیار ہوتے ہیں But they are human beings, we should respect them and give them the dignity that they deserve میں دوسری یہ بات کہوں گی کہ ہمارے گاؤں میں dumping sites نہیں ہیں، dumping sites ہوں گی تو صفائی ہو گی۔ ایک جگہ سے garbage اٹھا کر دوسری جگہ کہیں پھینک دینا صفائی نہیں ہے لہٰذا dumping sites کا ہونا بہت ضروری ہے۔ پورے پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں پلاسٹک بیگز نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ پلیز ایک سیکنڈ۔ اجلاس کا ٹائم 7.30 بجے تک تھا ہم اسے ایک گھنٹہ 8.30 بجے تک extend کرتے ہیں۔ جی محترمہ!

محترمہ ذکیہ خان: جناب سپیکر! پلاسٹک بیگز نے پورے پاکستان میں بہت نقصان دیا ہوا ہے، ڈرینز block ہو جاتی ہیں، چینلز block ہو جاتے ہیں اور گندگی پھیلتی ہے they are an eyesore to everyone, these plastic bags میں منسٹر صاحب کی favor کی بات کروں گی کہ ان کو فنڈز ملنے چاہئیں، فنڈز ملیں گے تو وہ صفائی کریں گے۔ اگر سینٹری ورکرز کم ہیں He needs more sanitary workers specially in the rural areas کیونکہ آپ دیہات کی نالیاں دیکھیں، ان کی گندگی دیکھیں وہاں بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تھوڑی بہت eyewash سے کچھ نہیں ہو گا۔ ہمیں پنجاب کو صاف کرنے کے لئے اس کام کو seriously لینا ہو گا اور اس میں آپ کو سینٹری ورکرز کی مزید ضرورت ہے۔ میں آپ سے یہ بھی کہوں گی کہ گاؤں میں کوئی سیوریج سسٹم نہیں ہے وہاں پر لوگ نالیوں کو استعمال کرتے ہیں اور پھر ان کی صفائی نہیں ہوتی جس وجہ سے بیماریاں پھیلتی ہیں۔ اس میں ہر قسم کی بیماری اور خاص طور پر ٹائیفائیڈ، دیکھیں ٹی بی دیکھیں، یہ بہت ساری ایسی بیماریاں ہیں جو بالکل گندگی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ہمیں clean environment چاہئے اور اس کے لئے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہو گا، محنت کرنا ہو گی۔ اگر آپ چند villages کو صفائی اور باقی سہولتوں کے لحاظ سے ماڈل ویلج بنایا جائے۔ جب پنجاب میں کچھ model villages بنیں گے تو دیکھا دیکھی ہر کوئی کہے گا کہ ہمارا گاؤں بھی ایسا ہی ہو، یہ examples بن جائیں گی تو make some model villages تاکہ they set the example of cleanliness of sanitation and secondly water shortage کڑوا پانی، کھارا پانی آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے جب سے اسمبلی میں آنا شروع کیا ہے تو سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ پینے کا صاف پانی نہیں ہے ہم سوچتے چلے جا رہے ہیں کہ کبھی پانچ سال کے بعد ختم ہو گا یہ ہماری گورنمنٹ کی بات نہیں ہے ہمارے سے پہلے کئی گورنمنٹس آچکی ہیں مگر اس پر جو توجہ دینی چاہئے تھی وہ نہیں دی گئی۔ مگر اب ہمیں امید ہے کہ ہماری وزیر اعلیٰ صاحبہ اور منسٹرز young ہیں، قابل ہیں energetic ہیں Hopefully we have a lot of hopes that they will deliver now and hopefully we get clean drinking water. Again I would say کہ سینٹری ورکرز کا خیال کیا جائے، سب سے پہلے ان کو ٹائم پر تنخواہ ملنی چاہئے۔ ہمارے گاؤں میں مثال ہوتی ہے کہ اگر وہ سکھی ہوں گے تو کام بھی کریں گے اگر

سکھی نہیں ہوں گے تو کام کیا کریں گے ؟ آپ پہلے انہیں سکھ دیں پھر آپ ان سے کام لیں، بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ !بہت شکریہ۔جی، محترم رضی اللہ خان!

جناب رضی اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر !شکریہ، میں سب سے پہلے تو وزیر اعلیٰ صاحبہ نے جو صاف ستھرا پروگرام دیا ہے اسے welcome کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ محض نعرہ نہیں رہے گا بلکہ اس پر عمل بھی ہو گا۔میرا تعلق پنجاب کی پسماندہ ترین تحصیلوں میں ہوتا ہے، میرا تعلق کہروڑ پکا سے ہے اور جیسے تمام پسماندہ علاقوں کا مسئلہ ہے وہی مسئلہ میرے علاقے کا بھی ہے وہ ہے سیوریج کا۔پچھلی مرتبہ بھی میں نے ایوان میں سیوریج پر بات کی تھی اور کہا تھا کہ میرے علاقے کی 80 فی صد گلیاں اور سڑکیں ایسی ہیں جو سیوریج زدہ ہیں۔جو سیوریج کے پانی سے تقریباً بھری ہوئی ہیں، وہاں سے لوگوں کا گزر نہیں ہو سکتا اور ان کی زندگی تقریباً اجیرن بنی ہوئی ہے۔تمام معزز اراکین نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں، سب سے پہلے تو آپ کو power کو devolve کرنا پڑے گا، آپ direct power نیچے محکموں کو دیں، انہیں direct resources provide کریں۔جب بھی CEO صاحب سے رابطہ کیا جاتا ہے تو ایک ہی جملہ ہوتا ہے کہ جناب پیسے نہیں ہیں، sucker مشین ہے لیکن پٹرول کے پیسے نہیں ہیں، ٹائر خراب ہے، نئے ٹائر کے پیسے نہیں ہیں۔سینٹری ورکرز کا معاملہ زبردست طریقے سے اٹھایا گیا ہے، سینٹری ورکرز کئی دفعہ میرے پاس آ چکے ہیں انہیں تین تین مہینے تنخواہ نہیں ملتی۔آپ سمجھ لیں کہ وہ سب سے پسماندہ طبقہ ہے اور ہم ان کے ساتھ یہ سلوک کریں حالانکہ ہمیں انہیں promote کرنے کی ضرورت ہے۔ان کی تنخواہ اور پنشن بروقت دی جائے اس کے علاوہ جب بھی سیوریج کے پائپ وغیرہ بچھائے جاتے ہیں تو اس میں یہ چیز یقینی بنائی جائے کہ وہ پائپ وغیرہ مستقبل کو سامنے رکھ کر بچھائے جائیں، پائپ کے سائز موجودہ وقت کے مطابق ہوتے ہیں دو تین سال کے بعد ان کی اتنی capacity نہیں رہتی چونکہ آبادی بڑھ جاتی ہے اور وہ پائپ اس کی ضرورت پورا نہیں کر سکتے۔لہٰذا کم از کم پچیس تیس سالوں کو مد نظر رکھ کر پائپ بچھائے جانے چاہیں تاکہ یہ مسئلے مسائل نہ ہوں۔اسی وجہ سے پینے کے پانی میں سیوریج کا پانی mix ہو جاتا ہے جس سے ہیلتھ کے بڑے issues آ رہے ہیں۔میرے خیال میں یہ سب issues منسٹر صاحب کے ذہن

میں ہوں گے اور وہ ان پر implement بھی کریں گے۔ میرے علاقے کہروڑ پکا، دھنوٹ، بھاول گڑھ ہے، مسہ کوٹا، چیلم، قادر پور، لائل پور یعنی کوئی ایسی بڑی آبادی نہیں ہے جو اس سے متاثر نہ ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر ان کا خواب ہے تو اس خواب کی تکمیل میرے علاقے تک بھی پہنچے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب صاحب! شکریہ۔ جی، محترم سردار خالد وارن!

ملک خالد محمود بابر: جناب سپیکر! شکریہ، میں سب سے پہلے تو چودھری احمد اقبال صاحب کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے سینٹری ورکرز کے لئے آواز اٹھائی اور سپیکر صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے انہیں عزت بخشی اور میں بھی انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے پاکستانی قوم کی خاطر، پنجاب کی عوام کی خاطر، ہماری خاطر اس صوبے کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہماری قائد ایوان محترمہ مریم نواز شریف اور سپیکر صاحب نے آج پہلی دفعہ ان لوگوں کو ایوان میں بلا کر جو عزت بخشی ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایسے لوگ جو ہماری قوم کے ہیرو ہیں میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کو یہی درس دیا کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے لئے، اس انسانیت کے لئے اپنے آپ کو ایک اجیرن زندگی میں ڈال کر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب! بات کریں۔

ملک خالد محمود بابر: جناب سپیکر! گزارش ایہہ اے کہ میکوں اپنی سرائیکی زبان وچ گال کرن دی اجازت دتی جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب! بالکل۔

ملک خالد محمود بابر: جناب سپیکر! میں اینہاں سینٹری ورکراں کوں خراج تحسین پیش کرناں آں اور اپنی قائد کو خراج تحسین پیش کرناں آں جنہاں نے پنجاب دے اندر پہلی دفعہ آ کے پنجاب دے لوکاں واسطے ایہہ step چایا کہ صاف ستھرا پنجاب پاکستان دا مستقبل اے۔ جہڑے حالات اچ اساڈی حکومت آئی اے اور جہڑے حالات اچ ایہہ ملک دے حالات ہن جتنا کہ پنجاب دے اندر اساں afford کر سکدے آں بجٹ کوں جتنا لوکاں کوں سہولیات دیون واسطے اساں پیسہ خرچ

کر سکدے آں تے اساں گلاں نال نہیں کریندے اور میری قائد نے گلاں نال نہیں بلکہ ثابت کر کے دکھایا اے۔ میں اس خاندان نال تعلق رکھنا آں کہ نہ میں خوشامد پسند ہاں تے نہ میں نے خوشامد اَج تک کیتی اے۔ میں جہڑی اچھی گال ہن اوہناں دی تعریف کر سکدا آں تے جہڑے کم نئیں تھیندے اوہندے اُتّے میرا تنقید دا حق اے کیونکہ میں وی چار لکھ آبادی دا نمائندہ آں۔ میں بہاول پور دی اس سرزمین دا نمائندہ آں کہ بہاولپور پاکستان بنن توں پہلے آزاد ہائی اور میں کوں ایہہ فخر اے کہ اوں دھرتی دے نال میرا تعلق اے۔ اساں پاکستان کوں کجھ دِتّا اے گِھدا نئیں۔ ساڈی ریاست بہاولپور تے صوبہ بہاولپور نے پاکستان بناون وچ بہوں وڈا کردار ادا کیتا اے۔ بہاولپور نے پاکستان دی پہلی تنخواہ ادا کیتی اے۔ میں بہاول پور دے اندر رہن والا آں۔ میں اپنے آپ کوں فخر نال پیش کر سکدا آں کہ میں اُوں خاندان نال تعلق رکھیدا آں کہ خوشامدی نئیں آں۔ میری قائد محترمہ مریم نواز صاحبہ نے اعلان کیتا اے کہ پنجاب دے اندر ہر اوہ ٹُٹّی بَھنّی سڑک میں بناتے راساں۔ میں خراج تحسین پیش کرناں اپنی قائد کوں کہ اوہناں نیں وعدہ کیتا آئی کہ سب توں پہلے میرے علاقے دے اندر، میرے بہاولپور وچ ای آساں۔ اوہناں نیں سب توں پہلے میرے ای حلقے کوں chose کیتا اے۔ میری قائد نیں میرے حلقے توں جھانگڑا شرقی توں گھن کے احمد پور شرقیہ تک 32 کلومیٹر دی road ڈو مہینے دی حکومت دے اندر مکمل کر کے دکھائی اے۔ اوہناں دی team نیں تے ہائی وے دے افسران نیں تھوڑی مدت دے وچ ایہہ کم کر کے دکھایا اے۔ میرے قائد جہڑا لفظ منہ توں کڈدے نیں تے اوہ پورا کر کے دکھیندے نیں۔

جناب سپیکر! میکوں اَج موقع ملیا اے تے میں ایہہ مطالبہ کرناں آں کہ ساڈے حلقے دے اندر نوشہرہ توں گھن کے احمد پور شرقیہ تک 29 کلومیٹر روڈ repair کیتی ونجے۔ جہڑی ساڈی سڑک بنی اے اوہدے تے میں خراج تحسین پیش کرناں آں۔ میں گزارش کریساں کہ آون آلے بجٹ وچ نوشہرہ توں احمد پور شرقیہ دی روڈ ضرور بنی چاہی دی اے۔ نوشہرہ توں احمد پور شرقیہ تے بہاول کنال تک 29 کلومیٹر سڑک ضرور بنی چاہی دی اے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے بات کریں۔ آپ صاف ستھرے پنجاب کی بات کریں اور اس حوالے سے کوئی تجاویز دیں کیونکہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ منسٹر صاحب کو اپنے اچھے اور مفید مشورے دیں۔

ملک خالد محمود بابر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں لوکل گورنمنٹ دے اُتے وی گزارش کرناں آں کہ محترمہ راحیلہ خادم حسین نیں جہڑی تحریک پیش کیتی اے اہناں کوں وی میں خراج تحسین پیش کرناں آں۔ ایہہ اپوزیشن دے گونگے ایم پی اے جہڑے تاڑیاں مریندے بیٹھے ہن کم از کم ایناں کوں اک خاتون نے بولن دا موقع تے دِتّا اے۔ ہر اِک کو اپنے حلقے دی فریاد پیش کرن دا موقع فراہم اساں کیتا اے۔ میں وزیر صاحب کوں گزارش کرناں کہ میری قائد محترمہ مریم نواز صاحبہ نے ستھرے پنجاب دا جہڑا نعرہ ماریا اے اوں کوں عملی جامہ پہناون واسطے جناب کوں ساڈے حلقے وچ آوناں پوسی۔ کہروڑ پکا توں میڈا اک بَھرا تے colleague اے اوہدے علاقے دے اندر اگر جناب تشریف گھن آون تے میڈے حلقے دے اندر میاں محمد شہباز شریف نیں کافی ساری سیوریج اور ٹف ٹائل دے منصوبے دِتّے ہن لیکن بدقسمتی ایہہ ہے کہ اگے ایناں منصوبیاں کوں چلاون واسطے وی funds چاہی دے نیں کیونکہ اوتھے پانی کھڑا ہویا اے۔ میں رانا آفتاب دی گال دے اُتّے اگوں ودھیندیاں ہویاں گال کریندا ں پیاں کہ منسٹر صاحب کوں ای گال تے غور کرناں چاہی دا اے کہ سب توں پہلے zero tolerance کرپشن تے ہونا چاہی دا اے۔ کرپشن تے قابو پانا بہوں ضروری اے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! wind up کر لیں۔

ملک خالد محمود بابر: جناب سپیکر! ساڈی جہڑی بیوروکریسی اے اوہ رکاوٹاں کھڑیاں کر دی اے۔ میں پہلے ویکھدا پیاں آں کہ منسٹر صاحب دے سوال دا جواب وی نئیں آیا۔ تے میرا خیال اے کہ ساڈا وزیر بلدیات تگڑا ہوسی۔ صفائی ستھرائی تے سیوریج دے معاملے واسطے میری تجویز اے کہ اگر تُساں سیوریج بنانی اے۔ اگر شہر لاہور واسطے صفائی دا نظام بنانا اے تے ساڈے دیہات دے لوکاں واسطے وی کجھ کر دیو۔ اگر جناب نیں ساڈے دیہات دے واسطے کوئی package بنایا ہویا اے تے اوھدا ذکر کر دیو۔ اگر ہر یونین کونسل دے دفتر دے اندر وی ایہہ

system گھن آیا ونجے تے ول ساڈے دیہات دے لوکاں کوں ایہہ سہولیات مل سکدیاں ہن۔ساڈے لوک وی مچھراں کولوں بچ سکدے ہن۔ساڈے لوک گندے پانی وچوں نماز پڑھن واسطے گزردے نیں۔دیہات آلے لوگ وی پاکستان دے شہری ہن۔میرے حلقے دے اندر مبارک پور سب توں وڈا قصبہ اے۔میرے حلقے دے اندر نوناری، دھوڑ کوٹ، جانو والہ وچ پانی دے چھپڑ موجود ہن۔میں منسٹر صاحب کوں دعوت دیندا آں کہہ اوں اپنے افسران نوں نال گھن کے اوتھاں آون۔آ کے اوہناں لوکاں دے حالات زندگی دیکھن تا کہ اوہناں لوکاں کوں وی ملتان، لاہور، فیصل آباد اور بہاولپور دے برابر facilities مہیا کیتیاں ونجن۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب! بہت شکریہ۔منسٹر صاحب آپ کے شہر میں ضرور آئیں گے۔وہ بہت جلد آپ کے حلقے میں آئیں گے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن ملک خالد محمود سے کہوں گا کہ:

"زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم"

وزیر صاحب کو ملک خالد محمود کی سرائیکی میں کی جانے والی باتوں کا تو کچھ پتا نہیں چلے گا۔آپ اس کا ترجمہ کر کے منسٹر صاحب کو بھجوا دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔رانا صاحب! آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔اب محترم شیخ امتیاز صاحب بات کریں گے۔

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! ابھی میرے ایک دوست نے کرپشن کے حوالے سے zero tolerance کے حوالے سے بات کی ہے۔میں حزب اقتدار کے benches پر بیٹھنے والی دونوں بڑی پارٹیوں کے ساتھیوں کو مبارک باد دیتا ہوں کہ Dubai Leaks میں پرانی leaks کی طرح وہ پہلے نمبر پر براجمان ہیں۔

جناب سپیکر! آج یہاں گیلری میں سیور مین آئے ہوئے تھے۔یہ ایک بہت ہی deprived طبقہ ہے۔میں نے ان کے ساتھ واسا میں کام کیا ہوا ہے۔ان کے بہت سارے health issues ہیں اور انہیں life threats بھی ہیں۔ان کو پہلے سکیل میں بھرتی کیا جاتا ہے۔یہ دیکھ لیں کہ

وہ ایک ایسا کام کر رہے ہیں جو کہ کوئی دوسرا کرنے کے لئے تیار نہیں تو ان کو کم از کم چوتھے یا پانچویں سکیل میں بھرتی کرنا چاہئے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ان کی تنخواہیں اگر آپ double بھی کر دیں تو تب بھی کم ہے۔ وہ جو کام کر رہے ہیں کوئی دوسرا یہ کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان کی health insurance کی جائے، ان کی life insurance کی جائے اور ان کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے۔ حکومت کو ان کی life insurance کے لئے pay کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس سے بھی ایک اہم بات یہ ہے کہ سیور مین کو گٹر یا سیوریج لائن میں کیوں اُترنا پڑتا ہے؟ میں بہت سے ممالک میں گیا ہوں۔ میں پاکستان سے باہر پڑھتا بھی رہا ہوں۔ میں نے وہاں پر کبھی نہیں دیکھا کہ گٹر کھول کر کوئی سیور مین اس گٹر کے اندر گیا ہو، وہ ڈبکیاں کھا رہا ہو یا گیس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو رہی ہو۔ ان کو safety equipment provide کئے جائیں جو کہ گیس کو detect کریں اور انہیں ایک signal مل جائے کہ یہاں پر نہیں اُترنا۔ یہ سب کچھ میں نے یہاں اپنے ملک میں نہیں دیکھا۔ میں نے واسا میں کام کیا ہوا ہے۔ یہاں ہمارے ہاں تو ہر روز کوئی نہ کوئی سیور مین گٹر یا سیوریج لائن میں اُترتا ہے۔ ہمارے اس حوالے سے کچھ قوانین موجود ہیں لیکن ان پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔ ترقی یافتہ ممالک میں ہر گھر کا ایک septic tank ہوتا ہے جس میں silt یا garbage پھینکا جاتا ہے۔ وہ تو سیوریج لائن یا گٹر میں garbage پھینکتے ہی نہیں کیونکہ یہ ایک غیر قانونی کام ہے۔ آپ کپڑے یا برتن دھوتے ہوئے garbage سیوریج لائن یا گٹر میں پھینک دیتے ہیں اور اس کی وجہ سے سیوریج لائن بلاک ہو جاتی ہے۔ یہ ایک illegal کام ہے۔ اس پر پابندی ہونی چاہئے۔ دوسرا ہر گھر میں ایک septic tank بنایا جائے جس میں silt or garbage کو پھینکا جاتا ہے اور پھر آگے صاف ستھرا پانی ایک flow کے ساتھ چلا جاتا ہے تو یہ دو تین چیزیں ہیں جو septic tank کا قانون ہے حالانکہ ہمارے وزیر موصوف کافی bore ہوئے ہوئے ہیں پتا نہیں انہوں نے کسی معزز ممبر کی تجویز لکھی ہے یا نہیں لیکن میں یہ کہوں گا کہ اگر آپ میری تجویز لکھ لیں اُس پر عمل کریں یا نہ کریں پھر بھی مجھے خوشی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! وزیر موصوف bore نہیں ہو رہے وہ بڑی توجہ سے آپ کی بات سُن رہے ہیں۔

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! میں نے دیکھا کہ انہوں نے کسی معزز ممبر کی کوئی تجویز لکھی ہو۔ لاہور شہر میں shopper bag بنتے تھے ہماری حکومت میں اُس پر پابندی لگائی گئی اور اب ایسے shopper bag بنتے ہیں کہ اگر کوئی پھینک بھی دے تو وہ گَل سَڑ جاتے ہیں حالانکہ اُن bags کو بھی پھینکنا غیر قانونی کام ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ solid waste management ایک سائنس ہے اور اس کو پڑھے لکھے لوگوں کو سونپا جاتا ہے لیکن ہمارے ہاں یہ کام sweepers کے پاس ہے۔ میں ایک سے زیادہ ممالک میں گیا تو میں نے اُن کی garbage کے سسٹم کو دیکھا تو مجھے یہ سمجھ آئی کہ وہ garbage پر spend نہیں کر رہے بلکہ وہ garbage سے کما رہے ہیں۔ اگر آپ سنگاپور چلے جائیں تو garbage کے ساتھ بجلی بن رہی ہے۔ پاکستان میں بھی یہ قانون ہے کہ ہر گھر کو ایک bag دیا جائے جس میں وہ solid waste ڈال کر اوپر سے باندھ کر گھر کے باہر رکھیں اور گاڑی آ کر اُس کو لے جائے لیکن اب وہ اس سے بھی آگے چلے گئے ہیں۔ وہ ایک ہفتے میں تین bag ایک گھر کو دیتے ہیں جن میں سے ایک bag کاغذ کا بنا ہوا ہوتا ہے جو recycle ہو سکتا ہے وہ اُس bag کو ایک مہینے میں ایک دفعہ اُٹھانے آتے ہیں۔ جب ہر گھر کے باہر ایک ہی دن ایک ہی color کا bag پڑا ہوتا ہے تو وہ garbage بھی آپ کو خوب صورت لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہاں تین قسم کی waste ہے ایک waste وہ ہے جو درختوں کے پتے، ٹہنیاں اور organic قسم کی چیزیں گھر کے اندر یا گھر کے سامنے گِرتی ہیں تو یہ گھر کے مالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ segregate کرے۔ اُس نے گھر کی گھاس کاٹی ہے یا پودوں سے پتے گرے ہوئے ہیں تو اُس نے وہ bag میں ڈالنے ہیں اور مہینے میں ایک دفعہ اُس bag کو گھر سے باہر رکھ دینا ہے۔ کھاد کی کمپنیوں کی گاڑیاں آ کر اُن bags کو اُٹھا کر لے جاتی ہیں جس سے کھاد بنتی ہے اور وہی گھر والا کسی سٹور پر جا کر وہ کھاد خرید تا ہے اور دوبارہ اپنے garden میں وہ کھاد ڈالتا ہے۔ دوسری قسم کی wastage کے لئے اُسی گھر میں ایک green color کا bag دیا جاتا ہے گھر والوں نے جب بھی اپنا کوڑا پھینکنا ہوتا ہے انہوں نے پلاسٹک کی بوتل، کوئی کاغذ یا پھر ten packs خود segregate کر کے اُس bag

میں ڈالنا ہے وہ کوئی بدبُو بھی نہیں دے رہا ہوتا۔ یہ bag پندرہ دن بعد گھر کے باہر رکھنا ہے اور جب آپ کسی سڑک سے گزریں گے تو green color کے bag ہر گھر کے باہر پڑے ہوں گے تو recycling companies گاڑیاں آ کر لے جاتی ہیں۔ یہ ساری کمپنیاں حکومت کو پیسے دیتی ہیں۔ تیسری waste واقعی solid waste ہے جو reuse نہیں ہوتی اُس کے لئے yellow color کا bag ہوتا ہے وہ آپ نے ہر دوسرے دن گھر کے باہر رکھنا ہوتا ہے۔ ایک bag ایک مہینے بعد، دوسرا پندرہ دن بعد اور یہ bag ہر دوسرے یا تیسرے دن بعد گھر کے باہر رکھنا ہوتا ہے یہ depend کرتا ہے کہ کتنا بڑا گھر ہے اگر چھوٹے گھر ہوں تو تین دن بعد اور اگر بڑے گھر ہوں تو ہر دو دن بعد گھر کے باہر رکھنا ہوتا ہے۔ ان bags کو اُٹھانے کے لئے ایک علیٰحدہ قسم کی گاڑی آتی ہے اس والے کوڑے سے بجلی بنتی ہے اور باقی دونوں قسم کے کوڑے کو recycle کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک garbage گوبر ہے اس کو اُٹھا کر وہ گیس بناتے ہیں جو پاکستان میں بھی بن سکتی ہے اور بہت سارے لوگ گوبر سے گیس بنا بھی رہے ہیں لیکن اگر لوگوں کو حکومت کی support ہو تو اس سے گیس بنا کر لوگوں کو supply دی جا سکتی ہے۔ یہ ساری چیزیں کرنے کے لئے ایک will چاہئے ہوتی ہے لیکن جب سے یہ حکومت آئی ہے اس میں کوئی کام کرنے کی urge نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحبہ پہلے دن تقریر کرتی ہیں کہ بجلی مُفت دیں گے تو رات کو بجلی سات روپے فی یونٹ مہنگی ہو جاتی ہے۔ پھر وزیر اعلیٰ صاحبہ آ کر کہتی ہیں کہ میں کسانوں کے لئے کچھ کر رہی ہوں تو کسانوں کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحبہ پھر جا کر پولیس کی وردی پہنتی ہے تو اس وردی والوں کو خواجہ سراء پھینٹی لگانے لگ جاتے ہیں۔ آپ "صاف سُتھرا پنجاب" کو کسی اور نام سے منسوب کر دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا حال کچھ اُسی طرح کا ہو جس طرح پہلے ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ جناب اعجاز مسیح صاحب!

جناب اعجاز مسیح: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جناب احمد اقبال چودھری نے پنجاب کے sanitary workers کی حالتِ زار کے بارے میں تحریک التوائے کار پیش کی میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ محکمہ مقامی حکومت پنجاب کو صاف سُتھرا رکھنے یا اپنے infrastructure کو بہتر کرنے کی بجائے اس کام کو نجی شعبے کے حوالے کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے پہلے بھی دیکھا کہ لاہور میں

ان نجی کمپنیوں نےsanitary workers کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ آج وزیر موصوف بھی یہاں پر بیٹھے ہیں اور مقامی حکومت کا ایکٹ بھی بن رہا ہے تو میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ sanitary workers کےservice structure and pension کے معاملات کو بہتر کیا جائے اور یہاں پر سارے دوستوں نے اُن کی تنخواہ کے حوالے سے بھی بات کی تو پوری دنیا میںsanitation کا کام کرنے والوں کیhealth insurance سب سےpowerful ہوتی ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ یہاں پر پیش کئے جانے والےdata کے مطابق ہر شہر میںsanitary workers موت کے منہ میں گئے ہیں۔ آج تک بد قسمتی ہے کہ کسی لوکل گورنمنٹ کے کسی آفیسرز کو کسی سی ای او کو اس crime پر سزا نہیں دی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگ جو ان سینٹری ورکز کو سیوریج لائن میں گھسنے کے لئے مجبور کرتے ہیں ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے۔ اب دنیا بدل گئی ہے اور کون سا دور ہے کہ محکمہ بار بار ان لوگوں کو سیوریج لائن میں گھساتا ہے۔ محکمے کو اپنا infrastructure بہتر کرنے کی ضرورت ہے اور سکر مشینیں لے کر آئیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس کو crime قرار دیا جائے کہ جو آفیسر سینٹری ورکرز کو سیوریج لائن میں گھسنے کی بات کرتا ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک جتنے بھی لوگ سیوریج لائن میں جانے کی وجہ سے موت کے منہ میں گئے ہیں۔ سینٹری ورکرز بہت جگہ پر موت کے منہ میں گئے ہیں تو یہ کہتے ہیں یہ ڈیلی ویجز پر تھے اور یہ پرائیویٹ کام کر رہے تھے۔ محکمہ اس طرح کی تجویز کیوں نہیں لے کر آتا۔ آپ دیکھیں واپڈا کی installations ہوتی ہیں، سوئی گیس کی installations ہوتی ہیں ان کو کوئی پرائیویٹ آدمی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ محکمہ اس طرح کا قانون بنائے کہ کم از کم کوئی پرائیویٹ آدمی ان کی installations کو ہاتھ نہ لگا سکے۔ صوبہ پنجاب میں جتنی میونسپل کمیٹیاں اور میٹروپولیٹن کارپوریشنیں ہیں۔ ان میں زیادہ سے زیادہ سکر مشینیں ہونی چاہئے تاکہ ہم اس لعنت سے بچ جائیں اور ہمارے لوگ مرنے سے بچ جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہمارے بہت سے لوگوں نے یہ شکایت کی کہ ہمیں daily wagers پر بھرتی کرنے کا بڑا شوق ہے لیکن ہم ان کو عید، کرسمس اور ایسٹر پر بھی تنخواہیں نہیں دیتے۔ پیچھے ایسٹر گزرا ہے تو انہوں نے سارے شہروں میں بہت زیادہ احتجاج کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسانی حقوق کے خلاف ہے۔ یہاں ایک اور بہت

بڑا مافیا ہے یہاں سینٹری ورکرز کی بات ہو رہی ہے تو ہمارے مسلم بھائی بھی سینٹری ورکرز کی ملازمت پر بھرتی ہوتے ہیں لیکن وہ کام نہیں کرتے۔ ان کے آفیسرز کسی کو ڈرائیور بنا لیتے ہیں اور کسی کو نائب قاصد بنا لیتے ہیں لیکن وہ سینٹری ورکر کا کام نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں وہ اس پر توجہ دیں۔ یہ بہت بڑا مافیا ہے جو کہ ہر میونسپیلٹی میں اس طرح کا کام کر رہا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو سینٹری ورکرز کی سیٹ پہ آتا ہے اس کو صفائی کا کام کرنا چاہئے۔ اگر وہ دوسرے کیڈر میں بھرتی ہونا چاہتے ہیں تو شوق سے ہوں۔ اس لئے میں منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بنائیں آج جتنے لوگوں نے اپنی تجاویز دی ہیں۔ ان تجاویز کو دیکھتے ہوئے ان کے لئے بہتر سے بہتر service structure بنایا جائے اور ان کی پنشن اور gratuity کا جو بھی طریق کار ہے اس کو بہتر کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، جناب علی آصف!

جناب علی آصف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے بہت سارے ساتھیوں نے بڑی خوبصورت باتیں کیں۔ آپ کو دو دفعہ وقت بڑھانا پڑا۔ میں زیادہ وقت بالکل نہیں لوں گا۔ میں to the point بات کروں گا اور جلدی wind up کروں گا۔ میں ان تمام تجاویز سے متفق ہوں کہ ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں، ان کی انشورنسز کو دیکھا جائے یا جتنی اچھی ہو سکیں وہ کی جائیں۔ اس سیوریج سسٹم میں گھس کر صفائی کرنے کے لئے اور ان کی health and safety کے جو آلات ہیں وہ فوری طور پر انہیں فراہم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میرے ایک بھائی نے بات کی تھی کہ انہیں سیوریج کے مین ہولز میں اترنا کیوں پڑتا ہے تو اس کا بندوبست کیا جائے اور ایسے آلات لائے جائیں کہ کام آسان اور محفوظ ہو۔ یہ انسانیت کی تذلیل ہے کہ وہ بیچارے نیکر پہن کر اس گندے غلیظ گٹر میں اتر کر صفائی کرتے ہیں۔ یہ اس دور میں بالکل نامناسب ہے اور انسانیت کی تذلیل ہے۔ اس کے علاوہ جو تحریک پیش کی گئی جس میں بتایا گیا کہ پرائیویٹ ویسٹ مینجمنٹ میں بھی استحصال ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! جو آپ کے سرکاری ادارے ہیں، تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشنز، ضلع کونسلز اور میونسپل کارپوریشنز میں جو استحصال ہو رہا ہے۔ اگر آپ اسے دیکھیں گے تو آپ

پرائیویٹ ویسٹ مینجمنٹ کمپنیوں کو بھول جائیں گے۔ آپ وہاں دیکھیں کہ daily wagers یا بیچارے کر سچن کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ غریب لوگ ہیں۔ ان کو آپ نے daily wages پر رکھا ہوا ہے۔ یہ لوگ پانچ پانچ، سات سات اور دس دس سال سے daily wagers کے طور پر ہی کام کر رہے ہیں۔ آپ کی جب نئی اسامیاں آتی ہیں تو آپ نئے لوگوں کو رکھ لیتے ہیں۔ آپ انہی لوگوں کو کیوں ترجیح نہیں دیتے کہ ان بیچاروں کو مستقل کیا جاتا۔ ان کو وہ تمام سہولیات مل جائیں جو کہ گورنمنٹ سرونٹ کے طور پہ ان کا حق ہیں۔ وہ چونکہ daily wagers ہیں تو ان کو exploit کیا جاتا ہے۔ ان کی دہاڑیاں کاٹی جاتی ہیں۔ ان بیچاروں جن کی 16 ہزار یا 17 ہزار سارے مہینے کی تنخواہ بنتی ہے ان سے ان کے سپروائزرز بھتہ لیتے ہیں تب ان کی service release ہوتی ہیں۔ چلیں! سپروائزر کی کہانی تو علیحدہ ہے وہ کرپشن کے کھاتے میں چلی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ جو daily wagers ہیں کم از کم یہ دیکھ لیں کہ جو recent ہیں ان کو نہیں لیکن جو دو چار یا پانچ سال سے ہیں ان کے لئے کوئی ایسا criteria بنالیں کہ جب آپ کی نئی اسامیاں آئیں تو آپ ان اسامیوں میں ان daily wagers کو ترجیح دیں جو کافی عرصے سے وہاں کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں پی پی۔75 سرگودھا سیٹ سے تعلق رکھتا ہوں جہاں آپ پچھلے دنوں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پر بچوں کے سکولوں کے آگے filth depot points بنائے گئے ہیں یعنی جہاں سے ہمارے چھوٹے معصوم بچوں اور بچیوں نے گزر کر سکول کے مرکزی دروازے سے سکول کے اندر داخل ہونا ہے۔ ان کے گیٹ کے آگے filth depot points بنائے گئے ہیں۔ بچے کوڑے اور کچرے کے ڈھیر، غلاظت کے ڈھیر سے گزر کر سکول میں جاتے ہیں۔ میری اپنی مین روڈ جس پر میں رہتا ہوں اس سڑک پر ایک بچوں اور ایک بچیوں کا سکول ساتھ ساتھ ہے۔ ان دونوں سکولوں کے گیٹ پر دو filth depot points بنائے گئے ہیں تاکہ کوئی بھی بچہ اس سے مستثنیٰ نہ ہو اور بچ نہ سکے۔ وہ ضرور اس غلاظت کے ڈھیر سے گزر کر جائے۔ اس کے علاوہ وہاں پر آوارہ کتوں اور جو گائیوں نے اپنا مسکن بنایا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی روڈ پر بچوں کے سکول کے سامنے جو مین ہولز ہیں ان کے ڈھکن نہیں ہیں۔ یہ ایک بڑی عجیب رسم ہے میں اس کی وجہ بھی جاننا چاہوں گا کہ جب کسی مین ہول کا ڈھکن گر جاتا ہے تو اس کے اندر ایک بانس کھڑا کر دیا جاتا ہے جو کم از کم 20/15 دن یا مہینہ وہ بانس آنے جانے والوں کو منہ چڑھاتا رہتا ہے۔ یہ خطرہ موجود رہتا ہے کہ کوئی بھی بچہ کسی بھی وقت حادثے کا شکار ہو سکتا ہے اور ایسے حادثات ماضی میں ہوئے بھی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اس جگہ رُک کر اپنے موبائل سے اس کی ویڈیو بنائی۔ میں منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں کیونکہ میرے لئے یہ بہت اہم بات ہے آپ کے لئے شاید یہ اہم نہ ہو۔ میں نے اس روڈ سے گزرتے ہوئے اس جگہ پر جہاں وہ بانس ایک گٹر کے اندر کھڑا ہوا ہے اور filth depot points بچوں کے سکول کے گیٹ کے سامنے ہے۔ میں نے خود ویڈیو بنائی اور میں نے CEO اور TMO کو بھیجی۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں فلاں ہوں۔ آپ اس پر کوئی action لیں کیونکہ یہاں کوئی بھی حادثہ ہو سکتا ہے۔ میں نے ایک بات reminder بھی دیا لیکن آج تک ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ کمشنر صاحب جو ایڈمنسٹریٹر ہیں ان کو ہم نے بارہا loop میں لیا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ میں نہیں جانتا کون سا صاف ستھرا پنجاب ہے یہ تو محفوظ پنجاب بھی نہیں ہے صاف ستھرا کیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: علی آصف صاحب! Wind up کریں۔

جناب علی آصف: جناب سپیکر! میں بات مکمل کرنا چاہوں گا۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے کہنا چاہوں گا کہ صاف ستھرا پنجاب اچھی بات ہے۔ میرے حلقے میں ایک گاؤں 88 شمالی ہے۔ منسٹر صاحب اسے note کر لیں۔ وہاں کے نوجوانوں نے غلاظت کے ڈھیروں سے تنگ آ کر اپنی ایک تنظیم بنائی ہر گھر سے دو دو سو روپے اکٹھا کیا اور دو سینٹری ورکر رکھے اور خود supervise کیا اور اپنا گاؤں صاف کر لیا۔ اب انہیں گاؤں کے نمبر دار کے ذریعے اسسٹنٹ کمشنر کی کال گئی ہے کہ آپ یہ دو دو سو روپے نمبر دار کے ذریعے گورنمنٹ کو دیں گے تاکہ ہم آپ کی صفائی کروا سکیں۔

جناب سپیکر! میں جناب وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ کی کوئی پالیسی ہے کہ کمشنر ہر گھر سے 200 روپے اکٹھا کر کے انہیں صفائی کی سہولت فراہم کرے گا۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں بھی بتا دیجئے تا کہ ہم ان لوگوں کو کہہ دیں کہ آپ پیچھے ہٹ جائیں۔ یہ عجیب و غریب قسم کا نظام ہے۔ آپ کی جو انتظامیہ ہے وہ لوگوں سے پیسے لگوا کر صفائی کرواتی ہے اور پھر انہیں کہا جاتا ہے کہ کمشنر صاحب کے نام کا بینر لگایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: علی آصف صاحب! Wind up کریں۔ آپ کو بات کرتے 13 منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب علی آصف: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتا دیا جائے کہ کیا اسسٹنٹ کمشنر یا انتظامیہ کے لوگوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ لوگوں سے پیسے اکٹھے کر کے صفائی کروائیں اور پھر لوگوں کو کہہ کر اپنے شکریہ کے بینرز لگوائیں کہ ہم جناب اسسٹنٹ کمشنر کے مشکور ہیں۔ کیا آپ نے یہ public servant لوگوں کو مشکور کرنے کے لئے بنائے ہیں یا ان کی خدمت کرنے کے لئے بنائے ہیں۔ یہ میرا آخری سوال ہے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی جناب خرم اعجاز چٹھہ!

جناب خرم اعجاز چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے اپنے معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اتنے اہم issue پر قرارداد لے کر آئے۔ ساتھ آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس پر open debate رکھی ہے۔ یہ صرف ایک حلقے یا ضلع کا نہیں بلکہ پورے پنجاب کا issue ہے کیونکہ صفائی نصف ایمان ہے۔ جتنا اچھا ماحول ہم لوگوں کو دیں گے اتنا زیادہ خوبصورت اور صحت مند معاشرہ پروان چڑھائیں گے۔ مجھے اندازہ ہے کہ وقت کم ہے اس لئے میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ باتوں کو repeat نہ کروں اور اپنے 15 سال کے political career میں on ground چیزیں دیکھی ہیں وہ مختصر سامنے رکھوں۔ گاؤں کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اگر ہم گاؤں کے سیوریج کے نظام کو دیکھیں تو وہاں پر ہم گلیوں کے ساتھ ساتھ نالیاں بھی بناتے ہیں جبکہ وہاں پر صفائی کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اس لئے گندگی گلیوں میں پڑی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ گندے پانی کا ultimate disposal نہیں ہے، ہر گاؤں میں جڑی بوٹیاں اُگی ہوئی ہیں لہٰذا ہمیں اس پر اچھا

solution لے کر آنا چاہئے۔ جن جن گاؤں میں واٹر سپلائی سکیمیں چل رہی تھیں اُن میں سے 80/90 فیصد سکیمیں بند ہیں۔ یہ سکیمیں اس وجہ سے بند ہیں کیونکہ ہم نے گاؤں کی سطح پر کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں جو اس کے maintenance اور bills کا ذمہ دار ہے۔ وہ کمیٹی اس طرح سے کام نہیں کر رہی اور نہ ہی وہ فعال ہیں اور ہمارے گاؤں کی maximum واٹر سپلائی سکیمز وہ بند ہیں تو میں سمجھتا ہوں یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے یہ تو عرصہ دراز سے ہم سنتے آرہے ہیں اور اس کے اوپر کوئی بھی پریکٹیکل حل آج تک نہیں نکلا جاسکا گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹس اگر باقی تمام issues کو take up کرتے ہیں تو پھر واٹر سپلائرز سکیمز کو کیوں نہیں take up کرتے ہیں اور آپ گاؤں کے اندر garbage کو دیکھیں وہ 40 سے 50 سال سے پڑا ہوا اورہ کتے وہاں پر پھرتے ہیں اور اس کو اٹھانے کے لئے کوئی بھی انتظام آج تک نہیں کیا گیا اس کے لئے ہمیں گاؤں کے level پر بھی واٹر سپلائی سکیمیں اور سیوریج چلانے اور garbage کو اُٹھانے کے لئے وہاں پر ہر گاؤں کے حوالے سے ہمیں proper sweeper کی اور واٹر سپلائی کے لوگوں کی ہمیں ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خرم اعجاز صاحب wind up کریں۔

جناب خرم اعجاز چٹھہ: جناب سپیکر! میں نے ابھی اپنی بات شروع کی ہے آپ آگے ہمارے شہر کے اندر آجائیں maximum ہمارے سیوریج وہ بلاک ہیں، گلیوں میں گندا پانی گھوم رہا ہے اور بچے سکول جانے سے قاصر ہیں لوگ نماز پڑھنے سے قاصر ہیں اب سیوریج کے اتنے زیادہ issue ہیں کہ اگر ہم اس کو شروع سے دیکھیں ہمارے جب سیوریج سکیم lay down ہوتی ہیں تو نہ ہی سیوریج پائپ کے سائز ٹھیک ہوتے ہیں، نہ ان کا لیول ٹھیک اور نہ ان کی کوالٹی ٹھیک ہوتی ہے منسٹر صاحب جب یہ سیوریج سکیمیں بنائی جاتی ہیں ان کے main holes کے آپس میں distance بہت لمبے ہوتے ہیں تقریباً دو سو سے تین سو فٹ تو ان کی صفائی کیسے ہو گی اور main holes کی quality اتنی گندی ہوتی ہے یا تو وہ چوری ہو جاتے ہیں یا ٹوٹ جاتے ہیں جیسے ہمارے بھائی آگے فرما رہے تھے کہ اس کے اندار یا تو کوئی بچہ گر رہا ہوتا ہے یا کسی بزرگ کی ٹانگ ٹوٹ رہی ہوتی ہے اب دیکھیں ہمارے شہر مرید کے میں سیوریج سکیم کے اوپر 50 کروڑ روپیہ لگائے اور وہ آج سے 10 سال پہلے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے بنائی اور آج تک اس کو میونسپل کمیٹی والوں نے take up نہیں کیا اور وہ

سکیم ادھوری پڑی ہے۔ مرید کے میں پچھلے آٹھ سے سات سال سے ایک واٹر سپلائی سکیم چلی انہوں نے سات آٹھ tube wells لگائے دو یونین کونسلز میں pipes lay down کئے اب وہ سکیم بجٹ سے ہی غائب ہو گئی ہے اور لوگ پانی پینے سے قاصر ہیں۔ واٹر سپلائی کے pipe کی quality اور بار بار گلیوں کا بننا اس سے leakage پیدا کرتا ہے اس سے سیوریج اور صاف پینے کا پانی وہ mix ہو کر لوگوں کو ملتا ہے اور اس سے بہت ساری بیماریاں جنم لیتی ہیں تو ہر طرف اس طرح سے لاپروائیاں ہی ہیں اب شہروں میں جگہ جگہ پر garbage کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں مرید کے شہر میں SNE improve ہونے والی ہے ہمارے شہر میں 1980 کے بعد ابھی تک regular بھرتی نہیں ہوئی ڈیڑھ سو ملازم ہے وہاں پر 15 سیوریمن ہیں ڈھائی تین لاکھ لوگوں کی آبادی کے شہر کو کیسے یہ 10 بندے یا ڈیڑھ سو بندے cater کر سکیں گے مرید کے شہر میں international standards پر SNE improve ہونی چاہئے جو لوگ صفائی والے ہیں سیوریمن اور سویپرز ان کی تنخواہوں کو بھی بہتر کریں ان کو ہیلتھ انشورنس دیں ان کے pay structure بہتر کریں جس طرح باقی ڈیپارٹمنٹس میں ان کو incentive ملتے ہیں وہ ان کو بھی ملنی چاہئے اور آخر میں ایک important بات کہ یہی garbage جب ہم شہر سے اٹھاتے ہیں اور ادھر ہی گرد و نواح کہیں dumping area میں ڈال دیتے ہیں کیوں نہیں ہم سولڈ ویسٹ مینجمنٹ یونٹ لگاتے ہیں میں آج سے کچھ سال پہلے اپنے حلقے کے لئے سولڈ ویسٹ مینجمنٹ کا ایک یونٹ لگانا چاہئے جب میں نے پتا کیا P&D Department سے تو مجھے پتا لگا کہ پورے پنجاب میں ابھی تک کوئی ایک یونٹ بھی نہیں لگا جبکہ یہاں پر ہمارے ایک معزز ممبر نے بڑی اچھی بات کی کہ یہ تو ایسے یونٹس ہیں کہ باہر کے ملکوں میں گورنمنٹ اس سے کماتی ہیں اسی سے آپ کی کھاد بن رہی ہے گیس بن رہی ہے بجلی بن رہی ہے اور ہمارے پاس تو جہاں پر ایک یونٹ بھی نہیں لگا ہوا ہمیں یہ یونٹ لگانے چاہئے تاکہ dumping areas بن سکیں اور ارد گرد کے ماحول کو گندا ہونے سے بچایا جائے اور آخر میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخر آخر کرتے کرتے دو منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔ ابھی منسٹر صاحب نے بھی اپنی speech wind up کرنی ہیں۔

جناب خرم اعجاز چٹھہ: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب ان باتوں کو سن لیں گے تو اس کا فائدہ سب کو ہو گا یہ بہت important باتیں ہیں اس سے گورنمنٹ کو بہت فائدہ ہو گا۔ یہ تین چار departments ہیں۔ Public Health Department, Municipal Committee, Local Government and District Local Government یہ سب overlap ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جتنے بھی honorable members ہمارے باقی رہ گئے ہیں میری ان سے request ہے کہ آپ in writing لکھ کر منسٹر صاحب کو submissions دے دیں وہ ان کو take up کر لیں گے۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! آپ بس دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسے ہو نہیں سکتا رولز کے مطابق سوا آٹھ بجے تک ہم نے اس پر discussion کرنی ہے اور ساڑھے آٹھ بجے تک اس کو close کرنا ہے۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک منٹ بات کرنی ہے صرف ایک منٹ ہی دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مہربانی کریں اس طرح سے نہ کریں میں رولز کو کیسے suspend کر دوں آپ منسٹر صاحب کو in writing دے دیں اور بھی بہت سارے ممبرز ابھی رہتے ہیں۔ جی منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میری بات سنیں گے تو انہیں ساری باتوں کے جواب مل جائیں گے۔

جناب محمد نعیم صفدر: جناب سپیکر! اس ہاؤس کا آدھا گھنٹہ وقت بڑھا دیں تاکہ باقی ارکان بھی دو، دو منٹ بات کر لیں۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! اگر ہمیں ایک، ایک منٹ ہی بات کرنے دی جائے تو اس سے کوئی آفت نہیں آجائے گی اس لئے ہاؤس کا تھوڑا سا وقت بڑھا لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ارکان کی اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر
"ہاؤس کا وقت بڑھایا جائے" کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ارکان سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ میں ہاؤس کا مزید وقت نہیں بڑھا سکتا کیونکہ rules مجھے اجازت نہیں دیتے۔

آوازیں: جناب سپیکر! کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ rules violate نہیں کئے جا سکتے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ میری بات سن لیں اور یقین مانیے کہ آپ سب کے issues کا solution میرے پاس ہے اس لئے میری بات سن لیں۔

آوازیں: جناب سپیکر! دو، دو منٹ کے لئے بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں rules کے against کیسے جا سکتا ہوں؟ منسٹر صاحب کو بھی آپ کی باتوں کا جواب دینے کے لئے وقت چاہئے ناں۔ آپ کے ساتھیوں نے یہاں پر باتیں کی ہیں تو منسٹر صاحب نے اُن کا جواب دینا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! معزز ممبران مجھے بات کرنے کا موقع دیں اگر ان کی کوئی بات کا جواب رہ گیا تو بعد میں کر لیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج تحاریک التوائے کار پر بحث کے لئے دو گھنٹے یعنی ساڑھے آٹھ بجے تک کا وقت rules کے مطابق ہے تو میں اس وقت کو بڑھا نہیں سکتا کیونکہ سوا آٹھ بجے تک اس پر general discussion کروانی ہے اور 15 منٹ میں منسٹر صاحب نے اپنا جواب conclude کرنا ہے۔ اب وہ windup speech کر رہے ہیں تو please انہیں جواب دینے دیں۔

آوازیں: جناب سپیکر! تھوڑا سا وقت بڑھا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایسا نہ کریں بلکہ آپ وقت ضائع کروا رہے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! شکریہ، میں گزارش کروں گا کہ یہاں پر جو اپوزیشن اور حکومتی بنچز پر ہمارے بیٹھے ہوئے بھائیوں نے جتنی باتیں کی ہیں۔

جناب محمد نعیم صفدر: جناب سپیکر! تھوڑا سا وقت دے دیں کچھ نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نعیم صفدر صاحب اور دیگر معزز ممبران حزب اختلاف کی سہولت کے لئے Rule 85 (2) پڑھ کر سنا رہا ہوں کہ If the Adjournment Motion is admitted for discussion, the Speaker shall announce that the Adjournment Motion shall be taken up for discussion in the same session for not more than two hours. جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میری بات سن لیں کہ انہوں نے جتنے مسائل اور issues بتائے ہیں اگر میری باتوں سے ان کا solution نہ ملے تو میں پھر بھی حاضر ہوں۔ آپ کسی اور دن بھی رکھ لیجئے گا تو میں پھر بھی اس کام کے لئے حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! Please carry on

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): سب سے پہلے تو میں جناب سپیکر اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ واقعی یہ ایک serious نوعیت کا مسئلہ ہے جسے address ہونا چاہئے۔ آپ نے ہاؤس کے سامنے یہ ساری چیزیں رکھیں اور اس پر debate ہوئی جس دوران بڑی useful suggestions بھی آئیں کیونکہ یہ وہ مسائل ہیں جن کے اوپر پچھلے 77 سالوں سے کبھی کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر! آج دو main issues کے اوپر بات کی گئی جنہیں میں separately address کروں گا۔ ایک تو سالڈ ویسٹ مینجمنٹ سسٹم کے سلسلے میں بات کی گئی اور دوسرا ہمارے انفراسٹرکچر کے issues کے اوپر بات کی گئی۔ سب سے پہلے میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ سسٹم پر آنا چاہتا ہوں کہ 77 سالوں میں آج ہم جہاں پہنچے ہیں۔ آج ہمارے پاس urban areas کے اندر تو کہیں نہ کہیں ویسٹ مینجمنٹ کمپنیوں کی شکل میں اور ہماری مقامی حکومتوں کی شکل میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا سسٹم موجود ہے لیکن دیہاتی علاقوں میں جو 65 فیصد پنجاب کا area ہے تو اس میں بالکل بھی ایسا میونسپل سروسز کا سسٹم آج تک کبھی نہیں دیا گیا۔ میں آپ کو یہ بتاتا جاؤں

کہ چیف منسٹر پنجاب نے "ستھرا پنجاب" کے نام پر مہم کا آغاز کیا تھا تو ان دو ماہ کے اندر پنجاب کے دیہاتوں اور شہروں کے لئے یکساں طور پر سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا ایک سسٹم لے کر آ رہے ہیں جو کہ زیادہ سے زیادہ چار ماہ کے اندر in place ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے پہلی چیز ہے اور میں ابھی اس سسٹم کے بارے میں بھی آگاہی دوں گا۔ اس وقت سب سے پہلے آپ کو یہ جاننا ضروری ہے کہ پنجاب جیسے صوبے میں 127 ملین ہماری آبادی ہے جہاں روزانہ کا 57 ہزار ٹن ویسٹ پیدا ہوتا ہے لیکن ہم اپنی آٹھ ویسٹ مینجمنٹ کمپنیوں اور 229 مقامی حکومتوں کی کل capacity کو اکٹھا بھی کر لیں اور سب کے maximum potential کے مطابق اگر ہم ویسٹ کو اکٹھا کرنا بھی شروع کریں تو ہم صرف اور صرف 18 ہزار ٹن ویسٹ اٹھا سکتے ہیں۔ جب چیف منسٹر پنجاب نے "ستھرا پنجاب" کے پہلے فیز میں on time cleaning کا آغاز کیا اور جہاں کچرے کے ڈھیر لگے ہوئے تھے تو جب ہم نے وہاں سے کچرا اٹھانا شروع کیا تو پھر ہمیں یہ بھی سمجھ لگی کہ ایک جگہ سے کچرا اٹھایا جاتا تھا لیکن دو یا تین دن بعد وہاں پر پھر وہی حال دوبارہ سے ہوتا تھا کیونکہ روزانہ کی بنیاد پر کچرا پیدا ہو رہا ہے جو کہ 39 ہزار ٹن روزانہ کی ویسٹ ہمارے سسٹم میں add ہوتی جا رہی ہے جس کا حل ہمارے سسٹم میں موجود نہیں ہے تو ہم کیسے اٹھائیں گے؟ اس لئے اس کے second phase کے اوپر working ہو رہی ہے جس کا آغاز کیا جا رہا ہے کہ ہم اس کو تحصیل کی سطح پر outsource کرنے جا رہے ہیں یعنی ہم شہری اور دیہاتی علاقوں کو یکساں نظام دینے جا رہے ہیں۔ 250 گھروں کے اوپر ایک سینٹری ورکر ہو گا اور یہ gold standards ہیں۔ آپ چیک کر کے دیکھ لیں کہ develop countries کے اندر یہ سسٹم موجود ہے کہ 250 گھروں کے اوپر ایک سینٹری ورکر کی سہولت انہیں دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں بھی پہلی دفعہ 250 گھروں کے اوپر ایک سینٹری ورکر دیا جائے گا اور میں سینٹری ورکرز کے اوپر بھی آؤں گا کیونکہ ان کے issues بھی بڑے important ہیں۔ اس ویسٹ کو ہم نے گھروں سے صرف اٹھانا ہی نہیں ہے بلکہ اس میں جو operation شامل ہے وہ کیا ہے کہ ہر گھر سے door to door collection ہو گی۔ اس کے بعد manual sweeping یعنی گلیوں کی صفائی بھی کی جائے گی اور ساتھ میں regular basis کے

اوپر drains کی desilting کی جائے گی یعنی آپ کے drains کی صفائی، گلیوں کی صفائی اور گھروں کے اندر سے کچرا اٹھایا جائے گا جسے اٹھا کر ہمارے transfer stations یا ہمارے TCPs پر shift کیا جائے گا اور وہاں سے اس کو dumping sides کے اوپر ٹرانسپورٹ کیا جائے گا۔ Dumping sides پر ہم کیا کرنے جا رہے ہیں؟ یہ بڑی اہم چیز ہے کہ ہم 100 فیصد کچرا اٹھانے کے لئے پہلی دفعہ پنجاب میں ایک سسٹم لائیں گے اور اس کے لئے ہمارے پاس اتنا انفرسٹرکچر ہو گا اور ہمارے پاس اتنی capacity ہو گی کہ ہم 100 فیصد کچرا اٹھا سکیں گے۔

جناب سپیکر! یہ کچرا جب اٹھایا نہیں جاتا تو یہ کرتا کیا ہے؟ یہ گلیوں میں جاتا ہے، نالیوں میں جاتا ہے، drains میں جاتا ہے، سیوریج میں جاتا ہے، اس میں blockage کرتا ہے اور پھر اس کے بعد سیوریج کا پانی گلیوں میں کھڑا ہوتا ہے جس سے اربوں روپے کا انفراسٹرکچر ہر سال تباہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا کوئی proper disposal نہیں ہے۔ جس طرح میں نے عرض کی ہے کہ اس سسٹم سے related ایک نئی انڈسٹری وجود میں آنے جا رہی ہے اور تقریباً پنجاب میں ایک لاکھ کے قریب jobs create کی جائیں گی۔ اسی سسٹم کے لئے جو ہم لے کر آ رہے ہیں۔ یہ اضافی jobs ہوں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر میرے بھائی شیخ صاحب چلے گئے ہیں، کاش! وہ یہاں ہوتے تو میں انہیں بتاتا کہ جو تجاویز وہ دے رہے تھے تو حکومت پنجاب نے already plan بنا لیا ہوا ہے کیونکہ ویسٹ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ waste is another energy source بالکل بات ٹھیک ہے کہ پوری دنیا نے اس ویسٹ سے fortunes بنائی ہے۔ دنیا اس سے اپنی روزمرہ زندگی کی چیزوں میں استعمال میں لے کر آتے ہیں اور ہم بھی وہی کام کرنے جا رہے ہیں۔ ہم نے پہلے اسی سال آنے والے بجٹ میں اِن شاء اللہ تعالیٰ دس segregation plants لگائیں گے۔ ہمارے دس ڈویژنز ہیں ہم اُن میں segregation plants لگائیں گے۔ جو waste daily collect ہو گی اُس کو segregate کیا جائے گا۔ اس segregate سے بنتا کیا ہے، ہم نے اس پر بہت study کی ہے۔ اس میں 45 فیصد green waste اور organic waste ہوتی ہے اس سے آپ compost بنا سکتے ہیں پھر آپ اس کو waste to energy کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد تقریباً recyclable 25 to 30 percent ہے۔ اس میں پلاسٹک، آئرن،

شیشہ اور tins ہے جس پر پہلے بات کی گئی۔ یہ تمام کے تمام recyclables ہیں اور تقریباً 30 فیصد waste بچتی ہے جس کو آپ dump کرتے ہیں۔ dumping کے لئے بھی آپ کو پاکستان کی پوری تاریخ میں کسی بھی حصے میں کوئی proper landfill sites نہیں ملے گی۔ پہلی دفعہ چیف منسٹر پنجاب کا یہ وژن ہے کہ ہم پنجاب میں پانچ landfill sites بنانے جا رہے ہیں اور اس کو اسی بجٹ میں رکھ رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ landfill sites جو ہوں گی یہ carbon footprints کی reduction کا سبب بنے گی۔ ہم نے waste صرف اٹھانی نہیں بلکہ ہم اس waste کا end to end solution بھی ساتھ دے رہے ہیں۔ اس میں جو issues ہمارے سینٹری ورکرز کے حوالے سے رکھے گئے ہیں بالکل اُن کے concerns ہونے چاہئیں کیونکہ جب کوئی سسٹم تبدیل ہوتا ہے تو لوگوں کے concerns ہوتے ہیں۔ ہم بالکل یہاں پر اُن کے concerns کو دور کرنے کے لئے موجود ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ 2010 میں پہلی دفعہ جب پاکستان میں لاہور میں ویسٹ مینجمنٹ کمپنی آئی اُس وقت بھی اس طرح کے concerns اُٹھے تھے کہ جب۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے سینٹری ورکرز کے concerns ہیں۔ جب 2010 میں پہلی دفعہ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کا آغاز لاہور سے کیا گیا تو اُس وقت بھی یہ concerns اٹھے تھے کیونکہ جب یہ مقامی حکومت سے یعنی جو ہماری میٹروپولیٹن کارپوریشن تھی اُس سے جب یہ function شفٹ ہو رہا تھا ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کو تو اُس وقت بھی یہ concerns اٹھے تھے کہ اب ان employees کا کیا ہو گا، کس طرح ان کے معاملات چلیں گے؟ میں آپ کو بتاتا جاؤں کہ اُس وقت ایک SAMA (Services and Asset Management Agreement) کیا گیا تھا۔ اُس میں ہمارے employees کے تمام حقوق کے تحفظ کا ایک حصہ ہے۔ ایک agreement ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کے ساتھ کیا گیا تھا اور اب بھی جتنی ہماری مقامی حکومتیں ہیں اُن کا SAMA

Agreement کیا گیا ہے۔ اس agreement میں آپ کے تمام تحفظات کو address کیا گیا اور آپ کو تمام سہولتیں دی جائیں۔ آپ لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کی مثال لے لیں تو لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی اسی SAMA ایگریمنٹ کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ جو آپ کو shelter وہاں پر ملا ہے وہی shelter آپ کو اس سسٹم میں بھی ملے گا۔ آپ کی پنشن، تمام مطالبات، انشورنس اور ہیلتھ اینڈ سیفٹی کے تمام issues کو اس میں address کیا جائے۔ جو minimum wage کی بات کی گئی تھی اس کو بھی address کیا جائے گا بلکہ وہ بھی ہم ensure کریں گے۔ میں یہاں پر حاضر ہوں جو ہمارے سینٹری ورکرز آج تشریف لائے ہیں، وہ میرے دفتر آنا چاہیں تو میں وہاں بھی مل کر ان سے detailed میں بات کر لوں گا اور ان کے جو concerns ہوں گے میں ان کو گارنٹی دیتا ہوں کہ وہ ہم address کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں دوبارہ ذکر کروں گا کہ اگر آپ SAMA ایگریمنٹ کو پڑھنا چاہیں تو اس کو پڑھ لیں اس میں تمام چیزوں کو address کیا جاتا ہے۔ پہلے بھی کیا گیا تھا اور اب بھی کیا جائے گا۔ میں پھر سے repeat کروں گا کہ تمام مقامی حکومتوں کے ساتھ جو ہماری ویسٹ مینجمنٹ کمپنی ہے اُن کا SAMA ایگریمنٹ ہوا ہے اور ہم اسی کے تحت اس کو outsource کریں گے لیکن جو چیزیں اُس میں لکھی ہیں، جو conditions ہیں اُن کو follow کیا جائے گا۔ آپ کی employment وہی پر ہی رہے گی، آپ نے کام بھی ویسے ہی کرنا ہے جیسے کر رہے ہیں اور آپ کے تمام benefits کو ہم اسی agreement کے ذریعے ensure کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک بہت اہم پوائنٹ اٹھایا گیا تھا کہ ہمارے ہاں جو انفراسٹرکچر ہے وہ بہت بری حالت میں ہے اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں اگر کام کیا گیا ہوتا، اگر ڈویلپمنٹ کے کام کئے گئے ہوتے تو یقین مانیں آج اتنے برے حالات نہ ہوتے۔ پہلے دس سالوں میں جب شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے بہت سارے ڈویلپمنٹ کے کام کئے گئے۔ وہ ایک سنہرا دور گزرا ہے، شہروں کے شہر کی transformation ہوئی اور بہترین سسٹم آیا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اُسی سسٹم کو آگے لے کر جاتے لیکن ہم پیچھے چلے گئے۔ آج لاہور کے علاقوں کا جو ذکر کیا گیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کے تقریباً ہر چھوٹے بڑے شہروں کے یہی حالات ہیں یہاں تک دیہاتوں کے بھی یہی حالات ہیں کیونکہ نہ تو maintenance cover کیا

گیا، نہ کوئی نئی سکیمیں بنائی گئیں اور نہ اُس طرح سے کوئی پلاننگ کی گئی کہ ان کو کس طرح سے execute کرنا ہے۔ جو already موجود سکیمیں تھیں نہ اُن کو چلانے کے حوالے سے کوئی پالیسی لے کر آئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے کچھ figures رکھنا چاہتا ہوں۔ اس وقت ہمارے پنجاب میں جو واٹر سپلائی سکیمیں ہیں جو ہمارے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ یا ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے بنائی ہیں وہ 5 ہزار 299 ہیں۔ اِس وقت 2 ہزار 4 سکیمیں بند پڑی ہوئی ہیں۔ اس کی وجوہات بھی میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ یہ تو میں نے صرف واٹر سپلائی سکیم کی بات کی ہے ڈرینج اور سیوریج سسٹم کی سکیمیں بالکل مختلف ہیں۔ بالکل میرے بھائیوں نے صحیح کہا کہ یہاں پر سکیم بنتی ہے اُس کے بعد جب اُس کو مقامی حکومت کو hand over کرنے جاتے ہیں تو وہ hand over ہی نہیں ہوتی۔ اِن کی وجوہات کیا ہیں اس کے پیچھے ہمیں جانا چاہئے اور ہمیں پتا ہونا چاہئے۔ 2001 میں جب پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا ڈیپارٹمنٹ ہوا کرتا تھا تو جب 2001 میں مقامی حکومت ایکٹ آیا تو پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو ختم کر دیا گیا۔ اس سے پہلے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ جب کوئی سکیم بناتی تھی تو وہ اس کا ONM اس میں شامل رکھتی تھی۔ وہ خود بناتے تھے، خود اس کی maintenance کرتے تھے اور خود اس کو چلاتے تھے۔ 2004 میں اُس وقت کی حکومت نے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ revive کر دیا تو اُس کی ONM کی cost کسی میں شامل نہیں کی۔ صرف اس کو بطور executive agency revive کر لیا اور کوئی سسٹم بنایا ہی نہیں کہ جو سکیم بنے گی اس کو چلائے گا کون؟ اس کو address ہی نہیں کیا گیا۔ پھر خود ساختہ سسٹم بنتے گئے، کوئی لکھی پڑھی چیز موجود ہی نہیں تھی۔ Rural Areas میں جو سکیمیں بنتی تھیں وہ community based organization بنا کر اُن کے سپرد کر دی جاتی تھی۔ اب کسی سیوریج اور ڈرینج کی سکیم کو چلانے میں کوئی cost involve نہیں ہوتی لیکن جو واٹر سپلائی سکیم ہے اُس پر cost involve ہوتی ہے، اُس میں یوٹیلٹی کے بلز شامل ہوتے ہیں، اُس میں اُس کی proper صفائی ہوتی ہے اور میں کافی cost کا factor موجود ہوتا ہے۔ جب کمیونٹی کے پاس اُس کو چلانے کے لئے پیسے ہی نہیں تھے تو وہ بند ہوتی جاتی تھیں۔ جب بند ہوتی گئیں اُن کو دوبارہ کسی نے چلانے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اب میں آپ کے سامنے یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ اب چیف منسٹر

پنجاب نے اِن تمام مسائل کا حل نکال لیا ہوا ہے جو میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ جو ہماری اربن ایریا کے اندر سکیمیں تھیں وہ مقامی حکومت کو handover کی جاتی تھیں۔ پھر مقامی حکومت اُس کے ڈیزائن، اُس کے execution میں issues اور faults نکالتی تھی۔ اس لئے وہ handover ہی نہیں ہوتی تھی، وہ وہیں کی وہیں رہتیں ہیں۔ یہ issues آج بھی موجود ہیں اور آج بھی ہماری کئی اربوں روپے کی سکیمیں تیار یا non-functional ہو کر ختم ہو چکی ہیں یا وہ handover ہی نہیں ہو رہیں۔ ہمارے ساتھ یہ بد قسمتی اور ظلم ہوا ہے جن لوگوں نے اس ڈیپارٹمنٹ کو ختم کیا اور پھر دوبارہ revives کیا ان لوگوں نے کبھی اس پر solution نہیں دیا۔ اب ایک اور issue یہ ہے، ایک ہی کام مختلف ڈیپارٹمنٹس کر رہے ہوتے ہیں یہ بالکل ٹھیک ہے یہاں پر رانا آفتاب احمد خان صاحب نے بات کی تھی کہ ایک ہی کام کئی ڈیپارٹمنٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ واسا والے بھی وہی کام کر رہے ہیں، آپ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ والے بھی وہی کام کر رہے ہیں اور آپ کی مقامی حکومت والے بھی وہی کام کر رہے ہیں تو actually کس کی domain کہاں پر ختم ہوتی ہے اور کہاں سے شروع ہوتی ہے اس کا بھی کسی نے solution نہیں کیا۔ یہ میں آپ کو بتاؤں کہ چیف منسٹر پنجاب نے institutions reforms کے لئے کہا ہے کہ آپ اداروں میں دوبارہ reforms لے کر آئیں اور ان کی capacity building کریں تاکہ ان کو پتا ہو کہ کون سا کام کس نے کرنا ہے۔ اب میں آپ کو بتاؤں کہ پبلک بلڈنگ کی execution کی over the year capacity building ہو چکی ہے جس طرح پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور C&W کے درمیان اس طرح کا ایک agreement ہے schemes پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی ہوتی ہیں، ان کی approval بھی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ دیتا ہے اور ان کا PC-I بھی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ تیار کرتا ہے لیکن اس کو execute C&W department کرتا ہے تاکہ جس دن وہ مکمل ہو گی وہ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ والوں کے سپرد ہو یہ اس کی O&M اس میں شامل ہوتی ہے یہ ان کی اپنی سکیم ہوتی ہے۔ اسی طرح سے چیف منسٹر نے اس چیز کا decision کر لیا ہے اور باقاعدہ یہ گورنمنٹ سے بھی approve ہو چکا ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ بطور executing agency کام کرے گی اور سکیم مقامی حکومت کی ہو تاکہ مقامی حکومت والے اس کا PC-I تیار کریں اور اس کی O&M کے ذمہ دار ہوں۔ جب وہ سکیم execute

ہو جائے تو واپس ان کے handover ہو جائے۔ کوئی بھی سکیم لاوارث نہ رہے تو اس کا ایک solution یہ بھی ہے۔

دوسرا باقاعدہ اس کے لئے ایک entity create کی جائے گی۔ یہ نہیں ہو گا کہ ایک ہی کام تین ڈیپارٹمنٹ differently کر رہے ہوں۔ ایک entity ایک umbrella کے نیچے کام ہو رہے ہوں گے اس پر باقاعدہ تیزی سے کام ہو رہا ہے اور ان شاءاللہ یہ بھی بہت جلد ہو جائے گا تاکہ اس چیز کے حوالے سے confusion ختم ہو کہ کون سا کام کس نے کرنا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ کے کام ہو، ان کی capacity building کی جائے پھر وہ اس کے لئے جوابدہ بھی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو بتاتا ہوں اور میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ہماری 2017 کی ایک سکیم تھی جب میاں محمد شہباز شریف صاحب چیف منسٹر تھے اس وقت World Bank کے تعاون سے 236 ملین ڈالر کی PCP کے نام ایک سکیم تھی ہمارے 16 شہروں کی total revamping کی سکیم آئی تو اسے تین سال میں مکمل ہونا تھا۔ یہ 2017 کے آخر میں سکیم آئی اور obviously اس کی execution کوئی 6 ماہ بعد شروع ہونی تھی لیکن بد قسمتی سے جب وہ گورنمنٹ ختم ہوئی اور دوسری گورنمنٹ آگئی تو پانچ سال اس پر کوئی کام نہیں کیا گیا۔ وہ سکیم وہیں کی وہیں رہی یہاں تک World Bank کی ناراضگی بھی ہوئی وہ ان کے ساتھ properly نہیں چل سکے۔ وہ 16 شہروں کی سکیم تھی وہ سکیم آج سے سال سوا سال پہلے Interim Government میں دوبارہ revive کی گئی۔ اب ان پر کام ہو رہا ہے اب ہم ان شاءاللہ ان 16 شہروں کو اگلے سال before جون مکمل کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب اس طرح کام ہوں گے جب ایک فنڈ موجود ہے اور بجٹ موجود ہے لیکن will نہیں تھی ان شہروں میں کام نہیں کیا گیا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ میرے پاس حقائق موجود ہیں جو PCP کی سکیم ہیں وہ ابھی بھی چل رہی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ بالکل یہ issues ہیں لیکن چیف منسٹر پنجاب نے ان سب کا solution بھی دیا ہے اور ہم speedily کام کر رہے ہیں۔ صوبائی حکومت کو آئے ہوئے صرف دو ماہ ہوئے ہیں اور ہم دو ماہ میں پورا solid waste management کا سسٹم دے رہے ہیں اور میونسپل سروسز کا وہ سسٹم دے رہے ہیں جو آج تک پاکستان اور پنجاب کی تاریخ میں کسی بھی جگہ پر اس طرح کا سسٹم نہیں رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ institutions reforms بھی کر رہے ہیں تاکہ ان کا permanent solution کیا

جائے۔اس کے علاوہ یہ بھی چیف منسٹر پنجاب کی ہمیں ہدایت ہے کہ جو بھی شہروں کے مسائل ہیں جہاں جہاں کوئی issues ہیں ہم ان کا ایک comprehensive solution دیں اگر ہم کوئی سکیم لے کر آتے ہیں تو اس کا کوئی comprehensive solution ہو گا۔یہ نہیں کہ ایک سڑک بن گئی ہے اس کے بعد سیوریج ڈالنے والے آگئے ہیں اور اس کے بعد drainage والے آگئے ہیں۔اب یہ نہیں ہو گا پہلے ہوتا رہا۔کاش!میرے بھائیوں نے اپنے دور میں یہ کام کئے ہوتے۔ اب ہم لوگ یہ نہیں ہونے دیں گے۔اب اس کا ایک comprehensive solution ہو گا کہ پہلے سیوریج پڑے گا اور drainage کا مسئلہ حل ہو گا پھر اس کے بعد سڑک بنے گی اور پھر گلی بنے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ بڑی اہم بات،پلاسٹک بیگ کی بات کی گئی،یہ بالکل ہو گا اور ان شاءاللہ ہم کر کے دکھائیں گے،6 جون سے پنجاب میں پلاسٹک بیگ ban ہونے جارہا ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ آپ کو پلاسٹک بیگ کہیں نظر نہیں آئیں گے اور ہم یہ بھی کر کے دکھائیں گے۔اس سے پہلے جب آپ کے پاس ویژن ہوتا ہے اور will ہوتی ہے تو آپ کے پاس چیزوں کا solution آجاتا ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ یہ ہو گا۔یہاں پر waste management کی بھی بات کی گئی تو ہم tendering face میں آچکے ہیں،ہم باقاعدہ اس کی pre-qualification کے face میں چل رہے ہیں۔اس کے علاوہ میرے بھائی جناب شوکت راجہ نے dumping site کے حوالے سے بات کی تھی یہ بالکل issues ہیں اور انہوں نے کسی دیہات کا نام لیا کہ وہاں پر راولپنڈی کی Waste Management Company کی dumping site ہے اور یہ 2007 سے ہے جب Rawalpindi Waste Management Company exist بھی نہیں کرتی تھی جب مقامی حکومت اس میں dump کرتی تھی تو ہم نے already district government کو کہہ دیا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ فنڈز بھی مہیا کر دیئے ہیں کہ کوئی نئی جگہ ڈھونڈیں لیکن پھر بھی میں نے جیسے پہلے عرض کی کہ ہم پوری صورتحال کو ultimately landfill sites کی طرف لے جارہے ہیں، landfill sites ہوں گی اور وہاں پر ہم اس کو dump کریں گے۔اس کے ساتھ ساتھ جیسے میں نے segregation کے حوالے سے بات کی کہ ہم segregation plants لگا رہے ہیں ان شاءاللہ تعالیٰ ADP کے ساتھ ہی اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے حوالے سے بات ہوئی بالکل یہ بھی بڑا ضروری ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ جب 1990 میں پہلی دفعہ میاں نواز شریف صاحب پرائم منسٹر بنے تو آپ کو یاد ہو گا کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی اور ہم نے لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کروائے۔ 1997 میں میاں نواز شریف صاحب دوسری دفعہ پرائم منسٹر بنے تو پھر ہم نے الیکشن کرائے۔ 2008 میں میاں شہباز شریف صاحب چیف منسٹر بنے اور ایک سسٹم چل رہا تھا تو اس کو گھر نہیں بھیجا گیا ان کا tenure مکمل ہونے دیا گیا۔ 2013 میں نواز شریف صاحب تیسری دفعہ پرائم منسٹر بنتے ہیں تو ہم پھر الیکشن کرواتے ہیں۔ اب آپ دوسری طرف دیکھیں کہ جب 2018 میں ہمارے ان بھائیوں کی حکومت آتی ہے تو ایک چلتے ہوئے سسٹم کو گھر بھیج دیا جاتا ہے اور برداشت نہیں کیا جاتا کہ لوکل گورنمنٹ کے نمائندے کیوں یہاں پر بیٹھے ہیں۔ پھر سپریم کورٹ کا فیصلہ آتا ہے کہ ان کو بحال کیا جائے لیکن ان کو بحال نہیں کیا جاتا۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کو نہیں مانا جاتا۔ یہ تاریخ کا حصہ ہے پانچ سال ان کو ملے انہوں نے کیوں الیکشن نہیں کرائے؟۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: Please no cross talk.

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): کون سے ساڑھے تین سال، پرویز الہیٰ کا دور کس کا ٹائم تھا؟ آپ مجھے بتائیں؟ آپ اس میں سے صرف دو ماہ کا ٹائم نکال لیں باقی تو سارے ان کو ملے۔ بزدار حکومت رہی اور اس کے بعد پرویز الہیٰ حکومت آئی تو یہ کون سا ٹائم تھا؟ انہوں نے تین ایکٹ بنائے ان کو ایکٹ نہیں بنانا آرہا تھا ان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کہاں پر ہم end کریں اور کہاں سے شروع کریں۔ پھر بات کی جاتی ہے devolution of power کی، یہ باتیں کی گئی۔ 2022 میں جو انہوں نے ایکٹ بنایا ہے میں بتاتا ہوں کہ وہ کیا ہے؟ اس میں پورے ضلع کو ون یونٹ بنا دیا گیا، ظلم یہ کیا گیا کہ پورے ضلع کو ون یونٹ بنا دیا۔ اربن اور رورل divide کو ختم کر دیا گیا۔ خود میرے بھائی یہاں پر کہہ رہے ہیں، شہروں کے مسائل کی بات کر رہے ہیں، دیہاتوں کے مسائل different ہیں شہروں کے مسائل different ہیں۔ اربن اور رورل divide یہ ہمارے بلدیاتی سسٹم کا ایک حصہ ہے تاکہ اربن سے related لوگ اپنے علاقے کے

مسئلے حل کریں اور رورل ایریا کے لوگ اپنے علاقے کے مسائل کا حل کریں۔ ہمارے ان بھائیوں نے پورا پورا ضلع ون یونٹ بنا دیا۔ اگر انہوں نے الیکشن کروانے ہوتے تو EVM کیوں ڈالتے؟ انہوں نے اس ایکٹ کے اندر EVM کی شق ڈالی، نہ EVM ہو گی نہ الیکشن ہوں گے۔ یہ actually ان کا plan تھا۔ آج میرے بھائی waste management کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں اور یہ باتیں کر رہے ہیں کہ ٹوٹی سڑکیں اور ٹوٹی گلیاں ہیں، یہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں یہ بتائیں کہ انہوں نے پانچ سال کیا کیا؟ ہم تو اس وقت اپنا ہر چیز کا solution لے کر آرہے ہیں اور میں آپ کو date دے کر جارہا ہوں کہ ان شاءاللہ چار ماہ کے اندر waste management system embrace ہو گا۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب! آپ نے یہاں پر بڑی جامع بات کی اور آپ نے بڑی سنجیدگی سے ان سارے issues کو take up کیا تو میں بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پنجاب کے عوام کی خدمت کرنے کی مزید ہمت عطا فرمائے۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے, Now, the House is adjourned to meet on Thursday 16 May, 2024 at 2:00 pm.

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

جمعرات، 16۔ مئی 2024

(یوم الخمیس، 7۔ ذیقعد 1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: نواں اجلاس

جلد 9: شمارہ 5

439

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

جمعرات، 16۔ مئی 2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

GOVERNMENT BUSINESS

LAYING OF REPORTS

A MINISTER to lay the following Report

1. Annual Reports of the Punjab Information Commission for the Years 2020-21, 2021-22 & 2022-23.
2. Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the Year 2022.
3. Annual Report of the Ombudsman Punjab for the Year 2022.

441

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا نواں اجلاس

جمعرات، 16۔ مئی 2024

(یوم الخمیس، 7۔ ذیقعد 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر زلاہور میں سہ پہر 3 بج کر 58 منٹ پر زیر صدارت ڈپٹی سپیکر ملک ظہیر اقبال چنڑ منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبد الماجد نور نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (256) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (257)

سورۃ البقرہ (آیات نمبر 256 تا 257)

دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے۔ ہدایات (صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے تو جو شخص طاغوت سے اعتقاد نہ رکھے اور اللہ پر ایمان لائے اُس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ (سب کچھ) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے (256) جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کا دوست اللہ ہے کہ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں کہ اُن کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں یہی لوگ اہل دوزخ ہیں کہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے (257)

وَما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا
یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا
کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا
بے یار و مددگار جنھیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا
ہر بات بد اعمالیوں سے میں نے بگاڑی
بگڑی کو میری آپ نے ہر بار بنایا

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جی، اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ ٹرانسپورٹ کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 170 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں پبلک ٹرانسپورٹ کے روٹس بند کرنے سے متعلقہ تفصیلات

***170: محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں پبلک ٹرانسپورٹ کے 19 روٹس بند کر دیئے گئے ہیں؟

(ب) ان روٹس پر پبلک ٹرانسپورٹ بند کرنے کی وجوہات کیا تھیں کیا اُن کے متبادل کوئی انتظام کیا گیا؟

(ج) ان روٹس پر چلنے والی بسیں کہاں ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ وماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان):

(الف) پنجاب ٹرانسپورٹ کمپنی (سابقالاہور ٹرانسپورٹ کمپنی) کے تحت سال 2012 سے نجی بس آپریٹرز کے تعاون سے لاہور اور گردونواح میں مختلف روٹس پر 262 AC سی این جی بس سروس مہیا کی جارہی تھی۔ مرحلہ وار معاہدوں کی تکمیل اور بسوں کے مکینیکل مسائل کی بناء پر بس آپریٹرز کی جانب سے بس سروس کو مزید جاری رکھنے سے معذرت کی گئی اور نئی بسوں کے آنے تک ان 19 روٹس پر بس سروس کو معطل کر دیا گیا۔ مزید یہ کہ پنجاب ٹرانسپورٹ کمپنی نے شہریوں کی سفری مشکلات کو کم کرنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اہم روٹس پر پرائیویٹ آپریٹرز کے تعاون سے مزدا/منی بس سروس کا آغاز کیا گیا تاکہ

سفری مشکلات میں کمی لائی جاسکے اور بعد میں مکینیکل اور ماحول دوست نہ ہونے کی وجہ سے بند کر دیا گیا۔

(ب) پنجاب ٹرانسپورٹ کمپنی (سابقالاہور ٹرانسپورٹ کمپنی) کے تحت سال 2012 سے نجی بس آپریٹرز کے تعاون سے لاہور اور گردونواح میں مختلف روٹس پر AC سی این جی بس سروس مہیا کی جارہی تھی۔ مرحلہ وار معاہدوں کی تکمیل اور بسوں کے مکینیکل مسائل کی بناء پر بس آپریٹرز کی جانب سے بس سروس کو مزید جاری رکھنے سے معذرت کی گئی اور نئی بسوں کے آنے تک ان 19 روٹس پر بس سروس کو معطل کرنا پڑا۔ ویگن سروس فی الوقت شہر کے مختلف روٹس پر بغیر سبسڈی سفری سہولیات مہیا کر رہی ہیں مزید برآں ٹرانسپورٹ اینڈ ماس ٹرانزٹ ڈیپارٹمنٹ کے تحت شہر کے مختلف روٹس پر تقریباً 200 سے زائد سپیڈو بسیں سفری سہولیات مہیا کر رہی ہیں اور مزید 300 نئی ڈیزل، ہائبرڈ بسوں کے ساتھ ماحول دوست 27 الیکٹرک بسوں (پائلٹ پراجیکٹ) کی جلد سے جلد خریداری کو ممکن بنانے کا عمل جاری ہے۔

(ج) چونکہ معاہدے کے مطابق یہ بسیں نجی کمپنی کی ملکیت تھیں اور بسوں کے مالکان نے اپنی منشاء و مرضی کے مطابق بسوں کا استعمال کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (ب) سے ہے۔ جو مختلف روٹس پر تقریباً 200 سے زائد سپیڈو بسیں، مختلف روٹس پر سفری سہولیات مہیا کر رہی ہیں کیا ان 200 بسوں پر مسافروں کو subsidy دی جارہی ہے اگر دی جارہی ہے تو کتنی subsidy دی جارہی ہے اور اگر نہیں تو کیا مہنگائی کے اس دور میں مسافروں کو subsidy دینے کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ وماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ معزز ممبر نے سوال کیا کہ یہ جو 200 سپیڈو بسیں ہیں، جس کو ہم لاہور فیڈر روٹ کہتے ہیں وہ چل رہی ہیں، کیا اُن پر کچھ سبسڈی دی جارہی ہے؟ اس کا جواب ہاں میں ہے، ان کو سبسڈی دی

جا رہی ہے they are already pretty heavily subsidies جو per passenger ہماری subsidy ہے it is more than 80 or 90 rupees per passenger ہم اُس کو pay کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اُن کا جو آج کرایا ہے وہ 30 سے لے کر 50 روپے کے درمیان 26 کلو میٹر کے سفر کا آتا ہے۔ پنجاب کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ ہم نے جتنی اپنی بی آر ٹی لائنز بنائی ہیں، ہم نے جتنا اپنا ماس ٹرانزٹ سسٹم شروع کیا اور جتنے ہم نے اس کی فیڈر روٹس چلائے ہیں وہ سارے heavily subsidies ہیں تاکہ عوام اُس پر آسانی سے سفر کر سکے۔ 10 لاکھ سے زیادہ لوگ ان systems پر سفر کرتے ہیں۔ کسی اور صوبے کے اندر اتنی heavy subsidy نہیں ہے، جتنی ہم لوگ دے رہے ہیں اگر آپ سندھ کی بات کریں تو اُن کی سبسڈی بھی پنجاب سے کم ہے اُن کے ریٹس اگر آپ دیکھیں تو وہ 50 روپے سے اوپر اپنے روٹس کا charge کر رہے ہیں، اگر آپ KPK کی بات کریں تو وہ بھی 50 سے اوپر لے رہے ہیں جبکہ ہم اپنے مسافر سے 30 روپے کرایہ چارج کر رہے ہیں تو its heavily subsidies اور ان شاءاللہ ہم اور سہولت فراہم کریں گے۔

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بریگیڈیئر صاحب!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ابھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ سبسڈی دی جا رہی ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو مزید 300 نئی ڈیزل، ہائبرڈ بسوں کے ساتھ ماحول دوست 27 الیکٹرک بسوں کی خریداری کی جا رہی ہے تو ان کی خریداری کب تک ہو جائے گی؟ میں وزیر اعلیٰ پنجاب محترمہ مریم نواز شریف کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے اتنے مختصر عرصہ میں لاہور کے رہائشیوں کے لئے 300 نئی بسیں خریدنے کے لئے فوری اقدامات اٹھائے ہیں۔ شکریہ

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! یہ جو 300 نئی بسوں کی بات ہو رہی ہے تو پہلے ہماری سکیم یہ تھی کہ ہم تمام ہائبرڈ ڈیزل بسیں خریدنے جا رہے تھے لیکن ابھی ہم نے اپنا تھوڑا سا plan change کیا ہے، اب ہم اس کے ساتھ ساتھ 27 الیکٹرک بسیں منگوانے جا رہے ہیں اور ان کا bidding phase complete ہونے والا ہے ہم اس حوالے سے 27۔ مئی کو final bids حاصل کر لیں گے اور ان شاءاللہ by the end of this year November and December وہ 27 بسیں آپ کو سڑکوں پر نظر آئیں گی۔ ان 300 بسوں میں سے بھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ 200 بسیں ڈیزل ہائبرڈ منگوالیں اور 100 دوسری بسیں منگوالیں کیونکہ اس وقت تک ہماری الیکٹرک بسوں کا ہماری سڑکوں پر چلتے ہوئے ہمارے ماحول کے مطابق کیا reaction آتا ہے کیا ان الیکٹرک بسوں کی efficiency ٹھیک رہتی بھی ہے یا نہیں؟ اگر ان کی efficiency ٹھیک رہی تو پھر ہم کوشش کریں گے کہ ان 300 بسوں میں سے 100 بسیں الیکٹرک منگوائیں تاکہ وہ ماحول دوست ہوں۔ ہماری سی ایم صاحبہ کی یہ بات واقعی ہی commendable ہے کہ انہوں نے آتے ساتھ ہی لاہور کا ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب کا جو ٹرانسپورٹ سسٹم تباہ ہو چکا تھا جس کو پچھلے 5 سالوں میں ناجائز اولاد سمجھا گیا اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا گیا تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس سسٹم کو اس حد تک بہتر کریں کہ اگلے دو سالوں میں تمام بڑے شہروں میں آپ کو اربن ٹرانسپورٹ کا ایک سسٹم نظر آئے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ان 300 بسوں کے علاوہ ہم 100 بسیں فیڈر روٹس کے لئے ملتان میں add کر رہے ہیں کیونکہ وہاں پر بھی ہماری میٹرو بس چل رہی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اگلے سال مئی تک یہ بسیں بھی روڈ پر نظر آئیں گی، اسی طرح ہم 100 بسیں فیصل آباد اور راولپنڈی کی عوام کی آسانی کے لئے وہاں پر add کرنے جا رہے ہیں اور 32 بسیں بہاولپور کی عوام کی سہولت کی مد نظر رکھتے ہوئے وہاں پر add کی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا یہ آپ کا پروگرام اگلے سال کے لئے ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! ہمارا ایک procurement process ہے۔ پہلے manufacturers ہمیں اپنی specifications send کرتے ہیں، ہم اس

کو vet کرتے ہیں اور اس حکومتی procurement process میں ہمیں چار سے پانچ ماہ تک کا approval time درکار ہوتا ہے پھر جس ملک سے بھی بسیں آنی ہوتی ہیں، جہاں پر یہ تیار کی جاتی ہیں وہاں پر ان کی inspections کی جاتی ہے ان کو وہاں سے اپنے ملک میں ٹرانسپورٹ کر کے لاتے ہوئے کم از کم 8 سے 9 ماہ لگ جاتے ہیں۔ آج ہم اگر ان بسوں کو ADP میں شامل کریں گے تو اگلے سال یہ 600 بسیں جن میں سے 300 لاہور کے لئے اور 300 بسیں لاہور سے باہر دوسرے شہروں کے لئے منگوائی جارہی ہیں، یہ آپ کو سڑکوں پر نظر آئیں گی لیکن 27 الیکٹرک بسیں اسی سال دسمبر میں لاہور کی سڑکوں پر چل رہی ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ بسوں کے مکینیکل مسائل کی بناء پر بس آپریٹرز کی جانب سے بس سروس کو مزید جاری رکھنے سے معذرت کی گئی تو جب یہ بس سروس چلائی گئی تھی تو اس وقت اس سروس کو چیک نہیں کیا گیا تھا کہ اس میں کیا کیا faults ہیں اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! 2012 میں جب یہ روٹس چلائے گئے تو اس وقت ایک ماڈل تھا جس میں پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت ہم نے allow کیا کہ یہاں پر لوگ اپنی bids ڈالیں اور ان بسوں کو سڑک پر لے کر آئیں۔ اس وقت 2012 میں ایک major trend CNG busses کا چل رہا تھا تو Ankai نام کی ایک کمپنی آئی جس نے یہاں پر bid win کی اور انہوں نے اپنی اے سی کوسٹرز لاہور میں چلانی شروع کر دیں لیکن ایک تو سی این جی کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ ان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور plus سی این جی کے ساتھ یہ بسیں جن روٹس پر چل رہی تھیں ہم سمجھ نہیں سکے شاید وہ کمپنی اپنی efficiency level meet نہیں کر پائی اور انہوں نے پھر آہستہ آہستہ کر کے روٹس بند کرتے کرتے اپنے روٹس ختم ہی کر دیئے تو یہی وہ روٹس ہیں جن پر ہم نے گورنمنٹ کی ownership میں جس کو

ہم LFR کہتے ہیں اس پر 200 بسیں چلائی گئیں تاکہ عوام کو کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے اور یہ successfully چل رہے ہیں اور میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ان فیڈر روٹس پر روزانہ 40 سے 50 ہزار آدمی سفر کر رہا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے سوال یہ پوچھا تھا کہ کیا ان لوگوں کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے بتانا چاہوں گا کہ ان کے خلاف کورٹ کیس بھی چل رہا ہے، یہ judicial process ابھی جاری ہے، اس کمپنی نے دوبارہ کوشش کی کہ وہ سسٹم میں enter ہو اور وہ اپنی busses provide کریں جس سے ان کو روکا گیا ہے۔

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بریگیڈیئر صاحب!

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہر پائلٹ پراجیکٹ جس میں facilitation ملے یا سبسڈی دی جائے وہ پراجیکٹ لاہور سے شروع ہوتا ہے لیکن جب آپ لاہور میں اس طرح کی سبسڈی دے رہے ہیں تو آپ راولپنڈی یا باقی شہروں کو اس وقت کیوں اس طرح کی سبسڈی نہیں دے رہے، کیا یہ tax payer کی money فیصل آباد، راولپنڈی اور ملتان کے لئے نہیں ہے، اگر یہ tax payer کی money ہے یہاں سے جو سبسڈی آنی ہے تو اس کا proper share باقی شہروں میں کیوں نہیں جا رہا؟ میں نے کل بات کی تھی کہ یہ جو Provincial Financial Award صرف لاہور ہی میں کیوں استعمال ہو رہا ہے یہ باقی کدھر جا رہا ہے تو پلیز اس کو سمجھنے کی کوشش کریں، لاہور ہم سب کا اور پاکستان کا دل ہے لیکن جو ہو رہا ہے اس کے اثرات باہر کے علاقوں میں اچھے نہیں جا رہے تو کیا یہ parallel at the same time جب یہ لاہور میں سبسڈی دے رہے ہیں تو باقی شہروں میں جہاں پر میٹرو بس چل رہی ہے وہاں پر سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! میں یہاں پر عرض کروں گا کہ جب لاہور میں پہلی میٹرو بس بنی جسے ہم BRT System کہتے ہیں تو اس وقت کی ہماری اپوزیشن نے، جنگلہ بس، کمیشن کمانے کا طریقہ اور پتا نہیں کیا کیا کہا اس کے باوجود ہم نے لاہور اور ملتان کی میٹرو بس کو successfully چلایا، راولپنڈی اور اسلام آباد میں پاکستان میٹرو بس سروس کے نام سے ایک میٹرو سروس چلائی۔ 2016 میں آخری feasibility study بنی کیونکہ ہمارا ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے کہ جہاں پر کوئی کام بھی feasibility study کے بغیر نہیں ہوتا اگر کوئی route feasible ہو گا اگر اس پر ridership ہو گی تو وہاں پر بس چلے گی ورنہ چاہے جو مرضی ہمارے اوپر پریشر ڈالتا رہے تو ہم ایسے روٹس پر بسیں نہیں چلاتے۔ راولپنڈی واقعی ہی پاکستان اور پنجاب کا ایک بہت اہم شہر ہے لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ جو 17-2016 میں feasibility بنی اس کے مطابق راولپنڈی کو کم از کم 300 بسیں اور لاہور کو 1580 بسیں ٹرانسپورٹ سسٹم مکمل کرنے کے لئے چاہئے تھیں، جب حکومت تبدیل ہوئی جیسا کہ میں نے پہلے بھی فرمایا کہ پچھلے پانچ سالوں میں نئی بسیں کیا ڈالنی تھیں جو میٹرو سسٹم چل رہے ہیں ان کے بارے میں، میں آپ کو بتاتا ہوں جو سسٹم تقریباً 10 لاکھ افراد کو روز transport کرتے ہیں، ان systems کا یہ حال کیا گیا کہ اگر آپ لاہور کو دیکھیں گے تو جو ان کے bus stops ہیں وہ ایسا لگے گا کہ وہ ٹوٹ کر گرنے کو تیار ہیں، جو اس ٹریک پر بسیں چلتی ہیں ان کو پانچ سالوں میں ایک روپیہ بھی maintenance کے لئے نہیں دیا گیا وہ اب ہم نے آکر لاہور کا track repair کیا ہے اور راولپنڈی کا track repair کر رہے ہیں تو ہمیں بالکل احساس ہے کہ راولپنڈی کی عوام کا یہ حق بنتا ہے کیونکہ وہ ایک بڑا شہر ہے وہاں پر اربن ٹرانسپورٹ کی بہت ضرورت ہے اسی لئے first go میں آتے ساتھ ہی ہم نے جس شہر کی ضرورت 300 بسوں کی ہے اس کو ان شاءاللہ چیف منسٹر صاحبہ نے ایک تحفہ دیا ہے اور وہ بہت جلد سڑکوں پر ہو گا اور آپ دیکھیں گے کہ اگلے فیز میں ان شاءاللہ راولپنڈی میں ہم پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم مکمل کر کے دیں گے لیکن جہاں تک سوال ہے کہ یہ اب تک کیوں نہیں ہوا تو پچھلے پانچ سال کا حساب بھی کسی کو یہاں پر دینا چاہئے کہ ایک سسٹم جو کہ 10 لاکھ غریب عوام کو روزانہ سہولت فراہم کرتا ہے اس کو فیل کرنے کی کوشش کیوں کی گئی؟

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! اگر اجازت دیں تو میں بات کر لوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بریگیڈیئر صاحب! بالکل آپ بات کر لیں۔

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میں اس پر اپنا comment pass کرنا چاہتا ہوں۔ میں ان کی گورنمنٹ پالیسی یا اپنی پی ٹی آئی گورنمنٹ کی پالیسی کو اس وقت discuss نہیں کر رہا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایک سیدھا سوال پوچھا جائے تو یہ policy statement دینے لگ جاتے ہیں اگر انہوں نے policy discuss کرنی ہے تو یہ جو میٹرو بس بنائی گئی ہے اس کے فوائد کیا ہیں اور جو باقی کے مسائل تھے وہ کیوں پیچھے رہ گئے ہیں وہ تو ایک separate issue ہے میں تو اس پر جا ہی نہیں رہا تو kindly discussion کو focus رکھیں میرا ایک simple سا سوال تھا آج بھی اس ہاؤس میں اگر بات کی جائے تو میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ راولپنڈی میں جو نالہ لئی پر اجیکٹ ہے that would have yielded ten times more benefit than this Metro Bus یہ جو وہاں پر بنا دی گئی ہے لیکن اب کیا ہو سکتا ہے کہ یہ پراجیکٹ اب بن چکا ہے، میں اس حوالے سے discussion نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی میں چاہتا ہوں کہ اس بحث پر جاؤں، میرا ایک simple سا سوال ہے کہ آپ کے ہر پائلٹ پراجیکٹ پر feasibility study لاہور سے شروع ہوتی ہے اور لاہور پر ہی ختم ہو جاتی ہے اور باقی سارا ملبہ پی ٹی آئی پر آ جاتا ہے، یہ سبسڈی باقی شہروں میں کیوں نہیں دی جا رہی، this is the simple question parallel to the Lahore یہ میرا سوال ہے اس کا جواب دیں میں ان سے policy statement نہیں مانگ رہا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! بر گیڈیئر صاحب کا سوال یہ ہے کہ آپ لاہور سے باہر راولپنڈی کو دیکھیں، آپ دوسرے اضلاع کو دیکھیں، آپ جنوبی پنجاب کی طرف بھی آئیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ وماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں معزز ممبر میری بات پر برا مناگئے ہیں، میرا مطلب یہ نہیں تھا جو انہیں feel ہوا ہے۔ میں نے پہلے ایک ضمنی سوال پر بتایا ہے کہ ابھی حکومت بنے تین مہینے نہیں ہوئے لیکن چونکہ ہمیں پرانے مسائل identified ہیں ہمیں پتا ہے کہ کون سے شہر میں کتنی بسیں چلنی چاہئے تھیں اور چلنی چاہئے ہیں۔ جو راولپنڈی کا BRT سسٹم چل رہا ہے وہ بھی hugely subsidies ہے وہ بھی اتنا ہی subsidies

ہے جتنا لاہور کا ہے لیکن چونکہ وہاں پر feeder root busses add نہیں ہو سکیں تو اس کے اندر ان کی شکایت بالکل درست ہے لیکن میں یہی عرض کروں گا کہ ہم نے جو ٹائم loose کیا ہے۔ جس سسٹم کے تحت کام ہو رہا تھا اگر اسے چلنے دیا جاتا تو یہ ساری چیزیں مکمل ہو جاتیں لیکن چونکہ اسے نہیں چلنے دیا گیا تو ہمیں تھوڑا سا موقع دیں ہمیں عوام کی مشکلات کا احساس ہے، ہم ہی عوام کی مشکلات دور کرتے ہیں اور ان شاء اللہ ہم دور کر کے دکھائیں گے۔ (معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال ہے کہ ٹھیک ہے یہ بسیں لا رہے ہیں جیسے کہ لاہور almost chock ہو چکا ہے کیا ان کے پاس ٹریفک کا بھی کوئی plan ہے یا بسیں لا کر ایک ڈپو پر کھڑی کر دینی ہیں۔ اس وقت لاہور کی جو حالت ہے کہ اگر آپ نے یہاں سے دس کلو میٹر بھی جانا ہو تو it takes around 45 minutes اس کے لئے بسیں منگوانا کافی نہیں ہے بلکہ کیا یہ ٹریفک کے flow اور ٹریفک سسٹم کے لئے کوئی اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تو ویسے بھی خوش ہوں گے کہ آپ کو 100 بسیں دی جا رہی ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! بسیں دینا کافی نہیں ہیں بلکہ ٹریفک کا flow بھی دیکھنا ہے۔ ہمارے ہاں تو پبلک ٹرانسپورٹ کا concept ہی ختم ہو گیا ہے اسی لئے چنگ چی آیا ہے اور آپ روز دیکھتے ہیں کہ چنگ چی سے حادثات ہوتے ہیں۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ آپ لاہور میں بیٹھے ہیں آپ بتائیں کہ لاہور کا کونسا ایریا ہے جو ٹریفک سے chock نہیں ہے۔ کیا آپ ٹریفک کے flow کے لئے کوئی اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! میں رانا صاحب سے استدعا کروں گا کہ technically تو یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن میں یہاں پر انہیں سوال کا جواب دے دیتا ہوں۔

بالکل کسی بھی شہر کے اندر ٹریفک پلان ٹریفک کی آمدو رفت کو easy بنانے کے لئے بہت important ہے۔ ایک ٹائم تھا کہ لاہور کے اندر 54 روٹس تھے لیکن آج وہ ہمارے پاس تقریباً 47 روٹس کی شکل میں موجود ہیں جس کے اندر 17 روٹس پر already ہماری بسیں چل رہی ہیں۔ لاہور کے لئے 2016 میں جو last study کرائی گئی تھی جس کے اندر ایک اورنج لائن بن چکی تھی، گرین لائن جسے ہم لاہور کا BRT سسٹم کہتے ہیں وہ بن چکی ہوئی تھی basic plan یہ تھا کہ یہاں پر دو اور میٹرو لائنز بنیں گی جن میں ایک Blue Line اور ایک Purple Line ہو گی اور اس کے ساتھ feeder busses کا ایک سسٹم بنے گا۔ لاہور میں ہمارا سب سے farthest stop...PKLI ہے اگر آپ Google Map پر search کریں تو you will find out کہ شاید آپ کو وہاں جانے میں ایک گھنٹہ بیس منٹ لگتے ہوں گے اور اگر کوئی بندہ اپنی موٹر سائیکل کو کِک لگا کر جائے گا تو چالیس منٹ میں وہاں پہنچ جائے گا۔ یہ کیا وجہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ لاہور کے اندر جب تک آپ ایک دفعہ پورا eco system complete نہیں کریں گے ٹرانسپورٹ نظام کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ آپ نے point A to point B جانا ہے لیکن آپ mid میں جا کر روک دیں اور پھر کہیں کہ efficiency complete نہیں ہو رہی۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا میں کسی جماعت پر انگلی نہیں اٹھاتا میں کسی پر بات نہیں کرنا چاہتا بلکہ میں تو صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ شہر کا ایک نظام، ایک feasibility plan جو تیار تھا آپ نے اسے روک دیا آپ نے اسے چلنے ہی نہیں دیا کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ لاہور شہر کسی اور جماعت کو زیادہ ووٹ دیتا ہے اس لئے ہم نے اسے نہیں چلنے دینا۔ آپ دنیا کے کسی بھی شہر میں چلے جائیں wherever you will build underpasses اور آپ کہیں گے کہ ہم signal free corridor وہاں پر ٹریفک کا مسئلہ ہو گا یہ حل نہیں ہے۔ اس کا حل پبلک ٹرانسپوٹ ہے اور پبلک ٹرانسپورٹ ایک مہنگا سیکٹر ہے ایک subsidies sector ہے اس کے لئے حکومت اپنی جیب سے پیسا لگا کر عوام پر خرچ کرتی ہے تا کہ عوام آرام دہ سفر کر سکے۔ اگر ہم نے لاہور کے اندر congestion complete سے جان چھڑوانی ہے، اس وقت لاہور میں صرف موٹر سائیکل 40 سے 45 لاکھ رجسٹرڈ ہو چکے ہیں اور اگر آپ اس کا ڈیٹا اٹھائیں گے تو پتا چلے گا کہ کن کن سالوں میں کتنے موٹر سائیکل رجسٹر ہو رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے عوام کو بنیادی سہولت ہی نہیں دی۔ اگر ہم پانچ سال اسی سپیڈ سے کام کرتے رہتے جو 2013 سے 2018 میں ہو رہا تھا تو آج شاید یہ

سوال کرنے کا موقع ہی نہ آتا۔لاہور feeder root کے اندر جو 1580 بسیں چاہیں جس سے پورا لاہور connect ہو جائے گا اور شاید اس کے بعد آپ ایک change دیکھیں گے ، آپ لوگوں کا mood change دیکھیں گے کہ لوگ آرام سے بس میں بیٹھ کر point A to point B جا سکیں گے تو شاید ایک عام آدمی کے علاوہ ایک پیسے والا آدمی بھی prefer کرے گا کہ ٹریفک میں پھنس کر جانے کی بجائے میں بس میں بیٹھ کر جاتا ہوں لیکن جب تک وہ نہیں ہوتا تب تک ہمیں difficulty ہے and we have a traffic plan, we have all the plans اگر رانا صاحب کہیں گے I can share to him اور ان شاءاللہ ہماری کوشش ہو گی کہ ہم اسے جلد از جلد ٹھیک کریں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! مجھے بھی اس سوال پر ضمنی سوال کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! یہ last supplementary question ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ منسٹر صاحب بار بار ایک رونا روئے جا رہے ہیں۔ یہ تو 1985 سے لے کر آج تک اس پنجاب پر مسلط ہیں انہیں تین سال کی بہت تکلیف ہے لیکن باقی جو 40/35 سال ہیں انہوں نے ان میں کیا کیا ہے؟ یہ ہر بات پر تین سال کا رونا روتے ہیں۔ بھائی آپ 35 سال سے اس پنجاب کو کھا رہے ہیں، لوٹ رہے ہیں وہ آپ کو یاد نہیں لیکن آپ کو تین سال کا رونا یاد ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: .No cross talk please جی، میاں صاحب!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر 3 سالوں کی performance دیکھیں تو ان کے 35 سالوں سے زیادہ بہتر ہے آپ اس پر کسی دن debate رکھ لیں۔ عمران خان صاحب کا پنجاب کے اندر جو تین سالہ دور تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ پرانے 19 روٹس جو بند کئے گئے ہیں یہ کھولیں گے یا نئے روٹس بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میرا دوسرا سوال ہے کہ انہوں نے جنوبی پنجاب، ڈیرہ غازی خان کے بارے میں کوئی plan نہیں دیا کہ وہاں کے لوگوں کے

لئے پبلک ٹرانسپورٹ چاہیے یا نہیں، ملتان کا کوئی plan نہیں دیا، رحیم یار خان کا کوئی plan نہیں دیا۔ کیا وہاں کے لوگوں کو یہ پبلک ٹرانسپورٹ یا دوسری چیزوں کی سہولیات نہیں دینی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی بات سے agree کرتا ہوں کہ 1985 سے ادھر حکومت چل رہی ہے، پتا نہیں کون کون ان بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں جو یہاں پر ہوتے تھے جو حکومت کا حصہ ہوتے تھے لیکن ہم اس بات پر نہیں جاتے۔ انہیں جو تین سال کا افسوس ہے کہ ہم تین سال پر بات کرتے ہیں۔ میں ضرور جواب دوں گا کہ تین سال کا افسوس یہ ہے کہ ایک گاڑی اپنے track پر چل پڑی تھی اس نے منزل کی طرف جانا تھا لیکن آپ نے اس کے ٹائر پنکچر کر کے اور رم بیچ کر جو کوشش کی اس سے سسٹم بند ہو گیا اور سسٹم کو دوبارہ چلانے میں ٹائم لگتا ہے اور ہم آج بھی پہلے تین مہینوں میں کوشش کر رہے ہیں کہ اس نظام کو چلائیں۔ انہوں نے ڈیرہ غازی خان کی بات کی اس سلسلے میں میں عرض کرتا ہوں کہ اربن ماس ٹرانزٹ کے لئے already ہم نے پانچ شہروں کے اندر feasibility study کی ہے جن میں بہاولپور شامل ہے، جس کے اندر ملتان شامل ہے، فیصل آباد شامل ہے، گوجرانوالہ شامل ہے اور سیالکوٹ شامل ہے۔ ہم اس کے اندر اپنی feasibility study as per instruction of honourable Chief Minister of Punjab Maryam Nawaz Sharif Sahiba بالکل ہم باقی شہر جیسے انہوں نے رحیم یار خان اور ڈیرہ غازی خان کا نام لیا ہے ہم انہیں بھی شامل کریں گے لیکن وسائل کی کمی ہے اور وسائل کی کمی کی وجہ سے ہمیں step by step چلنا پڑے گا۔ جو زیادہ populated urban centers ہیں ہم پہلے انہیں cater for کر رہے ہیں لیکن میں آپ کے توسط سے ایوان میں ان کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ان شاء اللہ پانچ سال کے بعد ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ہمیں تو پانچ سال ملے تھے ہم کرتے کیا۔ کیونکہ پشاور میٹرو تو 9 سال میں تیار ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال جناب امجد علی جاوید!

جناب محمد اقبال: جناب سپیکر! مجھے بھی ضمنی سوال کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ اس سوال پر سات ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 247 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں منظور شدہ غیر منظور شدہ ٹرک سٹینڈز سے متعلق و دیگر تفصیلات

*247: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے ٹرک سٹینڈ منظور شدہ اور غیر منظور شدہ ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں ان کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) ان کا رقبہ کتنا ہے اور ان میں کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) کیا ان ٹرک سٹینڈز سے کوئی فیس وصول بھی کی جاتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) منظور شدہ اور غیر منظور شدہ ٹرک سٹینڈز سے سال 2020 سے سال 2024 تک کتنی فیس کس کس مد میں وصول کی گئی؟

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان):

(الف) سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جواب طلب کیا گیا جو کہ درج ذیل ہے:

بمطابق پنجاب موٹر وہیکلز رولز 1969 ٹرک سٹینڈ کی اصطلاح قانون میں موجود نہ ہے تاہم گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے لائسنس متعلقہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی جاری کرتی ہے یہ گڈز فارورڈنگ ایجنسیز مختلف قسم کی مال بردار گاڑیوں مثلاً ٹرک، مزدہ، پک اپ، ٹریلر وغیرہ کو مال برداری کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 2 گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے بکنگ دفاتر شور کوٹ روڈ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ اور 3 گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے دفاتر تحصیل کمالیہ میں واقع ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ ٹرک سٹینڈ کی اصطلاح قانون میں موجود نہ ہے۔ مزید برآں گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے لئے بھی مخصوص رقبہ کا تعین نہ کیا گیا ہے۔ البتہ ان گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کو لائسنس / آرڈر جاری کرتے وقت متعلقہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی مختلف سہولیات مثلاً پارکنگ ایریا، سامان رکھنے کے لئے گودام کی فراہمی اور صفائی ستھرائی کا انتظام وغیرہ کرنے کا پابند کر سکتی ہیں۔ مگر موجودہ حکومت موٹر وہیکلز رولز میں ترمیم کے ذریعے گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے طریق کار کو آسان اور قابل عمل بنا رہی ہے۔ جلد ہی رولز میں ترامیم کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا۔

(ج) موٹر وہیکلز رولز 1969 کے رول 254 اور رول 257 کے مطابق گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کی منظوری دی جاتی ہے۔ منظوری کے آرڈر / لائسنس کی فیس مبلغ 1000 روپے ہے جبکہ سالانہ تجدید کی فیس مبلغ 500 روپے مقرر ہے۔

(د) سال 2020 سے سال 2024 تک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی بھی منظور شدہ ٹرک سٹینڈ نہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی ٹرک سٹینڈ سے کوئی فیس وصول نہ کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کل کے وقفہ سوالات میں منسٹر صاحب نے ایک بات کہی تھی کہ میں جب بھی روسٹرم پر آتا ہوں تو میں straight forward یہ کہہ دیتا ہوں کہ جواب غلط ہے۔ تو آج کے جوابات کے حوالے سے میں یہ ہی عرض کروں گا لیکن میں کوشش کروں گا کہ میں ان الفاظ کا کوئی متبادل تلاش کر کے کہوں تاکہ ناگوار نہ گزرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد صاحب! آج تو ٹرانسپورٹ کے سوالات ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ:

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز(الف) میں پوچھا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے ٹرک سٹینڈ منظور شدہ ہیں اور کتنے غیر منظور شدہ ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House.جی، امجد صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز(الف) میں پوچھا ہے کہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے ٹرک سٹینڈ منظور شُدہ اور غیر منظور شُدہ ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں ان کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟" اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جواب طلب کیا گیا جو کہ درج ذیل ہے:

بمطابق پنجاب موٹر وہیکلز رولز 1969 ٹرک سٹینڈ کی اصطلاح قانون میں موجود نہ ہے تاہم گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے لائسنس متعلقہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی جاری کرتی ہے یہ گڈز فارورڈنگ ایجنسیز مختلف قسم کی مال بردار گاڑیوں مثلاً ٹرک، مزدہ، پک اَپ، ٹریلر وغیرہ کو مال برداری کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 2 گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے بکنگ دفاتر شور کوٹ روڈ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ اور 3 گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے دفاتر تحصیل کمالیہ میں واقع ہیں"۔ میں نے تو یہ پوچھا تھا کہ کتنے ٹرک سٹینڈ منظور شُدہ ہیں اور کتنے غیر منظور شُدہ ہیں۔ میں نے ان کا سارا جواب پڑھ دیا ہے اس میں تو میرے سوال کا جواب موجود نہیں ہے اگر کہیں ہے تو منسٹر صاحب مجھے بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! سوال نمبر 247 کے جواب کے جز(د) میں ہم نے بتایا ہے کہ "سال 2020 سے سال 2024 تک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی بھی منظور شُدہ ٹرک سٹینڈ نہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی ٹرک سٹینڈ سے کوئی فیس وصول نہ کی گئی ہے"۔ وہاں پر 2 گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کام کر رہیں ہیں۔ ان میں سے ایک القائم گڈز ہے جو کہ شور کوٹ روڈ پر ہے اور دوسری جیوے بابا فرید گڈز ہے اور یہ بھی شور کوٹ روڈ پر کام کر رہی ہے۔ وہاں پر 2 گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کام کر رہی ہیں جبکہ کوئی ٹرک سٹینڈر جسٹرڈ نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) کا جواب جز(الف) میں ہی ہونا چاہئے۔ میں نے تو وہی پڑھا ہے۔ میں نیچے والا جواب پڑھوں گا تو پھر اگلی بات کروں گا۔ اب منسٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ وہاں پر ٹرک سٹینڈ نہیں ہے جبکہ جواب میں بتایا جارہا ہے کہ "ٹرک سٹینڈ کی اصطلاح قانون میں موجود نہ ہے"۔ ٹھیک ہے کہ technically گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کی اصطلاح ہے۔ منسٹر صاحب نے اگلے جز میں یہ کہہ دیا ہے کہ وہاں پر دو گڈز فارورڈنگ ایجنسیز ہیں۔ میں تو خود ٹوبہ ٹیک سنگھ کا رہائشی ہوں اور مجھے دس بارہ گڈز فارورڈنگ ایجنسیوں کے نام زبانی یاد ہیں جو وہاں پر موجود ہیں۔ اگر اب میں یہ کہوں گا کہ جواب درست نہیں ہے تو پھر یہ mind کریں گے۔ آپ مجھے بتادیں کہ اس کا متبادل لفظ کیا ہے؟ میں وہ لفظ استعمال کرلیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ کی بات کو کوئی mind نہیں کرتا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! ہمیں یہ information سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی طرف سے آئی ہے اور جواب کے اندر تصاویر بھی لگی ہوئی ہیں۔ میں بتانا چاہوں گا کہ یہ دو ہی گڈز فارورڈنگ ایجنسیز ہیں جو شور کوٹ روڈ پر موجود ہیں۔ اگر معزز رکن identify کرتے ہیں کہ وہاں پر اس کے علاوہ مزید گڈز فارورڈنگ ایجنسیز بھی موجود ہیں تو ہم اس معاملے کو دیکھ لیتے ہیں۔ گڈز فارورڈنگ ایجنسی کا لائسنس الگ ہے اور ٹرک اڈے کا لائسنس الگ ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ٹرک اڈے کا کوئی لائسنس جاری نہیں کیا گیا۔ وہاں پر صرف گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے licenses issue کئے گئے ہیں۔ ہمارے پاس ریکارڈ میں وہاں پر صرف دو گڈز فارورڈنگ ایجنسیز ہیں اگر اس کے علاوہ کوئی agencies چل رہی ہیں تو we can look in to it.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جو کچھ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں میں اس کو درست تسلیم کروں یا جو جواب یہاں لکھ کر دیا گیا ہے اس کو درست سمجھوں۔ یہاں جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ "بمطابق پنجاب موٹر وہیکلز رولز 1969 ٹرک سٹینڈ کی اصطلاح قانون میں موجود نہ ہے۔" دوسرا منسٹر صاحب یہ فرمارہے ہیں کہ اگر میرے علم میں ہے تو میں بتادوں۔ میری یہ گزارش ہے کہ جنہوں نے یہ غلط جواب دیا ہے کیا ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی؟ میں ہر روز یہی case لے کر یہاں آپ کے سامنے پیش ہوتا ہوں کہ محکمہ جات جواب دیتے ہوئے اس ہاؤس کی sanctity کو

undermined کرتے ہیں۔ انہیں احساس ہونا چاہئے کہ اس ہاؤس کی sanctity کیا ہے اور یہاں پر غلط جواب دینے کے کیا consequences ہو سکتے ہیں؟ اب تک ہاؤس میں غلط جواب دینے کے consequences کسی کو بھگتنے نہیں پڑے۔ یہ اس ہاؤس کی توہین ہے اور اس پر پورے ہاؤس کی تحریک استحقاق بنتی ہے۔ ہر روز یہاں پر یہی تماشا ہوتا ہے۔ آپ بے شک اس معزز ہاؤس کا کوئی ممبر depute کر دیں۔ وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ آ کر visit کر لے اور اگر وہاں پر دو درجن سے کم گڈز فارورڈنگ ایجنسیز ہوئیں تو انشاءاللہ تعالیٰ میں اس چیز کا ذمہ دار ہوں گا۔

وزیر ٹرانسپورٹ وماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! آج محکمہ ٹرانسپورٹ کے حوالے سے ہمارا پہلا وقفہ سوالات ہے۔ اگر معزز رکن امجد علی جاوید صاحب کو کسی اور منسٹر سے شکایت ہے تو وہ اپنی شکایت مہربانی کر کے ان سے کریں اور ان کی شکایت میرے ساتھ نہ کریں۔ میرے تو یہ بھائی ہیں اور میں ان کو ہر چیز کا جواب دینے اور cooperate کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن یہ کہنا کہ میری "گل سُن دا ای کوئی نئیں" یہ زیادتی والی بات ہے۔ مہربانی کر کے ایسی بات نہ کریں۔ ہمارے پاس ریکارڈ کے مطابق وہاں پر دو گڈز فارورڈنگ ایجنسیز ہیں جو کہ کام کر رہی ہیں۔ میں نے ان کے نام بھی بتا دیئے ہیں اور location بھی بتائی ہے۔ اس کے علاوہ تین گڈز فارورڈنگ ایجنسیز تحصیل کمالیہ میں کام کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر وہاں پر کوئی بندہ illegal کام کر رہا ہے تو آپ اس کو identify کر دیں تا کہ ہم ان illegal کام کرنے والوں کو بند کریں اور ان کو کام نہ کرنے دیا جائے۔ اس حوالے سے معزز ممبر ہمیں تھوڑا سا guide کر دیں اور ناراض نہ ہوں کیونکہ ہم تو ان سے cooperate کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ identify کر دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کیا یہ دو گڈز فارورڈنگ کمپنیاں منظور شُدہ ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ وماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! سوال کے اندر تھوڑی سی confusion پیدا ہو رہی ہے۔ سوال یہ کیا گیا ہے کہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے ٹرک سٹینڈ منظور شُدہ اور غیر منظور شُدہ ہیں"؟ اس کا ہم نے یہ جواب دیا ہے کہ "چونکہ بمطابق پنجاب موٹر وہیکلز رولز 1969 ٹرک سٹینڈ کی اصطلاح قانون میں موجود نہ ہے۔" اس لئے ہمارے پاس وہاں پر

ٹرکوں کے رجسٹرڈ اڈے نہیں ہیں اور گڈز فارورڈنگ کمپنیاں ہیں That is a separate issue.وہ ایک علیٰحدہ قانون کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہیں تو معزز رکن دونوں کو mixنہ کریں۔ ہمارے پاس منظور شدہ ٹرک اڈےzeroہیں۔ ہم نے گڈز فارورڈنگ کمپنیوں کے حوالے سے جواب دے دیا ہے۔ گڈز فارورڈنگ کمپنی کا مطلب یہ ہے کہ ایک بندے نے وہاں پر سٹینڈ بنایا، اس بندے کی پرائیویٹ پراپرٹی ہے اور وہ وہاں پر اپنے ٹرک کھڑے کرتا ہے۔ He is not allowed to load.اگر وہ ٹرک وہاں سے جا کر کسی اور جگہ سےloadingکرتا ہے تو وہ اس مد میں آتا ہے۔ میں اپنے معزز بھائی سے پھر درخواست کروں گا کہ اگر آپ کو لگتا ہے کہ وہاں پر گڈز فارورڈنگ کمپنیاں زیادہ ہیں تو مہربانی کر کے ان کو identifyکریں۔ میرے محکمہ کے سیکرٹری گیلری میں موجود ہیں۔ سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور دوسرے متعلقہ افسران سب گیلری میں موجود ہیں۔ ہم آپ کی نشاندہی پر کارروائی کریں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ گیلری میں ان کے محکمہ کے سیکرٹری اور دوسرے افسران موجود ہیں تو یہ ان سے پوچھیں کہ انہوں نے غلط جواب کیوں دیا ہے؟ میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ منسٹر صاحب ان سے پوچھیں کہ انہوں نے غلط جواب کیوں دیا ہے؟ انہیں پتا ہو کہ ہم نے آئندہ ہاؤس میں غلط جواب نہیں دینا اور اگر غلط جواب دیں گے تو پھر اس کےconsequencesہوں گے۔

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ "موٹر وہیکلز رولز 1969 کے رول 254 اور رول 257 کے مطابق گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کی منظوری دی جاتی ہے۔ منظوری کے آرڈر/لائسنس کی فیس مبلغ-/1000 روپے ہے جبکہ سالانہ تجدید کی فیس مبلغ-/500 روپے مقرر ہے"۔ اسی لئے ہم معزز رکن سے کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی ٹرک سٹینڈ نہیں ہے بلکہ گڈز فارورڈنگ ایجنسیز ہیں اور ہمارے ریکارڈ کے مطابق وہاں پر صرف دو ہی رجسٹرڈ گڈز فارورڈنگ ایجنسیز ہیں۔ میں اپنے معزز ممبر سے بار بار یہی عرض کر رہا ہوں کہ ہم یہاں پر آپ سے لڑنے کے لئے نہیں آئے بلکہ ہم آپ کو جواب دینے آئے ہیں۔ اگر آپ کو لگتا ہے کہ ہمارا جواب ٹھیک نہیں تو ہمیںguideکر دیں۔ میں نے بتایا ہے

کہ گیلری میں میرا پورا محکمہ آ کر بیٹھا ہوا ہے۔ ہم معزز رکن امجد علی جاوید صاحب کے ساتھ ہر طرح cooperate کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ امجد علی جاوید صاحب کو ساتھ بٹھالیں اور ان کو پوری طرح مطمئن کریں۔ امجد علی جاوید صاحب! اگر کہیں پر کوئی confusion آ رہی ہے تو منسٹر صاحب آپ کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور آپ کی confusion دور کر دیتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے تو کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ میں تو روز یہ case لے کر آتا ہوں کہ جو آفیسرز گیلری میں بیٹھتے ہیں وہ غلط جواب دے کر اس ہاؤس کی توہین کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب آپ اس ڈیپارٹمنٹ کا مذاق دیکھیں۔ گڈز فارورڈنگ ایجنسی کروڑوں روپے کا business کرتی ہے جبکہ اس کے لائسنس کی فیس مبلغ ایک ہزار روپے ہے۔ بلدیہ ریڑھی والے سے ایک ہزار روپے سے زیادہ فیس وصول کرتی ہے جبکہ کروڑوں روپے کا بزنس کرنے والے سے ایک ہزار روپے فیس وصول کی جا رہی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ منسٹر صاحب تو نئے آئے ہیں اور یہ system کی خرابیاں ہیں۔ بہر حال میں تو system کی خرابیاں point out کر رہا ہوں۔ منسٹر صاحب نوجوان آدمی ہیں لہٰذا یہ ان خرابیوں کو دور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع دیا ہے یہ اس پر کام کریں اور پچھلے 75/70 سالوں کی خرابیوں کو دور کریں۔ ہم اس کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ گڈز فارورڈنگ ایجنسی سے لائسنس کی مد میں ایک ہزار روپے فیس وصول کرنا تو مذاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب امجد علی جاوید! منسٹر صاحب بڑے energetic and young ہیں۔ یہ کام کرنے والے ہیں۔ ان کی حکومت کو ابھی دو سے تین ماہ ہوئے ہیں۔ آپ ان کو موقع دیں تاکہ یہ پنجاب کی عوام کی بہتری کے لئے یہ کام کریں تاکہ یہ پنجاب میں deliver کر سکیں۔ ان کو deliver کرنے کا موقع بھی تو دیں ناں! سابقہ دور میں جو کام نہیں ہو سکے اُنہیں بھی تو ٹھیک کرنا ہے ناں! سارے وزراء ماشاءاللہ نوجوان ہیں انہیں ایک دفعہ موقع دیں۔ جی، سردار محمد علی خان!

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے ابھی وزراء صاحبان کے بارے میں جیسے فرمایا تو میں آپ کی اس بات کو second کروں گا کہ مجھے اُس دن سپیکر صاحب کے حکم پر محکمہ معدنیات کے حوالے سے House کی ایک کمیٹی بنائی گئی اور تینوں وزراء یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جن میں وزیر ٹرانسپورٹ، وزیر معدنیات اور وزیر سی اینڈ ڈبلیو، جو اُس کمیٹی کے ممبران تھے تو مجھے خوش قسمتی سے ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا وہاں میرے ساتھ برگیڈیئر مشتاق احمد بھی موجود تھے۔ مجھے ان وزراء میں تھوڑا سا spark نظر آیا اگر وہ spark positive angle میں گیا تو یہ انشاءاللہ deliver کریں گے۔

جناب سپیکر! میں جُز "د" سے متعلق وزیر موصوف سے ایک ضمنی سوال کرنے کی جسارت کروں گا۔ میرا تعلق فتح جنگ شہر سے ہے جغرافیائی اور strategic حوالے سے یہ شہر بڑا اہم تصور کیا جارہا ہے کیونکہ اسلام آباد شہر کی ساری expansion اب فتح جنگ شہر کی طرف ہے اور Economic Corridor کا پہلا gateway بھی ڈھوک سیداں، فتح جنگ انٹر چینج ہے۔ فتح جنگ شہر میں عرصہ دراز سے ایک غیر قانونی بسوں کا اڈا چل رہا ہے جس کی وجہ سے آنے جانے والے مسافروں کو شدید تکلیف ہے یہ روڈ میانوالی اور کراچی تک جاتا ہے اور اس روڈ کے اوپر آدھا آدھا، پونا پونا گھنٹہ ٹریفک جام ہوتی ہے۔ ہمارا یہ pride ہے کہ میرے شہر کی 17 پی ایچ ڈی بچیاں ابھی فارغ البال ہوئی ہیں تو فتح جنگ شہر کی 17 پی ایچ ڈی بچیاں اللہ کے فضل سے اس ملک کو ملی ہیں۔ ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ فتح جنگ شہر کی بچیاں اور بچے صبح سویرے کالج اور یونیورسٹی جاتے ہیں اُس میں میری submission ہے کہ جس طرح بڑے شہروں میں Speedo and public transport کی بسیں چلائی جارہی ہیں وہاں سے اگر میٹرو سٹیشن تک چار پانچ بسیں چلا دی جائیں تو ہم اس ملک کو اور پڑھے لکھے بچے دے سکیں گے۔ وزیر موصوف سے میری یہ درخواست ہے کہ اس سے میرے بھائی وزیر ٹرانسپورٹ اور اس حکومت کی طرف سے ایک بہت اچھا message جائے گا اور میں توقع رکھتا ہوں کہ جس طرح وزیر موصوف کا dynamic get up ہے اور جس طرح وہ deliver کرتے ہیں وہ ان شاءاللہ عملی طور پر بھی deliver کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ وماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! میں for these kind words معزز ممبر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گیلری میں میری ٹیم موجود ہے جو ہر چیز نوٹ کر رہی ہے۔ انہوں نے میٹرو بس سٹیشن تک بچوں اور بچیوں کے آنے جانے کے لئے جو بسوں کی بات کی ہم اس پر بھی working کر کے معزز ممبر کے ساتھ share کرتے ہیں اور میرے بھائی نے بات کی کہ فتح جنگ شہر میں بسوں کا غیر قانونی اڈا چل رہا ہے تو میرے ساتھ یہاں پر سیکرٹری ٹرانسپورٹ آئے ہوئے ہیں تو میں اُن سے request کروں گا He must take notice of it. اور ہم in a couple of days معزز ممبر کو بھی مطلع کریں گے کہ ہم نے اس پر کیا action لیا ہے۔ پچھلے ادوار میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ محکمہ جات کو جس level پر کام کرنا چاہئے تھا وہ کر نہیں پائے۔ ہم نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ ہم غیر قانونی بس اڈوں کو identify بھی کریں گے، اُنہیں warning بھی دیں گے اور اُنہیں بند بھی کرائیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ اگلے سال تک ان شاء اللہ صرف حکومت کے منظور شُدہ اڈے ہی چل رہے ہوں گے کیونکہ یہ ایک long procedure ہے کہ پنجاب میں 176 تحصیلیں ہیں اور اُن کے اندر بے تحاشا مسائل ہیں تو ہم one by one ان سب مسائل کو دیکھ کر حل کریں گے۔ میں معزز ممبر کو بھی یہ ضرور بتاؤں گا کہ We will get in touch with you. اور ہم اس کی رپورٹ بھی معزز ممبر کو دیں گے اور وہ اس پر عمل ہوتا ہوا بھی دیکھیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 248 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: ٹرک سٹینڈز کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل اور ان کی منتقلی سے متعلق و دیگر تفصیلات

***248: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ٹرک سٹینڈ شہر کے اندر واقع ہیں کیا یہ بھی درست ہے کہ ملک کے اندر سیکورٹی کی موجودہ صورتحال میں یہ ایک بڑا سیکورٹی لیپس ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کی وجہ سے شہر کے اندر خصوصاً شور کوٹ روڈ پر اکثر ٹریفک بلاک رہتی ہے اور ٹریفک کے شدید مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ بھر کے اکثر شہروں میں ٹرک سٹینڈ شہروں سے باہر منتقل کر دیئے گئے ہیں۔

(د) کیا حکومت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے شہریوں کو ٹریفک بلاک سے بچانے کے لئے اور سہولت پیدا کرنے کے لئے شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ٹرانسپورٹ وماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان):

(الف) سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جواب طلب کیا گیا جو کہ درج ذیل ہے:۔

بمطابق پنجاب موٹر وہیکلز رولز 1969 ٹرک سٹینڈ کی اصطلاح قانون میں موجود نہ ہے تاہم گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے لائسنس متعلق ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی جاری کرتی ہے یہ گڈز فارورڈنگ ایجنسیز مختلف قسم کی مال بردار گاڑیوں مثلاً ٹرک، مزدہ، پک اپ، ٹریلر وغیرہ کو مال برداری کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل پانچ گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے دفاتر موجود ہیں جن میں سے دو تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ اور تین تحصیل کمالیہ میں موجود ہیں۔ تاہم کوئی بھی منظور شدہ گڈز فارورڈنگ ایجنسی موجود نہ ہے۔ ان ایجنسیز کو لائسنس حاصل کرنے کے لئے بمطابق موٹر وہیکل رولز 1969 رول 254(1) نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں۔ ان ایجنسیز کی بابت سکیورٹی رسک یا سکیورٹی لیپ کے بارے میں کبھی کوئی اعتراض یا اطلاع موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر شور کوٹ روڈ پر گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے صرف 2 بکنگ دفاتر ہیں جن پر مال برداری کا کام نہیں ہوتا اس وجہ سے شور کوٹ روڈ پر ٹریفک کا مسئلہ موجود نہ ہے۔ تاہم شور کوٹ روڈ پر ریلوے پھاٹک بند ہونے کے دوران ٹریفک کا رش بڑھ جاتا ہے۔

(ج) صوبہ بھر کے کچھ شہروں میں گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے دفاتر جزوی طور پر شہروں سے باہر منتقل کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ حافظ آباد، چکوال، میانوالی اور ملتان وغیرہ۔ ان شہروں اور باقی ماندہ اضلاع کی ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیز ان گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے دفاتر کو شہروں سے باہر منتقل کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

(د) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے دفاتر کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا معاملہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی آئندہ میٹنگ میں زیر بحث لایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب امجد علی!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے جُز (الف) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ٹرک سٹینڈ شہر کے اندر واقع ہیں کیا یہ بھی درست ہے کہ ملک کے اندر سکیورٹی کی موجودہ صورتحال میں یہ ایک بڑا security lapse ہے؟ میرے اس سوال کے جواب میں بھی پھر وہی بات دہرائی گئی ہے یعنی اس میں بڑا contradiction ہے۔ ابھی وزیر موصوف فرمارہے تھے کہ 2 goods forwarding agencies منظور شدہ ہیں۔ میں وزیر موصوف کو بھی اور گیلری میں بیٹھے ہوئے اُن لوگوں کو بھی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر سارے "بُٹ" نہیں بیٹھے ہوئے یہ سارے لوگ اس ایوان کی کارروائی کو بڑے غور سے دیکھ رہے ہوتے ہیں تو یہ ذرا دھیان سے جواب لکھا کریں۔ ایک جُز دوسرے جُز سے contradictory نہیں ہونا چاہئے۔ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ تاہم کوئی بھی منظور شدہ goods forwarding agency موجود نہ ہے وزیر موصوف اب ٹھیک فرمارہے ہیں یا یہ جواب لکھ کر دینے والے ٹھیک فرمارہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! یہاں پر بالکل ایسے ہی لکھا ہوا ہے اور اُس میں لکھا ہوا ہے کہ کُل پانچ goods forwarding agencies ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کام کر رہی ہیں جن میں دو ٹوبہ ٹیک سنگھ تحصیل اور تین کمالیہ میں کام کر رہی ہیں جن کے میں نے نام بھی بتائے ہیں۔ معزز ممبر نے اپنے سوال کے اندر پوچھا ہوا ہے کہ کیا ٹرک سٹینڈ شہر کے اندر واقعہ ہیں؟ تو ہم نے جواب دیا ہے کہ ٹرک سٹینڈ شہر کے اندر واقع نہیں

ہیں۔ goods forwarding companies شہر کے اندر ہیں جو ٹرک سٹینڈ میں نہیں آتیں۔ جواب میں یہ بھی بتایا ہوا ہے کہ goods forwarding agencies کس rule کے تحت کام کرتی ہیں اور وہ کون کون سی گاڑیاں استعمال کر سکتے ہیں اس کے بارے میں بھی جواب میں لکھا ہوا ہے۔ معزز ممبر نے آگے پوچھا کہ ٹرک سٹینڈ شہر کے اندر واقع ہے تو یہ دونوں goods forwarding agencies شہر کے Bypass کے نزدیک ہیں۔ Bypass کا کام تھوڑا سا رُکا ہوا ہے جس کی وجہ سے تھوڑا سی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہاں پر ایک ریلوے پھاٹک ہے جب وہ پھاٹک بند ہوتا ہے تو وہاں پر ٹریفک پھنس جاتی ہے۔ معزز ممبر نے یہ بھی پوچھا ہے کہ ملک کے اندر موجودہ سکیورٹی کی موجودہ صورت حال پر کیا یہ ایک security lapse نہیں ہے؟ تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ ٹرک اڈا چونکہ شہر کے اندر ہے ہی نہیں کیونکہ ہم شہر کے اندر کوئی ٹرک اڈا منظور نہیں کر سکتے۔ آج تک ہمیں کسی security agency نے رپورٹ نہیں کیا کہ ان دو goods forwarding agencies جن کے نام القائم اور جیوے بابا فرید ہیں ان کے حوالے سے کوئی security threat arise ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب امجد علی!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال کچھ اور ہے جب کہ وزیر موصوف کوئی اور جواب دے رہے ہیں۔ میں آپ کی اور وزیر موصوف کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا تھا اب وزیر موصوف نے پھر اُن دو agencies کے نام لے دیئے ہیں کہ یہ دونوں goods forwarding agencies منظور شدہ ہیں۔ ان کا محکمہ اس سوال کے جواب میں کہہ رہا ہے کہ یہ منظور شدہ نہیں ہیں۔ میں نے تو اپنے سوال کے جواب سے پڑھ کر ضمنی سوال کیا تھا۔ وزیر موصوف نے میرے ضمنی سوال کے جواب میں یہ باتیں کی ہیں اور وزیر موصوف نے چونکہ شہر نہیں دیکھا ہوا تو جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "آلے دا خط پڑھنے آلا طوطا۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب امجد علی! آپ وزیر صاحب کو اپنے شہر کا visit کرائیں ناں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو visit کرا دوں گا۔ وزیر موصوف کو محکمہ جو کہتا ہے وہ یہاں آ کر ہمیں بتا دیتے ہیں۔ وزیر موصوف نے Bypass کا ذکر کیا تو یہ Bypass شہر

سے ایک طرف 7 کلو میٹر ہے اور دوسری طرف 3 کلو میٹر ہے۔ یہ اڈے شہر کے مرکز سے 2 فرلانگ پر ہیں اور یہ دونوں اڈے in the heart of city ہیں۔ غلہ منڈی اور لکڑ منڈی اُسی 2 فرلانگ کے area میں موجود ہیں تو میری اپنے بھائی سے گزارش ہے کہ ضِد نہ کیا کریں بلکہ حقائق کو تسلیم کر لیا کریں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر! اب اسی جز میں جو اہم بات ہے اور محکمہ کرتا کیا ہے؟ یہ اڈے کیوں منظور نہیں ہوتے اور کیوں گڈر فارورڈنگ ایجنسیاں منظور نہیں ہوتیں؟ یہ اس بات کو cover کرنے کے لئے کہا گیا ہے کہ ان ایجنسیوں کو لائسنس حاصل کرنے کے لئے بمطابق موٹر وہیکل رولز 1969 کے رول 254 اور 257 (اول) کے مطابق نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں۔ اس شہر کو بنے ہوئے 77 سال ہو گئے ہیں۔ انہوں نے ابھی نوٹس جاری کئے ہیں اور معلوم نہیں کہ یہ کاغذی کارروائی ہو۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر انہوں نے جاری کئے ہیں تو کیا ان کے پاس وہ کاپی ہے تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ واقعتاً نوٹس کئے ہوئے ہیں۔ چلیں! یہی مان لیتے ہیں کہ 77 سال میں نوٹس ہی جاری کئے ہیں۔ یہ بتا دیں کہ ان کے پاس نوٹس کی کوئی کاپی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا آپ کے پاس نوٹس کی کاپی ہے۔ آپ امجد صاحب کو فراہم کریں۔

وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! ہم ان کو وہ نوٹس فراہم کر دیتے ہیں۔ میرے پاس اس وقت نوٹس کی کاپی موجود نہیں ہے کیونکہ اس نوٹس کے بارے میں سوال تھا اور نہ ہی بات تھی۔ اب انہوں نے ایک point اُٹھایا ہے تو ہم نے ان کو نوٹس جاری کئے ہیں۔ ہم ان کی کاپی معزز ممبر کو فراہم کر دیں گے تاکہ ان کی تسلی ہو جائے۔ میں پہلے بھی اپنے فاضل بھائی سے عرض کر چکا ہوں کہ آپ جو چیز ہمیں بتا رہے ہیں۔ آپ اس حوالے سے ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہمیں بتائیں تاکہ ہم اس کا سدباب کریں۔ یہاں خالی بحث کرنا مقصد نہیں ہے۔ ہمارا مقصد تو مسئلے کا حل ہے۔ آج آپ نشاندہی کر رہے ہیں اور واقعی آپ درست فرما رہے ہیں کہ میرا کبھی اس شہر میں چکر نہیں لگا۔ آپ اس شہر کے رہنے والے ہیں۔ آپ جس مسئلے کی نشاندہی کر رہے ہیں تو ہم آپ کی بات مانتے ہیں اور آپ جو بھی action لینا چاہتے ہیں تو آپ ہمیں بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا visit بھی کریں۔

وزیر ٹرانسپورٹ وماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جی، ہم visit کریں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ یہ ٹرک سٹینڈز نہیں ہیں بلکہ گڈز فارورڈنگ ایجنسیاں ہیں تو یہی سہی لیکن موجود تو ہیں۔ یہ گورنمنٹ کو ایک پیسا دیئے بغیر کام کر رہے ہیں۔ یہ صرف محکمہ کی ملی بھگت اور منتھلی دے کر کام کر رہے ہیں۔ وہ باقاعدہ penalize بھی ہوں اور pool میں بھی آئیں اور ان کی سسٹم میں آنے کے بعد منظوری ہو۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ محکمہ اپنا کام کرے صرف منتھلیاں وصول نہ کرے۔ ان کی رجسٹریشن کرے تاکہ سرکار کے خزانے میں لاکھوں روپے سالانہ جمع ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کی وجہ سے شہر کے اندر خصوصاً شور کوٹ روڈ پر اکثر ٹریفک بلاک رہتی ہے اور ٹریفک کے شدید مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر شور کوٹ روڈ پر گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے صرف 2 بکنگ دفاتر ہیں جن پر مال برداری کا کام نہیں ہوتا۔ میں یہی پوچھتا ہوں کہ اگر مال برداری کا کام نہیں ہوتا تو وہ گڈز فارورڈنگ ایجنسیز وہاں کیا کر رہی ہیں۔ آپ دو ہی مان لیں دو در جن نہ مانیں۔ وہ دو اگر وہاں موجود ہیں اور کام بھی نہیں کر رہیں تو کیا وہ سارا دن وہاں مکھیاں مارتے ہیں۔ منسٹر صاحب اس حوالے سے ہی بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس پر نوٹس بھی لیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ وماس ٹرانزٹ (جناب بلال اکبر خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ جو گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کی بات ہو رہی ہے۔ ان کے پاس ایک substantial piece of land موجود ہے جس میں ان کی اپنی پارکنگ موجود ہیں۔ باباجیوے کے ساتھ ایک پٹرول پمپ بنا ہوا ہے وہ اسے بطور اپنی پارکنگ استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں ادھر کہیں بھی شکایت موصول نہیں ہوئی کہ یہ ٹرک سڑک پر کھڑے ہوتے ہیں جس سے ٹریفک پر اثرات آئیں۔ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ اس سڑک پر آگے ایک پھاٹک ہے۔ وہ پھاٹک جب بند ہوتا ہے تو ٹریفک flow کی وجہ سے رش ہو جاتا ہے۔ انہوں نے سوال کیا ہے کہ یہ گڈز فارورڈنگ ایجنسیاں مال برداری نہیں کرتیں تو

کیا کرتی ہیں۔ اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے کیونکہ کمپنی کا اپنا بزنس ماڈل ہے وہ کام کریں یا نہ کریں۔ ہمارے پاس یہی معلومات ہیں۔ اگر آپ کہیں گے تو ہم نے وہاں کی peak hours کی drone footage منگوائی ہے، وہ ہم آپ اور فاضل دوست کے ساتھ share کر دیں گے تاکہ ان کو بھی تسلی ہو کہ ہم جو بات کر رہے ہیں صحیح کر رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ پھاٹک روڈ پر نہیں ہے۔ پھاٹک تو شہر کے دوسری طرف center میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد صاحب! میں نے بڑی سادہ بات کی ہے کہ آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ آپ کے جتنے بھی خدشات ہیں وہ سارے دُور ہو جائیں گے۔ اس حوالے سے ان کو پتا بھی چلے گا کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے عوام کن مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ آپ ایک visit کر لیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے اس میں ایک ضروری بات کرنی ہے جس سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ انہوں نے جز(د) کے جواب میں کہا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گڈز فارورڈنگ ایجنسیز کے دفاتر کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا معاملہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی آئندہ میٹنگ میں زیر بحث لایا جائے گا۔ میں منسٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ 2016 اور 2017 میں گڈز فارورڈنگ ایجنسیوں کے لئے جگہ مختص ہوئی تھی۔ آپ اگر اپنے محکمہ سے وہی ریکارڈ منگوا لیں تو وہاں تقریباً تین چار درجن فارورڈنگ ایجنسیوں کی فہرست ہو گی۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم یہ کام کر رہے ہیں ہمیں یہ جگہ الاٹ کی جائے۔ یہ بھی جھوٹ ہے جب وہ ریکارڈ آئے گا تو انہیں سب پتا چل جائے گا کہ جواب غلط ہے یا صحیح ہے۔ میرا مدعا وہی ہے اور وہی میرا کیس ہے کہ محکمے جواب درست نہیں دیتے۔ یہ بلاوجہ defend کرتے ہیں۔ میں نے جو باتیں کی ہیں انہیں بٹھا کر پوچھ لیں اور جنہوں نے غلط کام کیا ہے ان کا علاج کریں تاکہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد صاحب! آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں تاکہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مسائل حل ہوں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، برگیڈیئر صاحب!

حلقہ پی پی-26 تحصیل پنڈ دادنخان میں کشتی اُلٹنے سے 6 افراد کی ہلاکت

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میں جانتا ہوں کہ بڑے اہم issue پر بات ہو رہی ہے۔ مجھے آپ کی توجہ اور اجازت چاہئے کہ میں ایک بہت اندوہناک مسئلے کی طرف آپ کی، اس ہاؤس کی اور گورنمنٹ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میرے حلقہ پی پی۔26 تحصیل پنڈ دادنخان میں آج صبح Boat capsizing کا ایک حادثہ ہوا ہے۔ جس میں 6 ہلاکتیں ہو چکی ہیں۔ میرے پاس جو ابتدائی معلومات آئی ہیں کہ سگھرپور جو دریائے جہلم کے right bank پر ہے۔ وہاں سے ایک کشتی ضلع کونسل کی منظوری سے چلتی ہے۔ آج صبح وہاں ایک کشتی اُلٹ گئی اور اس حادثے میں 6 ہلاکتیں ہو چکی ہیں۔ یہ ابھی تک کی معلومات ہیں۔ اس کے علاوہ زخمیوں یا ہلاکتوں کا مجھے اندازہ بھی نہیں ہے۔ ان ہلاک ہونے والوں میں 4 بچے شامل ہیں۔ آپ یقین کریں میں نے ان بچوں کی تصاویر دیکھی ہیں۔ یہ دوسرا واقعہ ہوا ہے۔ آج سے دو تین سال پہلے بھی ایسا واقعہ ہوا تھا اس میں سنگینی کم تھی۔ اس میں دو تین issues ہیں۔ میری منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ میرے پاس جو visuals آئے ہیں وہ بہت تکلیف دہ ہیں۔ وہاں پر تین چیزیں clear ہو گئی ہیں۔ ڈسٹرکٹ کونسل نے سگھرپور پتن کو operate کرنے کا ٹھیکہ دیا ہوا ہے۔ یہاں دکھ کی بات یہ ہے کہ آج صبح 6 ہلاکتیں ہوئی ہیں اور ڈسٹرکٹ کونسل کا چیف آفیسر کسی high official کے ساتھ visit پر تھا۔ اس نے اتنی تکلیف گوارا نہیں کی کہ وہ موقع پر پہنچ کر کم از کم ان لوگوں کی اشک شوئی کر دیتا۔ یہ بے حسی ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ بے حسی ہمارے حکومت کے ساڑھے تین سالہ دور میں نہیں ہو گی۔ اگر اس وقت بھی ایسا ہوتا رہا ہے تو اس کی بھی مذمت کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں نے دو چار سوال پوچھے تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا کہ جب آپ ٹینڈر دیتے ہیں تو آپ کی شرائط کیا ہوتی ہیں۔ visual footage کے مطابق تو حادثے کا شکار ہونے والی کشتی درمیانی قسم کی کشتی ہے۔ اس پر کیری ڈبہ، 20 موٹر سائیکلیں اور

30 سے 40 بندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے ایسا لگتا ہے کہ ferry service between the Sagharpur and Mandi Bahauddin operate ہو رہی ہے۔ یقیناً وہاں جو operate کر رہے ہیں ان کی بھی کوتاہی اور لاپرواہی ہے کہ انہوں نے وہاں پر کسی قسم کے حفاظتی اقدامات نہیں کئے ہوئے جس کی وجہ سے 6 قیمتی جانوں کا آج زیاں ہوا ہے۔ ان بچوں کی عمریں 8 سے 14 سال کے درمیان ہیں۔ وہ تصویر دیکھ کر دل دہل جاتا ہے۔ میری آپ کی اجازت سے درخواست یہ ہے کہ منسٹر صاحب متعلقہ افسران سے جو ضلع کونسل کے انچارج ڈپٹی کمشنر ہیں ان سے مکمل رپورٹ منگوائیں۔ اس رپورٹ کے تین پہلو ہونے چاہئیں کہ اس واقعہ کا ذمہ دار کون ہے، اس کے لئے مقررہ وقت میں غیر جانبدار انکوائری ہونی چاہئے اور جو ذمہ دار ہو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے اور ہوتی ہوئی نظر بھی آنی چاہئے۔ میری درخواست یہ بھی ہے کہ جہاں پر safety problems ہیں آئندہ اس طرح کے حادثات کو روکنے کے لئے اگر مناسب سمجھتے ہیں تو دریائے جہلم کے دائیں بائیں دونوں کناروں پر پتن operate ہو رہے ہیں ان سب کی safety ہونی چاہئے۔ اگر حکومت سمجھے تو باقی دریاؤں کو بھی شامل کر سکتی ہے۔ میری تیسری تجویز یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات کو روکنے کے لئے ہنگامی اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: بریگیڈیئر صاحب آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے؟ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان کی ساری بات سن نہیں سکا تو رپورٹ منگوا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی رپورٹ فوراً منگوائیں بریگیڈیئر صاحب اس کو آپ کے ساتھ discuss بھی کر لیتے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی ٹھیک ہے اس میں اور بھی اگر کچھ further instruct کرنا چاہتے ہیں تو اس کے مطابق رپورٹ منگوا لیتے ہیں۔

جناب محمد اویس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اویس صاحب!

شیخوپورہ: پولیس کے رویہ سے دلبرداشتہ خاتون کی خودکشی

جناب محمد اویس: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے ضلع شیخوپورہ کے اندر انتہائی افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے میں شکر گزار ہوں منسٹر صاحب کا کہ وہ اب میری بات کو سن رہے ہیں۔ میرے ضلع شیخوپورہ کے اندر ایک خاتون کے ساتھ ہسپتال کے اندر زیادتی ہوئی اور زیادتی ہونے کے بعد پولیس نے زیادتی کی دفعات شامل نہیں کی جس کی وجہ سے اس کا میڈیکل نہیں ہو سکا اور اس خاتون نے خودکشی کر لی یہ انتہائی افسوسناک اور الم ناک واقعہ ہے انصاف کے تقاضے کا جس طرح سے ہمارا محکمہ پولیس دھجیاں اڑا رہا ہے تو میری گزارش ہے کہ وہ خاتون اس دنیا سے تو جو جا چکی ہے لیکن اب کم از کم اس معاملہ پر ان پولیس افسران کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے اور اس پر باقاعدہ طور پہ investigation کی جائے اور خاص طور پر اس کیس کو follow بھی کیا جائے تاکہ آئندہ کم از کم اس طرح کا واقعہ پیش نہ آئے۔ ہسپتال میں اس طرح کا واقعہ ہونا یہ ظلم اور بربریت کی انتہا ہوئی ہے یہ انسانیت کی اور خواتین کی عزت کے خلاف انتہائی ظلم ہے میں امید کرتا ہوں کہ اس پر باقاعدہ ایکشن لیا جائے گا اور خاص طور پر وہ پولیس افسر جو اس خاتون کو انصاف مہیا نہیں کر سکا اور اس خاتون نے انتہائی قدم اٹھا کر اپنی جان دے دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ورک صاحب کب کا واقعہ ہے؟

جناب محمد اویس: جناب سپیکر! یہ دو چار روز پہلے کا واقعہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب اس پر آپ پوری تحقیقات کروائیں اور اس کی رپورٹ یہاں ایوان میں پیش کریں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی ٹھیک ہے۔

جناب محمد اویس: جناب سپیکر! اس میں ایک بات add کرنا چاہوں گا کہ اس میں ہسپتال کا عملہ بھی ملوث تھا خاتون کے ساتھ سکیورٹی گارڈ نے زیادتی کی ہے تو لہٰذا اس کو بھی benefit دینے کے لئے اس کا میڈیکل نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اویس صاحب آپ منسٹر پارلیمانی امور کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد اویس: جناب سپیکر! جی بہت شکریہ۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: Now, we take up Call Attention Notices اور پہلے mover ہیں رانا آفتاب احمد خان جی!

فیصل آباد: ٹھیکری والا چک 71۔ج ب کے رہائشی محمد اعظم نامی شخص کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع فیصل آباد کے علاقہ ٹھیکری والا میں مورخہ 07۔مئی 2024 کو ایک نامعلوم شخص نے محمد اعظم ولد محمد حنیف جو کہ چک نمبر 71۔ج ب کا رہائشی ہے موٹر سائیکل 125 سی سی پر تعاقب کرتے ہوئے firing کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے؟
(ب) اس قتل کا مقدمہ نمبر 24/1227 تھانہ ٹھیکری والا میں درج کیا گیا قاتل کی گرفتاری کے حوالے سے اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے مکمل تفتیش اور تازہ ترین صورتحال سے آگاہ فرمائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! رانا صاحب بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں point of explanation تھوڑا سا ہے وزیر اعلیٰ صاحبہ یہاں پر موجود نہیں ہے تو ان کے behalf پر میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Before he starts گزارش ہے کہ this was decided by the Chair and the ruling was given کہ یہ پولیس کا کم از کم RPO and DPO should be present in person اب آپ دیکھیں the seriousness of the House and sanctity of this House کہ آپ نے اس کو ردی کا کاغذ بنا دیا ہے میری گزارش ہے کہ میرے علاقے میں جو بدنام زمانہ پولیس افسران لگائے ہوئے ہیں وہاں پر ہر روز قتل ہو رہا ہے میں ان کو date wise Call Attention Notice دے رہا ہوں تو پہلا

یہ Call Attention Notice was referred to the Standing Committee دیکھیں کہ what's going on یہاں پر میں خود جب وزارت میں بیٹھا تھا تو چیف منسٹر used to reply اور آج یہ حالت ہے کہ ادھر کوئی ہے ہی نہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ لاء منسٹر والا بوجھ بھی ان پر نہ ڈالا جائے Finance, Excise, اور Parliamentary Affairs Minster بھی یہ ہی ہیں سب کچھ ان کو ہی دے دیا ہے ان سے اتنا کام لیں جتنا وہ دے سکیں۔ اب کوئی بھی سوال ہوتے ہیں آپ کہتے ہیں جی میاں صاحب۔ میاں صاحب ایک شریف النفس انسان ہے مگر آپ دیکھیں کہ what's going on

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب تو یہاں پر بیٹھے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، اس طرح تھا کہ وہ سپیکر صاحب نے جیسا کہ اس دن instruct کیا تھا تو IG صاحب سے بات ہوئی تھی اور in writing بھی بھیجا گیا تھا تو آج جو ہمارے DIG کے ساتھ ایڈیشنل IG پنجاب کے یہاں پر اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر آپ نے action کیا لیا ہے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا۔ RPO اور CPO کے ضلع میں court cases تھے اور کچھ اور مصروفیت تھی جس کی واجہ سے وہ نہیں آ سکے تو IG نے specially آج Additional IG کو بھجوایا ہے ان کی اس Call Attention Notice کے لئے DIG ہمارے routine میں آئے ہوتے ہیں وہ آج بھی موجود ہیں اور ان کے ساتھ Additional IG بھی موجود ہیں وہ ان کی جو بھی problems ان کو سن رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اِس کا جواب یہ ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ ضلع فیصل آباد کے علاقہ ٹھیکری والا میں مورخہ 7۔ مئی 2024 کو ایک نامعلوم شخص نے محمد اعظم ولد محمد حنیف کو جو کہ سکنہ چک نمبر 71 ج، ب کا رہائشی ہے۔ موٹر سائیکل 125.CC پر تعاقب کرتے ہوئے موت کے گھاٹ اُتار دیا جس پر مقدمہ نمبر 1227/24 مورخہ 7-5-2024 بجرم 302 ت پ تھانہ

ٹھیکری والا فیصل آباد درج رجسٹرڈ ہوا۔ مختصر حالات مقدمہ اِس طرح ہیں کہ محمد رفیق ولد محمد حنیف نے درخواست گزاری کہ چک نمبر 71۔ج ب کا رہائشی ہوں اور محنت مزدوری کرتا ہوں۔ میرا بھائی محمد اعظم ولد محمد حنیف قوم رحمانی سکنہ چک نمبر 71ج، ب جس نے گاؤں میں پان سگریٹ کی دکان بنائی ہوئی ہے۔ آج شام قریب ساڑھے سات بجے مع برادران بسواری رکشا نمبری FDX/3703 چنگ چی جس کا ڈرائیور ندیم علی ولد محمد یونس قوم سقہ سکنہ دیہہ سودا سلف لے کر فیصل آباد سے اپنے گھر واپس آرہے تھے جبکہ میں اور عبدالغفور ولد لال دین قوم رحمانی بہنوئی سکنہ 54ج، ب بسواری موٹر سائیکل رکشا کے پیچھے پیچھے آرہے تھے کہ جب ہم سلطان جٹ کے بھٹہ خِشت کے قریب پہنچے تو پیچھے سے ایک کس نامعلوم جس نے اپنا سر اور مُنہ سفید کپڑے سے لپیٹا ہوا تھا ہمارے موٹر سائیکل کو cross کر کے رکشا کے بائیں طرف موٹر سائیکل 125.CC کر کے اپنے پسٹل سے سیدھا فائر برادرم جو رکشا ڈرائیور کی backside کی seat پر بیٹھا ہوا تھا، پر کیا جو کہ برادرم کے سر پر لگا اور آر پار ہو گیا۔ برادرم اِسی فائر کے زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا تھا۔

(ب) یہ ایک blind murder مقدمہ تھا مقدمہ میں ملوث نامعلوم ملزم کو trace کرنے کے لئے جب CPO فیصل آباد نے زیر دستخطی کی سربراہی میں ٹیم تشکیل دی۔ ملزم کو trace کرنے کے لئے geo fencing کروائی گئی۔ موقع سے CCTV footage سے ملزم کو trace کرنے کے لئے وڈیو ریکارڈنگ کا analysis کیا گیا۔ لوکل انفارمیشن حاصل کی گئی۔ مقتول کے دوستوں اور فیملی ممبرز کے CDRs کا analysis کیا گیا۔ بالآخر 6 دن کے قلیل وقت میں blind murder کو trace کر کے اصل ملزمان 1۔ فرحان ولد فقیر حسین قوم رحمانی سکنہ 54۔ج ب اور نمبر 2۔ ابرار ولد محمد حسین قوم رحمانی سکنہ 54۔ج ب کو گرفتار کر لیا گیا ہے جن سے مستعملہ موٹر سائیکل اور آلہ قتل پسٹل برآمد کر لیا گیا ہے۔ زیر دستخطی کی نگرانی میں مقامی پولیس نے دِن رات انتھک محنت کر کے blind murder کا یہ مقدمہ trace کر لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر نے جو فرمایا ہے میں اِن کو differ تو نہیں کر سکتا مگر میں نے یہاں پر ایک بڑا اہم مسئلہ بتایا تھا جب سے یہ ایس ایچ او یہاں آیا ہے everyday

murder ہوتا ہے اور وہاں پر "پار کو" کی لائن پر روزانہ تیل چوری ہوتا ہے۔ اِس کے بعد پھر he is also running gambling dens اگر یہ اتنا ہی خاص اور اچھا آفیسر ہے تو میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف یا سپیکر صاحب اپنے حلقے میں لے جائیں کیونکہ وہاں اِس سے بڑا unrest پیدا ہو رہا ہے۔ There are going to be a lot of problems and it is going to be a big burden on me. Politically میں بات کر رہا ہوں۔ کل جب آپ نے میری تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجی ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ he has filed different cases against my supporters اور اُن کو victimize and harass کر رہا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ میرے اِس توجہ دلاؤ نوٹس کو اُسی کے ساتھ ملا کر this should also be referred to that committee تاکہ میں اُسے ایک دفعہ بُلا کر سامنے بٹھا کر بتاؤں کہ what's going on? اِن کا ایک بڑا simple سا طریقہ ہے جسے CPO صاحب کی حمایت ہے مگر the most important thing is the concerned officer should be present in person. This is now, this is a what the law says and rules بتاتے ہیں مگر یہ نہیں کرتے لیکن breach of privilege of the member کہ جس آفیسر کو اِس معزز ہاؤس کی اتنی قدر نہیں ہے کہ وہ یہاں آ کر بیان دے اور ایک یہ سب انسپکٹر اور even under the Police Order 2002, no Sub-Inspector can be posted in the place of Inspector اِنہوں نے جو ایک بدمعاش گروپ بنا ہوا ہے جنہیں یہ مختلف جگہوں پر پوسٹ کرتے ہیں، اُن سے یہ from top to bottom اِن کے حصے جاتے ہیں this is very alarming situation اور میری گزارش ہے کہ if something happens to me or my family, this person will be responsible because I have also been receiving threats and that man کہ اس کو میری Privilege Motions کی طرح treat کر کے کمیٹی کو refer کریں there is going to be a problem with law اگر وہ رہے گا تو should not stay and order اور اس کے crime کی بھی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! رانا صاحب نے توجہ دلاؤ نوٹس دیا تھا اور یہ دیکھیں کہ issue تو resolve ہو گیا یعنی ملزم پکڑے گئے ہیں مگر اِنہوں نے جو بات ابھی کی کہ وہ ایس ایچ او وہاں پر harassment کر رہا ہے تو آپ کے پاس اختیار ہے کہ آپ اِن کے توجہ دلاؤ نوٹس کو اِن کی تحریک استحقاق کے ساتھ ملا دیں کیونکہ اِنہوں نے اپنی تحریک استحقاق بھی اِسی حوالے سے دی ہوئی ہے تو یہ بھی اُسی کے ساتھ attach ہو اور وہاں پر کمیٹی میں اسے discuss کر لیں۔ متعلقہ آفیسر وہاں پر آ جائے گا اور کمیٹی کے سامنے بیٹھ کر بات بھی ہو جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اور اِنہیں کمیٹی میں بٹھائیں۔

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ یہ مہربانی فرمائیں کہ کل دفعہ جب بھی توجہ دلاؤ نوٹس ہو تو متعلقہ DPO اور CPO ہاؤس کی گیلری میں تشریف لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل وہ بھی آئیں گے لیکن ایڈیشنل آئی جی صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں۔

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! اُنہیں پتا چلے گا کہ میرے concerned area میں کیا ہو رہا ہے تو جب وہ یہاں آئیں گے تو کم از کم اس قسم کے واقعات کا کنٹرول ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو make sure کروائیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہاں پر آنے والا جواب آپ کے CPO اور RPO سے ہو کر آتا ہے بلکہ آئی جی صاحب تک کو بھی پتا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بھی پرانے politician ہیں تو یہاں پر متعلقہ CPO اور RPO جو بھی concerned officers ہیں وہ ہونے چاہئیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے میں دوبارہ آئی جی صاحب کو convey کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! وہ آئیں گے تو اِن کے تحفظات دُور ہوں گے۔

سید عامر علی شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید عامر علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ کل ہمارے شہر اوچ شریف میں مغرب کی اذان سے پہلے انجمن تاجران کے صدر کو شہر کے وسط میں لُوٹا گیا۔ وہ بزرگ شہری ہیں بلکہ ہمارے ریٹائرڈ چیف جسٹس سپریم کورٹ کے چھوٹے بھائی شیخ حسن علی صاحب ہیں، جن سے ساڑھے تین تولہ سونا اور سات لاکھ روپے نقد مغرب کی اذان سے قبل لوٹا گیا۔ اگر یہ حالات رہے تو ہم کیسے امن و امان کی صورت حال پر کنٹرول کریں گے اور ہمارے کیا معاملات ہوں گے؟ دن دیہاڑے ڈکیتیاں اور وارداتیں ہمارے علاقے میں عام ہوتی جا رہی ہیں لہٰذا اس پر آپ توجہ فرمائیں اور پولیس کو خاص طور پر ہدایت کریں کہ کم از کم اگر ہم انجمن تاجران کے ساتھ کوئی بھلا نہیں کر سکتے اور دکانداروں کے دکھ بانٹ نہیں سکتے تو کم از کم اُن کے لئے ایسے حالات رکھیں کہ وہ اپنی دُکانیں کھلی رکھیں۔ کہیں ڈر اور خوف کے مارے دکانیں بند نہ ہو جائیں، لوگ اپنا کاروبار بند کر کے چھپ نہ جائیں۔ اب انجمن تاجران کے صدر کے ساتھ یہ واقعہ رونما ہو گا اُن کے parent کے ساتھ جن کی تقریباً 80 سال عمر ہے اور باقاعدہ شہر کے وسط میں ان کے ساتھ واردات ہوئی ہے تو اس حوالے سے کچھ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے اِس لئے آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر پارلیمانی امور اِس پر رپورٹ منگوائیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں عرض یہ کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈرز پر رپورٹ اگر آپ کہیں گے تو میں منگوالوں گا لیکن اِس پر یہ توجہ دلاؤ نوٹس بھی دے سکتے ہیں اور تحریک التوائے کار بھی جمع کروا سکتے ہیں جسے آپ آؤٹ آف ٹرن لے لیں تو یہ باقاعدہ کارروائی کا حصہ بن جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے لیکن منسٹر صاحب! آپ اس کا notice بھی لیں۔ شاہ صاحب! آپ اس حوالے سے توجہ دلاؤ نوٹس دیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Next mover ہیں حافظ فرحت عباس صاحب جن کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 49/24 ہے۔ جی، حافظ فرحت عباس!

لاہور: تھانہ فیکٹری ایریا میں دو افراد کے مابین لڑائی اور فائرنگ سے دلاور نامی شخص کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

حافظ فرحت عباس: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الھم رب شرح لی صدری0 ویسر لی امری0 واحلل عقدۃ من لسانی0 یفقھوا قولی0

جناب سپیکر! شکریہ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:

الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 26 اپریل 2024 کی رات ساڑھے دس بجے کے قریب تھانہ فیکٹری ایریا کی حدود میں عمر اور زاہد میو کے مابین معمولی جھگڑا ہوا جو بعد ازاں شدید لڑائی میں بدل گیا جس میں دلاور نامی ایک شخص موقع پر جاں بحق ہو گیا جبکہ دوسرے علی اکبر کی ہسپتال میں جا کر موت واقع ہو گئی تھی۔ اسی طرح یوسف ولد علم دین، شانی گجر، فیصل ولد فیض، ریاض ولد فیض نے فائرنگ کر کے کئی اور افراد کو شدید زخمی کر دیا۔ اِن تمام مسلح افراد نے اسلحہ کے زور پر سخت خوف و ہراس پھیلایا ہے اور قتل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے افراد کو شدید زخمی کر کے سخت زیادتی کی ہے۔

(ب) اِس واقعہ کے خلاف تھانہ فیکٹری ایریا ضلع لاہور میں پرچہ رجسٹرڈ کیا گیا ہے لیکن اُن کی گرفتاری ابھی تک عمل میں نہیں لائی گئی اور نہ ہی اُن کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا اور آج تقریباً 21 دن گزر گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ضلع لاہور کے علاقہ فیکٹری ایریا میں مورخہ 26-4-2024 کو بوقت ساڑھے دس بجے رات ملزمان کشمیری بی بی زوجہ فیض، زاہد ولد فیض مسلح پسٹل، فیصل ولد فیض، ریاض ولد فیض مسلح پسٹل، یوسف ولد علم دین مسلح پسٹل، شانی گجر مسلح پسٹل نے فائرنگ کر کے دلاور نامی شخص کو موقع پر قتل کر دیا جبکہ شہزاد ولد فرزند، عمر ولد دلاور، علی اکبر ولد ولایت، دانش ولد ذوالفقار، حنیف ولد سردار، آمنہ بی بی زوجہ افضل، گلزار بی بی، عمران ولد حنیف، اعجاز ولد فرزند علی کو زخمی کر دیا۔ جو بعد ازاں مورخہ 27-4-2024 کو سید غلام علی اکبر بھی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا جس پر مقدمہ نمبر 1926/24 مورخہ 26-4-2024 بجرم 149/148/324/302 ت پ تھانہ فیکٹری ایریا میں درج ہوا۔

جناب سپیکر! معزز رکن کو ایف آئی آر کی کاپی بھی مل گئی ہے اور جواب میں بھی لکھی گئی ہے اگر معزز ممبر کہیں تو جز (ب) کا جواب دے دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبر چاہتے ہیں کہ ایف آئی آر بھی پڑھ دی جائے؟

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! نہیں ایف آئی آر میرے پاس ہے منسٹر صاحب جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے جو جز (ب) کا پوچھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مقدمے میں نامزد ملزمان فیصل ولد فیض، زاہد ولد فیض، یوسف ولد علم دین اور کشمیری بی بی زوجہ فیض زیر حراست پولیس ہیں۔ ملزم کاشان عرف شانی گجر بر ضمانت عبوری ہے جبکہ ریاض کی گرفتاری کے لئے تمام تر ٹیکنیکل وسائل بروئے کار لاتے ہوئے تلاش جاری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حافظ صاحب!

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر دوں کیونکہ حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے جس کا مفہوم ہے کہ تم میں سے جب کوئی شخص کسی اجتماعی معاملے کی ذمہ داری قبول کرے پھر اس کی انجام دہی میں اپنے آپ کو اس طرح نہ کھپائے جس طرح اپنے ذاتی معاملوں میں اپنے آپ کو تھکاتا ہے تو وہ روز قیامت منہ کے بل جہنم میں گرا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ لاہور کا مسئلہ تھا۔ آج گیلری میں کم از کم ایس پی انوسٹی گیشن موجود ہوتے۔ میں اس کے حقائق بتاتا ہوں۔ وہ غریب لوگ ہیں اور وہ 2 مرلے کے مکان میں رہتے ہیں۔ اب اس واقعے کی ذرا تفصیل سن لیں۔ آٹھ لوگوں کو گولیاں لگی ہیں جن میں سے دو اپاہج ہو گئے جو bed پر ہیں۔ دو لوگوں کی death ہو گئی۔ دلاور جس کی death ہوئی اس کی والدہ کو گھر کے اندر آ کر فائر مارے گئے ہیں، اُس کے باپ کو فائر مارے گئے ہیں وہ بھی bed پر ہیں، اُس کی بہن کو فائر مارے گئے ہیں اور اُس کے بھائیوں کو فائر مارے گئے ہیں۔ اس وقت ایک ہی گھر کے چھ افراد bed پر ہیں۔ ایک لڑکا جس کی عمر 23 سال ہے اُس کی ماں 18 سال سے بیوہ تھی لوگوں کے گھروں میں کام کر کے اپنا بچہ پال رہی تھی اور وہ final semester کا طالب علم تھا اُس کو murder کر دیا۔ اُس کی دو جوان بہنیں اور یتیم بچہ۔ دو قتل ہو گئے اور آٹھ مضروب ہیں۔ وہ غریب لوگ تھے پیسے نہیں دے سکتے، یہاں ایک norms بن گیا کہ murder کی ایف آئی آر کے لئے بھی پیسے دینے پڑتے ہیں۔ وہاں 60 خول، گیلری میں جو پولیس والے بیٹھے ہیں اسے نوٹ کر لیں یہ ابھی اپنی رپورٹ میں بتائیں گے کہ 60 خول پولیس نے موقع سے برآمد کئے ہیں لیکن ATA/7 نہیں لگی۔ اگر ہم لوگ یہاں احتجاج کرنے باہر نکل جائیں تو ATA/7 لگ جاتی ہے۔ پورا علاقہ خوف و ہراس میں مبتلا رہا لیکن ATA/7 نہیں لگی۔ گھر کی tress passing ہوئی اندر جا کر گولیاں ماری گئیں لیکن اس ایف آئی آر میں tress passing کی کوئی دفعہ نہیں ہے۔ اگر مجتبیٰ صاحب اس ایف آئی آر کو دیکھ لیں کہ اس میں نہ ATA/7 لگی ہے اور نہ دفعہ 452 لگی ہے۔ جو ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور اس میں جو پولیس کی کارکردگی ماشاء اللہ سے ہے وہ میں بتاتا ہوں۔ زاہد اور اس کی والدہ موقع سے حراست میں لے لئے گئے تھے وہ اپنے گھر میں ہی بیٹھے تھے۔ مارنے کے بعد باقی بھاگ گئے تھے لیکن وہ لوگ گھر میں بیٹھے تھے اور پولیس نے اُن کو گھروں سے arrest کیا۔ تیسرا ملزم جس نے خود گرفتاری پیش کی ہے پولیس کا کوئی

کارنامہ نہیں ہے اُس نے خود گرفتاری دی ہے، پولیس نے تو ایک بندہ بھی گرفتار نہیں کیا۔ وہ دو بندے جس میں سے ایک نے دلاور کو مارا اور دوسرا علی اکبر ہے جس نے بچے کو مارا وہ دونوں ابھی تک آزاد پھر رہے ہیں۔ دلاور جس کی death ہوئی ہے اُس کا 18 سال کا بچہ مدعی بنا ہے اُس کو اب threat کر رہے ہیں۔ یعنی ملزمان الگ threat کر رہے ہیں کہ صلح کر لو اور پولیس والے کہہ رہے ہیں کہ یہ تو ایک ہی بندے نے فائر مارے ہیں۔ یہ بتائیں کہ کیا یہ کوئی انسانیت ہے؟ یہاں بیٹھے کسی کے ساتھ بھی یہ واقع ہو سکتا ہے۔ کیا ایک پسٹل سے 60 فائر ہو سکتے ہیں؟ پولیس والے کہہ رہے ہیں آپ اپنا پرچہ واپس لے لیں اور صلح کر لیں۔ جن کے گھر لاش گری ہے ابھی کفن بھی میلا نہیں ہوا اُن پر پولیس بھی threat کر رہی ہے اور ملزمان بھی threat کر رہے ہیں۔ نہ اُن کے گھر والوں کو سکیورٹی دے رہے ہیں اور نہ اُن کی طبی امداد کے لئے کچھ دیا جا رہا۔ یہ ہوتا ہے، ایک بندہ احساس کرتا ہے۔ اگر سلمان رفیق صاحب یہاں ہوتے تو میں بات کرتا خواجہ سعد رفیق صاحب اُن کے گھر گئے تھے۔ ہمارا ایک ہی حلقہ ہے اگر وہ ایم این اے نہیں بنے تو وہ ایک الگ بات ہے مگر یہ اچھی روایت ہے کہ وہ ان کے گھر گئے ہیں۔ انہوں نے بھی کہا کہ قانون اپنا راستہ خود اختیار کرے گا۔ میں نے کہا کہ ہم نہ ہی جائیں، ہمیں اس پر نہ ہی بولنا پڑے کہ اگر اپوزیشن والے بولیں گے تو شاید یہ کام نہیں ہو گا۔ یہ سیاسی معاملہ نہیں ہے یہ انسانی معاملہ ہے۔ اگر منسٹر صاحب اس کی تفصیل منگوائیں تو ان کا دل دہل جائے گا۔ حقیقت میں اگر یہ رپورٹ منگوائیں، یہ نہیں کہ سنی سنائی باتیں ہوں اور پھر بات آگے چلی جائے۔

جناب سپیکر! ہمارا صرف ایک ہی مطالبہ ہے کہ تمام طاقت، تمام اثر و رسوخ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف انصاف کریں اور انصاف ہوتا ہوا نظر بھی آئے۔ کسی کی کوئی favor نہیں چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ صاحب! میں بالکل آپ کو make sure کراتا ہوں کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ مکمل انصاف ہو گا۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! حافظ صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کی بالکل تائید کروں گا کیونکہ ظاہر ہے میرے پاس تو جو in writing رپورٹ آئی تھی وہ میں نے اسمبلی میں پیش کر دی۔ یہ واقعہ لاہور کا ہے اور میں خود اِن کے گھر جاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو بالکل جانا چاہئے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں حافظ صاحب کو بھی ساتھ لے کر جاؤں گا اور ہم make sure کریں گے کہ ان لوگوں کو انصاف ملے کیونکہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے ہمیشہ غریب کی دادرسی کی ہے۔ ہمارے قائدین بھی ہمیشہ اس طرح کرتے ہیں تو اس میں کوئی political بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! جو ملزم ہیں اُن کے خلاف سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہئے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر اس میں ہماری پولیس کی کوئی کوتاہی ہو گی تو اُن کو بھی قرار واقعی سزا ملے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بالکل ایسا ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! ایک تو منسٹر صاحب اس کو چیک کر لیں کہ کیا ATA/7 بنتی ہے یا نہیں بنتی اور دفعہ 452 بنتی ہے یا نہیں بنتی؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ہم اس کو چیک کر لیتے ہیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! اس کی تفتیش سب انسپکٹر زاہد صاحب کے پاس ہے جو تھانہ فیکٹری ایریا کے ہیں۔ اللہ کے فضل سے پورے لاہور میں اگر بدنام زمانہ کوئی پولیس سٹیشن ہے تو وہ تھانہ فیکٹری ایریا ہے۔ بے شک آپ چیک کروالیں۔ آپ مہربانی کر کے اس کی تفتیش کم از کم کسی ایس پی لیول آفیسر یا سی آئی اے میں دیں۔ کوئی ایماندار آفیسر لگائیں تاکہ وہ انصاف کرے اور مجرمان کو پکڑے۔ بجائے اس کے کہ جو غریب بچہ جس کے گھر کھانے کو روٹی نہیں ہے۔ جب منسٹر صاحب وہاں جائیں گے اور یہاں آکر رپورٹ پیش کریں گے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آجائیں

گے، جو ان کے گھر کے حالات ہیں۔ نہ اُن پر ATA / 7 لگ رہی ہے نہ tress passing کی دفعہ لگ رہی ہے اور نہ اُن کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ جس بندے نے گرفتاری دی ہے وہ حوالات میں بند نہیں ہے اُس کو اوپر چارپائی دے کر بٹھایا ہوا ہے اور وہ عیاشی کر رہا ہے۔ یہ کوئی انسانیت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں تھانے میں بھی خود چکر لگاؤں گا۔ یہاں پر چار ملزمان کا لکھا ہے جو گرفتار ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ صرف ایک گرفتار ہے۔ میں اس کو بھی چیک کروں گا اور میں کل آپ کو اس کی رپورٹ دوں گا۔ اس کی انوسٹی گیشن بھی تبدیل کروا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بھی investigate کروائیں کہ اگر پولیس کی طرف سے صلح کے لئے کوئی دباؤ آ رہا ہے تو آپ اُس کی بھی تحقیقات کریں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل ایسا ہی ہو گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 24 / 118 ہے جس کے محرک جناب شعیب امیر ہیں اور یہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔

مویشی منڈی لیہ میں کرپشن میں ملوث انتظامیہ کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ

جناب شعیب امیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کیٹل مارکیٹ لیہ میں غریب کسان اور بیوپاری اپنے جانور جب چوبارہ کیٹل منڈی اور چوک اعظم منڈی میں بیچنے کے لئے لے کر جاتے ہیں تو ان سے گورنمنٹ کی طرف سے مقررہ فیس وصول کی جاتی ہے۔ جو بیوپاری اپنے جانور فروخت کر لیتے ہیں ان سے تو مقررہ فیس لے لی جاتی ہے لیکن اس کے برعکس جن غریب بیوپاری حضرات کے جانور فروخت نہیں ہوتے ان سے بھی زبردستی انتظامیہ فیس وصول کرتی ہے۔ اس مہنگائی کے دور میں غریب

عوام کا جینا پہلے ہی دوبھر ہو چکا ہے اور نا انصافی کی وجہ سے مقامی عوام میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ ان کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ اس ظالمانہ ٹیکس سے نجات دلائی جائے اور کیٹل منڈی کرپشن میں ملوث انتظامیہ کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ جن کے جانور فروخت ہوں صرف ان سے ٹیکس وصولی کی جائے اور جن کے جانور فروخت نہ ہو ان سے ٹیکس نہ لیا جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں اور جواب بھی شاید ابھی آیا نہیں ہے۔ اس کو pending کر دیں اگر کل جواب آجاتا ہے تو منسٹر صاحب بھی آجائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے تحریک التوائے کار نمبر 24/118 کو pend کیا جاتا ہے۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/140 محترمہ شازیہ رضوان کی ہے اور یہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر سے متعلقہ ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہٰذا یہ تحریک pend کی جاتی ہے۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/164 جناب ممتاز احمد کی ہے اور یہ بھی پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کے متعلقہ ہے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2024/170 محترمہ زرناب کی ہے وہ موجود نہیں ہیں۔ اس کو pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب محمد عدنان ڈوگر کی ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں اس کو بھی pend کیا جاتا ہے۔ اب جناب ممتاز احمد آگئے ہیں ویسے اس وقت موجود ہونا چاہئے تھا۔ چلیں! جناب ممتاز احمد! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

ضلع میانوالی کچہ گجرات میں BHU کو فنکشنل کرنے کا مطالبہ

جناب ممتاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت و عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ PP-88 یونین کونسل کچہ گجرات ضلع میانوالی میں 2023 سے دو کروڑ 68 لاکھ روپے لاگت سے عوام کو صحت کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے BHU تیار ہو چکا ہے بلڈنگ ہر لحاظ سے مکمل ہے لیکن تاحال اس کو functional نہیں کیا جاسکا

اور نہ ہی بلڈنگ کی دیکھ بھال کے لئے کوئی سٹاف تعینات کیا گیا ہے۔ اہل علاقہ کو علاج معالجہ کے لئے دور دراز علاقوں میں جانا پڑتا ہے اس حوالے سے میرے حلقہ کی عوام میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ ان کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ اس BHU کو فی الفور functional کیا جائے تاکہ عوام کو بنیادی سہولیات میسر آسکیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، متعلقہ منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہ آج نہیں آئے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pend فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو pend کیا جاتا ہے۔ جی، جناب عدنان ڈوگر تشریف رکھتے ہیں؟ وہ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب شوکت راجہ کی ہے۔

پنجاب کے مختلف اضلاع میں نجی ہوٹلز مالکان کو واسا کی طرف سے بھاری ٹیکس کا سامنا

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت وعامہ رکھنے والے ایک اہم فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ راولپنڈی، لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور ملتان میں نجی ہوٹلز کے مالکان کے ساتھ واسا کی طرف سے انتہائی ناروا سلوک روا رکھا جارہا ہے۔ کچھ عرصہ قبل ہر ہوٹل کے مالک کو پانی اور سیوریج کی مد میں پانچ ہزار روپے مہینہ بل آتا تھا جو ہوٹل مالکان آسانی سے ادا کررہا تھا سابقادور میں حکومت نے ایک ظالمانہ notification کے ذریعے ان کے بلوں کی amount کو بڑھا کر 50 ہزار روپے ماہانہ کردی گئی ہے۔ مزید برآں جن ہوٹل مالکان کو خود کو ring کروا کر موٹریں نصب کی ہوئی ہیں ان کا ماہانہ بل 1093 روپے سے بڑھا کر 24000 روپے ماہانہ کردیا ہے۔ علاوہ ازیں ہر ہوٹل میں موجود کمروں کے حساب سے مبلغ 2600 روپے فی کمرہ پانی اور سیوریج کی مد

میں بل لیا جارہا ہے۔ نجی ہوٹل مالکان ایک بڑی تعداد لوگوں کو روزگار دینے کے ساتھ ساتھ ملکی خزانے میں کثیر تعداد میں ماہانہ ٹیکس بھی جمع کروارہے ہیں۔ ہر معاشرے میں کاروبار کو بڑھانے کے لئے کاروباری حضرات کو مختلف مدات میں سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں لیکن جہاں بالکل اُلٹ کام چل رہا ہے۔ ایسے ایسے قوانین اور ٹیکس نافذ کئے جارہے ہیں کہ کوئی بندہ کاروبار کرنے کا سوچے بھی نہ۔ واسا کے اس ظالمانہ اقدام سے درج بالا پانچوں اضلاع کے ہوٹل مالکان اور عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: متعلقہ منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! منسٹر صاحب بھی موجود نہیں ہیں اور میرے خیال میں جواب بھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو pend کیا جاتا ہے۔ Now, we take up the Government Business.

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہماری پرانی تحریک التوائے کار نمبر 58/2024 pend ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ نے ابھی بھی جو تحاریک التوائے کار pend کی تھیں وہ related department کو جواب کے لئے چلی جائیں گی اور کچھ چلی بھی گئی ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہماری پرانی تحریک التوائے کار نمبر 58/2024 pending ہے اور یہ پڑھی جاچکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار کس ڈیپارٹمنٹ سے related ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ سے related سارا بزنس جونہی چیف منسٹر سیکرٹریٹ سے آتا ہے تو میں ان کو سارا کچھ بتادوں گا۔

GOVERNMENT BUSINESS

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب! جب جواب آتا ہے تو ہاؤس میں پیش کر دیا جائے گا۔ اب ہم گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں تو آج کے ایجنڈے پر Laying of Reports ہیں۔

LAYING OF REPORTS

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may lay the Reports.

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja Ur Rehman): Mr Speaker! I lay the following Reports:

1. Annual Reports of the Punjab Information Commission for the Years 2020-21, 2021-22 & 2022-23.
2. Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the Year 2022.
3. Annual Report of the Ombudsman Punjab for the Year 2022.

MR DEPUTY SPEAKER: The Reports have been laid.

Now, the House is adjourned to meet on Friday 17th May, 2024 at 2:00 pm.

INDEX

PAGE NO.

A

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-Delay in underconstruction project of engineering departments of LDA and CBD 237
-Demand for control over water theft and increase in quota of irrigated water in district Layyah 54
-Demand for eradication of wild animals damaging crops in Murree 369
-Demand for granting Special Allowance to employees of Rescue 1122 f aced disablity during service 238
-Demand for making animalsfunctional BHU Kacha Gujrat in Mianwali 485
-Demand for taking action against management of cattle market for involving in corruption 484
-Demand for taking action against the sellers of counterfied drugs in Lahore 61
-Demand not to convert the agriculture land into special economic zone 179
-Disclosure of awarding land of Gymkhana Lahore on lease to the influential persons on cheap price 373
-Disclosure of playing with lives of people by the owner of medical store at Regal Chowk Faislabad 371
-Heavy tax imposition on hotels by WASA in the province 486
-People falling in diseases due to dumping of wastage in U/C Bagga Sheikhan PP-9, Rawalpindi 239
-Financial crisis in municipal bodies of the province 66
-Problems faced by patients due to faulted machines in Allied Hospital, Faisalabad 187
-Provision of medical facilities in Dr Faisal Masood Teaching Hospital, Sargodha 379
-Provision of paramedical staff, doctors and medical facilities in Mother and Child Hospital in district Mianwali 370
-Provision of paramedical staff, doctors and medical facilities in THQ Hospital Fateh pur, Layyah 378
-Reservations of employees of private companies worknig under Suthra Punjab Program 240
-Sugar Patients unable to get low priced treatment of eyesight due to non availablity of Avastin injection 183, 380
-Theft of water by influential persons at Abbasia Link Canal Rahim Yar Khan 63
-Women deprived of treatment facilities due to incompletion of building of Mother and Child Hospital in Kot Addu 65, 369

AFTAB AHMAD KHAN, MR

CALL ATTENTION NOTICES regarding-

-Incident of murder and dacoity in Chak No. 66/GB, Faisalabad 48
-Murder of a citizen of Chak No. 71/GB, Faisalabad 473

PAGE NO.

DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 403
POINTS OF ORDER regarding-
-Demand for constitution of standing committees of the House 114
-Matter of de-notifying spesific reserved seats for women 72
ZERO HOUR NOTICE regarding-
-Demand not to privatize government schools of the province 153
AHMAD IQBAL CHAUDHARY, MR
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Financial crisis in municipal bodies of the province 66
-Reservations of employees of private companies worknig under Suthra Punjab Program 240
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Suthra Punjab Program 385
MOTION regarding-
-Discussion on adjournment motions under Rule 87 of the Provincial Assembly of the Punjab 385
AHMAD KHAN, MR (*Leader of Opposition)*
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Delay in underconstruction project of engineering departments of LDA and CBD 237
-Demand for taking action against the sellers of counterfied drugs in Lahore 61
CALL ATTENTION NOTICE regarding-
-Details about murder of citizen in Sharqpur, Sheikhupura 227
DISCUSSION on-
-Wheat Procurement 243
POINTS OF ORDER regarding-
-Vandalism by police at house of PTI workers and matter of killing 7 innocent labourers of Khanewal in Gawadar 162
ZERO HOUR NOTICE regarding-
-Matter of contracting out angiography facilities in government hospitals 165
AHMED AKBAR, QAZI
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 280
AHMER BHATTI, MR
ZERO HOUR NOTICE regarding-
-Problems faced by patients due to faulted CT Scan and MRI machines in Sir Gangaram Hospital Lahore 156
AHSAN RAZA, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 287
AHSAN RAZA KHAN, MR
DISCUSSION on-
-Adjournment Motion regarding closure of sewerage system in Awami Colony attached with General Hospital Lahore 401

PAGE NO.

QUESTIONS regarding-
-Desilting of canals and minors in Kasur *(Question No. 221*)* 22
-Details about illegal occupance of land of Irrigation Department in Kasur *(Question No. 224*)* 27
ALI ASIF, MR
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 417
AMJAD ALI JAVED, MR.
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Demand for granting Special Allowance to employees of Rescue 1122 faced disablity during service 238
-Disclosure of awarding land of Gymkhana Lahore on lease to the influential persons on cheap price 373
-Sugar Patients unable to get low priced treatment of eyesight due to non availablity of Avastin injection 183
POINT OF ORDER regarding-
-Condemnation of killing seven laborers of Punjab in Gawadar 11
QUESTIONS regarding-
-Details about allowances and pension of employees died during service *(Question No. 30*)* 199
-Details about contract and procedure of extracting sand and minerals in Toba Tek Singh *(Question No. 160*)* 135
-Details about giving back the dispensaries from district councils to Health Department *(Question No. 163*)* 313
-Details about payment of salary to LHVs and midvives as fixed by the Government *(Question No. 164*)* 326
-Details about mineral reserves in Chiniot *(Question No. 159*)* 119
-Details about truck stands in Toba Tek Singh *(Question No. 247*)* 455
-Details about wheat stored and exported *(Question No. 318*)* 205
-Details about water treatment plants in industrial units of Toba Tek Singh *(Question No. 241*)* 151
-Diary fee of State cases *(Question No. 176*)* 214
-Establishment of Punjab Investment Board *(Question No. 175*)* 129
-Shifting of truck stands in Toba Tek Singh *(Question No. 248*)* 463
RESOLUTION regarding-
-Matter of killing laborors belonging to Punjab in Gawadar 191
ASHIFA RIAZ ,MS
QUESTIONS regarding-
-Details about budget and development projects in Toba Tek Singh *(Question No. 257*)* 34
-Details about cardiology centre and dialysis centre in THQ Hospital Kamalia *(Question No. 271*)* 354
-Construction and completion of bhasi band along ravi river at Toba Tek Singh *(Question No. 228*)* 32

PAGE NO.

B

BILAL AKBAR KHAN, MR *(Minister for Transport & Mass Transit)*
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-
-Closure of roots of public transport in Lahore *(Question No. 170*)* 443
-Details about truck stands in Toba Tek Singh *(Question No. 247*)* 455
-Shifting of truck stands in Toba Tek Singh *(Question No. 248*)* 464
BILAL YASIN, MR *(Minister for Food)*
ANSWER TO THE QUESTION regarding-
-Details about wheat stored and exported *(Question No. 318*)* 205
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 244-295
BILL-
-The Punjab Defamation Bill 2024 *(Introduced in the Hosue)* 243

C

CABINET-
-Of the Punjab 7
CALL ATTENTION NOTICES regarding-
-Details about making nude videos of girls student of special education in Hassan Abdal 42
-Details about murder of citizen in Chua Saidan Shah, Chakwal 224
-Details about murder of citizen in Sharqpur, Sheikhupura 227
-Incident of murder and dacoity in Chak No. 66/GB, Faisalabad 48, 220
-Murder of a citizen of Chak No. 71/GB, Faisalabad 473
-Murder of a person in the area of police station Factory Area, Lahore 479
-Registration of fake case against ex-Chairman U/C 130 in police station Shalamar, Lahore 45

D

DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 385
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 243

E

EJAZ MASIH, MR
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 415
EXTENSION OF ORDINANCES-
-The Punjab Healthcare Commission (Amendment) Ordinance 2023 83
-The Punjab Price Control of Essential Commodities Ordinance 2023 84

PAGE NO.

EXTENSION OF REPORTS-
-Special Committee No. I 236

F

FARHAT ABBAS, HAFIZ
CALL ATTENTION NOTICE regarding-
-Murder of a person in the area of police station Factory Area, Lahore 479
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 292
FINANCE DEPARTEMENT-
QUESTIONS regarding-
-Details about allowances and pension of employees died during service *(Question No. 30*)* 199
-Diary fee of State cases *(Question No. 176*)* 214
FOOD DEPARTEMENT-
QUESTION regarding-
-Details about wheat stored and exported *(Question No. 318*)* 205
FUNCTIONARIES-
-Of the House 7

G

GHULAM MURTAZA, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 277

H

HASSAN ALI, MR
DISCUSSION on-
-WHEAT PROCUREMENT 268
HASSAN MALIK, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 262
HINA PARVEZ BUTT, MS
QUESTIONS regarding-
-Closure of roots of public transport in Lahore *(Question No. 170*)* 443
-Establishment of new hospitals *(Question No. 169*)* 335

I

IMRAN AKRAM, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 265

PAGE NO.

IMRAN NAZEER, KHAWAJA *(Minister for Primary & Secondary Healthcare)*
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-
-Closure of dispensaries in Jhelum *(Question No. 308*)* 356
-Details about cardiology centre and dialysis centre in THQ Hospital Kamalia *(Question No. 271*)* 354
-Details about giving back the dispensaries from district councils to Health Department *(Question No. 163*)* 314
-Details about pramedical staff and facilities provided in Sir Ghumman Hospital Jhelum *(Question No. 255*)* 351
-Details about payment of salary to LHVs and midvives as fixed by the Government *(Question No. 164*)* 327
-Establishment of new hospitals *(Question No. 169*)* 336
-Establishment of THQ Hospital Dinah *(Quettion No. 264*)* 353
-Medical and paramedical centres in PP-114, Sheikhupura *(Question No. 196*)* 343
-Number of posts of doctors in RHC Garh Maharaja, Jhang *(Question No. 252*)* 350
-Number of staff in dispensaries of Ahmad pur Sial, Jhang *(Question No. 251*)* 349
-Service structure and upgradation of LHVs and Lady Health Workers in Lahore *(Question No. 199*)* 348

IMTIAZ MEHMOOD, MR.
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 286
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 412
PRIVILEGE MOTION regarding-
-Improper behavior of Police with honorable member of the House outside the Election office 173

INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT DEPARTMENT
QUESTIONS regarding-
-Details about establishment of Punjab Investment Board *(Question No.175*)* 129
-Details about water treatment plants in industrial units of Toba Tek Singh *(Question No. 241*)* 151

IRRIGATION DEPARTMENT
QUESTIONS regarding-
-Construction and completion of bhasi band along ravi river at Toba Tek Singh *(Question No. 228*)* 32
-Detail about waterlogging land in villages of PP-107, Faisalabad *(Question No. 97*)* 17
-Desilting of canals and minors in Kasur *(Question No. 221*)* 22

PAGE NO.

-Details about budget and development projects in Toba Tek Singh *(Question No. 257*)* 34
-Details about illegal occupance of land of Irrigation Department in Kasur *(Question No. 224*)* 27

J

JAM AMANULLAH, MR
PRIVILEGE MOTION regarding-
-Raid of Police on the house of honorable member in Kot Samaba, Rahim Yar Khan 366
JAVED AHMED CHAUDHARY
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 284
JAVED NIAZ MANJ, MR
QUESTION regarding-
-Detail about waterlogging land in villages of PP-107, Faisalabad *(Question No. 97*)* 17
JUNAID AFZAL SAHI, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 271

K

KANWAL PARVEZ CHAUDHRY, MS
QUESTIONS regarding-
-Service structure and upgradation of LHVs and Lady Health Workers in Lahore *(Question No. 199*)* 347
KHALID MEHMOOD BABAR, MALIK
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 409
KHURRAM IJAZ, MR
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 420

L

LEADER OF OPPOSITION
-See under Ahmad Khan, Mr
LIST OF BUSINESS FOR THE SITTINGS HELD ON-
-May 9, 2024 1
-May 10, 2024 101
-May 13, 2024 195
-May 15, 2024 307
-May 16, 2024 439

PAGE NO.

M

MANSOOR AZAM, MR
PRIVILEGE MOTION regarding-
-Improper behavior of former SHO Bhalwal with honorable member of the House 365
MEHWISH SULTANA, MS
CALL ATTENTION NOTICE regarding-
-Details about murder of citizen in Chua Saidan Shah, Chakwal 224
MINES & MINERALS DEPARTMENT
QUESTIONS regarding-
-Details about contract and procedure of extracting sand and minerals in Toba Tek Singh *(Question No. 160*)* 135
-Details about mineral reserves in Chiniot *(Question No. 159*)* 119
MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Mujtaba Shuja Ur Rehman, Mr.
MINISTER FOR FOOD
-See under Bilal Yasin, Mr
MINISTER FOR INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT
-See under Shafay Hussain, Mr.
MINISTER FOR IRRIGATION
-See under Muhammad Kazim Pirzada, Mr
MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT
-See under Zeeshan Rafique, Mr
MINISTER FOR MINES & MINERALS
-See under Sher Ali Gorchani, Sardar
MINISTER FOR PRIMARY & SECONDARY HEALTHCARE
-See under Imran Nazeer, Khawaja
MINISTER FOR SPECIALIZED HEALTHCARE & MEDICAL EDUCATION & PUNJAB EMERGENCY SERVICES
-See under Salman Rafiq, Khawaja
MINISTER FOR TRANSPORT & MASS TRANSIT
-See under Bilal Akbar Khan, Mr
MOHAMMAD ALI KHAN, SARDAR
CALL ATTENTION NOTICE regarding-
-Details about making nude videos of girls student of special education in Hassan Abdal 42
MOTION regarding-
-Discussion on adjournment motions under Rule 87 of the Provincial Assembly of the Punjab 385
MUHAMMAD AKRAM, SHEIKH
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 279

PAGE NO.

MUHAMMAD ANSAR IQBAL, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 275
MUHAMMAD ATHAR MAQBOOL, MR
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Provision of paramedical staff, doctors and medical facilities in THQ Hospital Fateh pur, Layyah 378
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 282
MUHAMMAD AWAIS, MR
POINT OF ORDER regarding-
-Suicide committed by a woman due to negative attitude of police in Sheikhupura 472
MUHAMMAD BILAL YAMIN, MR
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Demand for eradication of wild animals damaging crops in Murree 369
MUHAMMAD EJAZ SHAFI, CHAUDHRY
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Theft of water by influential persons at Abbasia Link Canal Rahim Yar Khan 63
MUHAMMAD ILYAS, MR
PRIVILEGE MOTION regarding-
-Insulting behavior of DPO Chiniot with honorable Member of the House 169
MUHAMMAD ISMAEL, MR
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Disclosure of playing with lives of people by the owner of medical store at Regal Chowk Faislabad 371
MUHAMMAD KAZIM PIRZADA, MR *(Minister for Irrigation)*
ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-
-Demand for control over water theft and increase in quota of irrigated water in district Layyah 54
-Theft of water by influential persons at Abbasia Link Canal Rahim Yar Khan 63
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-
-Construction and completion of bhasi band along ravi river at Toba Tek Singh *(Question No. 228*)* 32
-Detail about waterlogging land in villages of PP-107, Faisalabad *(Question No. 97*)* 18
-Desilting of canals and minors in Kasur *(Question No. 221*)* 23
-Details about budget and development projects in Toba Tek Singh *(Question No. 257*)* 34
-Details about illegal occupance of land of Irrigation Department in Kasur *(Question No. 224*)* 27

PAGE NO.

MUHAMMAD NADEEM QURESHI, MR.
POINT OF ORDER regarding-
-Matter of discontinuation of Civil Secretariat of South Punjab 175
MUHAMMAD SARFRAZ DOGAR, MR
QUESTIONS regarding-
-Medical and paramedical centres in PP-114, Sheikhupura *(Question No. 196*)* 343
MUHAMMAD TARIQ, CHAUDHRY
PRIVILEGE MOTION regarding-
-Harrasment and destruction at house of honorable member of the House by SHO and SI of Gujranwala Police 171
MUJTABA SHUJA UR REHMAN, MR *(Minister for Finance & Parliamentary Affairs)*
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-
-Details about allowances and pension of employees died during service *(Question No. 30*)* 199
-Diary fee of State cases *(Question No. 176*)* 215
BILL *(Discussed upon)*-
-The Punjab Defamation Bill 2024 243
CALL ATTENTION NOTICES regarding-
-Details about making nude videos of girls student of special education in Hassan Abdal 42
-Details about murder of citizen in Chua Saidan Shah, Chakwal 225
-Details about murder of citizen in Sharqpur, Sheikhupura 227
-Incident of murder and dacoity in Chak No. 66/GB, Faisalabad 220
-Registration of fake case against ex-Chairman U/C 130 in police station Shalamar, Lahore 45
EXTENSION OF ORDINANCES-
-The Punjab Healthcare Commission (Amendment) Ordinance 2023 83
-The Punjab Price Control of Essential Commodities Ordinance 2023 84
REPORTS ***(Laid in the House)***-
-Annual Report of the Ombudsman Punjab for the Year 2022 488
-Annual Reports of the Punjab Information Commission for the Years 2020-21, 2021-22 & 2022-23 488
-Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the Year 2022 488
-Appropriation of Accounts of Forest Department, Government of the Punjab for the Audit Year 2021-22 190
-Audit Report on the Accounts of City District Government Lahore for the Audit Year 2017-18 384
-Audit Report on the Accounts of Communication and Works, Housing, Urban Development and Public Health Engineering, Irrigation, Local Government and Community Development and Energy Departmens, Government of the Punjab for the Audit Year 2020-21 384

PAGE NO.

-Audit Report on the Accounts of Communication and Works, Housing, Urban Development and Public Health Engineering, Irrigation, Local Government and Community Development and Energy Departmens, Government of the Punjab for the Audit Year 2021-22 87
-Audit Report on the Accounts of District Coucils of Punjab (North), for the Audit Year 2020-21 86
-Audit Report on the Accounts of District Education Authorities of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21 384
-Audit Report on the Accounts of District Education Authorities of 19 Districts of Punjab (North) for the Audit Year 2022-23 189
-Audit Report on the Accounts of District Government Okara for the Audit Year 2017-18 190
-Audit Report on the Accounts of District Health Authorities of 19 Districts of Punjab (North) for the Audit Year 2022-23 190
-Audit Report on the Accounts of Expenditure, Government of the Punjab for the Audit Year 2022-23 384
-Audit Report on the Accounts of Metropolitan Corporation Lahore and 6 Municipal Corporations of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21 86
-Audit Report on the Accounts of Municipal Committees of Gujranwala, Lahore, Rawalpindi and Sargodha Regions for the Audit Year 2020-21 86
-Audit Report on the Accounts of Provincial Zakat Fund and District Zakat Committees Punjab for the Audit Year 2021-22 190
-Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab for the Audit Year 2020-21 87
-Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab for the Audit Year 2022-23 87
-Audit Report on the Accounts of 18 District Councils of Punjab (North) for the Audit Year 2019-20 87
-Financial Statement of the Government of the Punjab for the Audit Year 2017-18 87
-Performance Audit Report on District Headquarter Hospital Khushab, for the Audit Year 2020-21 384
-Performance Audit Report on District Education Authority on Provision of Free Education to 10% Disadvantaged Children of District Sargodha for the Audit Year 2021-22 189
-Performance Audit Report on Dualization of Khanewal- Lodhran Bypass road (94km) Communication and Works Department, Government of the Punjab for the Audit Year 2020-21 86
-Performance Audit Report on Non Salary Budget of Schools of District of Lahore, Sheikhupura, Nankana Sahib, Okara and Kasur for the Audit Year 2021-22 189
-Performance Audit Report on Provision of Municipal Services of Municipal Corporation Gujrat for the Audit Year 2021-22 189

PAGE NO.

-Performance Audit Report on Punjab Non-Formal Education Project in the Districts Lahore, Kasur, Okara, Sheikhupura and Nankana Sahib for the Audit Year 2020-21 87
-Performance Audit Report on Sialkot Waste Management Company for the Audit Year 2020-21 87
-Special Audit Report on Government Post Graduate College Attock, Government of the Punjab for the Audit Year 2021-22 190
-Special Audit Report on LDA City Housing Scheme Lahore HUD & PHE Department Government of the Punjab for the Audit Year 2019-20 86
-Special Audit Report on the Accounts of District Council Kasur for the Audit year 2021-22 88
-Special Audit Report on the Accounts of Rawalpindi Ring Road Project, Housing Urban Development and Public Health Engineering Department, Government of the Punjab for the Audit year 2021-22 87
-Special Audit Report on the Accounts of Sustainable Development Goals Achievment Program (SAP), C&W, HUD&PHE, LG&CD Departments and District Health & Deucation Authorities, Government of the Punjabfor the Audit Year 2020-21 86
-Special Audit Report on the Accounts of Tehsil Headquarter hospital Sillanwali for the Audit Year 2021-22 189
-Special Study on Adequacy and Functional Aspect of Pre-Audit conducted by Local Fund Audit Department in TMA Shah Rukn-e-Alam Town District Multan for the Audit Year 2017-18 88
-Special Study on Public funds Expended on Security Measures by School Education Department on District Rahim yar Khan for the Audit Year 2017-18 384
-Special Study Report on Human Resource Hiring in District Educatin and District Health Authorities of District Gujranwala for the Audit Year 2020-21 384
-Special Study Report on Human Resource Hiring in District Educatin and District Health Authorities of District lahore and Kasur for the Audit Year 2020-21 88
-Special Study Report on Human Resource Hiring in District Educatin and District Health Authorities of District Okara and Nankana Sahib for the Audit Year 2021-22 88
-Special Study Report on Human Resource Hiring in District Educatin and District Health Authorities of District Sialkot for the Audit Year 2021-22 88
-Special Study Report on Provision of Service Delivery by District Education Authority Bhakkarfor the Audit Year 2020-21 88

RESOLUTION regarding-

-Demand for taking action against the political elements for attacking on National Security Institutions and burning residency of Qaid E Azam Muhammad Ali Jinnah on 9th May 2024 95

PAGE NO.

MUMTAZ AHMAD, MR
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Demand for making animalsfunctional BHU Kacha Gujrat in Mianwali 485
-Provision of paramedical staff, doctors and medical facilities in Mother and Child hospital in district Mianwali 370
MUNAWAR HUSSAIN, RANA
EXTENSION OF REPORTS-
-Special Committee No. I 236
MUSHTAQ AHMED, MR.
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 395
POINT OF ORDER regarding-
-Death of 6 persons due to overturning the boat in Pind Dadan Khan 470

N

NADIA KHAR, MS
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Women deprived of treatment facilities due to incompletion of building of Mother and Child Hospital in Kot Addu 65, 369
NEELUM JABBAR CHAUDHARY, MS
PRIVILEGE MOTIONS regarding-
-Insulting behavior of comptroller Punjab House Islamabad with honorable member 235
NOTIFICATION of-
-Summoning of 9th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on May 9, 2024 1

O

OFFICERS-
-Of the House

8

PAGE NO.

P

PANEL OF CHAIRPERSONS-
-Announcement regarding Panel of Chairpersons for 9th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on May 9, 2024 7
POINTS OF ORDER REGARDING-
-Condemnation of killing seven laborers of Punjab in Gawadar 11
-Death of 6 persons due to overturning the boat in Pind Dadan Khan 470
-Demand for constitution of standing committees of the House 114
-Demand for wheat procurement from farmer 116
-Matter of de-notifying spesific reserved seats for women 72
-Matter of discontinuation of Civil Secretariat of South Punjab 175
-Suicide committed by a woman due to negative attitude of police in Sheikhupura 472
-Vandalism by police at house of PTI workers and matter of killing 7 innocent labourers of Khanewal in Gawadar 162
PRIMARY & SECONDARY HEALTHCARE DEPARTMENT-
QUESTIONS regarding-
-Closure of dispensaries in Jhelum *(Question No. 308*)* 355
-Details about cardiology centre and dialysis centre in THQ Hospital Kamalia *(Question No. 271*)* 354
-Details about giving back the dispensaries from district councils to Health Department *(Question No. 163*)* 313
-Details about pramedical staff and facilities provided in Sir Ghumman Hospital Jhelum *(Question No. 255*)* 350
-Details about payment of salary to LHVs and midvives as fixed by the Government *(Question No. 164*)* 326
-Establishment of new hospitals *(Question No. 169*)* 335
-Establishment of THQ Hospital Dinah *(Quettion No. 264*)* 353
-Medical and paramedical centres in PP-114, Sheikhupura *(Question No.196*)* 343
-Number of posts of doctors in RHC Garh Maharaja, Jhang *(Question No. 252*)* 349
-Number of staff in dispensaries of Ahmad pur Sial, Jhang *(Question No. 251*)* 349
-Service structure and upgradation of LHVs and Lady Health Workers in Lahore *(Question No. 199*)* 347
PRIVILEGE MOTIONS regarding-
-Harrasment and destruction at house of honorable member of the House by SHO and SI of Gujranwala Police 171
-Improper behavior of DSP Batala Colony Faisalabad with honorable member of the House 170
-Improper behavior of former SHO Bhalwal with honorable member of the House 365

PAGE NO.

-Improper behavior of Police with honorable member of the House outside the Election office 173
-Insulting behavior of comptroller Punjab House Islamabad with honorable member 235
-Insulting behavior of DPO Chiniot with honorable member of the House 169
-Insulting behavior of DPO Khanewal with honorable member of the House 367
-Raid of Police on the house of honorable member in Kehror Pakka 234
-Raid of Police on the house of honorable member in Kot Samaba, Rahim Yar Khan 366

Q

QUESTIONS regarding-

FINANCE DEPARTEMENT-

-Details about allowances and pension of employees died during service *(Question No. 30*)* 199
-Diary fee of State cases *(Question No. 176*)* 214

FOOD DEPARTEMENT-

-Details about wheat stored and exported *(Question No. 318*)* 205

INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT DEPARTMENT

-Details about establishment of Punjab Investment Board *(Question No. 175*)* 129
-Details about water treatment plants in industrial units of Toba Tek Singh *(Question No. 241*)* 151

IRRIGATION DEPARTMENT-

-Construction and completion of bhasi band along ravi river at Toba Tek Singh *(Question No. 228*)* 32
-Detail about waterlogging land in villages of PP-107, Faisalabad *(Question No. 97*)* 17
-Desilting of canals and minors in Kasur *(Question No. 221*)* 22
-Details about budget and development projects in Toba Tek Singh *(Question No. 257*)* 34
-Details about illegal occupance of land of Irrigation Department in Kasur *(Question No. 224*)* 27

MINES & MINERALS DEPARTMENT-

-Details about contract and procedure of extracting sand and minerals in Toba Tek Singh *(Question No. 160*)* 135
-Details about mineral reserves in Chiniot *(Question No. 159*)* 119

PRIMARY & SECONDARY HEALTHCARE DEPARTMENT-

-Closure of dispensaries in Jhelum *(Question No. 308*)* 355
-Details about cardiology centre and dialysis centre in THQ Hospital Kamalia *(Question No. 271*)* 354
-Details about giving back the dispensaries from district councils to Health department *(Question No. 163*)* 313

PAGE NO.

-Details about pramedical staff and facilities provided in Sir Ghumman Hospital Jhelum *(Question No. 255*)* 350
-Details about payment of salary to LHVs and midvives as fixed by the Government *(Question No. 164*)* 326
-Establishment of new hospitals *(Question No. 169*)* 335
-Establishment of THQ Hospital Dinah *(Quettion No. 264*)* 353
-Medical and paramedical centres in PP-114, Sheikhupura *(Question No. 196*)* 343
-Number of posts of doctors in RHC Garh Maharaja, Jhang *(Question No. 252*)* 349
-Number of staff in dispensaries of Ahmad pur Sial, Jhang *(Question No. 251*)* 349
-Service structure and upgradation of LHVs and Lady Health Workers in Lahore *(Question No. 199*)* 347

TRANSPORT DEPARTMENT
-Closure of roots of public transport in Lahore *(Question No. 170*)* 443
-Details about truck stands in Toba Tek Singh *(Question No. 247*)* 455
-Shifting of truck stands in Toba Tek Singh *(Question No. 248*)* 463

R

RAHILA KHADIM HUSSAIN, MS
CALL ATTENTION NOTICE regarding-
-Registration of fake case against ex-Chairman U/C 130 in police station Shalamar, Lahore 45
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding closure of sewerage system in Awami Colony attached with General Hospital Lahore 386
MOTION regarding-
-Discussion on adjournment motions under Rule 87 of the Provincial Assembly of the Punjab 386

RAZI ULLAH KHAN, MR
DISCUSSION *(under rule 87)***on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 408
PRIVILEGE MOTION regarding-
-Raid of Police on the house of honorable member in Kehror Pakka 234

REPORTS ***(Laid in the House)-***
-Annual Report of the Ombudsman Punjab for the Year 2022 488
-Annual Reports of the Punjab Information Commission for the Years 2020-21, 2021-22 & 2022-23 488
-Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the Year 2022 488
-Appropriation of Accounts of Forest Department, Government of the Punjab for the Audit Year 2021-22 190

	PAGE NO.
-Audit Report on the Accounts of City District Government Lahore for the Audit Year 2017-18	384
-Audit Report on the Accounts of Communication and Works, Housing, Urban Development and Public Health Engineering, Irrigation, Local Government and Community Development and Energy Departmens, Government of the Punjab for the Audit Year 2021-22	384
-Audit Report on the Accounts of Communication and Works, Housing, Urban Development and Public Health Engineering, Irrigation, Local Government and Community Development and Energy Departmens, Government of the Punjab for the Audit Year 2021-22	87
-Audit Report on the Accounts of District Coucils of Punjab (North), for the Audit Year 2020-21	86
-Audit Report on the Accounts of District Education Authorities of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21	384
-Audit Report on the Accounts of District Education Authorities of 19 Districts of Punjab (North) for the Audit Year 2022-23	189
-Audit Report on the Accounts of District Government Okara for the Audit Year 2017-18	190
-Audit Report on the Accounts of District Health Authorities of 19 Districts of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21	384
-Audit Report on the Accounts of District Health Authorities of 19 Districts of Punjab (North) for the Audit Year 2022-23	385
-Audit Report on the Accounts of Expenditure, Government of the Punjab for the Audit Year 2022-23	190
-Audit Report on the Accounts of Metropolitan Corporation Lahore and 6 Municipal Corporations of Punjab (North) for the Audit Year 2020-21	86
-Audit Report on the Accounts of Municipal Committees of Gujranwala, Lahore, Rawalpindi and Sargodha Regions for the Audit Year 2020-21	86
-Audit Report on the Accounts of Provincial Zakat Fund and District Zakat Committees Punjab for the Audit Year 2021-22	190
-Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab for the Audit Year 2020-21	87
-Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises, Government of the Punjab for the Audit Year 2022-23	87
-Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts, Government of the Punjab for the Audit Year 2022-23	385
-Audit Report on the Accounts of 18 District Councils of Punjab (North) for the Audit Year 2019-20	87
-Financial Statement of the Government of the Punjab for the Audit Year 2017-18	384
-Performance Audit Report on District Headquarter Hospital Khushab, for the Audit Year 2020-21	87

PAGE NO.

-Performance Audit Report on District Education Authority on Provision of Free Education to 10% Disadvantaged Children of District Sargodha for the Audit Year 2021-22 189
-Performance Audit Report on Dualization of Khanewal- Lodhran Bypass road (94km) Communication and Works Department, Government of the Punjab for the Audit Year 2020-21 86
-Performance Audit Report on Non Salary Budget of Schools of District of Lahore, Sheikhupura, Nankana Sahib, Okara and Kasur for the Audit Year 2021-22 189
-Performance Audit Report on Provision of Municipal Services of Municipal Corporation Gujrat for the Audit Year 2021-22 189
-Performance Audit Report on Punjab Non-Formal Education Project in the Districts Lahore, Kasur, Okara, Sheikhupura and Nankana Sahib for the Audit Year 2020-21 87
-Performance Audit Report on Sialkot Waste Management Company for the Audit Year 2020-21 87
-Special Audit Report on Government Post Graduate College Attock, Government of the Punjab for the Audit Year 2021-22 190
-Special Audit Report on LDA City Housing Scheme Lahore HUD & PHE Department Government of the Punjab for the Audit Year 2019-20 86
-Special Audit Report on the Accounts of District Council Kasur for the Audit year 2021-22 88
-Special Audit Report on the Accounts of Rawalpindi Ring Road Project, Housing Urban Development and Public Health Engineering Department, Government of the Punjab for the Audit year 2021-22 87
-Special Audit Report on the Accounts of Sustainable Development Goals Achievment Program (SAP), C&W, HUD&PHE, LG&CD Departments and District Health & Deucation Authorities, Government of the Punjabfor the Audit Year 2020-21 86
-Special Audit Report on the Accounts of Tehsil Headquarter hospital Sillanwali for the Audit Year 2021-22 189
-Special Study on Adequacy and Functional Aspect of Pre-Audit conducted by Local Fund Audit Department in TMA Shah Rukn-e-Alam Town District Multan for the Audit Year 2017-18 384
-Special Study on Public funds Expended on Security Measures by School Education Department on District Rahim yar Khan for the Audit Year 2017-18 384
-Special Study Report on Human Resource Hiring in District Educatin and District Health Authorities of District Gujranwala for the Audit Year 2020-21 88
-Special Study Report on Human Resource Hiring in District Educatin and District Health Authorities of District lahore and Kasur for the Audit Year 2020-21 88
-Special Study Report on Human Resource Hiring in District Educatin and District Health Authorities of District Okara and Nankana Sahib for the Audit Year 2021-22 88

PAGE NO.

-Special Study Report on Human Resource Hiring in District Educatin and District Health Authorities of District Sialkot for the Audit Year 2021-22 88
-Special Study Report on Provision of Service Delivery by District Education Authority Bhakkarfor the Audit Year 2020-21 88
-The Punjab Defamation Bill 2024 361

RESOLUTIONS regarding-
-Demand for taking action against the political elements for attacking on National Security Institutions and burning residency of Qaid E Azam Muhammad Ali Jinnah on 9th May 2024 95
-Matter of killing laborors belonging to Punjab in Gawadar 191

RIFFAT MEHMOOD, SYED
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 398
QUESTIONS regarding-
-Details about pramedical staff and facilities provided in Sir Ghumman Hospital Jhelum *(Question No. 255*)* 350
-Establishment of THQ Hospital Dinah *(Quettion No. 264*)* 353

S

SALMA BUTT, MS
REPORTS *(Laid in the House)*-
-The Punjab Defamation Bill 2024 361

SALMAN RAFIQ, KHAWAJA *(Minister for Specialized Healthcare & Medical Education & Punjab Emergency Services)*
ADJOURNMENR MOTIONS (Answers) regarding-
-Demand for granting Special Allowance to employees of Rescue 1122 faced disablity during service 379
-Problems faced by patients due to faulted machines in Allied Hospital, Faisalabad 187
-Provision of medical facilities in Dr Faisal Masood Teaching Hospital, Sargodha 379
-Sugar Patients unable to get low priced treatment of eyesight due to non availablity of Avastin injection 380

SHAFAY HUSSAIN, MR. (*Minister for Industries, Commerce & Investment)*
ADJOURNMENR MOTION (Answer) regarding-
-Demand not to convert the agriculture land into special economic zone 179
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-
-Details about establishment of Punjab Investment Board *(Question No. 175*)* 130
-Details about water treatment plants in industrial units of Toba Tek Singh *(Question No. 241*)* 151

SHAHBAZ AHMAD, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 256

PAGE NO.

POINT OF ORDER regarding-
-Demand for wheat procurement from farmer 116
QUESTIONS regarding-
-Number of posts of doctors in RHC Garh Maharaja, Jhang *(Question No. 252*)* 349
-Number of staff in dispensaries of Ahmad pur Sial, Jhang *(Question No. 251*)* 349
SHAHID JAVED, MR
PRIVILEGE MOTION regarding-
-Improper behavior of DSP Batala Colony Faisalabad with honorable member of the House 170
SHAKEELA JAVED, MS
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 397
SHAUKAT RAJA, MR
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Heavy tax imposition on hotels by WASA in the province 486
-People falling in diseases due to dumping of wastage in U/C Bagga Sheikhan PP-9, Rawalpindi 239
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 258
SHER ALI GORCHANI, SARDAR *(Minister for Mines & Minerals)*
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-
-Details about contract and procedure of extracting sand and minerals in Toba Tek Singh *(Question No. 160*)* 135
-Details about mineral reserves in Chiniot *(Question No. 159*)* 119
SHUAIB AMEER, MR
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Demand for control over water theft and increase in quota of irrigated water in district Layyah 54
-Demand for taking action against management of cattle market for involving in corruption 484
SUMMONING-
-Notification of summoning of 9th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on May 09, 2024 1

T

TASHAKUL ABBAS WARRAICH, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 290
TRANSPORT DEPARTMENT-
QUESTIONS regarding-
-Closure of roots of public transport in Lahore *(Question No. 170*)* 443

PAGE NO.

-Details about truck stands in Toba Tek Singh *(Question No. 247*)* 455
-Shifting of truck stands in Toba Tek Singh *(Question No. 248*)* 463

U

USAMA FAZAL, MR
PRIVILEGE MOTION regarding-
-Insulting behavior of DPO Khanewal with honorable member of the House 367
UZMA KAR DAR, MS
QUESTIONS regarding-
-Closure of dispensaries in Jhelum *(Question No. 308*)* 355

Z

ZAKIA KHAN, MS
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 406
-Wheat procurement 273
ZEESHAN RAFIQUE, MR *(Minister for Local Government and Community Development)*
DISCUSSION *(under rule 87)* **on-**
-Adjournment Motion regarding Suthra Punjab Program 425
ZERO HOUR NOTICES (Answers) regarding-
-Aprehension to outbreak of epidemic diseases due to worst condition of sewerage system in PP-165, Raiwind 158
-Demand for implimentation of rules and regulations from contractors in cattle markets 161
ZERO HOUR NOTICE regarding-
-Aprehension to outbreak of epidemic diseases due to worst condition of sewerage system in PP-165, Raiwind 158
-Demand for implimentation of rules and regulations from contractors in cattle markets 153 161
-Demand not to privatize government schools of the province 156
-Matter of contracting out angiography facilities in government hospitals 165
-Problems faced by patients due to faulted CT Scan and MRI machines in Sir Gangaram Hospital Lahore 157
ZULFIQAR ALI SHAH, MR.
DISCUSSION on-
-Wheat procurement 270

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

(جمعتہ المبارک 17، سوموار 20۔ مئی، سوموار 3۔ جون 2024)

(یوم الجمعہ 8، یوم الاثنین 11، یوم الاثنین 25۔ ذیقعد 1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: نواں، دسواں اجلاس

جلد 9 (حصہ دوم): شمارہ جات : 6 تا 7

جلد 10: شمارہ : 1

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

نواں، دسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 17۔ مئی 2024

جلد 9: شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	فہرست کارروائی	1
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	3
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	4
	پوائنٹ آف آرڈر	
4۔	اسمبلی سکیورٹی کی طرف سے معزز ممبر کو اسمبلی گیٹ پر روکنے کا معاملہ	5

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ سپورٹس)	
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	10
	زیرو آور نوٹس	
6۔	چکوال: تحصیل پنڈ دادنخان کے شہری غریب وال سیمنٹ فیکٹری کی آلودگی کی وجہ سے موذی امراض میں مبتلا	33
7۔	فیصل آباد میں خواتین کی پناہ گاہ (دارالامان) کی تعمیر کے لئے فنڈز کے اجراء کا مطالبہ	35
8۔	کارڈیک سنٹر چونیاں میں جان بچانے والی ادویات کی فراہمی کا مطالبہ	37
9۔	جہیز پر مکمل پابندی کے لئے قانون سازی کا مطالبہ	40
10۔	تحاریک التوائے کار	42
	پوائنٹ آف آرڈر	
11۔	لاہور: تھانہ فیکٹری ایریا کے علاقہ میں فائرنگ سے قتل سے متعلقہ تفصیلات	44
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
12۔	رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	48

سوموار، 20۔ مئی 2024

جلد 9: شمارہ 7

13۔	فہرست کارروائی	51
14۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	53
15۔	نعت رسول مقبول ﷺ	54

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)	
16۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	56
17۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	94
	توجہ دلاؤ نوٹس	
18۔	بہاولنگر میں شادی شدہ خاتون سے 9 افراد کی اجتماعی زیادتی سے متعلقہ تفصیلات	98
	تحاریک استحقاق	
19۔	(تمام تحاریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی گئیں)	102
	تحاریک التوائے کار	
20۔	لاہور کی ڈسپنسریوں میں سہولیات کی فراہمی اور عملہ کی فی الفور تعیناتی کا مطالبہ	103
21۔	ضلع منڈی بہاؤالدین، دریائے چناب بھٹہ کہنہ کے بند کی تعمیر میں ناقص میٹریل کا استعمال	104
22۔	ضلع اٹک تحصیل حضرو کے ٹی ایچ کیو کے ٹراما سنٹر میں عملہ و دیگر سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ	104
23۔	میانوالی کے علاقہ عیسیٰ خیل میں تاریخی شیر شاہ سوری روڈ کی زمین پر بااثر افراد کا قبضہ	105
24۔	بلدیاتی اداروں کے متعدد ذرائع آمدن ختم ہونے سے تنخواہوں اور پنشن کی ادائیگی میں مشکلات کا سامنا	106
25۔	پنجاب بھر میں پرائیویٹ کالجز کی محکمہ تعلیم میں رجسٹریشن فیس میں اضافہ سے طلباء میں شدید پریشانی	108
26۔	فیصل آباد، چیف آفیسر کارپوریشن کا لاکھوں کی رشوت لے کر نان ٹیکنیکل عملہ کو بلڈنگ انسپکٹر کی سیٹ پر تعینات کرنا حکومت سے نوٹس کا مطالبہ	109

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
27۔	مسودہ قانون پنجاب ہتک عزت 2024	114
28۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	225
	قرارداد	
29۔	ایوان میں اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر ڈاکٹر سید ابراہیم رئیسی سمیت ان کے رفقاء کی المناک شہادت پر اظہار تعزیت	227
30۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	230
	سوموار، 3۔جون 2024	
	جلد 10: شمارہ 1	
31۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	233
32۔	فہرست کارروائی	235
33۔	ایوان کے عہدے دار	237
34۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	239
35۔	نعت رسول مقبول ﷺ	240
36۔	پینل آف چیئرپرسنز	241
	حلف	
37۔	نو منتخب اراکین اسمبلی کا حلف	241
	سوالات (محکمہ جات زراعت اور سکولز ایجوکیشن)	
38۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	245

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
39۔	لاہور: پرانی انارکلی کے علاقہ میں ڈکیتی مزاحمت پر عابد حسین کے قتل سے متعلقہ تفصیلات	292
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
40۔	سپیشل کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹوں کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	293
	تحاریک استحقاق	
41۔	راولپنڈی: ڈائریکٹر میٹروپولیٹن کارپوریشن کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک	295
42۔	کمشنر راولپنڈی ڈویژن کا معزز رکن اسمبلی سے فون پر دھمکی آمیز رویہ	296
43۔	سیکرٹری سکولز ایجوکیشن کا معزز رکن اسمبلی کی فون کال نہ سننا	298
44۔	سیکرٹری سکولز ایجوکیشن کا معزز رکن اسمبلی سے فون پر بات نہ کرنا	302
	تحاریک التوائے کار	
45۔	عیسیٰ خیل اور میانوالی میں واپڈا کا واٹر سپلائی کے کنکشن منقطع کرنے سے عوام کو پینے کے پانی کا مسئلہ	304
46۔	لاہور میں فلٹریشن پلانٹس بند ہونے کی وجہ سے شہری صاف پانی سے محروم	305
47۔	منڈی بہاؤالدین میں THQ اور چلڈرن ہسپتال دوبارہ بحال کرنے کا مطالبہ	307
48۔	فیصل آباد: پینسرہ چک 67 ج۔ب میں عرصہ دراز سے کرپٹ پٹواری کی تعیناتی کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا	308
49۔	ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں معطل شدہ ملازمین کو تنخواہیں بند ہونے کی وجہ سے پریشانی کا سامنا	309
50۔	ایڈن گارڈن ہاؤسنگ سکیم گجومتہ لاہور کے مالکان کا لوگوں کے ساتھ فراڈ	311
51۔	جنوبی پنجاب سیکرٹریٹ کا قیام نہ ہونے کی وجہ سے سائلین کو پریشانی کا سامنا	313

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
52۔	کیڈٹ کالج خان پور فعال نہ ہونے سے ہزاروں طلباء تعلیم سے محروم	315
53۔	ڈاکٹر اے کیو خان ہسپتال ٹرسٹ کے معاملات پر قبضہ کرنے کی کوشش	321
	سرکاری کارروائی	
	عام بحث	
54۔	صوبہ میں امن وامان اور گنے کی خریداری پر عام بحث	321
55۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	403
56۔	انڈیکس	

1

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

جمعتہ المبارک، 17۔ مئی 2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سپورٹس)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

زیرو آور نوٹس

GOVERNMENT BUSINESS

LAYING OF REPORTS

A MINISTER to lay the following Reports:

1. Annual Report of the Punjab Forensic Science Agency for the Year 2015
2. Annual Report of the Election Commission of Pakistan for the Year 2020

3

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا نواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 17۔ مئی 2024

(یوم الجمعہ، 8۔ ذیقعد 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر زلاہور میں شام 4 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت ڈپٹی سپیکر ملک ظہیر اقبال چنڑ منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد بخش نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بِسم اللہ الرحمٰن الرحیمO

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (5) وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (6)

سورۃ یوسف (آیات نمبر 5 تا 6)

فرمایا: اے میرے بچے! اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا ورنہ تمھارے خلاف کوئی سازش کریں گے۔ بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے (5) اور اس طرح تیرا رب تمھیں منتخب فرمالے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر یعقوب علیہ السلام کے گھر والوں پر اپنا احسان مکمل فرمائے گا جس طرح اس نے پہلے تمھارے باپ داد ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر اپنی نعمت مکمل فرمائی۔ بے شک تیرا رب علم والا، حکمت والا ہے (6)

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حبیب اللہ بھٹی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے رسولِ امیںؐ ، خاتم المرسلیںؐ
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
ہے یہ اپنا عقیدہ بصدق و یقیں
دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے حسیں
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
بزمِ کونین پہلے سجائی گئی
پھر تری ذات منظر پر لائی گئی
سید الاوّلیںؐ ،سید الآخریںؐ
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا
اِس زمیں میں ہوا ، آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیرِ نگیں
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
سدرۃ المنتہیٰ' راہگزر میں تری
'کعبہ قوسین' گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں حق ہے تیرے قریں
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب احمد خان!

اسمبلی سکیورٹی کی طرف سے معزز ممبر کو اسمبلی گیٹ پر روکنے کا معاملہ

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! ہمارے ایک معزز ممبر سردار راشد طفیل صاحب ہیں آج ان کے ساتھ اسمبلی گیٹ پر بدتمیزی کی گئی ہے معزز ممبر اپنے بیٹے کے ساتھ اسمبلی آرہے تھے تو ان کے بیٹے کو بھی اور اُن کو بھی داخل نہیں ہونے دیا جا رہا تھا اگر یہ جو attitude ہے تو میرے خیال میں پھر ہمارے اِدھر بیٹھنے کا فائدہ نہیں ہے۔یہ تو in other sense آپ کو سنبھالنا چاہئے آپ اس معاملے کا serious نوٹس لیں۔ معزز ممبر جناب راشد طفیل قصور سے ہمارے ممبر ہیں۔

جناب سپیکر! پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ جو ہمارے ساتھ گاڑی میں لوگ ہوتے تھے ان کو کوئی چیک نہیں کرتا تھا، یہ تو معزز ممبر کے بیٹے ہیں۔ ہمارے ساتھ تو ہمارے حلقے کے ووٹر بھی تین تین، چار چار لوگ آجاتے تھے even ہمارے لوگ ہمارے ساتھ اندر بھی آجاتے تھے۔ یہاں تو معزز ممبر جو خود گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے اُن کو بھی نہیں آنے دیا گیا آپ اس معاملے کو seriously لیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ایک important issue ہے۔اُس کی آپ فوری طور پر suspension کریں اور hold an inquiry جتنی دیر inquiry complete نہیں ہوتی that officer should be under suspension اور ہمارے ممبر اس حوالے سے ابھی آپ کو بتائیں گے اور brief بھی کریں گے don't let it go like that اس طرح تو یہ روز

ہمیں پکڑ لیں گے۔ آگے آپ ایک law لے کر آرہے ہیں that is going to be another critical ہمارے لئے مسئلہ بنا ہے اس پر آپ اپنا فیصلہ دیں تا کہ ہاؤس کی کارروائی آگے چل سکے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر یہ حالات ہیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب نے اس پر بات کر لی ہے اور قائد حزب اختلاف نے بھی بات کی ہے۔

جناب راشد طفیل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم!

جناب راشد طفیل: جناب سپیکر! شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ میں جب اسمبلی میں آپ کے بلانے پر یعنی اجلاس میں آرہا تھا تو میرا بیٹا میرے driver کو لے کر آیا میں نے اُن سے کہا کہ میرے ڈرائیور کو drop کر دیں، میری صبح ہائی کورٹ میں پیشی تھی تو اُس کو drop کرنے کے بعد میرے بیٹے کی گاڑی کھڑی تھی۔ میں نے request کی کہ میرا بیٹا گاڑی میں ہے اور driver ان کو drop کرنے کے لئے آیا ہے تو آپ اس کو جانے دیں، انہوں نے کہا جی نہیں جا سکتا۔ میرے request کرنے کے بعد میں اس گاڑی میں خود بیٹھ گیا، میں نے کہا میں اس گاڑی میں بیٹھتا ہوں اب دروازہ کھول دیں تو انہوں نے کہا دروازہ نہیں کھل سکتا۔ میں نے کہا میں request کرتا ہوں میں اجلاس میں آرہا ہوں، میں ایم پی اے ہوں۔ انہوں نے کہا دروازہ نہیں کھل سکتا آپ نے جس کو بلانا ہے بلا لیں۔

جناب سپیکر! اگر ایوان کے ایک ممبر کی یہ respect ہے اور اگر یہاں پر ایسے ہونا ہے تو پھر آپ اسمبلی میں ان کو بٹھا دیں اور ہمیں یہاں سے فارغ کر دیں اگر اس معاملے پر نوٹس نہیں لیا جا رہا تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ میں نے نہ اُس سے کوئی بدتمیزی کی ہے، نہ گالی دی ہے اگر میں ایسا کر دیتا تو یہ بہت بڑا ایشو بنتا کہ میں نے سٹاف کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ ایک ممبر کا کیا استحقاق ہے اگر کوئی استحقاق نہیں ہے تو اس کا مجھے بتا دیا جائے کہ واقعی میرا استحقاق نہیں ہے تو میں خاموشی سے بیٹھ جاؤں گا، صبر کر لوں گا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑا simple issue ہے ایک فاضل ممبر نے آپ کو ایک شکایت کی ہے بلکہ کہہ لیں کہ جو اُن کی تضحیک ہوئی ہے اُنہوں نے آپ کو بتائی ہے یہ بھی کوئی اچھی روایت نہیں ہے کہ ہم اپنا یہاں پر رونا روئیں مگر آپ you should immediately hold an inquiry and till the finalization of inquiry آپ اُس کو suspend کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب راشد طفیل! آپ نے کس کو بتایا تھا؟ یہ واقعہ میرے نوٹس میں نہیں ہے یہ میرے ابھی نوٹس میں آیا ہے۔

جناب راشد طفیل: جناب سپیکر! میں نے وہاں سے بیٹھ کر سیکرٹری صاحب کو call کی کہ اس طرح میرا گیٹ بند کیا ہوا ہے کہ یہ سکیورٹی والا بندہ مجھے اندر اسمبلی میں آنے نہیں دے رہا مین گیٹ بند کر کے کھڑا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ آپ بلائیں جس کو بلانا ہے۔ سیکرٹری صاحب نے پھر سٹاف کو بھیجا ہے اُس کے بعد گیٹ کھلا ہے پھر میں اسمبلی کے اندر داخل ہوا ہوں اور پھر ایوان میں آیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، please no cross talk معزز ممبران میری بات سنیں۔ یہ معاملہ میرے بھی ابھی نوٹس میں آیا ہے تو اس میں ایک تو بہت زیادہ security threats ہیں اور آپ کی عزت ہمیں نہایت ہی مطلوب ہے آپ معزز ممبران میری عرض سن لیں۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب احمد خان! آپ میری بات سنیں آپ بڑے معزز ممبران ہیں آپ کی عزت کروانا میری ڈیوٹی ہے، میرا فرض ہے۔ اس ایوان میں بیٹھا ہوا ایک ایک honorable member کی عزت کا میں ذمہ دار ہوں۔

ہم اس پر انکوائری کروا لیتے ہیں، جو بھی اسمبلی کا سکیورٹی آفیسر اس میں قصوروار پایا گیا تو جو بھی آپ اس کے خلاف ایکشن کا کہیں گے وہ ہم کریں گے، اگر اس کو suspend کرنا پڑا تو اس کو suspend بھی کریں گے، اب اس پر انکوائری ہو گی۔ اب ہم Question Hour لیتے ہیں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! آپ اس کی CCTV فوٹیج نکلوا کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! CCTV فوٹیج بھی نکلوالیں گے، آپ کیوں اتنی tension لے رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! آپ اس معاملے کی انکوائری کرنے کا order کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! جی، ٹھیک ہے، ہم اس معاملے کی انکوائری کروالیتے ہیں۔

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! آپ اس کو suspend کر کے انکوائری کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ایک مرتبہ بات ہو گئی ہے کہ انکوائری ہو گی اور آپ بے فکر رہیں بالکل صاف شفاف انکوائری ہو گی۔ ہمیں آپ کا احترام بہت ضروری ہے، جو بھی اس انکوائری میں قصوروار ثابت ہو گا اس کے ساتھ جو لیڈر آف دی اپوزیشن کہیں گے، اسی طرح کا سلوک کیا جائے گا۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! ہمارے ہاؤس کا کوئی بھی ممبر ہے، اس کا ایک استحقاق اور عزت ہے۔ مجھے بتائیں کہ جب ایک ممبر اپنے ساتھ کسی کو بھی لے کر آتا ہے اور ممبر اس کے ساتھ ہوتا ہے تو کم از کم اس کو تو نہیں روکنا چاہئے، یہ راویت آج کی نہیں بلکہ یہ گندی روایت پرویز الہیٰ دور میں ڈالی گئی تھی اس دور میں یہاں پر ممبران کے ساتھ جو حشر ہوتا رہا ہے اور وہی routine آج تک قائم ہے تو اس کو تبدیل کروائیں کیونکہ یہ ہر ممبر کا گھر ہے اور اس ممبر کا ایک استحقاق بھی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک ممبر کو سکیورٹی والا ہاتھ آگے کر کے روک لیتا ہے، اس گاڑی میں میرا بیٹا بھی ساتھ آرہا تھا اس کو بھی روک لیا گیا ہے، یہ سب کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں پر میری بہن بی بی وڈیرہ بیٹھی ہوئی ہے وہ کل وہاں سکیورٹی آفس میں کھڑی ہوئی تھی اور اس کا بیٹا ساتھ تھا اور وہ request کر رہی تھی کہ میرے بیٹے کو اندر جانے دو تو آپ بتائیں کہ کیا ایسا ہوتا ہے؟ یہ طریق کار بہت غلط ہے اس کو تبدیل کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احسن صاحب! ٹھیک ہے۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! آپ یقین کریں کہ ہاؤس کا ہر honorable member ہے اور ہم اس اسمبلی کے مالک ہیں، ملازم نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احسن صاحب! بالکل، آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن اب آپ میری بات سنیں۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! یہ معاملات حکومت پنجاب سے نہیں بلکہ آپ سے related ہیں کیونکہ آپ اس ہاؤس کے executive ہیں لہٰذا اس طریق کار کو change کروائیں تاکہ یہاں پر ہر ممبر کی عزت ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احسن صاحب! دیکھیں کہ میں جس منصب پر بیٹھا ہوں یہ بات مجھے زیب نہیں دیتی لیکن 2018 میں جو گورنمنٹ تھی اُس وقت میں بھی انہیں بنچز پر بیٹھا کرتا تھا تو ہمیں اپنے ساتھ ایک آدمی بھی لانے کی اجازت نہ تھی۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! وہ غلط روایات تھیں تو ہم نے اُن راویات کو برقرار نہیں رکھنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احسن صاحب! میری بات سنیں، میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ ہم نے سابقا گورنمنٹ کی ایسی روایات اور exercise کو نہیں دہرانا، ہم نے ان شاءاللہ تعالیٰ نئی روایات شروع کرنی ہیں جو اچھی اور بھلائی کی طرف ہوں جو betterment for the people of the Punjab ہوں گی وہ شروع کریں گے۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ اگر پچھلی روایات غلط تھیں تو ان کو بالکل نہیں دہرانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ صاحب! میں نے اسی لئے تو اس معاملے کی انکوائری کا حکم دیا ہے۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! آپ کے دور میں روایت ایک step آگے چلی گئی ہے، ایک ممبر کے بیٹے کی بات تو بعد کی ہے یہاں پر ایک ممبر خود گاڑی میں موجود تھا تو اس کو بھی نہیں آنے دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ صاحب! نہیں، نہیں، ایسی بات نہیں ہے ہم اس معاملے کی انکوائری کرواتے ہیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! ہر چیز پر point scoring نہیں کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ صاحب! ممبران کو تو کوئی بھی نہیں روک سکتا کیونکہ ممبران بہت respectful and honorable ہیں ان کو کیسے کوئی روک سکتا ہے؟

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں کہ انہوں نے ممبر کو روکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ صاحب! میں نے انکوائری کا حکم دے دیا ہے اب پلیز! انکوائری رپورٹ آنے تک آپ تھوڑا انتظار کر لیں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! آپ 2018 والے دور کی بات کر رہے ہیں اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف کھانے کے buffet لگتے تھے اور Hi–Tea دی جاتی تھی ان کا بھی آپ ذکر کیا کریں تو ان کی یہ باتیں بھی نوٹ کیا کریں۔ اس وقت جو حکومت میں تھے ان کے ساتھ دس دس آدمی آتے تھے ان کو تو نہیں رونا چاہئے ان کے تو دس دس آدمی آنے چاہئیں ہمارے آپ نہ آنے دیں چاہے ایک بھی آدمی نہ آنے دیں لیکن ان کے دس دس آدمی آنے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! کیا انہوں نے آپ کو کوئی complaint کی ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! رانا صاحب کی بات پر غور کیا جائے۔

سوالات

(محکمہ سپورٹس)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: راؤ صاحب! اس پر بھی ایکشن لیتے ہیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ سپورٹس سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال چودھری محمد اعجاز شفیع کا ہے، سوال نمبر بول دیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 144 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان۔ خان پور میں سپورٹس کمپلیکس کی منظوری بجٹ اور اس کی تکمیل سے متعلق تفصیلات

***144: چودھری محمد اعجاز شفیع:** کیا وزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں تحصیل سپورٹس کمپلیکس کی منظوری کب دی گئی تھی اور کتنا بجٹ مختص کیا گیا تھا؟

(ب) کیا سپورٹس کمپلیکس کی بلڈنگ کی تکمیل ہو چکی ہے، اگر نہیں تو محکمہ کب تک سپورٹس کمپلیکس کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب):

(الف) تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں 56.206 ملین روپے کی لاگت سے تحصیل سپورٹس کمپلیکس کی منظوری 6۔ نومبر 2019 کو دی گئی اور اس کے لئے مالی سال 20-2019 میں 30.000 ملین روپے بجٹ مختص کیا گیا تھا۔ مگر سٹیٹ لینڈ کے NOC کے وصول نہ ہونے کے باعث یہ سکیم شروع نہیں ہو سکی تھی۔

(ب) سپورٹس کمپلیکس کی بلڈنگ کی تعمیر تا حال شروع نہیں ہو سکی کیونکہ سٹیٹ لینڈ کے NOC کے وصول نہ ہونے کے باعث یہ سکیم تا حال تاخیر کا شکار ہے۔ اس ضمن میں محکمہ ہذا نے ڈپٹی کمشنر سے باضابطہ درخواست کی ہے۔ بعد از سروے رقبہ 71 کنال 1 مرلہ سٹیٹ لینڈ مختص کرنے کے لئے بورڈ آف ریونیو کو 22-01-2022 اور 08-04-2024 کو مراسلہ ارسال کیا گیا تھا مگر تا حال بورڈ آف ریونیو نے زمین مختص نہیں کی۔ جس کے باعث تعمیر تا حال تاخیر کا شکار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب اگر وہاں پر land available ہو گئی ہے، حکومت پنجاب کا چار سال سے یہ ایک پراجیکٹ ہے کہ ہر تحصیل میں سپورٹس کمپلکس ہونی چاہئیں تاکہ ہماری یوتھ بے راہ روی کا شاہکار ہونے کی بجائے sports activities میں شامل ہوں تو پانچ سال 2019 سے یہ فٹ بال بنا ہوا ہے اب ان کے پاس land available ہو گئی ہے تو اب کیا منسٹر صاحب on the floor of the House یہ assurance دیں گے کہ یہ جو نئی ADP 2024-25 آرہی ہے اس میں اس سکیم کو full funded include کیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے on the condition اگر ہمیں ادارے سے NOC مل جاتا ہے تو میں اس سکیم کو ADP 2024-25 میں ڈال چکا ہوں۔ میرے علم کے مطابق ابھی تک ہمیں ادارے سے NOC نہیں ملا تھا۔ میں نے آپ کے کہنے سے پہلے ہی جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ میں نے تمام ڈسٹرکٹس پر توجہ دی ہے تاکہ ہماری تمام تحصیلوں میں سپورٹس کمپلکس ہونی چاہئیں تو 8۔ اپریل کو میں نے لیٹر ڈالا ہوا ہے کہ مجھے اس کا جلد از جلد NOC دیا جائے اور on the safer side میں نے اس سکیم کو ADP 2024-25 میں شامل کیا ہوا ہے on the condition مجھے اگر budget release ہوتا ہے تو میں نے اس کو شامل کیا ہوا ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر اس سکیم کو ADP 2024-25 میں include کیا ہوا ہے تو میری request ہو گی کہ اگر یہاں پر سپورٹس کمپلکس بننا ہے کیونکہ یہ چھوٹی سی سکیم ہے تو اس حوالے سے full funded کی جائے، پہلے اس سکیم کے لئے 56 ملین روپے رکھے گئے تھے لیکن اب 100 ملین روپے ہو گئے ہوں گے تو یہ سکیم سالہا سال نہ چلے اگر یہ ADP 2024-25 میں include ہے تو اس کو full funding کر کے اسی سال بنوا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! جی، اس کو جلد از جلد کرواتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! معزز ممبر نے 10 کروڑ روپے کی بات کی ہے تو ہم ان کو زیادہ راضی کر دیتے ہیں میں چونکہ ان کو multipurpose sports complex بنا رہا

ہوں تو کسی بھی سپورٹس کمپلکس پر میری average کے مطابق تقریباً کم و بیش 13 کروڑ روپے کی لاگت آتی ہے تو ہم ان شاءاللہ تعالیٰ آپ کو تین کروڑ روپے زیادہ دے دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! جس طرح منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کا یہ plan ہے کہ ہر تحصیل میں سپورٹس کمپلکس بنایا جائے گا تو اس حوالے سے ایک تجویز بھی ان کے پاس پڑی ہے جس میں دس یا گیارہ تحصیلیں ایسی ہیں جہاں پر سپورٹس کمپلکس بننے ضروری ہیں تو اس کے لئے کیا ان کے پاس کوئی معلومات ہیں کہ ان تحصیلوں میں سپورٹس کمپلکس بنا رہے ہیں، یا یہ اپنا کوئی نیا معیار بنا رہے ہیں؟ تو جس تحصیل میں اگر government state land نہیں ہو گی یعنی کئی تحصیلیں ایسی ہیں جہاں پر government state land نہیں ہے جیسا کہ میرے علم میں ہے کہ میانوالی میں ایک ہماری تحصیل میں government state land نہیں ہے تو اس کے لئے ان کا کیا معیار ہو گا؟

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہمارے فاضل ممبر نے بہت خوبصورت بات کی ہے۔ سب سے پہلے میں جناب کے گوش گزار کر دوں کہ تقریباً constituencies 297 میں سے 91 constituencies ایسی ہیں جن میں کسی بھی قسم کی sports facilities available نہیں ہیں اور میں نے کسی بھی پارٹی سے بالاتر ہو کر اس کی ایک لسٹ بنوائی ہے اور میں بتاتا چلوں کہ جس طرح ابھی معزز ممبر نے کہا تو بالکل ایسی کئی constituencies ہیں جہاں پر government state land نہیں مل رہی جس طرح کہ میری اپنی پی پی بھی ہے۔ ہم نے اس کے لئے کیا طریق کار اپنایا ہے کہ ہر پی پی میں تقریباً government state land موجود ہوتی ہے، وہاں کے جو متعلقہ پٹواری وغیرہ ہوتے ہیں انہوں نے چھپائی ہوتی ہیں۔ دو ہفتے پہلے کی رپورٹ ہے کہ پی پی۔168 میں چونکہ میں خود بھی منسٹر ہوں تو میرے اپنے چراغ تلے اندھیرا تھا تو میں نے کہا کہ کم از کم میرے حلقے میں یہ facility available ہونی چاہئے تو انہوں نے مجھے کہا کہ میرے حلقے میں government state land موجود نہیں ہے تو تقریباً میری کوشش ہوتی ہے کہ جہاں پر

یہ مجھے کہتے ہیں کہ government state land پوری پی پی میں ہی available نہیں ہے تو میں اس کو personally خود جا کر دیکھتا ہوں کیونکہ ایسی کوئی پی پی نہیں ہوتی جس میں government state land موجود نہ ہو۔ میں آخر میں یہ گوش گزار کر دوں کہ مجھے چیف منسٹر صاحبہ کا یہ حکم تھا کہ کوئی بھی ایسا پراجیکٹ جو پی ٹی آئی دور حکومت میں شروع ہوا تھا تو اس کو سیاست کی نذر نہ کیا جائے تو اس لئے کسی بھی constituencies کو سیاست کی نذر نہیں کیا جا رہا ہے۔ It will be treated in the same way.

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! .Excellent جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب سے درخواست ہے انہوں نے state land کا ذکر کیا ہے تو ہر ضلع میں state land موجود ہے۔ جس طریقے سے ہماری نئی نسل نشے یا بے راہ روی کا شاہکار ہے اگر ان کو state land کی نشاندہی کر دی جائے تو کیا یہ state land کو سپورٹس سٹیڈیم میں یا سپورٹس گراؤنڈ میں convert کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کیونکہ اگر میں اپنی پی پی۔108 تحصیل صدر فیصل آباد کی بات کروں تو اس میں نہ کوئی جمنیزیم، سٹیڈیم اور نہ ہی کوئی اور چیز ہے اور پاکستان کے مین فٹ بالرز they are from my constituency میں کہتا ہوں کہ میں انہیں اپنی پوری constituency کی state land کی نشاندہی کرتا ہوں ہم سٹیڈیم بھی خود بنا لیں گے مگر کیا منسٹر صاحب اس state land کو sports purposes کے لئے allocate کر دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! to be very clear جیسے میں نے پہلے کہا کہ آپ کی PP اتنی ہی قیمتی ہے جتنی یہاں پر بیٹھے ہوئے کسی اور ممبر کی ہے۔ آپ نے جو اپنی PP-108 mention کی ہے I will get back to you اگر اس کے اندر کوئی ایسی facility موجود نہیں ہے تو I will ensure that by the end of this term اس میں facility موجود ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اگر رانا صاحب land identify کرتے ہیں تو۔۔۔

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ 91 سکیمز recognize کی ہیں ان 91 سکیموں کے بعد کوئی ایسی PP نہیں بچے گی جس کے اندر کوئی facility موجود نہ ہو۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! اگر رانا صاحب مجھے clear کر لینے دیں تو شاید ان کو پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ 91 سکیموں کا مطلب ہے کہ یہ میرا تین سال کا پراجیکٹ ہے، اگر فنانس ڈیپارٹمنٹ مجھے سارا بجٹ allocate کر دیتا ہے تو پھر میں کوشش کروں گا کہ رانا صاحب کی پی پی بھی ایک سال کے اندر ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں جی، very good

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اسی سوال سے related ہے بڑا آسان ہو جائے گا۔ میں منسٹر صاحب سے یہی request کروں گا کہ جس طرح ہمارے سینئر ممبر رانا صاحب نے فرمایا ہے اس کا ایک ہی طریقہ ہوتا ہے اگر state land کسی اور محکمے کی ہے وہ کبھی بھی آپ کو ایسے نہیں دیں گے۔ اس کے لئے میں ان سے request کروں گا کہ یہ بجائے اس محکمے کے ساتھ خط و کتابت کرنے کے یہ directly چیف سیکرٹری صاحب کو ایک لسٹ دے دیں اور وہ direct اس محکمے کو کہہ دیں گے۔ انہوں نے تو سپورٹس کے لئے زمین لینی ہے لہٰذا وہ زمین direct محکمہ سپورٹس کو انتقال ہو جائے گی۔ ہم نے ایک دو جگہ پر یہ کیا ہے۔ اگر محکمہ ایک دوسرے محکمے کے پاس جاتا رہے گا تو میرے فاضل منسٹر صاحب جو تین سال کہہ رہے ہیں young ہیں energetic ہیں لیکن انہیں ٹائم لگ جائے گا اگر war footing پر کریں گے تو پھر انہیں بڑا اچھا رزلٹ مل جائے گا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Issue یہ نہیں ہے۔

جناب محمد اویس: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اویس صاحب! میں اتنے ضمنی سوال نہیں دے سکتا۔ تین ضمنی سوالوں کی اجازت ہے لیکن اس سوال پر چوتھا پانچواں ضمنی سوال چل رہا ہے ایسے نہ کریں۔ جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جتنی بھی state land ہوتی ہے یہ خانہ ملکیت میں حکومت پنجاب کی ہوتی ہے۔خانہ مقبوضگی میں اگر کوئی اریگیشن ہے یا کوئی بھی محکمہ ہے میں تو کہہ رہا ہوں کہ اگر محکمہ مال کے ریکارڈ میں اس کی ملکیت حکومت پنجاب ہے اور لینڈ کسی کے استعمال میں نہیں ہے اگر اس کی نشاندہی کرتے ہیں تو اسے for the sports purpose allot کروادیں۔ میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ ہمارے نام کروادیں that will be utilized for let say hockey stadium or gymnasium میں یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ ابھی اس کے لئے فنڈز allocate کر دیں لیکن جس طرح آج کل جو آبادی کی extension ہو رہی ہے، جو چھپڑ پڑے تھے، باقی چیزیں پڑی تھیں لوگ انہیں اپنے ذاتی استعمال کے لئے encroach کر رہے ہیں اس طرح وہ بھی بچ جائے گا اور یہ بھی ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! منسٹر صاحب نے تو on the floor of the House کھڑے ہو کر کہا ہے کہ آپ state land identify کریں تو وہ آپ کو بنوادیں گے۔ اگلا سوال چودھری محمد اعجاز شفیع کا ہے۔

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! مجھے بھی ضمنی سوال کرنے کی اجازت عطا فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: برگیڈیئر صاحب! پلیز پانچ ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! مجھے بھی ایک بہت ہی ضروری ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اگلے سوال پر ضمنی سوال لے لینا۔جی، اعجاز شفیع صاحب! اپنا سوال نمبر بولیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 145 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان۔ تحصیل خان پور میں جمنیزیم کی عمارت سے متعلقہ تفصیلات

***145: چودھری محمد اعجاز شفیع:** کیا وزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان کی تحصیل خان پور میں جمنیزیم کی بلڈنگ موجود ہے لیکن وہاں پر کھیلوں کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جمنیزیم کی چھت انتہائی بوسیدہ اور خطرناک ہو چکی ہے جو کسی بھی وقت گر سکتی ہے؟

(ج) کیا محکمہ اس جمنیزیم کی Rehabilitation کے لئے بجٹ مختص کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ وہاں پر نوجوان نسل کے لئے کھیلوں کے پروگرام کا آغاز کیا جا سکے؟

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب):

(الف) پروٹوٹائپ جمنیزیم تحصیل خان پور سال 2015 میں C&W ڈیپارٹمنٹ نے بنایا تھا۔ جس کا رقبہ 3 ایکڑ 6 کنال ہے۔ اس کے مین انڈور ہال میں ٹیبل ٹینس، مارشل آرٹس، ریسلنگ، والی بال، باکسنگ اور بیڈمنٹن کی گیمز کھیلی جاتی تھیں۔ مگر 2019 میں بارشوں کے باعث جمنیزیم کی چھت کئی جگہوں سے گر گئی جسے اسسٹنٹ کمشنر نے خطرناک قرار دے کر مین انڈور ہال کو بند کر دیا مگر گرلز اور بوائز کے لئے فٹنس جم تا حال فعال ہے جس کا متبادل راستہ ہے۔ فٹنس جم میں 28 Gym Equipment ہیں۔ جم میں ممبر کی تعداد 37 ہے۔ جس میں 32 میل اور 5 فی میل ہیں۔

(ب) سال 2019 میں ہونے والی تیز طوفانی بارشوں کے باعث جمنیزیم تحصیل خان پور کی چھت کئی جگہوں سے گر گئی جس کا سروے PMU فیلڈ سٹاف نے کیا سال 2019 سے 2022 تک فنڈز کی عدم دستیابی کے باعث Rehabilitation کا کام شروع نہیں ہو سکا تھا۔ مالی سال 23-2022 میں جمنیزیم کی Rehabilitation کے لئے 36.047 ملین فنڈز کی منظوری دی گئی۔ سال اگست 2023 میں ٹینڈر بھی دیا گیا۔ لیکن الیکشن کمیشن کی پابندی کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا۔ فی الوقت جمنیزیم کی چھت بوسیدہ اور خطرناک ہو چکی ہے اسی لئے مین انڈور ہال کو بند کر دیا گیا ہے۔

(ج) سال 23-2022 میں جمنیزیم تحصیل خان پور کی Rehablitation کے لئے محکمہ ہذا نے 36.047 ملین بجٹ روپے مختص کیا لیکن بعد میں الیکشن کمیشن کے بین کی بناء پر کام شروع نہ ہو سکا۔ محکمہ سپورٹس اینڈ یوتھ افیئرز کی جانب سے سال 25-2024 کی جاری کردہ Rehabilitation لسٹ میں جمنیزیم خان پور شامل ہے۔ جس کے لئے مبلغ 90.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس Rehabilitation میں اندرونی

اور بیرونی بلڈنگ کی مرمت اور رنگ وروغن، چھت کی مرمت، PU فرش اور False Ceiling اور الیکٹریکل کے ساتھ ساتھ Plumbing کا کام بھی شامل ہے۔ فنڈز کی منظوری اور فراہمی ہونے پر عرصہ دو سال میں Rehabilitation مکمل کروا کر جمنیزیم خان پور کھلاڑیوں کے لئے کھول دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جز(ج) کے حوالے سے بات کروں گا کہ جمنیزیم 2015 میں بنا تھا اور 2019 میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں، کاظم پیرزادہ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی، چودھری اعجاز شفیع!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہمارے جنوبی پنجاب کی ایک چھوٹی سی اور پسماندہ تحصیل خانپور شہر میں ایک facility تھی وہ بھی 2019 سے dangerous declare ہوئی ہوئی ہے۔ جواب کے جز(ج) میں لکھا ہے کہ ہم نے اس کی rehabilitation کے لئے 90 ملین روپے مختص کر دیئے ہیں۔ اس کے آخر میں لکھا ہے کہ فنڈز کی منظوری اور فراہمی ہونے پر عرصہ دو سال میں rehabilitation ہو سکے گی۔ پانچ سال پہلے ہو گئے ہیں دو سال آگے بتائے جا رہے ہیں یعنی ایک چھوٹے سے جمنیزیم پر سات آٹھ سال لگ رہے ہیں اگر پسماندہ تحصیل خانپور میں ایک چھوٹا جمنیزیم بن ہی گیا تھا تو اسے fast track پر کرنا چاہئے۔ پہلے تو فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے پانچ سال ایسے ہی گھومتا رہا ہے اب اگر فنڈز آ گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ سال تو آپ کی حکومت تھی۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہماری حکومت تھی یا جس کی بھی تھی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہاں کی عوام کو، وہاں کی یوتھ کو یہ سزا دی جائے کہ اب ہماری حکومت نہیں ہے، میں اپوزیشن میں ہوں تو وہاں انہیں سزا دی جائے کہ اگلے پانچ سال انتظار کریں۔ کیا 90 ملین روپے کی اس سکیم مکمل ہونے پر دو سال لگیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! دو سال کا عرصہ کوئی عرصہ نہیں ہے ہم نے اسے اپنے plan میں ڈال لیا ہے۔ میں on the floor of the House کوئی ایسی commitment نہیں کرنا چاہتا جس پر پورا نہ اتر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House, order in the House. جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! to be on the safe side اسے دو سال کا کہا گیا ہے لیکن کوشش کریں گے کہ اسے ایک سال میں ہی مکمل کریں۔ اگر ایک سال سے کچھ تاخیر ہو جائے تو پھر فاضل ممبر صاحب گریبان بھی پکڑ سکتے ہیں اس لئے ڈر کے مارے دو سال لکھا ہوا ہے لیکن کوشش کریں گے کہ پہلے سال میں ہی مکمل ہو جائے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اب تو مطمئن ہو جائیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس کی just rehabilitation ہے صرف چھتیں تبدیل ہونی ہیں یہ کوئی بہت لمبا چوڑا پراجیکٹ نہیں ہے۔ اگر full funding ہو گی تو میرے خیال میں اس کے لئے چھ ماہ کافی ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر اسے full funding ہو جائے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب نے تو ایک سال میں مکمل کرنے کا کہا ہے۔ فیصل صاحب آپ نے ایک سال کا کہا ہے نا؟

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس کی صرف چھتیں تبدیل ہونی ہیں اور بجلی کا کام ہے۔

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! آپ نے حکم کیا ہے کوشش کرتے ہیں کہ ایک سال کے اندر اسے مکمل کروا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایک سال میں مکمل کرائیں۔

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! اتنی گردن نہ دبائیں۔ کوشش کرتے ہیں کہ ایک سال میں مکمل ہو جائے۔

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! اب مجھے بھی ضمنی سوال کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! میں نے سپورٹس کمپلیکس کے حوالے سے استدعا کرنی تھی کہ میرے حلقہ پی پی۔116 سمن آباد فیصل آباد میں ایک سپورٹس کمپلیکس ہے جس کا میرے ہی ایم پی اے شپ کے دور میں منظور وٹو صاحب نے افتتاح کیا تھا۔ اس وقت اس کمپلیکس میں تمام سہولتیں میسر تھیں لیکن آج وہ کمپلیکس ایک شادی ہال بنا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نوجوان نسل کے ساتھ بہت زیادتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب اس پر توجہ دیں کہ کیا اس سپورٹس کمپلیکس کو یہ سہولتیں میسر ہوں گی؟ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! this is a very serious concern اگر وہ کمپلیکس میں کوئی facility شادی purpose کے لئے استعمال ہوتی ہے تو I assure you کہ ایسا نہیں ہو گا۔ میں نے اسے note کر لیا ہے and I will get back to you اس پر سختی بھی ہو گی۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد اویس: جناب سپیکر! مجھے بھی ضمنی سوال کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اویس صاحب! آپ ابھی تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! وہاں پر equipment نہیں ہے، وہاں ایکسر سائز کی مشینری بھی نہیں ہے۔ کیا منسٹر صاحب اسے بھی اس میں include کرائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! میں سوال نہیں سن سکا لہٰذا چودھری صاحب اپنا سوال دہرا دیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! محکمے نے rehabilitation کے لئے 90 ملین روپے رکھے ہیں وہاں ایکسر سائز کی مشینری بھی نہیں ہے۔ کیا مشینری اس میں include ہے اگر نہیں ہے تو کیا آپ وہ مشینری بھی include کرائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! پوچھ رہے ہیں کہ اس سکیم میں مشینری include ہے یا نہیں۔

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! میرا ایک وعدہ ہے کہ 90 ملین کا مطلب 90 precisely نہیں ہوتا اگر مجھے اس میں کوئی facility دینے کے لئے کروڑ دو کروڑ کا اضافی فنڈ allot کرنا پڑتا ہے تو انشاءاللہ پورا مکمل کر کے واپس آئیں گے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اویس ورک صاحب! اس سوال پر آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد اویس: جناب سپیکر! شکریہ۔ منسٹر صاحب نے بات کی ہے کہ وہ ہر تحصیل کے اندر سپورٹس کمپلیکس بنا رہے ہیں۔ میں highlight کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ضلع شیخوپورہ سے ہاکی کے اولیمپئن بھی پیدا ہوئے ہیں نوید عالم صاحب (مرحوم) تھے۔ محکمے نے ہمارا ہاکی سٹیڈیم بالکل ختم کر دیا ہے میری استدعا ہے کہ ہماری تحصیل شرقپور اور تحصیل شیخوپورہ کے اندر خاص طور پر کچھ کر سکیں تو وہ کریں۔ دوسرا میں appreciate کروں گا کہ پہلے کوئی ایسے منسٹر صاحب آئے ہیں جو وقفہ سوالات میں کوئی سیاسی تقریر نہیں کر رہے بلکہ سوالات کے جواب دے رہے ہیں اور ان کے جوابات سے اپوزیشن بھی مطمئن لگ رہی ہے۔ بہت شکریہ

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میری بڑی humble submission ہے، ابھی اسمبلی کی روایات کا ذکر ہو رہا تھا جب میں نے اسمبلی میں بطور رکن حلف اُٹھایا تو مجھے اسمبلی میں بیٹھنے کے ساتھ ساتھ یہ شوق بھی تھا کہ یہاں پر بڑے بڑے سیاسی رہنما بیٹھتے ہیں اور مجھے ان سے کچھ سیکھنے کا موقع ملے گا۔ یہاں پر اکثر کہا جاتا ہے کہ جو پہلے سے روایات چلی آ رہی ہیں ان کو ایسے ہی رہنے دیں۔ یہ ایوان ایک مقدس جگہ ہے اور اگر روایت بدلنے سے کوئی positivity آتی ہے تو اس کو آنے دیں اور کوئی غلط روایت چلی آ رہی ہے تو اس کو ختم کریں۔ ہم کوئی اچھی بات کریں تو حزب اختلاف اس کو appreciate کرے اور اگر اپوزیشن کی طرف سے

کوئی اچھی بات ہوتی ہے تو ہم اس کو appreciate کریں گے۔اسمبلی کے باہر تو ہماری سیاسی مخالفت ہوتی ہے لیکن اس ایوان میں ہم سب عوام کے مفاد کے لئے آتے ہیں۔ In the House, we are here for public and we are not here for ourselves. میں آپ کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ عوامی مفاد کے لئے میں ہر وقت حاضر ہوں۔ہاکی کے حوالے سے بات کی گئی ہے تو میں اس حوالے سے ایک پورا plan تیار کر کے ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، بریگیڈیئر مشتاق احمد!

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! یہ جمنیزیم تحصیل خان پور میں سال 2015 میں بنا تھا اور 2019 میں اس کی عمارت ناکارہ ہو گئی یعنی چار سال کے عرصے میں یہ عمارت dangerous declare ہو گئی تھی۔ کیا وزارت کھیل نے اس سلسلے میں متعلقہ ٹھیکیدار یا executive کے خلاف کوئی punitive action لیا ہے، اگر لیا ہے تو کیا اس کی کوئی تفصیل موجود ہے اور اگر نہیں لیا تو کیوں نہیں لیا گیا، اگر اس بارے میں کوئی action نہیں لیا گیا تو کیا اب action لینے کا کوئی ارادہ ہے یا اسی طرح public funds ضائع ہوتے رہیں گے؟

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! ہماری وزارت کھیل میں ایک شعبہ Project Management Unit (PMU) کا ہے۔یہ ڈیپارٹمنٹ 2017 میں فعال ہوا تھا اور اس سے پہلے ہماری buildings محکمہ C&W بناتا تھا۔ This is a project of C&W. It is not a project of Sports Department. سال 2017 کے بعد ہم نے development کے لئے اپنا ڈیپارٹمنٹ بنایا دیا جس کو ہم PMU کہتے ہیں۔اب محکمہ سپورٹس کی عمارتوں کی renovation or rehabilitation ہمارا اپنا ڈیپارٹمنٹ یعنی PMU کرتا ہے۔

جناب سپیکر! ابھی تک اس جمنیزیم تحصیل خان پور کی عمارت کا کوئی audit نہیں ہوا۔اگر سپیکر صاحب کا حکم ہوتا ہے تو اس کا audit کروانے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں اور اس میں کوئی بُری بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اب اگلے سوال کو take up کرتے ہیں۔اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 156 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: محکمہ سپورٹس میں ڈیلی ویجز یا عارضی ملازمین کی بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

***156: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سپورٹس میں اضلاع کے اندر عارضی طور پر یا ڈیلی ویجز پر ملازمین بھرتی کئے جاتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے افراد ڈیلی ویجز پر یا عارضی طور پر بھرتی کئے گئے ہیں اور یہ کس کس شعبہ میں کام کر رہے ہیں، ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں، نام سکیل، ذمہ داریوں سمیت تفصیلات سے آگاہ فرمائیں نیز اس بھرتی کی اجازت کون سی اتھارٹی دیتی ہے؟

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ سپورٹس میں عارضی یا ڈیلی ویجز پر کام کرنے والے افراد کو ماہانہ یا یومیہ کتنا معاوضہ ادا کیا جاتا ہے اور کس مد سے ادا کیا جاتا ہے کیا اس کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ سپورٹس پنجاب میں اضلاع کے اندر وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق عارضی طور پر ڈیلی ویجز ملازمین بھرتی کئے جاتے ہیں۔

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مختلف سپورٹس سہولیات پر 40 ڈیلی ویجز ملازمین مختلف عہدوں پر عارضی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے ایک ملازم ماہانہ تنخواہ کی بنیاد اور 39 ملازمین روزانہ تنخواہ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل برفلیگ "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ڈیلی ویجز ملازمین کو Delegation of Financial Power Rules 2006 Amended 2016 (Second Schedule) Rule 3(1)

(xxi)2(b) Section 1-Part کے تحت ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر جو مجاز اتھارٹی ہے بھرتی کرتا ہے۔

(ج) ڈیلی ویجز پر کام کرنے والے ملازمین کو حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاری کردہ شیڈول آف ویجز ریٹس میں متعین کردہ ریٹس کے تحت تنخواہ دی جاتی ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ڈی ڈی او اکاؤنٹ کے بجٹ ہیڈ "AO1277-Contingent Paid Staff" میں فنڈز کی فراہمی کی جاتی ہے۔ جہاں سے ڈیلی ویجز ملازمین کو تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں۔ ڈیلی ویجز ملازمین کی تنخواہیں ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سے منظوری کے بعد بذریعہ کراس چیک بنک اکاؤنٹس میں ٹرانسفر کی جاتی ہیں۔ فی الحال گزشتہ مالی سال کا آڈٹ نہیں ہوا۔ تاہم محکمہ سپورٹس نے آڈٹ پلان کی تیاری کے لئے مراسلہ جاری کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ہمارے نوجوان اور energetic minister نے بہت اچھی باتیں کی ہیں تو میں ان کی نظر ایک قطعہ کرتا ہوں:

کبھی کہا نہ کسی سے تیرے فسانے کو
نہ جانے کیسے خبر ہو گئی زمانے کو
اب آگے اس میں تمھارا ہی نام آئے گا
جو حکم ہو تو یہیں چھوڑ دوں فسانے کو

جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سپورٹس میں اضلاع کے اندر عارضی طور پر یا ڈیلی ویجز پر ملازمین بھرتی کئے جاتے ہیں؟" اس کے بعد میں نے اپنے سوال کے جز (ب) میں پوچھا ہے کہ "اگر جواب اثبات میں ہے تو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے افراد ڈیلی ویجز پر یا عارضی طور پر بھرتی کئے گئے ہیں اور یہ کس کس شعبہ میں کام کر رہے ہیں ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں نام، سکیل اور ذمہ داریوں سمیت تفصیلات سے آگاہ فرمائیں نیز اس بھرتی کی اجازت کون سی اتھارٹی دیتی ہے؟" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مختلف

سپورٹس سہولیات پر 40 ڈیلی ویجز ملازمین مختلف عہدوں پر عارضی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے ایک ملازم ماہانہ تنخواہ کی بنیاد اور 39 ملازمین روزانہ تنخواہ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں"۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک ملازم ماہانہ تنخواہ کی بنیاد پر ہے اور 39 ملازمین روزانہ تنخواہ پر ہیں تو یہ distinction کیوں ہے اور اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کھیل! اس کا جواب دیں۔

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! سال 2021 میں ایک policy آئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ ان ملازمین کو مستقل کیا جائے۔ 2021 میں یہ policy آئی تھی کہ جب ایک certain time frame سے زیادہ daily wages پر کوئی ملازم کام کرتا ہے تو اس کو permanent کیا جائے۔ ہمارے Directorate میں کل 1076 ملازمین ہیں جو کہ daily wages پر کام کر رہے ہیں۔ میں ان 1076 ملازمین میں سے 571 ملازمین کی scrutiny مکمل کروا چکا ہوں اور باقی ملازمین کی ان شاءاللہ تعالیٰ اگلے ڈیڑھ ماہ میں scrutiny ہو جائے گی اور ان سب ملازمین کو daily wages سے ہٹا کر permanent کرنا شروع کر دیا جائے گا۔ اس وقت تک آدھے سے زیادہ ملازمین کی scrutiny مکمل ہو گئی ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اب daily wages ملازمین کی حاضری بھی biometric system کے تحت لگائی جائے گی تاکہ اس کے اندر زیادہ سے زیادہ شفافیت آ سکے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ ایک ملازم ماہانہ تنخواہ پر ہے اور 39 ملازمین روزانہ تنخواہ پر ہیں تو یہ discrimination and discretion کیوں ہے؟

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! میں یہی بتا رہا ہوں کہ یہ 39 ملازمین ان ہی 1076 ملازمین میں شامل ہیں جن کی scrutiny مکمل کرنے کے بعد ان شاءاللہ تعالیٰ جون سے پہلے پہلے انہیں مستقل کیا جائے گا۔ ہمیں آئے ہوئے ابھی تین مہینے ہوئے ہیں۔ اس process کو تھوڑا چلنے دیں۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ عید الفطر کے بعد میں نے اپنے ڈی جی کو ہدایت جاری کی ہے کہ پورے پنجاب کے اندر یہ دیکھا جائے کہ ان daily wages ملازمین کے اندر کوئی گھوسٹ ملازم تو نہیں ہے۔ ایک ایک چیز کو scrutinized کیا جا رہا ہے۔ وہ ملازمین جو ہمارے

criteria پر پورے اُتریں گے ان کو رہنے دیا جائے گا اور باقی ملازمین کو گھر جانا پڑے گا۔ جب ان ملازمین کی scrutiny مکمل ہو جائے گی تو پھر زیادہ سے زیادہ ملازمین کو مستقل کر دیا جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب پھر نہیں آیا۔ منسٹر صاحب تو مجھے اپنی کارکردگی بتا رہے ہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ اچھا کام کر رہے ہوں۔ میں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا ہے کہ ایک ملازم ماہانہ تنخواہ کی بنیاد پر ہے جبکہ 39 ملازمین روزانہ تنخواہ کی بنیاد پر ہیں تو یہ فرق کیوں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بتائیں کہ ایک ملازم ماہانہ تنخواہ پر ہے اور 39 ملازمین روزانہ تنخواہ پر ہیں تو معزز رکن یہ پوچھ رہے ہیں کہ ان میں فرق کیا ہے؟

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! ہم ایک نائب قاصد کو ماہانہ تنخواہ کی بنیاد پر رکھتے ہیں۔ پچھلی مرتبہ بھی معزز رکن اور آپ نے پوچھا تھا کہ -/32000 روپے سے کم تنخواہ کیوں دی جا رہی ہے؟ جس ملازم کو ہم 89 days کے لئے adhoc basis پر رکھتے ہیں اسے ہم -/32000 روپے ماہانہ تنخواہ دیتے ہیں جبکہ جو ہمارے مستقل ملازم ہوتے ہیں ان کو scales کے حساب سے تنخواہ دی جاتی ہے۔ معزز رکن کو اگر کسی بات کی سمجھ نہیں آ رہی تو my doors are open for the honorable parliamentarians. شاید میرے سمجھانے میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو یہ میرے پاس تشریف لائیں میں ان کو مطمئن کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ جناب امجد علی جاوید کو اپنے ساتھ بٹھائیں اور انہیں مطمئن کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! مجھے جواب اس ایوان کے اندر دیا جائے۔ میں نے ان کے دفتر میں جا کر کیا میٹنگ کرنی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب امجد علی جاوید! اگر آپ کو کوئی confusion ہے تو منسٹر صاحب اس کو دُور کر دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ اس ایوان کی confusion دُور کریں۔ یہ اس ایوان کو مطمئن کریں۔ میرے سوال کا ابھی بھی جواب نہیں آیا۔ ابھی منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ جو ماہانہ بنیاد پر ملازم رکھے جاتے ہیں ان کی تنخواہ کم ہو جاتی ہے۔ میں نے پچھلی مرتبہ بھی اسی حوالے سے

agitate کیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ ماہانہ بنیاد پر رکھے گئے ملازمین کی تنخواہ کم ہوتی ہے۔ ہم daily wages والوں کو -/32000 روپے تنخواہ دیتے ہیں۔ اگر وزیر موصوف کا یہ بیان درست ہے تو یہ annexure تو اس کو support نہیں کر رہا۔ annexure یہ کہہ رہا ہے کہ ماہانہ تنخواہ والے ملازم کو 40 ہزار 331 مل رہے ہیں اور روزانہ تنخواہ والے ملازم کو 32 ہزار 6 روپے مل رہے ہیں تو ان کی یہ statement ٹھیک نہیں ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ماشاء اللہ سیکھ رہے ہیں تو اچھی بات ہے یہ سیکھیں اور مان لیں کہ انہیں اس کا نہیں پتا تو کہہ دیں کہ پوچھ کر بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ وزیر صاحب بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ میں روزانہ کی بنیاد پر ان کی activities دیکھتا ہوں اور یقین مانیں میں بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ پنجاب میں sports کے حوالے سے وزیر صاحب کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے سوال کا جواب دے دوں۔ مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ جس ملازم کی تنخواہ زیادہ ہے وہ skilled ہے۔ Skilled persons have been hired on monthly basis. جیسے ہمارا کمپیوٹر آپریٹر ہے اور as per Finance Department notification ہم unskilled persons کو daily basis پر رکھتے ہیں اور جن کو ہم نے ماہانہ بنیاد پر رکھا ہوا ہے وہ skilled labor ہے اس لئے اُس کی تنخواہ 40 ہزار روپے ماہانہ ہے اور آگے مزید بڑھتی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آخری ضمنی سوال جناب احمر بھٹی کا ہے۔

جناب احمر بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو آپ سے درخواست ہے کہ جناب امجد علی کو وزیر پارلیمانی امور بنایا جائے تاکہ ان کے سوالات ختم ہوں اور یہ اپنی مرضی کے جوابات لے سکیں تاکہ کسی اور ممبر کو یہاں پر سوال کرنے کا موقع مل سکے۔ وزیر کھیل سے میرا سوال ہے کہ انہوں نے ابھی ذکر کیا کہ یہ پورے پنجاب میں 91 Sports Complex بنا رہے ہیں اس پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اس سے پنجاب کے نوجوانوں کو sports میں آگے بڑھنے کا موقع ملے گا۔ میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ رائیونڈ تحصیل یا رائیونڈ شہر میں کوئی Sports Complex بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر رکھتے ہیں تو کب تک؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کھیل!

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! بھٹی صاحب نے رائیونڈ کے بارے میں یہ ضمنی سوال پوچھا ہے تو میں عرض کر دوں کہ میں نے آج سے دو ہفتے پہلے اپنی پریس کانفرنس میں announce کیا تھا کہ وہاں پر آپ کی دعاؤں سے ہم multipurpose Sports Complex بنانے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد ارشد ملک!

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! آپ نے وزیر کھیل کے بارے میں comments دیئے کہ اُن کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا میں آپ کی اس بات کو endorse کرتا ہوں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اُس سنہری حروف والی کتاب میں کہیں ساہیوال کا نام بھی لکھوا دیں۔ پنجاب میں Sports Complex 91 بن رہے ہیں تو ایک ساہیوال میں بھی یہ بنا دیں تا کہ ساہیوال کا نام بھی وزیر موصوف کے سنہری حروف والی کتاب میں آ جائے گا۔

جناب سپیکر! جُز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سپورٹس میں اضلاع کے اندر عارضی طور پر daily wages ملازمین بھرتی کئے جاتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے کتنے اضلاع میں daily wages ملازمین کا arrangement کیا ہے اس کی تفصیل بتا دیں اور کیا اُن اضلاع میں ساہیوال بھی شامل ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کھیل!

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! یہ نیا سوال ہے تو معزز ممبر اپنا سوال جمع کرا دیں تو انہیں پورے پنجاب کی تفصیل دے دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ fresh question ڈال دیں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ساہیوال میں بھی ایک Sports Complex بنوا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کھیل! آپ ساہیوال میں بھی Sports Complex بنوا دیں۔

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): جناب سپیکر! آپ کا حکم ہو گیا ساہیوال میں Sports Complex بن جائے گا۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب Question Hour کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے۔ جناب شہباز احمد!

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! یہاں پر Defamation Bill آیا ہوا ہے جس کی کمیٹی کے لئے قائد حزب اختلاف اپنے ممبران کے نام دیتے رہے ہیں لیکن اب تک آپ نے ہم سے نام نہیں لئے اور اُس کمیٹی کی دو دفعہ میٹنگ بھی ہو گئی ہے۔ اُس کمیٹی میں ہمارے اُن لوگوں کے نام ڈالے گئے ہیں جو تین تین ماہ سے اسمبلی میں نہیں آئے اور ایک اُس ممبر کا نام ڈال دیا ہے جس کی ATC میں تاریخیں چل رہی ہیں جس کی وجہ سے وہ بھی نہیں آ رہا۔ آپ یہ بل منظور تو کروانے جا رہے ہیں لیکن یہ بڑا اہم بل ہے۔ وفاق میں cyber crime کو FIA دیکھ رہی ہے اب اس کو پنجاب بھی دیکھے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شہباز احمد! اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! آپ ہم سے ممبران کے نام لیں اپنی مرضی سے اس کمیٹی میں ممبران کے نام نہ ڈالیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا جو آپ ہم سے کر رہے ہیں کمیٹی کے ممبران کے نام قائد حزب اختلاف دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شہباز احمد! سپیکر صاحب out of city ہیں وہ آ جاتے ہیں تو ہم انشاء اللہ اس پر مل جل کر کام کرتے ہیں۔ جناب آفتاب احمد خان!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Issue یہ ہے کہ any matter which is referred to the Special Committee. اُس کے minutes پر تمام ممبران کمیٹی اپنے sign کرتے ہیں اور آپ سب نے کل اس میں پھنسنا ہے Defamation Bill is the most important. کیونکہ جس جس نے بھی کوئی قانون بنایا ہے ultimately اُسی پر ہی یہ آیا ہے تو میرا یہ سوال ہے کہ جب تک کسی کمیٹی کے میٹنگ کے minutes پر ممبران کے sign نہیں ہوئے اور minutes approve نہیں ہوئے ہیں تو اُس کی report اس ایوان میں کیسے پیش ہو گئی ہے؟ Because that

is not legal. اگر آپ کے ایک فاضل ممبر نے اُس کے minutes نہیں دیکھے یا اُس کا dissenting note نہیں آیا ہوا اور اُس نے اُس پر sign نہیں کئے ہوئے تو آپ وہ report اس ایوان میں کیسے پیش کرتے ہیں؟ اس پر آپ ذرا ruling دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! سپیکر صاحب آجاتے ہیں تو اس پر بیٹھ کر discuss کرتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: Sir, you have all the powers. You are not Deputy Speaker, you are the Speaker and you are the custodian of this House. مسئلہ یہ ہے کہ انہوں نے اس ایوان میں جو رپورٹ پیش کی ہے Those minutes have been not signed by our member Mr. Hassan. اگر ہمارے اس ممبر کے sign نہیں ہوئے تو You can't present that report in the House. Tomorrow we will challenge it in the Court of Law. تو یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ Defamation Clauses already in the PPC اور یہ Section-499 میں بھی ہے۔ آپ criminal law کو civil law میں لا رہے ہیں آپ کو اس کا پتا ہی نہیں چل رہا اور آپ evidence bulldoze کر رہے ہیں۔ ہمارے left میں جو لوگ بیٹھے ہیں they will be in trouble میں یہ پہلا واقعہ دیکھ رہا ہوں جس میں defendant نے prove کرنا ہے کہ I am not guilty. استغاثے والے نے prove نہیں کرنا کہ یہ چور ہے یا اس نے غلط کیا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ without signature of the member یہ رپورٹ غلط ہے۔ آپ اس رپورٹ کو واپس بھیجیں اور جیسے جناب شہباز احمد نے کہا ہے The Leader of the Opposition should give his names. اور وہ اس بل کو دوبارہ study کریں۔

(اذانِ عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ اگر اس میں کوئی confusion ہے تو میں اسے چیک کر لیتا ہوں۔ اس کے minutes sign نہیں ہوئے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! confusion کی بات نہیں ہے۔ How can that report presented in the House کہ اس پر sign نہیں ہوئے۔ اگر ممبرز کے sign نہیں ہوئے تو پھر بات وہیں ختم ہو گئی۔ So they have taken a wrong step

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! ممبرز کے sign نہیں ہوئے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کہہ رہے ہیں کہ sign نہیں ہوئے تو how can they present this report in the House اگر ایک ممبر نے minutes نہیں دیکھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! Dissenty note ممبر نے دینا تھا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر Dissenty note کو چھوڑ دیں۔ آپ جب minutes ممبر کو دیتے ہیں تو اس نے پڑھنے ہیں اور پھر اس ممبر نے sign کرنے ہیں۔ جب وہ رپورٹ آئے گی تو پھر sign کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ان کے sign ہی نہیں ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! ہم اس کو چیک کر لیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس پر آپ کو پوری رپورٹ دوں گا۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! آپ اس کمیٹی کو re-schedule کر دیں۔ ہم اپنے نام دے دیں گے۔ میرے خیال میں کمیٹی کل ممبران کی تعداد کے حساب سے ہمارے ممبران کی تعداد 5 بنتی ہے۔ انہوں نے ہمارے 3 ممبران پہلے ہی شامل کئے ہوئے ہیں۔ اس میں ہم اپنے اور ممبران کے نام دے دیں گے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ راناصاحب نے کہا ہے اس کو چیک کر لیں۔ یہ تو ادھر سے غلط کام ہونے جا رہا ہے۔ جب یہ غلط کام ہو گا تو یہ آپ کے ذمہ لگے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! مجھے چیک کرنے دیں۔ میں اس پر آپ کو پوری رپورٹ پیش کروں گا۔

جناب محمد انصر اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد انصر اقبال!

جناب محمد انصر اقبال: جناب سپیکر! وزیر کھیل کی بہت تعریف ہو رہی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ پچھلے تین چار سال سے ملازمین daily wages پر کام کر رہے ہیں۔ ان کو کب تک مستقل کر دیا جائے گا؟ کیا ایسی کوئی پالیسی ہے یا یہ ہمیشہ daily wages پر کام کرتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کھیل!

وزیر کھیل (جناب فیصل ایوب): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ 2021 میں یہ پالیسی آ گئی تھی۔ اگر آپ 9 ماہ سے سے زیادہ کسی کو رکھتے ہیں تو انہیں scrutiny کے بعد daily wages مستقل کیا جا سکتا ہے۔ میرے 1076 ملازمین ہیں جن میں سے 570 کے قریب scrutiny ہو گئی ہے۔ میری کوشش ہے کہ اگلے ڈیڑھ ماہ کے اندر یعنی مالی سال کے اندر اندر تمام ملازمین کی scrutiny مکمل ہو جائے۔ اس scrutiny میں جو پاس ہو گا میں اس کو مستقل کرتا جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جناب احمر بھٹی!

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ Rules of Procedure کے Rule-150 کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ:

Rule 150 (2) In case there is no agreement mentioned in sub-rule (1), the members of each Committee shall be elected by the Assembly from amongst its members according to the principle of proportional representation by means of a single transferable vote in accordance with the procedure laid down in the Fifth Schedule.

جناب سپیکر! اس rule کے مطابق جتنی کمیٹیاں بنیں گی ان میں دونوں جانب سے ممبران کی proportionate representation ہو گی۔ ابھی تک جو کمیٹیاں بنی ہیں ان میں اپوزیشن کی proportionate representation نہیں ہے۔ آپ سے یہ درخواست ہے کہ اس rule پر عملدرآمد کروایا جائے اور کمیٹیوں کو reconstitute کیا جائے۔ شکریہ

محترمہ رشدہ لودھی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رشدہ لودھی: جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے اور اس کے ساتھ جڑا ہوا ایک سوال معزز وزیر کھیل سے بھی ہے۔ پچھلے سال نگران حکومت تھی تو وزیر اعلیٰ کی ہدایات پر گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران قذافی سٹیڈیم میں بہت ہی خوبصورت summer camp لگایا گیا تھا۔ کیا اس بار بھی ایسا summer camp قذافی سٹیڈیم میں لگے گا۔ اس summer camp کے اندر گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران بہت ہی creative activities ہوئیں جن میں Archery, Wushu, Swimming بلکہ میں تجویز دوں گی کہ اس میں chess بھی شامل ہونی چاہئے کیونکہ بچوں میں سکرین کے بڑھتا ہوا رجحان کو روکنے کے لئے بہتر healthy activity دی جائے۔ اس کی مثال موجود ہے کہ پچھلے سال یہ summer camp دو ماہ تک چلا تھا۔ میری درخواست اور تجویز بھی ہے کہ اس دفعہ بھی قذافی سٹیڈیم میں ویسا ہی summer camp لگایا جائے۔ شکریہ

زیرو آور نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم Zero Hour شروع کرتے ہیں۔ جی، جناب مشتاق احمد!

چکوال: تحصیل پنڈ دادنخان کے شہری غریب وال سیمنٹ فیکٹری کی آلودگی کی وجہ سے موذی امراض میں مبتلا

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے معاملہ یہ ہے کہ غریب وال سیمنٹ فیکٹری تحصیل پنڈ دادنخان اور ضلع چکوال کی حدود میں عرصہ دراز سے کام کر رہی ہے جو کہ آبی، زمینی اور فضائی ماحول کو شدید خراب کر رہی ہے اہل علاقہ مختلف موذی امراض میں مبتلا ہو چکے ہیں علاقہ میں ہر وقت گرد و غبار کے بادل چھائے رہتے ہیں لہٰذا مجھے زیرو آور کے تحت بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بریگیڈیئر صاحب!

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میں آپ سے جو گزارش کی ہے کہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے میں یہاں پر کھڑا ہو کر کوئی industrialization یا employment کے خلاف بات نہیں کر رہا ہوں ہمارے علاقے میں all ready industrialization بہت کم ہے لیکن unfortunately جو فیکٹریاں وہاں پر کام کر رہی ہیں خاص طور پر اس میں غریب وال سیمنٹ فیکٹری اس میں موجود ہے۔ وہ job opportunities کے ساتھ ساتھ علاقہ کے ماحول کو تباہ برباد کر رہی ہیں میں اس کی ایک واضح مثال تین چار parameter کے تحت میں بیان کرنا چاہوں گا نمبر ایک میں نے پچھلے دنوں اس پورے تحصیل ہیڈ کوارٹر اور اس کا surrounding area اور far flung area ہے اس علاقہ میں patients کا جو types of diseases کا data ہے اس کو اکٹھا کیا تو مجھے یہ بالکل محسوس ہوا ہے اور ہر بندے نے یہ محسوس کیا ہے خاص کر کے میڈیکل authorities نے کہ یہ جو تین چار یونین کونسلز ہیں جو غریب وال کے ساتھ متصل ہیں وہاں پر skin diseases اور Lungs کی بیماریاں، آنکھوں کی بیماریاں یہ بہت اہم ہیں اور کچھ لوگوں نے وہاں پر اس طرح کی دردناک اور ہولناک قسم کی ویڈیوز مجھے بھیجی ہیں جس میں وہ یہ دعا دیتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ اللہ کرے ہمارے ان مسائل کا کوئی حل نکلے میری آپ سے یہ گزارش ہے اور متعلقہ وزارت سے یہ گزارش ہے کہ بالکل اس کو cursory طور پر نہ ٹچ کیا جائے ایک parameter اس میں اور بتانا چاہتا ہوں کہ آپ وہاں پر آدھا گھنٹہ یہ ایک گھنٹہ آپ خود کھڑے ہوں یا گاڑی کھڑی کریں تو آپ کو خود محسوس ہوتا ہے کہ اس پر کتنی گرد و غبار پڑ چکی ہے تو متعلقہ وزارت سے اور حکومت پنجاب سے میری یہ گزارش ہے کہ خاص طور پر جو Environment Protection Agency والے ہیں اور وزارت صنعت جو لوگ ہیں وہ اس پر اپنا کام کریں اور جو ہماری تباہ و بربادی زیر زمین پانی کی ہو رہی ہے اور environment کی ہو رہی ہے اس کو کنٹرول کیا جائے مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر یہ اقدامات نہ کئے گئے تو لوگوں کے لئے بہت مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ ہے کہ محکمہ ماحولیات پنجاب ماحول کے تحفظ آبی، زمینی، فضائی الودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے تمام تر وسائل بروکار لا رہا ہے محکمہ ماحولیات چکوال عوامی شکایت پر محکمہ ہذا کی لیبارٹری سے غریب وال سیمنٹ فیکٹری کی لیب monitoring مورخہ 25۔جولائی 2022 کو کروا چکا ہے جس کے مطابق مذکورہ پلانٹ پنجاب 2016 Environmental Quality Standards میں طے کردہ معیار پر پورا اترتا ہے رپورٹ لف ہذا ضمیمہ (الف) مذکورہ سیمنٹ پلانٹ محکمہ ماحولیات کی satisfied laboratories سے اپنی مانیٹرنگ باقاعدگی سے کروا رہا ہے جس کی رپورٹ بھی لف ہے ہذا ضمیمہ (ب) مزید محکمہ ماحولیات چکوال نے مورخہ 6۔اپریل 2024 کو غریب وال سیمنٹ فیکٹری کا معائنہ کیا تو سیمنٹ پلانٹ کو بند پایا انتظامیہ نے آگاہ کیا ہے یہ پلانٹ جب چلایا جائے گا تو محکمہ کو پیشگی آگاہ کیا جائے گا جو کہ جون 2024 میں متوقع ہے پلانٹ کے چلتے ہی اس کی دوبارہ لیب مونیٹرنگ کروائی جائے گی اور کسی خلاف ورزی کی صورت میں قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے۔اس وقت پلانٹ بند ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بریگیڈیئر صاحب آپ تشریف رکھیں منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلے mover جناب آفتاب احمد خان!

فیصل آباد میں خواتین کی پناہ گاہ (دارالامان) کی تعمیر کے لئے فنڈز کے اجراء کا مطالبہ

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے معاملہ یہ ہے کہ ضلع فیصل آباد میں خواتین کی واحد پناہ گاہ دارالامان کی تعمیر کے لئے پنجاب حکومت کی جانب سے 4 کروڑ 98 لاکھ روپے کا تخمینہ منظور کیا گیا تھا۔ مگر گزشتہ برس فنڈز کا اجراء نہ ہونے کی وجہ سے دارالامان کی تعمیر کا منصوبہ تکمیل نہ ہو سکا۔ دارالامان میں نئے کمروں کے ساتھ مقیم خواتین کے بچوں کے لئے کلاس رومز بھی بنائے جانے تھے جو نہ بن سکے ۔ یہاں مقیم خواتین اپنے بچوں کے ہمراہ تنگ جگہ پر رہنے پر مجبور ہیں۔ لہٰذا مجھے زیرو آور کے تحت بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کر لیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں اس میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر فاضل وزیر assurance دے دیں یہ پناہ گاہ بن جائے گی تو this may be disposed of

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سہیل شوکت بٹ صاحب تشریف رکھتے ہیں جی، محترم!

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (جناب سہیل شوکت بٹ): جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب آفتاب احمد خان بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں میرے لئے بہت احترام کی جگہ رکھتے ہیں ان کا سوال بالکل valid ہے انہوں نے جو پوچھا اس کی میں تفصیل بتانا چاہتا ہوں اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ assurance دے دیں تو میں ان کو اس کی assurance بھی دیتا ہوں اور اس سے پہلے میں اس کی details بتانا چاہتا ہوں کہ اس building کے لئے 4 کروڑ 98 لاکھ روپے funds رکھے گئے تھے جس کا 95 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور اس میں جو بچوں کی classroom کی بات کی ہے رانا صاحب بچوں کے کلاس رومز بن چکے ہیں ان کی finishing باقی ہے جو کے جون تک مکمل ہو جائے گی۔ ہمارے جو divisional directors وہاں پر تھے ان کی درخواست پر PC 1 revise کیا گیا ہے جس میں انہوں نے کہا اس میں جو تھوڑے سے issues تھے جس طرح warden کی رہائش اور boundary wall, guard rooms ,toilet and parking وغیرہ تھی اس میں ان چیزوں کو include کیا گیا اور اس کا PC 1 revise کر دیا ہے اور P&D کو بھجوا دیا ہے اور ان شاء اللہ اگلے سال تک hopefully وہ بھی کام شروع ہو جائے گا۔ رانا صاحب میرے بزرگ ہیں اگر وہ میرے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہیں تو ہم اس پر بیٹھ کر discussion بھی کر سکتے ہیں اور میں رانا صاحب کو اس پر مطمئن کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلا نوٹس قاضی احمد اکبر صاحب کا ہے۔ جی، وہ موجود ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس کو pend کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو pend کر دیتے ہیں اگلا زیر آور نوٹس رانا صاحب آپ کا ہی ہے لیکن یہ پہلے پڑھا جا چکا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے اس کا جواب دینا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب abroad ہیں تو ان کی درخواست ہے کہ اس کو pend کر دیں۔ اس کو pend کر دیں یا وزیر پارلیمانی امور آپ اس کا کوئی جواب دینا چاہتے ہیں؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اے سارا بوجھ میاں صاحب تے ناں پاؤ میاں صاحب اخیر دوڑ جاون گے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس تحریک کے ضمن میں گزارش ہے کہ گزشتہ تقریباً سات سال سے اساتذہ کی بھرتی نہیں کی گئی سوائے ضلع راولپنڈی اور میانوالی کے جہاں چند سو اساتذہ۔۔۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ کوئی اور جواب پڑھ رہے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اچھا sorry جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر اس کو pend کر دیتے ہیں منسٹر صاحب آ جاتے ہیں تو اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا زیرو آور نوٹس نمبر 81 جناب حنبل ثناء کریمی کا ہے۔ جی، محترم!

کارڈیک سنٹر چونیاں میں جان بچانے والی ادویات کی فراہمی کا مطالبہ

جناب حنبل ثناء کریمی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ کارڈیک سنٹر چونیاں میں روزانہ سینکڑوں مریض علاج معالجہ کے لئے آتے ہیں۔ وہاں پر زندگی بچانے والی ادویات کی شدید قلت ہے۔ خاص طور پر ایمرجنسی میں لگائے جانے والے انجکشن ناپید ہو گئے ہیں۔ عوام ادویات باہر سے خریدنے پر مجبور ہے لہٰذا مجھے زیرو آور کے تحت بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بات کریں۔

جناب حنبل ثناء کریمی: جناب سپیکر! جب میں نے سوال جمع کروایا تھا تو کچھ اور colleagues سے بات ہوئی۔ پتا چلا کہ یہ تقریباً Provincial matter ہے اور کارڈیک سنٹر کے اندر

specially جس طرح میں نے چونیاں کا ذکر کیا ہے تو یہ basically first aid provide کرتا ہے۔ Streptokinase SK کے نام سے انجکشن سب سے پہلا first aid ہوتا ہے جو patient کو golden hour کے دوران یعنی attack کے بعد جو پہلا گھنٹہ ہے اس دوران provide کرنا چاہئے۔ بدقسمتی سے یہ انجکشن available نہیں اور لوگوں کو باہر سے لانا پڑتا ہے چونکہ چونیاں چھوٹا شہر ہے اس لئے وہاں سے یہ نہیں ملتا۔ وہاں سے لاہور مریض کو shift کرنے کے لئے کم از کم ڈیڑھ سے دو گھنٹے چاہئیں تو basically golden hour opportunity اکثر لوگ loose کر جاتے ہیں اور کئی لوگ اس انجکشن کی عدم دستیابی کی وجہ سے اپنی زندگی کی بازی ہار جاتے ہیں۔ میری اطلاعات کے مطابق problems یہ ہیں کہ اس انجکشن کی procurement centralized ہے جسے لاہور میں بیٹھا ہوا کوئی "بابو" کرتا ہے۔ شاید اُسے یہ اندازہ نہیں ہو گا کہ چونیاں یا کسی دور دراز دیہاتی علاقے میں ایسے سنٹر میں اِس کی ضرورت کیا ہے۔ Procurement کا آپ کو بھی پتا ہے کہ اگر آج کسی چیز کی درخواست دیں تو ہو سکتا ہے کہ ایک، ایک، دو، دو مہینے اِس پر کوئی movement ہی نہ ہو۔ Kindly اِس کو دیکھا جائے اور میرا خیال ہے کہ یہ صرف میرا مسئلہ نہیں ہے بلکہ جہاں جہاں پر بھی ایسے سنٹرز بنے ہوئے ہیں اِن سب کا یہ problem ہے۔ Sir I would want کہ اِس پر حکومت کوئی step لے specially life saving اور ضروری انجکشن یا ادویات DHQs, THQs اور کارڈیک سنٹرز میں فوری provide کی جائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: مجتبیٰ شجاع الرحمٰن! متعلقہ منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں یا آپ جواب دیں گے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کا جواب تو میرے پاس ہے لیکن متعلقہ منسٹر صاحب لاہور سے باہر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ جواب پڑھ دیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اِس ضمن میں عرض ہے کہ جو حقائق معزز رکن نے اپنے زیرو آور میں بیان کئے ہیں وہ درست نہ ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ کارڈیک سنٹر چونیاں میں ادویات کی شدید قلت ہے۔ محکمہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے اپنے زیرِ اِنتظام تمام ہسپتالوں میں ادویات کے stock

کی monitoring کی غرض سے Medicine and Entry Management System نافذ کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے تمام ہسپتالوں میں موجود ادویات کا مکمل ریکارڈ ہمہ وقت محکمے کے پاس موجود ہوتا ہے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چونیاں اور کارڈیک سنٹر چونیاں میں 14.57 ملین روپے کی ادویات کا stock موجود ہے جس میں 96 مختلف انواع کی ایمرجنسی اور شعبہ اندرونی اور بیرونی مریضان میں استعمال ہونے والی ادویات موجود ہیں۔ گزشتہ ایک سال کے دوران دِل کے مریضوں کی جان بچانے والے 105 انجکشن محکمہ کی جانب سے فراہم کئے گئے جن میں سے 18 انجکشن آج بھی ہسپتال میں موجود ہیں۔ مزید انجکشن بھی مریضوں کی تعداد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مسلسل فراہم کئے جائیں گے۔ مزید برآں بقیہ ادویات کے stock کی regular monitoring کی جا رہی ہے تاکہ ادویات کی کمی پر فوری قابو پایا جا سکے اور ادویات کی stock position بھی بطور حوالہ کے طور پر زیرو آور کے ساتھ لف ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت 96 کے قریب وہاں پر medicines دستیاب ہیں جن میں 50 کے قریب medicines heart related ہیں یعنی heart اور بلڈ پریشر سے related ہیں جو وہاں پر دستیاب ہیں۔ اِس کا annexure بھی جواب میں لگا ہوا ہے۔ ان سب ادویات کی quantity اتنی تعداد میں ہے کہ وہاں پر کوئی مریض آئے تو اُسے فوری availability ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے منسٹر صاحب! بہت شکریہ

جناب حنبل ثناء کریمی: جناب سپیکر! جواب درست نہیں ہے اور میں اِس سے مطمئن نہیں ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کریمی صاحب! آپ rules کے مطابق اِس پر دوبارہ floor نہیں لے سکتے کیونکہ جواب آ گیا ہے ناں۔

جناب حنبل ثناء کریمی: جناب سپیکر! یہ جواب درست نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کریمی صاحب! اگر آپ کا کوئی issue ہے تو منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جایئے گا کیونکہ زیرو آور نوٹس آپ نے پڑھ دیا جس کا محکمہ کی طرف سے جواب آ گیا اور اب دوبارہ آپ floor نہیں لے سکتے اس لئے مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اگلے mover جناب احسن رضا خان ہیں جن کا زیرو آور نمبر نوٹس 91 ہے۔ جی، احسن صاحب!

جہیز پر مکمل پابندی کے لئے قانون سازی کا مطالبہ

جناب احسن رضا خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج کل جہیز ایک سماجی برائی بن چکا ہے جس کی وجہ سے بہت زیادہ تعداد میں لڑکیاں شادی کی عمر کو پہنچنے کے باوجود جہیز کی وجہ سے شادی نہیں کر پاتیں کیونکہ جہیز کی بڑھتی ہوئی ڈیمانڈ سے ایک برادری یا طبقہ پر نہیں بلکہ پورے معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں طلاق کی شرح میں تیزی آنے کی بھی سب سے بڑی وجہ جہیز کی ڈیمانڈ ہے اِس لئے اِس سماجی برائی کے ناسور کو ختم کرنے کے لئے جہیز پر مکمل پابندی کے لئے قانون سازی کی جائے لہٰذا مجھے زیر آور کے تحت بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! یہ کوئی معمولی ایجنڈا نہیں ہے بلکہ ہمارے معاشرے کا ایک مسئلہ بن چکا ہے۔ پوری سوسائٹی خاص طور پر وہ طبقہ جو غربت کی چکی میں پسا ہوا ہے اور میں کہتا ہوں کہ ہمارے جیسے سفید پوش جنہیں ہم "چٹ کپڑیے" کہتے ہیں، وہ بھی اس کی لپیٹ میں آ چکے ہیں۔ یہ ایک ایسا غلط trend بن چکا ہے کہ آج تک کسی نے اِسے روکا ہی نہیں ہے اور یہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہمارے معاشرے میں کینسر نما ایک بیماری بن چکا ہے اور اگر اِسے نہ روکا گیا تو اِس کا صرف ایک اثر نہیں بلکہ اس کے نہ صرف سماجی، معاشی اور معاشرتی اثرات بھی ہیں۔ وہ باپ جس نے اپنی ساری زندگی کی جمع پونجی اکٹھی کی ہو لیکن اِس سے پہلے اُس نے اپنے تمام تر وسائل خرچ کر کے اپنی بیٹی کو تعلیم دِلوائی، اُس کی تربیت پر خرچ کیا مگر اچھا رشتہ اُسی صورت نصیب ہو گا جب جہیز کے سامان سے ٹرک بھرے ہوں۔ وہ ساری چیزیں جو شوہر پر واجب ہیں، وہ باپ قرض اٹھا کر اپنی بچی کو دیتا ہے اور وہ عمومی طور پر سُود پر چیزیں لیتا ہے۔ جہیز صرف اکیلا نہیں آتا بلکہ غریب اور مڈل کلاس خاندانوں کی ساری عمر کی جمع پونجی کو ساتھ لاتا ہے۔ وہ عورتیں جو خود ساری زندگی کم جہیز لانے پر سُسرال والوں کی زیادتیوں کا شکار ہوتی ہیں اور اُن سے کوہلو کے بیل کی مانند کام لیا جاتا ہے لیکن اب وہ بھی اپنی بیٹیوں کو کسی ہُنر کی بجائے جہیز دے

کر رخصت کرنا چاہتی ہیں۔ وہ ہُنر جو ملک کی معیشت میں مثبت قسم کا کردار ادا کر سکتا تھا لیکن جہیز کی وجہ سے ماں باپ پر جو دباؤ ہوتا ہے وہ پورے معاشرے کی طرف سے یا لڑکے والوں کی طرف سے غیر قانونی "ابارشن" کے نتیجے میں سامنا آتا ہے جبکہ بیٹیوں کی پرورش میں کوتاہی، شادی ہو جانے کے بعد لڑکے کا لڑکی کو مسلسل ذہنی دباؤ اکثر اوقات اس کے قتل کی صورت میں نکلتا ہے اور اسی ایک بنیاد کی وجہ سے کئی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ پاکستان کی آبادی میں 50 فیصد سے زیادہ حصہ عورتوں پر مشتمل ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احسن صاحب! آپ پڑھ کر بات نہ کریں بلکہ زبانی بات کریں۔

جناب احسن رضا خان: جناب سپیکر! میں نے points لکھے ہوئے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق اِس وقت ہماری ایک کروڑ 35 لاکھ بیٹیاں بغیر شادیوں کے بیٹھی ہوئی ہیں۔ ہمارے ہمسایہ ملک بھارت نے قانون سازی کر لی ہے کہ جہیز لینا اور دینا دونوں جرم ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اِس پر ہمیں بھی سوچنا ہو گا کیونکہ ہماری ایک عادت بن گئی ہے کہ ہم روایات کی پیروی کرتے ہیں تو ہمیں ایسی بُری روایات کو ختم کرنا چاہئے۔ آج اگر اِس ایوان میں ہم آکر بیٹھے ہیں تو اِن چیزوں کو priority پر لینا چاہئے جو کہ اِس سوسائٹی اور ہمارے معاشرے میں ہماری معیشت، ہماری اخلاقیات اور ہمارے معاشرت کو تباہ کر رہی ہیں۔ میری یہی humble request ہے اور میرا خیال ہے کہ اِس ایوان میں بیٹھے ہوئے سارے معزز بھائی بھی اِس بات سے متفق ہوں گے کہ جیسے میاں شہباز شریف نے "ون ڈش" کے اُوپر پابندی لگائی تھی چلو اس سے یہ تو ہوا کہ غریب لوگ "ون ڈش" دے کر اپنی capacity کے مطابق شادی کر لیتے ہیں تو گزارہ ہو جاتا ہے تو اِس جہیز پر بھی پابندی لگنی چاہئے اور خاص طور پر جہیز کی نمائش پر پابندی لگنی چاہئے کیونکہ already ہمارا وراثت کا قانون موجود ہے، بیٹی کا حصہ already وراثت سے اُسے ملتا ہے تو پھر کیوں ہم جہیز کی گاڑیوں کے چکر میں پڑتے ہیں۔ Competition میں کوئی ایک گاڑی دے رہا ہے اور اِسی competition میں اِس کا رشتہ دار بے چارا خودکشی کرنے پر مجبور ہے۔ ہمارا تقریباً 80 فیصد کے round about طبقہ صرف مزدور ہے جس کی اُجرت 32 ہزار روپے تک ہے۔ اب بتائیں 32 ہزار روپے لینے والا شخص وہ اپنی بیٹی کو سکول میں داخل کرائے گا، اپنی بیٹی کو جاب کے

لئے بھیجے گا یا جہیز اکٹھا کرے گا؟ ابھی بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اُسی وقت وہ شخص بے چارا ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے اور خود کشی پر مجبور ہو جاتا ہے۔ آج ہم سب کو اس کے لئے سوچنا پڑے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پنجاب کا بہت بڑا مسئلہ ہے اس پر ضرور غور کیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (جناب سہیل شوکت بٹ): جناب سپیکر! جو احسن رضا خان صاحب نے زیرو آور پر بات کی ہے یہ بہت valid ہے۔ میں احسن رضا خان صاحب کو appreciate کرتا ہوں یہ واقعی ہمارے معاشرے کا ناسور ہے اور اس پر انقلابی قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں یہ وہ برائی ہے جس سے ہماری قوم کی بیٹیوں کو مختلف پریشانیاں face کرنا پڑتی ہیں۔ بچیاں violence کا شکار ہوتی ہیں اور والدین بلیک میل ہوتے ہیں۔ یہ بہتر ہو گا کہ اس کو لاء ڈیپارٹمنٹ take up کرے تاکہ اس پر ہم بیٹھ کر بہتر قانون سازی کر سکیں، ہم ایسا بہتر قانون لے کر آئیں جس کے تحت ہماری قوم کی بیٹیوں کو جہیز جیسے ناسور سے نجات ملے اور والدین تسلی سے اپنے گھروں میں بیٹھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: زیرو آور کا وقت ختم ہو چکا ہے، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ منسٹر صاحب! ہم تحاریک التوائے کار لے رہے ہیں لیکن مجھے اس پر شدید تحفظات ہیں کہ اتنی ساری تحاریک التوائے کار pend ہیں جن کا ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا۔ یہاں منسٹر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ منسٹر صاحبان اتنی غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیسے کر رہے ہیں، میرے ہاتھ میں تحاریک التوائے کار کا پلندا موجود ہے۔ آخر ہم نے ان کو wind up تو کرنا ہے، ان کے جوابات تو آنے چاہئیں۔ بتائیں ان کے جوابات کون دے گا؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کے جوابات متعلقہ ڈیپارٹمنٹ نے دینے ہیں اور میں بالکل اس کو دیکھ لیتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! Parliamentary Affairs آپ کے پاس ہے اور آپ یہاں make sure کرائیں کہ متعلقہ محکمے کے منسٹر یہاں پر جوابدہ ہوں۔ میری بات سنیں کہ ایک معزز ممبر صادق آباد سے آتا ہے، ایک معزز ممبر اٹک سے آتا ہے اور کوئی لیہ سے آتا ہے۔ وہ یہاں پر اپنے حلقے کے تحفظات کا اظہار خیال کرنے آتے ہیں، اپنے حلقے کی بات کرنے آتے ہیں اور یہاں پر non seriousness کا مظاہرہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ یہاں پر کوئی منسٹر جواب دینے کے لئے ہی تیار نہیں ہے۔ منسٹر صاحبان کا یہاں ہونا بہت ضروری ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے، ہم اس کو make sure کرتے ہیں کہ متعلقہ منسٹر صاحبان یہاں پر موجود ہوں اور ہم متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو بھی convey کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر منسٹر صاحبان موجود ہونے چاہئیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم منسٹر صاحبان کو اور departments کو بھی convey کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دیکھیں کہ سمیع اللہ خان صاحب سارا دن یہاں بیٹھتے ہیں، رانا اقبال صاحب عمر کے اس حصے میں بھی یہاں بیٹھتے ہیں اور وہ پورا اجلاس adjourn کروا کر جاتے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل ایسے ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منشاء اللہ بٹ صاحب یہاں پر بیٹھتے ہیں، اپوزیشن کے بنچوں پر ہمارے ساتھی بیٹھتے ہیں لیکن منسٹر صاحبان اس چیز کو serious ہی نہیں لے رہے ہیں۔ اس کو make sure کرائیں کہ next time منسٹر صاحبان یہاں پر موجود ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پہلی تحریک التوائے کار نمبر 24/140 جس کی mover محترمہ شازیہ رضوان ہیں۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہٰذا ان کی تحریک التوائے کار کو pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ زرناب شیر کی ہے۔ اس کو بھی pend کیا جاتا ہے۔ اُن کو بھی یہاں ہونا چاہئے۔ اگلے محرک محمد عدنان ڈوگر ہیں۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ان کی تحریک التوائے کار بھی pend کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار قاضی احمد اکبر کی ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے

لہٰذا ان کی تحریک التوائے کار بھی pend کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک بھی اُن کی ہی ہے لیکن وہ ایک دن میں ایک ہی پڑھ سکتے تھے، اِس تحریک التوائے کار کو بھی pend کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حافظ صاحب!

لاہور: تھانہ فیکٹری ایریا کے علاقہ میں فائرنگ سے قتل سے متعلقہ تفصیلات

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! کل اس مقدس ایوان میں بہت ضروری مسئلے کی طرف توجہ دلاؤ نوٹس دیا گیا تھا اُس پر میرے محترم دوست مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے کہا تھا کہ وہ آج اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کریں گے۔ یہ وہی توجہ دلاؤ نوٹس ہے جس میں دو murder اور آٹھ افراد کو گولیاں لگی تھیں اور وہ مضروب ہیں۔ منسٹر صاحب نے کل ایوان کے سامنے وعدہ کیا تھا۔ یہ لاہور کا وقوعہ ہے تو میرے خیال میں اس کا جواب آ گیا ہو گا تو پلیز اگر منسٹر صاحب اُس کی detail بتا دیں گے تو اُن کی مہربانی ہو گی۔ ویسے گیلری میں پولیس افسران کو بھی ہونا چاہئے تھا۔ کل اس پر بات ہوئی تھی اور آپ نے بھی اس میں بڑا role play کیا تھا۔ آپ گیلری میں دیکھیں آپ کو ایک بھی پولیس آفیشل نظر نہیں آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ صاحب! پہلے اس کا جواب تو آنے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے concerned DIG صاحب تو تشریف لائے تھے مگر شاید آج اُن سے related کوئی بزنس نہیں تھا تو اُن کا یہ خیال ہو گا کہ شاید یہ معاملہ take up نہیں ہونا۔ ویسے اس کی رپورٹ آئی نہیں، میں نے اُن سے کل کہا تھا کہ اِس کی رپورٹ پیش کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ پلیز، make sure کرائیں اور Monday تک اِس کی رپورٹ آنی چاہئے۔ دوسرا یہ کہ آپ نے on the floor of the House فرمایا تھا کہ آپ حافظ صاحب کو ساتھ لے کر اُن کے گھر جائیں گے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اُن کے گھر بھی جائیں اور حافظ صاحب کے جو تحفظات تھے پلیز ان کو دور کریں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! کل اور پرسوں اجلاس نہیں ہونا، Monday کو اجلاس ختم ہو جانا ہے اور اُس کے بعد جب دوبارہ اجلاس آئے گا پھر اس پر بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب Monday کو یہاں رپورٹ پیش کریں گے۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! کل میں نے آپ لوگوں کو بتایا تھا کہ یہ کتنا sensitive matter ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ صاحب! بالکل اِس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے، میرا کوئی رشتہ دار نہیں ہے لیکن میں نے کہا تھا کہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ منسٹر صاحب بھی لاہور سے ایم پی اے ہیں، میں بھی لاہور سے ایم پی اے ہوں۔ یہ خود چلے جائیں، مجھے نہ لے کر جائیں۔ چلیں، اِن کی پارٹی کو ہی فائدہ ہو جائے۔ میں نے کل بھی request کی تھی کہ یہ سیاسی معاملہ نہیں ہے، خدا کے لئے اس کو سیاسی طور پر نہیں انسانی ہمدردی کی بنیاد پر deal کیا جائے۔ میں ان کے گھر نہیں جانا چاہتا، یہ چلے جائیں مگر کل میں نے بتایا تھا، اُن کو کل رات سے پھر threats آنا شروع ہو گئے ہیں۔ میں نے اسی لئے کہا تھا کہ اگر آج رپورٹ آتی تو اِن کو پتا چلتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اگر یہ خود نہیں جا سکتے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ پلیز، ان کے گھر تشریف لے جائیں۔ میں نے کل بھی کہا تھا کہ اِس پر آپ ایک انکوائری کرائیں کیونکہ پولیس کی طرف سے اُن پر صلح کرنے کا دباؤ آ رہا ہے۔ اس پر بھی آپ ضرور انکوائری کروائیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ انوسٹی گیشن بھی تبدیل کریں گے۔ کل یہ بھی بات ہوئی کہ کسی DSP, SP لیول کے آفیسر کو یا CIA والوں کو یہ تفتیش دیں۔ دو murder ہوئے ہیں، آٹھ لوگ مضروب ہیں اور دو اپاہج پڑے ہوئے ہیں۔ آپ جا کر ان کے حالات تو دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ صاحب! بالکل آپ کا point valid ہے۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! جو دو قاتل ہیں وہ دونوں آزاد دندناتے پھر رہے ہیں اور ادھر ہی پھر رہے ہیں۔ تھوڑی سی تو انسانیت رہنے دیں۔ پولیس کی وردی پہن کر لاء اینڈ آرڈر کنٹرول نہیں ہوتا یہاں کچھ عملاً دکھانا پڑتا ہے۔ میں کل سے ان کو request کر رہا ہوں یہ serious ہی نہیں لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ صاحب! میری عرض سنیں۔ جو زیادتی ہوئی، جو ظلم ہوا، ہم اس کی انکوائری کرا رہے ہیں اور منسٹر صاحب! پلیز، Monday کو آپ اس ہاؤس کو رپورٹ دیں اور ان کے گھر بھی جائیں۔ ان ملزمان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہئے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں Monday سے پہلے ان سے رابطہ کر کے بتاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ وہاں جائیں بھی ضرور، ان کا پتا بھی کریں اور رپورٹ بھی یہاں پیش کریں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے بالکل جانا تھا لیکن صبح 9 بجے سے ہم کام میں لگے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بس، Monday کو آپ نے یہاں رپورٹ پیش کرنی ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، اِن شاء اللہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر۔۔۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بھی تحریک التوائے کار تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سی تھی؟

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 24/58۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو dispose of ہو چکی ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: نہیں، سر نہیں۔ آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ اس کا تو جواب آنا تھا وہ pend چلی آ رہی ہے۔ میں تو ویسے بھی یہاں سے سیشن ختم ہونے کے بعد جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! please اس کا جواب آنے تک pend کر دیتے ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس تحریک کو دو ماہ ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل دو ماہ ہو گئے ہیں لیکن ایک مرتبہ پھر اسے pend کر دیتے ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آرڈر بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! کل سے پورے ملک کے اندر ایک بڑا شور مچا ہوا ہے کہ 28 کروڑ عوام کا جو ایک واحد نمائندہ تھا جس کو سپریم کورٹ نے وڈیو لنک پر آنے کا کہا کہ اس کی پیشی کی hearing ہو گی، ابھی اس کی ایک تصویر وائرل ہوئی ہے تو پوری اپوزیشن کی ٹانگیں کانپ گئی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! یہ پھر لمبی debate شروع ہو جائے گی۔ آپ please تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ سننے کا حوصلہ پیدا کر دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! please اس طرح نہ کیا کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، اب ہم گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر laying of reports ہیں۔

GOVERNMENT BUSINESS

LAYING OF REPORTS

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may lay the Reports.

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja Ur Rehman): Mr Speaker! I lay the following Reports:

1. Annual Report of the Punjab Forensic Science Agency for the Year 2015.
2. Annual Report of the Election Commission of Pakistan for the Year 2020.

MR DEPUTY SPEAKER: The Reports have been laid.

Now, the House is adjourned to meet on Monday 20th May 2024 at 2:00 pm.

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

سوموار، 20۔ مئی 2024

(یوم الاثنین، 11۔ ذیقعد 1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: نواں اجلاس

جلد 9: شمارہ 7

51

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

سوموار، 20۔ مئی 2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

GOVERNMENT BUSINESS

CONSIDERATION AND PASSAGE OF BILL

THE PUNJAB DEFAMATION BILL 2024 (BILL No. 08 of 2024)

A MINISTER to move that the Punjab Defamation Bill 2024, as recommended by Special Committee No.01, be taken into consideration at once.

A MINISTER to move that the Punjab Defamation Bill 2024, be passed.

53

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا نواں اجلاس

سوموار، 20۔ مئی 2024

(یوم الاثنین، 11۔ ذیقعد 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر زلاہور میں شام 4 بج کر 25 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر ملک محمد احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (1) الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ (2) يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ (3) كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ (4) وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ (5) نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ (6) الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ (7) اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ (8) فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (9)

سورۃ الھمزہ (آیات نمبر 1 تا 9)

ہر غیبت کرنے والے طعنے دینے والے کی خرابی ہے (1) جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے (2) شاید وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہو گا (3) ہر گز نہیں وہ ضرور حطمہ میں جھونک دیا جائے گا (4) اور تم کیا سمجھے کہ حطمہ کیا ہے (5) وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے (6) جو دلوں تک جا پہنچے گی (7) بے شک وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے (8) یعنی آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں (9)

وَمَا علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ حافظ سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلِّ علیٰ نبینا، صلِّ علیٰ محمدِ

یہ آرزو نہیں کہ دعائیں ہزار دو
پڑھ کر نبی ﷺ کی نعت لحد میں اتار دو
کہتے ہیں جانکنی کا ہے لمحہ بڑا کٹھن
لے کر نبی ﷺ کا نام یہ لمحہ گزار دو
دیکھا ابھی ابھی ہے نظر نے جمال یار
اے موت مجھ کو تھوڑی سی مہلت ادھار دو
یہ جان بھی ظہوری نبی ﷺ کے طفیل ہے
اس جان کو حضور ﷺ کا صدقہ اتار دو

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب اور راجہ صاحب! آپ دونوں تشریف رکھیں گے۔دیکھیں somehow for the reference of the whole House knows کہ جب بھی کبھی یہ معاملہ شروع ہوتا رہا ہے تو میں نے in all circumstances بہت leniently آپ کو پہلے پوائنٹ آف آرڈر دیئے ہیں لیکن رولز کے مطابق Question Hour سے پہلے یہ ایک ہم غلط العام کی بنیاد ڈال دیں گے اور وہ پھر اپنی جگہ خود بنا لے گی، جس کی وجہ سے House proceeding متاثر ہوتی رہے گی۔ آپ کا جتنا بھی ضروری پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ Question Hour کے procedure کے۔۔۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ پہلے بیٹھ کر میری بات سن لیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں بیٹھا ہی ہوا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! نہیں، مجھے ایسا لگا ہے کہ آپ اُٹھنے کی تیاری کر رہے ہیں کیونکہ جب آپ کہتے ہیں تو مجھے پتا لگ جاتا ہے کہ آپ نے کھڑے ہو جانا ہے۔ ہم سب سے پہلے Question Hour لیتے ہیں اور اس کے بعد آپ کا جو بھی پوائنٹ آف آرڈر ہو گا وہ ہم لیں گے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I think my Point of Order is more relevant and most important.

جناب سپیکر: رانا صاحب! نہیں، یہ بات آپ نہیں کہہ سکتے۔ آپ ایک مرتبہ تشریف رکھیں۔

جناب آفتاب احمد خان: ایرانی صدر جو کہ ایک حادثے میں جاں بحق ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! پلیز، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ I know کہ آپ جو بات کرنا چاہ رہے ہیں اور مجھے اس بات کا بہت احترام ہے لیکن relevant time پر میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا اور راجہ صاحب! آپ کو بھی بات کرنے کا موقع دوں گا۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! ہم چاہتے ہیں کہ آج اجلاس نہ ہو کیونکہ ایران کے صدر ایک حادثے میں جاں بحق ہو گئے ہیں۔

سوالات

(محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: رانا صاحب! پلیز، آپ تشریف رکھیں۔ Order in the House اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب وقاص محمود مان کا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وہ abroad ہیں لہٰذا ان کے سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، جناب وقاص محمود مان کے سوال نمبر 100 کو pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال جناب محمد اطہر مقبول کا ہے، سوال نمبر بولیں۔ اب یہ practice for the Government and opposition side also نہیں ہو گی کیونکہ اب وقاص مان تو یہاں ملک میں موجود نہیں ہیں وہ probably on leave abroad گئے ہوں گے، تو leave کی صورت میں یا out of country ہونے کی صورت میں تو ہم business pending کریں گے otherwise it will go to the disposed of list جی، اطہر صاحب! سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! میرا mike بند ہے۔

جناب سپیکر: اطہر صاحب! آپ نے جو تصویر mike پر لگائی ہوئی ہے، اس کی وجہ سے آپ مجھے obstruct کر رہے ہیں، آپ اس تصویر کو تھوڑا side پر کریں کیونکہ مجھے پتا نہیں چل رہا کہ آپ

I need to see that if it is کا mike on ہے یا off ہے، آپ اس تصویر کو اتاریں گے red or green? جی، mike کھولیں۔ No sloganeering sitting on the seat sir. This practice is not acceptable please اور میں تین چار معزز اراکین کو بار بار درخواست کر رہا ہوں کہ House میں اس طرح بیٹھے بیٹھے ایک نعرہ مستانہ بلند کر دینا یہ مناسب طریق کار نہیں ہے۔ جی، مائیک کھولیں۔

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! میرا مائیک on ہی نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: اطہر صاحب! میرا خیال ہے کوئی technical reason ہو گی. they will do it دیکھیں کہ کیا وجہ ہے اس کو فوری fix کریں۔

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! میرا مائیک on ہی نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: اطہر صاحب! ابھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یہ technicians دیکھیں کہ ساؤنڈ سسٹم میں کیا problem ہے اس کو fix کروائیں؟ Fix the system first کیونکہ ساؤنڈ سسٹم کام نہیں رہا اس لئے پانچ منٹ کے لئے House adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر پانچ منٹ کے لئے House adjourn کیا گیا)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 4 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جناب محمد اطہر مقبول! I hope it is working right now.

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 104 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لیہ: ایم سی فتح پور سیوریج سسٹم کی بحالی کے لئے جیٹنگ مشین خریدنے سے متعلقہ تفصیلات

***104: جناب محمد اطہر مقبول:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ M.C فتح پور (ضلع لیہ) خود مختار ہے اور Financially بھی خود مختار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس M.C فتح پور میں جگہ جگہ سیوریج کا پانی کھڑا ہے کیونکہ سیوریج سسٹم بند ہے اور اس کا صفائی کا نظام خراب ہے Jetting مشین نہ ہونے کی وجہ سے یہ مسائل پیش آرہے ہیں۔

(ج) کیا حکومت /MC- Jetting مشین خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک یہ مسائل حل ہو سکیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی فتح پور (ضلع لیہ) خود مختار ادارہ ہے اور پنجاب مقامی حکومت و دیہی ترقی لاہور کے ماتحت کام کرتا ہے۔

(ب) میونسپل کمیٹی فتح پور میں جہاں کہیں بھی سیوریج بند ہوتی ہے اور پانی کھڑا ہوتا ہے تو فوری طور پر سکر مشین سے نکال دیا جاتا ہے۔ میونسپل کمیٹی فتح پور کے پاس جیٹنگ (Jetting) مشین نہ ہونے کی وجہ سے مسائل پیش آتے ہیں اور ان کو حل کرنے کے لئے میونسپل کمیٹی کروڑ اور میونسپل کمیٹی چوک اعظم سے گزارش پر جیٹنگ مشین منگواتے ہیں اور مسائل کو حل کرتے ہیں۔

(ج) ادارہ ہذا کے پاس فنڈز کی کمی ہے۔ جیٹنگ مشین کی خریداری کے لئے جلد از جلد فنڈز مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ تاکہ ایم سی فتح پور میں سیوریج سے متعلقہ مسائل حل ہو سکیں۔

جناب سپیکر: جناب محمد اطہر مقبول!

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! جز (ب) کا جواب دیتے ہوئے محکمے نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ محکمہ فرماتا ہے کہ جب بھی ضرورت ہوتی ہے تو Jetting Machine and Sucker Machine وہاں آ جاتی ہے۔ یقین کریں کہ لوگ بے چارے دس دس دن، پندرہ پندرہ دن

شکایت کرتے رہتے ہیں۔ چوک اعظم کے اپنے مسائل ہیں اور کروڑ شہر کے اپنے مسائل ہیں اور اس میونسپل کمیٹی کی earnings بھی کافی ہیں۔

جناب سپیکر: جناب محمد اطہر مقبول! آپ تشریف رکھیں۔ وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی! آپ کی بات غلط ہے آپ کی کوئی Jetting Machine or Sucker Machine نہیں ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! محکمہ نے کہا ہے کہ ہمارے پاس Jetting Machine نہیں ہے۔ محکمہ نے جواب میں لکھا ہے کہ جب ہمیں ضرورت ہوتی ہے تو ہم کروڑ میونسپل کمیٹی یا چوک اعظم میونسپل کمیٹی سے Jetting Machine منگوا کر استعمال میں لاتے ہیں۔

جناب سپیکر: معزز ممبر کا کہنا یہ ہے کہ آپ کا response time مناسب نہیں ہے۔ آپ معزز ممبر کو assure کر دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں خود بھی دیکھ لیتا ہوں اور میں معزز ممبر کو assure کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ مزید ہم کوشش کرتے ہیں کہ میونسپل کمیٹیوں میں جہاں جہاں requirements ہیں اُن کو ہم پورا کریں۔

جناب سپیکر: جناب محمد اطہر مقبول! وزیر موصوف آپ کو assure کر رہے ہیں کہ in future اگر کوئی ایسا کیس ہوتا ہے تو They will provide it.

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا کہ یہ Jetting Machine کا جلدی arrangement کر لیں گے۔ وہاں پر کروڑوں روپے کی sewerage line ڈالی ہوئی ہے اور چونکہ وہ ریتلا علاقہ ہے تو Jetting کے بغیر گزارا نہیں ہوتا۔ وزیر موصوف مہربانی کر کے کوئی time line ہی دے دیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو کچھ حوصلہ ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے پچھلے ہفتے بجٹ کا ایک پورا session رکھا تھا اُس میں، میں نے پورے ایوان کو بتایا تھا کہ ہم باقاعدہ ایک outsource model پر جا رہے ہیں جس میں ہم companies کو outsource

کریں گے تو جہاں جہاں machinery requirement ہو گی وہ companies, requirements پوری کریں گی چاہے وہ machines, hire کریں یا خریدیں۔

جناب سپیکر: یہ تمام میونسپل کمیٹیوں کے لئے universal ہو گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہ پورے پنجاب کی میونسپل کمیٹیوں کے لئے universal ہو گا۔

MR SPEAKER: Athar Sahib, it will be taken care of Insha Allah.

جناب شعیب امیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب شعیب امیر!

جناب شعیب امیر: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اس سوال کے جواب میں کہا ہے کہ میونسپل کمیٹی فتح پور کے لئے چوک اعظم اور کروڑ سے Jetting Machine آ جاتی ہے تو چوک اعظم میونسپل کمیٹی میرے حلقے کے اندر ہے اور میرے حلقے میں بھی دو میونسپل کمیٹیاں ہیں اُن کے اندر بھی وہ واحد Jetting Machine ہے اور وہی Jetting Machine دوسرے اضلاع میں بھی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ ہمارے پاس یہ shortages ہیں۔

جناب سپیکر: جناب شعیب امیر! وزیر موصوف اس کو address کرنے کا آپ کو assure کر رہے ہیں۔

جناب شعیب امیر: جناب سپیکر! وزیر موصوف ہمیں کوئی time line دے دیں کہ اس time line کے تحت ضلع لیہ کی میونسپل کمیٹیوں کو Jetting Machines مل جائیں گی کیونکہ funds بھی ہیں اور الحمدللہ چوک اعظم میونسپل کمیٹی یا باقی میونسپل کمیٹیوں کی earnings سب سے زیادہ ہیں تو ہمیں ایک time line دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہم waste management system کو لے کر باقاعدہ ایک outsource model میں جا رہے ہیں اُس کے تحت جب اُس تحصیل کا contract award کیا جائے گا تو requirement of machinery اُس کا حصہ ہو گا اور ہم پورے پنجاب کو چار ماہ کے اندر اندر outsource کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ (قطع کلامیاں)

But just to Shah g! I am not allowing more than the permitted supplementary questions, we just have اُس دن پورے ہاؤس نے forming it a committee of the House. We have taken it at par with the National Assembly, so three have been said and done. ابھی اس سوال کے محرک خود کھڑے ہیں تو آپ تشریف رکھیں۔ جناب محمد اطہر مقبول! یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ ہم یہ پالیسی بنا رہے ہیں۔ میرے علم کے مطابق might be یہ درست کہہ رہے ہوں لیکن محکمہ بتا رہا ہے کہ ہم sewerage کا contract نہیں دے رہے یہ صرف صفائی اور open drainage کا contract ہو گا اور sewerage system کو محکمہ خود ہی own کرے گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں نے اُس دن بھی گزارش کی تھی کہ اس میں drains and sewerage کی desilting شامل ہو گی اور جب desilting proper ہو گی تو ہمارا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ویسے بھی بنیادی چیز یہ ہے کہ جب ہم waste کو collect نہیں کرتے تو یہ waste, drains and sewerage میں جاتا ہے جس کی وجہ سے blockage ہوتی ہے پھر پانی گلیوں میں کھڑا ہوتا ہے تو ہم اس کا complete solution لے کر آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ جناب احمد خان!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 121 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر میں قبرستان کی تعداد ان کی گنجائش اور ماڈل قبرستان بنانے کی تجویز سے متعلقہ تفصیلات

***121: جناب احمد خان:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت لاہور شہر کی کل آبادی کتنی ہے؟

(ب) لاہور شہر میں اس وقت کل کتنے قبرستان کتنی کتنی اراضی پر ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر کی آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے قبرستانوں میں میت دفنانے کی گنجائش ختم ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے لوگ بہت پریشان ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور شہر میں عوام الناس کی اس پریشانی کو ختم کرنے کے لئے ماڈل قبرستان بنانے کی تجویز زیر غور ہے اگر ہاں تو یہ قبرستان کہاں کہاں اور کتنی اراضی میں بنائے جا رہے ہیں نیز اس میں کیا کیا سہولیات رکھی جائیں گی؟

(ہ) یہ ماڈل قبرستان کب تک فنکشنل کر دیئے جائیں گے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) اس وقت لاہور شہر کی آبادی 13,004,135 ہے۔ (بمطابق مردم شماری 2023)

(ب) لاہور شہر میں کل قبرستانوں کی تعداد 849 ہے۔ علاوہ ازیں میانی صاحب قبرستان کا رقبہ 1206 کنال ہے اس کی تفصیل تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نوٹ: اس میں پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کے قبرستان شامل نہ ہیں۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ لاہور شہر کی آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے قبرستانوں میں میت دفنانے کی گنجائش کم ہوتی جارہی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں عوام الناس کی اس پریشانی کو ختم کرنے کے لئے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی ضلع لاہور کے زیر نگرانی درج ذیل ماڈل قبرستان بنائے گئے ہیں:۔

1. Establishment of Shehr-e-Khamoshan Model Graveyard at Raiwind Road near Darbar Soofi Milan Deen, Lahore.
2. Shehr-e-Khamoshan Model Graveyard at Kahna Nau Road-Passage to Ghang Sharif, Lahore.
3. Shehr-e-Khamoshan Model Graveyard at near village Ahloo on Kat Road, Tehsil Cantt, Lahore.
4. Model Graveyard at Soa Asal Bedian Road, Mouza Dhulla Kulla, Tehsil Cantt. Lahore.

ماڈل قبرستانوں کی اراضی اور فراہم کردہ سہولیات کی تفصیل تتمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام قبرستان فنکشنل ہو چکے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! جُز (ب) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے۔ اس میں میانی صاحب قبرستان کا رقبہ 1206 کنال بتایا گیا ہے۔ وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ میانی صاحب قبرستان کا قبضہ پوری 1206 کنال پر ہے یا یہ صرف کاغذوں میں ہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میانی صاحب قبرستان کا رقبہ 1206 کنال ہے۔ ہمارے پاس محکمہ کی طرف سے معلومات آئی ہیں کہ قبضہ کے حوالے سے

کوئی شکایت نہیں ہے۔ اگر ہے تو لیڈر آف اپوزیشن بتائیں گے تو ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ ہمارے پاس ایسی کوئی معلومات نہیں ہیں۔ یہ 1206 کنال رقبہ گورنمنٹ کے پاس ہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، احمد خان صاحب!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اگر یہ معلومات کی بات کر رہے ہیں تو پھر یہ میرا ضمنی سوال نہیں ہو گا کیونکہ میں تو معلومات فراہم کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ محکمہ میرے پاس بھی رہا ہے اس وقت 911 کنال اراضی پر لوکل گورنمنٹ کا قبضہ تھا اور باقی پر encroachment تھی۔ ہم نے بھی کوشش کی تھی۔ اس لئے میں ان کو یہی کہوں گا کہ یہ کوشش کر کے اپنا 1206 کنال رقبہ پورا کریں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! اس کی mutation آپ کے نام ہو گی لیکن illegal encroachers بھی ہوں گے جیسا کہ ملک صاحب نے بتایا ہے۔ اگر ایسے cases ہیں تو آپ اس کے مطابق ان کو دیکھ لیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں اسے چیک کروالیتا ہوں اور اس حوالے سے لیڈر آف دی اپوزیشن اور ہاؤس کو آگاہ بھی کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! جز (د) کا جواب انہوں نے نہیں دیا۔ میرا سوال یہ تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور شہر میں عوام الناس کی اس پریشانی کو ختم کرنے کے لئے ماڈل قبرستان بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔ انہوں نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی ضلع لاہور کے زیر نگرانی درج ذیل ماڈل قبرستان بنائے گئے ہیں۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ کیا آئندہ نئے قبرستان بنائے جائیں گے اور شہر خاموشاں اتھارٹی کا کیا بنا ہے؟ میرا سوال ان کے جواب سے مختلف ہے۔ اس حوالے سے وزیر صاحب اپنے محکمہ کو حکم دیں کہ اس سوال کے جواب کو update کیا جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہاں پر پانچ قبرستانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہمارے پاس اس وقت قبرستانوں میں capacity موجود ہے۔ یہ جو پانچ ماڈل

قبرستان بنے ہیں۔ اس کی فہرست دی ہوئی ہے۔ اس میں آخری نمبر پر کاہنہ کا چھا کا قبرستان ہے۔ وہاں 1437 قبریں موجود ہیں اور باقی جگہ خالی ہے۔ پہلے چار قبرستانوں میں بھی جگہ ہے۔ میں جمعہ کو خود بھی ان قبرستانوں کا visit کر کے آیا تھا۔ ہمارے پاس رائے ونڈ میں ایک قبر بنی ہے باقی جگہ خالی پڑی ہوئی ہے۔ ہمارے پاس جگہ موجود ہے اس لئے مزید اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہم 1122 کی سروس بھی مہیا کرتے ہیں۔ اگر لوگوں کو یہ سہولت چاہئے ہو اور میت کو قبرستان پہنچانا ہو تو 1122 والے مفت سروس فراہم کرتے ہیں۔ وہ گھر سے میت لے کر قبرستان تک جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں ہے کہ لاہور شہر کی ایک کروڑ 30 لاکھ سے زائد آبادی ہے اور 849 قبرستان ہیں۔ اس تناسب سے ایک قبرستان 15 ہزار آبادی کے لئے موجود ہے۔ میرے شہر خانپور کی آبادی 2 لاکھ 75 ہزار ہے اور تین قبرستان ہیں۔ وہاں پر قبرستانوں کی اشد ضرورت ہے۔ وہاں حکومت کی 25 ایکڑ اراضی available ہے۔ کیا منسٹر صاحب پسند فرمائیں گے کہ وہاں بھی حکومت ماڈرن شہر خاموشاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ ان کا ضمنی سوال لاہور سے متعلقہ نہیں ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! حکومت کی وہاں 25 ایکڑ اراضی available ہے۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کے پاس یہ معلومات نہیں ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ on the floor of the House commitment تو دے دیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب ندیم قریشی کا ہے۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! ندیم قریشی صاحب کا سوال نمبر 141 pend کر دیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! اگر قریشی صاحب چھٹی پر ہیں تو سوال کو pend کر دیتا ہوں نہیں تو یہ سوال dispose of ہو گا۔ آپ ان کے behalf پر لے لیں نہیں تو یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب حسن علی کا ہے۔ جی، حسن صاحب!

جناب حسن علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 55 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ: پی پی۔65 کے عیسائی قبرستانوں کی چاردیواری بنانے سے متعلقہ تفصیلات

***55: جناب حسن علی:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔65 گوجرانوالہ کے کسی بھی عیسائی قبرستان کی چار دیواری نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان قبرستانوں کی چاردیواری نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے سرکاری قبرستانوں کی اراضی پر قبضہ کر رکھا ہے اور کافی قبرستانوں کی زمین سے مٹی کھود کر گڑھے بنا دیئے گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس حلقہ کے اقلیتی برادری کے قبرستانوں کی چاردیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس مقصد کے لئے مالی سال 24-2023 میں کتنی رقم مختص ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) پی پی۔65 گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ کونسل کی حدود میں کل 12 مسیحی قبرستان ہیں جن میں سے 03 قبرستانوں بھٹی بھنگو، چک خلیل اور بھمووالی مسیحی قبرستانوں کی چار دیواری مکمل ہے باقی 09 قبرستانوں کی چار دیواری نہیں ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ میں پی پی 65 کی حدود میں واقع کسی سرکاری قبرستان کی اراضی پر کسی قسم کا قبضہ نہ ہے اور نہ کسی قبرستان کی زمین سے مٹی کھود کر گڑھے بنائے گئے ہیں۔

(ج) 09عدد مسیحی قبرستان جن کی چاردیواری نہ ہے جن کے تخمینہ جات تیار کئے گئے ہیں جن کی کل مالیت مبلغ 27.423 ملین روپے بنتی ہے کو حکومت پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام 25-2024 میں شامل کرنے کی منظوری لی جائیگی۔ منصوبہ جات کی تفصیل تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، حسن صاحب! کوئی ضمنی سوال۔

جناب حسن علی: جناب سپیکر! میرے سوال کا جو جواب آیا ہے بالکل غلط ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ کل 12 قبرستان ہیں مگر حقیقت میں وہاں 21 قبرستان ہیں۔ وہاں جھنگی ایک جگہ ہے جہاں کا میں نے خود visit کر کے دیکھا ہے۔ وہاں مسیحی قبرستانوں کی جگہ سے مٹی کھود کھود کر مسلمانوں کے قبرستان میں ڈالی گئی تھی اور مسیحیوں کے قبرستان کی جگہ نیچے ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! It's a very serious concern

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے یہ بات کی ہے تو میں اسے چیک کروالیتا ہوں۔ یہ سوال پی پی۔65 کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! Christion پہلے ہی ایک minority ہیں اور side line ہیں۔ ان کے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ ان کے پاس قبروں کے لئے جگہ نہیں ہے اور جو ان کے قبرستان ہیں وہاں پر majority ان کی جگہ کو misuse کر رہی ہے۔ یہ حسن صاحب کہہ رہے ہیں۔ اس پر آپ جواب دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اگر آپ جز(ج) کے جواب میں دیکھیں تو ہم نے ان کے قبرستانوں کی چاردیواری کے لئے تخمینہ لگوایا ہے۔ یہ چاردیواری اس لئے کی جائے گی کہ اگر وہاں سے مٹی اٹھانے کا معاملہ ہے تو اسے بھی روکا جا سکے۔ میں معزز ممبر کی باتوں کو خود بھی verify کر لیتا ہوں۔ اگر ایسی صورتحال ہے تو ہم ان شاء اللہ اس کا پورا مداوا کریں گے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر نے بالکل صحیح point out کیا ہے۔ Christion Community بڑی marginalize ہے۔ اگر وہاں پر یہ صورتحال ہے تو یہ ان کے لئے بہت بڑی تکلیف ہے۔ ان

کے قبرستانوں کے حوالے سے problem ہے۔ یہ مسلمانوں کے قبرستانوں میں اپنی میت دفن نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس حوالے سے جامع حکمت عملی آنی چاہئے لیکن جہاں پر انہیں کوئی سہولت میسر ہے تو وہاں پر اگر کوئی majority کے فریقین قبرستان سے مٹی اٹھا کر ان کے لئے مشکل پیدا کر رہے ہیں تو آپ معزز ممبر کی شکایت کو حل کرنے کی یقین دہانی کرائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں ensure کرتا ہوں۔ مجھے اس کے حل کے لئے وہاں کا visit کرنا پڑا تو میں ضرور visit بھی کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جناب حسن صاحب! I hope you are satisfied

جناب حسن علی: جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی جناب حسن علی کا ہے۔ جی، حسن صاحب!

جناب حسن علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 58 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ پی پی۔65 کے گاؤں / چکوک میں واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب کرنے سے متعلقہ تفصیلات

***58: جناب حسن علی:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔ 65 گوجرانوالہ میں حکومت کی طرف سے کسی بھی گاؤں / چکوک میں واٹر فلٹریشن پلانٹ نہ لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے اس علاقہ کے گاؤں / چکوک اس دور میں بھی آلودہ / مضر صحت پانی پینے پر مجبور ہیں علاقہ میں پیٹ اور دیگر موذی امراض بہت زیادہ ہیں؟

(ب) کیا حکومت پی پی۔ 65 میں ہر یوسی لیول پر فوری فلٹریشن پلانٹ نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ میں کسی بھی گاؤں / چکوک میں کوئی واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب نہ کیا ہے علاقہ میں پیٹ اور دیگر موذی امراض بہت زیادہ ہونے کے متعلق محکمہ ہیلتھ ہی بتا سکتا ہے۔

(ب) گورنمنٹ آف پنجاب نے واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب کے لئے آبِ پاک اتھارٹی قائم کی ہے جو محکمہ ہاؤسنگ کے ماتحت کام کرتی ہے۔ اس بارے محکمہ ہاؤسنگ سے پوچھا جانا مناسب ہو گا، مزید یہ کہ فنڈز کی دستیابی کی صورت میں ڈسٹرکٹ کونسل یوسی لیول تک فلٹریشن پلانٹس نصب کر دے گی۔.

جناب سپیکر: جی، حسن صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب حسن علی: جناب سپیکر! میرے سوال کا funny answer دیا گیا ہے کہ واٹر فلٹریشن پلانٹ واقعی نصب نہیں ہے اور بیماریوں سے متعلق ہیلتھ والے بتا سکتے ہیں۔ اس کا مقامی حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرے پاس اس کے proves ہیں کہ کافی زیادہ علاقوں میں گورنمنٹ کی طرف سے واٹر فلٹریشن پلانٹس لگے ہوئے ہیں اور functional بھی ہیں۔ That was pertaining just to PP-65 اس کے جز(ب) کے جواب میں آب پاک اتھارٹی کی بات کی گئی ہے۔ لوگوں کو صاف پانی فراہم کرنا ان کا بنیادی حق ہے مگر آب پاک اتھارٹی نے بھی ایک فلٹریشن پلانٹ بھی نہیں لگایا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں اس معاملہ کو جمعہ کے دن کی debate کے ساتھ منسلک کروں گا۔ یہ جواب لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے بالکل درست ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے پورے ہاؤس کے سامنے گزارش کی تھی کہ ہماری بہت سی واٹر سپلائی سکیمیں اور واٹر فلٹریشن پلانٹس پبلک ہیلتھ انجینئرنگ والے لگاتے رہتے ہیں۔ میں نے اس دن پالیسی سٹیٹمنٹ بھی دی تھی کہ حکومت پنجاب ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا مستقل حل لے

کر آ رہی ہے اور ایک entity ہو گی جس کے under سارے کام ہوں گے تا کہ اس کی responsibility fix کی جا سکے۔

جناب سپیکر! مقامی حکومت سے متعلق جواب بالکل ٹھیک ہے۔ ان سے متعلق کوئی واٹر فلٹریشن پلانٹ وہاں نہیں ہے۔ اگر ہیں تو وہ دوسرے محکموں سے متعلقہ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، حسن صاحب!

جناب حسن علی: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ میرے حلقہ میں کل ساڑھے 14 یونین کونسلیں ہیں۔ ان میں ایک بھی واٹر فلٹریشن پلانٹ active نہیں ہے۔ That is the basic right of every citizen to have the clean water

جناب سپیکر: وزیر صاحب! حسن صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے حلقہ میں ایک واٹر فلٹریشن پلانٹ بھی working میں نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں پھر وہی گزارش کروں گا اور مجھے آج بھی وہ figure یاد ہے کہ 5299 واٹر سپلائی سکیمیں تھیں جن میں سے 2004 بند پڑی تھیں۔

جناب سپیکر: ذیشان صاحب! سوال واٹر فلٹریشن پلانٹس سے متعلق ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اسی طرح واٹر فلٹریشن پلانٹس پبلک ہیلتھ انجینئرنگ والے لگاتے تھے تو ان کی O&M ان کے پاس نہیں ہوتی تھی۔ اس طرح معاملات جب تک چلتے رہے ہیں وہ چلتے رہے۔ اب مجھے یقیناً Housing Department سے اس کی information لینی پڑے گی۔ وہ لوکل گورنمنٹ کے تحت کام نہیں کرتے۔ اس لئے جو information ہمارے پاس تھی وہ میں نے بتا دی ہے۔ میں نے آگے way forward میں بھی بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، حسن صاحب!

جناب حسن علی: جناب سپیکر! اس میں میری یہ ہی submission ہے کہ انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ فنڈز کی دستیابی کی صورت میں ڈسٹرکٹ کونسل یونین کونسل level پر filtration plants

نصب کر دے گی فنڈز تو کچھ عرصے میں available ہو بھی جائیں گے تو کوئی tentative date دے دیں کہ جس میں ہم بھی کسی کو جواب دے سکیں کہ یہ filtration plants بن جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وہاں پر یہ water filtration کے حوالے سے جو مسائل ہیں ان کو آپ دیکھیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں پھر سے گزارش کر دوں actually مسئلہ یہ ہے کہ multiple departments water filtration plants لگاتے ہیں اور پھر اس کی ذمہ داری نہیں اٹھاتے اسی لئے چیف منسٹر پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم کسی ایک entity کے ذریعے یہ کام کروائیں گے for example جیسے Aab-e-Pak Authority ایک بنی ہوئی ہے تو اسی طرح سے اس سے پہلے صاف پانی اتھارٹی بھی رہی ہے یہ کسی ایک اتھارٹی کے ذمے ہو گا اور ان شاءاللہ یہ بھی ہم ان کو ensure کرواتے ہیں کہ ان شاءاللہ تعالیٰ ان پانچ سالوں میں لوگوں کو صاف پانی کا بھی solution دے کر جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی محترمہ راحیلہ خادم حسین!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 63 ہے اور جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور جی ٹی روڈ مناواں سے باغ والی پلی تک سیوریج سسٹم نہ ہونے سے متعلقہ تفصیلات

***63: محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ مناواں لاہور باغ والی پلی سے لے کر سوئی گیس روڈ مومن پورہ روڈ تک سیوریج کا نظام نہیں ہے؟

(ب) سیوریج کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے گھروں کا پانی سڑک پر آ جاتا ہے اور گاڑیوں کا کیا پیدل چلنا بھی مشکل ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت باغ والی پلی (سوئی گیس روڈ) میں سیوریج ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ مناواں باغ والی پُلی سے لے کر سوئی گیس روڈ مومن پورہ روڈ تک سیوریج کا نظام نہ ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ سوئی گیس روڈ پر جگہ جگہ پانی کھڑا رہتا ہے۔

(ج) مذکورہ علاقہ میں نالہ کی تعمیر کے لئے دفتر ہذا کی جانب سے مبلغ 38.518 ملین روپے کا تخمینہ تیار کر لیا گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے فنڈز کی دستیابی پر نالہ کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

PC-1 کی کاپی تتمہ "الف" تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال اس سے related ہے جو recently آپ نے Adjournment Motion take up کیا تھا۔ میرا سوال بھی اسی سے ملتا جلتا ہے لیکن اس کے اندر جز (ج) میں ضمنی سوال کرنا چاہوں گی کہ حکومت کی طرف سے فنڈز کی دستیابی پر نالے کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا جبکہ جز (الف) اور (ب) میں ڈیپارٹمنٹ مان رہا ہے کہ وہاں پر صورتحال بہت زیادہ خراب ہے اور جگہ جگہ پانی کھڑا رہتا ہے تو میری honorable minister صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ اس کی تعمیر کب تک شروع کر دی جائے گی کیونکہ وہاں پر گندگی کے ساتھ سڑک بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے وہاں بیماریاں بھی پھوٹ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اس میں لاہور کے حوالے سے چیف منسٹر پنجاب کا already اس پر ان کا ایک فیصلہ بھی ہے کہ لاہور کو ہم revamp کرنے

جارہے ہیں اور اس میں بھی ہم باقاعدہ اس کا permanent solution دیں گے۔ جہاں سیوریج کے مسائل ہیں وہ بھی حل ہوں گے جہاں drainage کے مسئلے ہیں وہ بھی حل ہوں گے جہاں گلی نالی سڑکیں بننے والی ہیں وہ بھی بنیں گی تو یہ phase wise کام شروع ہونا ہے اس کی تفصیل اس وقت تو میرے پاس نہیں ہے میں اپنی بہن کو وہ تفصیل provide کر دوں گا تاکہ جو specifically جس علاقے کے بارے میں یہ بات کر رہی ہیں وہ کس phase میں آرہا ہے تو میں ان کو بتادوں گا لیکن اس پر ان شاءاللہ فوری کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ راحیلہ خادم حسین I hope this satisfies your question

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی سید رفعت محمود!

جناب رفعت محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 87 ہے اور جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جہلم حلقہ پی پی۔24 سوہاوہ شہر میں واٹر سپلائی سکیم سے متعلقہ تفصیلات

***87: سید رفعت محمود:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔24 (ضلع جہلم) سوہاوہ شہر کے اندر واٹر سپلائی سکیم مکمل طور پر فلاپ ہو چکی ہے جس سے رہائشیوں کو پانی کی قلت کا سامنا ہے؟

(ب) مذکورہ شہر کو واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل نصب کئے گئے ہیں ان میں کتنے چالو حالت میں اور کتنے کب سے خراب ہیں نیز جو خراب ہیں ان کو حکومت کب تک ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل بتائی جائے؟

(ج) مذکورہ واٹر سپلائی ٹیوب ویلز کی سالانہ مرمت اور تعمیر پر پچھلے تین سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل بتائی جائے؟

(د) کیا سوہاوہ شہر کے رہائشیوں سے گھر وار کتنا ماہانہ بل وصول کیا جارہا ہے اور یہ رقم کس اکاؤنٹ میں جمع کروائی جارہی ہے اب تک کتنی رقم جمع ہوئی اور کتنی رقم خرچ ہوئی پچھلے دوسالوں میں خرچ کردہ رقم اور جمع شدہ رقم کی مکمل تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) سوہاوہ شہر میں واٹر سپلائی بکڑالہ 1988 اور واٹر سپلائی ڈونگی سکیم 2007 میں تعمیر ہوئی ہیں اور دونوں چل رہی ہیں خراب ہونے کی صورت میں مشینری کو فوراً مرمت کروایا جاتا ہے۔ بکڑالہ اور ڈونگی دونوں واٹر سپلائیز شہر سے تقریباً 12 کلومیٹر دور ہیں

(ب) واٹر سپلائی بکڑالہ میں ایک کنواں ہے اور واٹر سپلائی ڈونگی میں چار کنویں ہیں جن سے اس وقت سوہاوہ شہر کو پانی کی سپلائی ہو رہی ہے۔ خراب ہونے کی صورت میں واٹر سپلائی مشینری کو روزمرہ بنیاد پر ٹھیک کروایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ پبلک ہیلتھ دونوں واٹر سپلائی سکیموں کی مزید بہتری کے لئے سروے کر رہا ہے تاکہ مشینری اور ڈسٹری بیوشن لائنوں کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

(ج) واٹر سپلائی سکیمز کی سالانہ مرمت و تعمیر پر تین سالوں میں ہونے والے خرچہ کی تفصیل:۔

2021-22 میں خرچہ تقریباً 0.283 ملین ہے

2022-23 میں خرچہ تقریباً 3.98 ملین ہے

2023-24 میں خرچہ تقریباً 2.30 ملین ہے

(د) جولائی 2023 سے -/500 روپے فی گھر بل وصول کیا جارہا ہے

جنرل اکاؤنٹ میں بل جمع ہو رہا ہے۔

2022-23 کی انکم 2.31 ملین ہے اور خرچہ تقریباً 3.98 ملین ہے

2023-24 کی انکم 1.6 ملین ہے اور خرچہ تقریباً 2.30 ملین ہے

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال ہے۔

جناب رفعت محمود: جناب سپیکر! جی میرا ضمنی سوال ہے کہ جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ سوہاوہ شہر میں دونوں واٹر سپلائی سکیمیں صحیح چل رہی ہیں سوہاوہ شہر کے اندر لوگوں کو 15 دن کے بعد پانی مل رہا ہے اور سوہاوہ کے شہری پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں اور وہاں پر tanker mafia کا راج ہے۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب he is not satisfied with your answer وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! ان کی آواز بہت دھیمی تھی ان سے درخواست ہے کہ دوبارہ repeat کر دیں exactly آپ کیا سوال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی رفعت صاحب تھوڑا loudly بتائیں۔

جناب رفعت محمود: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ سوہاوہ شہر میں واٹر سپلائی سکیم صحیح چل رہی ہیں میری گزارش یہ ہے کہ سوہاوہ کے شہری پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں وہاں پر 15 دن بعد ایک گھر کو پانی ملتا ہے وہاں پر جو واٹر سپلائی ٹینکر ہیں ان کا راج ہے لوگ پانی خریدنے پر مجبور ہیں اور منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ واٹر سپلائی سکیم صحیح چل رہی ہے وہ تو بری طرح سے ناکام ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کا جو جواب سوہاوہ شہر کی واٹر سپلائی سکیمز ہیں اس میں محکمہ یہ بتا رہا ہے کہ وہ صحیح چل رہی ہیں لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر 15، 15 دن پانی نہیں آتا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اس میں جو محکمہ کی طرف سے جواب ہے وہ دو واٹر سپلائیز کے بارے میں ہے یہ بات حقیقت ہے کہ یہ دو سکیمیں سوہاوہ شہر کے لئے enough نہیں ہیں اور یہ پرانی بنی ہوئی ہیں 1988 اور 2007 تب یہ دو سکیمز بنی تھیں یہ ان کی بات ٹھیک ہے کہ یہ enough نہیں ہے وہاں پر مزید واٹر سپلائیز سکیمز کی ضرورت ہے تو اس سلسلے میں فنڈز کی دستیابی کے حوالے سے کوشش کرتا ہوں چاہے اگر میونسپل کمیٹی کے پاس نہیں ہے تو ہم کوشش کرتے ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ اس سکیم کے ذریعے وہاں پر کوئی ایڈیشنل واٹر سپلائی connection دے دیں۔

جناب سپیکر: سوہاوہ شہر ایک میونسپل کمیٹی ہے تو اس میں آپ ensure کریں کہ وہاں کے residents کو پانی تو پورا ملے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! جی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: Riffat Sahib! I hope this satisfies your question.

جناب رفعت محمود: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے جز (ب) میں ہے کہ واٹر سپلائی سکیم کی دوبارہ پبلک ہیلتھ والے سروے کر رہے ہیں میں کہنا چاہتا ہوں کہ وہ جو سروے کر رہے ہیں وہ وہیں پر دوبارہ کر رہے ہیں اور پھر یہ کہیں گے وہ سکیم ناکام ہو گئی اور حکومت کا کروڑوں روپے ضائع ہو جائے گا تو میں چاہتا ہوں کہ وہاں سے تین کلو میٹر پر Teenpura Dam ہے پبلک ہیلتھ اس ڈیم پر جا کر سروے کریں اور وہاں سے واٹر سپلائی کی کوئی سکیم دی جائے تا کہ شہریوں کا مستقل بنیاد پر مسئلہ حل ہو۔

جناب سپیکر: ویسے تو normally in supplementary questions, suggestions نہیں ہوتی لیکن اگر وہاں پر rightfully ان کے نوٹس میں کوئی ایسی چیز ہے کہ اگر وہاں پر available کوئی ڈیم ہے تو آپ اس کو دیکھ لیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں میونسپل کمیٹی سے کہہ کر اس پر سروے کروالیتا ہوں اور انفارمیشن شیئر بھی کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I want your interpretation یہ کہاں پر لکھا ہے کہ you can always suggest نہیں دے سکتے۔ جب آپ ضمنی سوال کرتے ہیں suggest کے یہ اس میں discrepancy ہے یہ اس میں fall back or fall out ہے تو اس میں پتا ہو گا کہ اب suggest کر رہے ہیں where is the legal bar on a suggestion?

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بھجوا رہا ہوں let me go through it I will just give you after this رولز کے اندر ہے آپ ایسا کریں۔ اس میں آپ supplementary question raise کر سکتے ہیں تقریر نہیں کر سکتے suggestion نہیں دے سکتے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! If it is relevant we can give the suggestion

جناب سپیکر: رانا صاحب میں نے اس حد تک ان کو allow کیا اور ان سے کہا کہ آپ بتائیں کہ وہ local knowledge پر کہہ رہے ہیں۔ جی رفعت صاحب Does it satisfy your question?

جناب رفعت محمود: جناب سپیکر! بس آخری بات ہے اس ضمن میں چاہتا ہوں کہ اگر سوہاوہ شہر کو تین عدد ٹینکر حکومت فراہم کر دے ابھی تک جو ہماری واٹر سپلائی سکیم ناکام ہو چکی ہے۔ جس طرح WASA کے پاس ٹینکر ہیں تو اس کی مدد سے ان کو پانی مل رہا ہے اس طرح سوہاوہ کی میونسپل کمیٹی کو تین عدد ٹینکر مل جائیں تا کہ فوری طور پر لوگوں کے مسئلہ کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ immediately اس کے resolve کے لئے کہہ رہے ہیں آپ کوئی ٹینکر سپلائی کر سکتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں اس کو دیکھ لیتا ہوں جو ممکن ہو سکے گا ان کے لئے کریں گے۔

جناب اسد عباس: جناب سپیکر! میں نے اس پر ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

جناب اسد عباس: جناب سپیکر! ابھی صرف دو ضمنی سوال ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: تین ہو چکے ہیں میں ساتھ ساتھ گنتی کر رہا ہوں جی please۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ کاردار کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب وہ چھٹی پر ہیں تو میرا خیال ہے پھر pend کر دیتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی امجد صاحب on her behalf.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 98 ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: He has the floor چلیں سمیع صاحب کبھی کبھار کھڑے ہوتے ہیں آپ ان کے احترام میں بیٹھ جائیں۔ وہ اصرار کر رہے ہیں شاید کوئی کام کی بات ہو۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہاں یہ روایت آپ نے ڈال دی ہے کہ ایک ممبر سوال ڈالتا ہے اور اِس کے بعد وہ گھر بیٹھ جاتا ہے۔ میں تقریباً اِس سیشن میں تو مسلسل دیکھ رہا ہوں کہ کوئی ممبر اتنی زحمت گوارا نہیں کرتا کہ اگر اُس نے سوال ڈالا ہے اور جس دن اُس کا سوال ہے وہ ہاؤس میں نہیں آیا تو کم از کم وہ سیکرٹری یا سپیکر کے نام تحریری طور پر کچھ دے دے کہ میرے اِس سوال کو pending کر دیا جائے۔ آپ کی یہ صوابدید ہے، ممبر آئے نہ آئے آپ اِس سوال کو pending کر سکتے ہیں لیکن جناب سپیکر کم از کم اِس حد تو رکھیں کہ اِس نے محنت کی ہے تو وہ آ کر اِس سوال کا سپلیمنٹری سوال کرے۔

جناب سپیکر: سمیع صاحب! آپ درست کہہ رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: اگر آپ نے کسی کے behalf پر دوسرے ممبر کو اجازت دی تو پیچھے جو بہت سارے سوالوں کی ایک لسٹ لگ جائے گی۔ میں آپ کو آگاہ کرنا چاہ رہا ہوں یا میری رائے ہے کہ پہلے سوال ہی pend کرتے جائیں گے۔ کسی کے behalf پر کوئی سوال میں اُٹھ کر لے لُوں گا تو اِس طرح نیچے باقی سوالات کی باری آتے چھ چھ ماہ لگ جاتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اِس سوال کو take up کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سمیع صاحب! آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ امجد علی جاوید صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ سمیع صاحب کی رائے کا احترام کر لیں۔

جناب امجد علی جاوید: میں سپیکر صاحب کا شکریہ ادا کرتا چاہتا ہوں کہ آپ کے توسط سے اِس گیلری سے میری "گستاخیوں کی پہلی dose" مجھے مل گئی ہے تو اِس کے باوجود بھی میں اپنے کام جس کا میں نے حلف اٹھایا ہے، وہ میں کرتا رہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: امجد صاحب! آپ کو dose کیا ملی ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اِس ہاؤس میں خود کو ہلکا نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: چلیں، امجد صاحب! Allow me to continue with this یا تو آپ مت گھبرائیں۔ آپ کُھل کر بتائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں گھبرا نہیں رہا بلکہ میں صرف ہاؤس میں ریکارڈ کروا رہا ہوں کہ یہ کام شروع ہوا ہے اور اسے کہاں تک جانا ہے یہ اگلی بات ہے۔ میں اِن افسران کی نااہلیوں اور نالائقیوں جس کی یہ کالک سیاسی لوگوں کے مُنہ پر ملتے ہیں، میں اِس کا آپریشن کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: امجد صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اِس گلے سڑے نظام کی جراحی میں ان شاءاللہ کرتا رہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ حنا پرویز بٹ کا سوال ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! I have to continue with the business sir ایک منٹ تشریف رکھیں۔ کیونکہ میں نے floor حنا پرویز بٹ کو دیا ہے۔ تشریف رکھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: امجد صاحب! کا بڑا concern ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔ راؤ صاحب! دسو تسی کیہ گل اے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! چودھری امجد علی جاوید صاحب کے چند دن پہلے ٹرانسپورٹ سے متعلق سوالات تھے۔ یہ کتنی بُری بات ہے کہ ایک ممبر بڑی محنت کر کے سوال کرتا ہے تو باقاعدہ ڈی سی ٹوبہ ٹیک سنگھ نے ایک message دیا کہ اِن کے بھتیجے کا اڈا بند کر دیا جائے۔ ایک معزز ممبر کے لئے بڑی shame ہے تو اِس کی انکوائری کروائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: راؤ صاحب! تشریف رکھیں۔ We will take a very serious cognizance of this matter اگر یہ ایسی بات ہے کہ کوئی معزز رکن اسمبلی ہاؤس میں اپنی محنت کے ساتھ سوالات لاتے ہیں تو اُن کے ساتھ high handedness ہوتی ہے اور کیوں ہوتی

ہے؟ راؤ صاحب! Thank you very much for informing the House we will see to it.جی، محترمہ حنا پرویز بٹ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 172 ہے اور اِس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سابقا حکومت میں لاہور کی صفائی کا معاہدہ ختم کرنے سے متعلقہ و دیگر تفصیلات

***172: محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقا حکومت کے دور میں ترک کمپنی اوز پاک اور البراک کے ساتھ لاہور کی صفائی کے معاہدے ختم کئے گئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ترک کمپنیوں کو کروڑوں روپے کی ادائیگیاں بھی نہیں کی گئی تھیں اور ان کی مشینری بھی قبضے میں لے لی گئی تھی؟

(ج) کیا سابقا حکومت نے لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی سے ہٹ کر کسی اور کمپنی سے لاہور کا کچرا اٹھانے کا معاہدہ کیا تھا؟

(د) یہ معاہدہ کس کمپنی سے ہوا تھا اور کتنی مالیت کا معاہدہ تھا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) یہ درست ہے کہ 21۔ دسمبر 2020 میں ترک کمپنی اوز پاک اور البراک کے ساتھ لاہور کی صفائی کا معاہدہ ختم کر دیا گیا تھا۔

(ب) جی نہیں یہ درست نہیں ہے ترک کمپنی اور اوز پاک کو لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی نے سال 2023 میں تمام رقوم کی ادائیگی کر دی تھی جس کی بنیاد پر اوز پاک اور لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کے درمیان Settlement Agreement پر بھی دستخط ہو چکے ہیں اور مشینری اور گاڑیاں مع تمام سامان کی ادائیگی بھی کر دی گئی ہے۔

لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کے قبضہ میں جو مشینری اور گاڑیاں ہیں اس میں سے 80 فیصد ناقابلِ استعمال ہیں۔ سیٹلمنٹ ایگریمنٹ کی کاپی تتمہ "الف" تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جبکہ البراک کے ساتھ حکومت کی ہدایات پر ادائیگیوں پر بات چیت اور میٹنگز جاری ہیں۔ جیسے ہی البراک کے کلیمز کا حتمی فیصلہ ہو گا، ادائیگی کر دی جائے گی۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی خود ہی اس کی صفائی اور کچرا اٹھانے کا کام سر انجام دے رہی ہے۔ صرف سیکنڈری ویسٹ کے لئے لوکل ٹرانسپورٹرز کو کنٹریکٹ دیا گیا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کسی کمپنی کے ساتھ کوئی معاہدہ ہی نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ ضمنی سوال کریں!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال جز(الف) سے ہے کہ ترکش کمپنی "اوزپاک" اور "البراک" کے ساتھ لاہور کی صفائی کا کنٹریکٹ ختم کر دیا گیا میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ کنٹریکٹ کس اتھارٹی نے ختم کیا اور اِس کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا صفائی کے ناقص ہونے کی کوئی شکایات موصول ہوئیں یا کوئی اور وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! لاہور کی صفائی کے حوالے سے آپ کو معلوم ہے کہ اُس وقت کے وزیر اعلیٰ اور آج کے وزیر اعظم میاں شہباز شریف صاحب نے بڑے انقلابی اقدامات اٹھائے۔ لاہور میں ویسٹ کمپنی بنی اور باقاعدہ میرٹ کے اوپر "البراک" اور "اوزپاک" کمپنیوں کو کنٹریکٹ جب award کئے گئے تو اس وقت لاہور کی صفائی کا معیار بڑا بہتر ہو گیا لیکن یہ معاملات 21۔دسمبر 2020 کو اُس وقت کی حکومت نے ختم کیا تھا۔ میں اِس کی تفصیل میں تو نہیں گیا کیونکہ سوال میں وجوہات کا تو نہیں پوچھا گیا تھا اِس لئے میں تفصیل میں نہیں گیا لیکن میں یہ ضرور آپ کو ensure کرتا ہوں کہ تفصیل میں جا کر اِس کا پتا کروائیں گے

کہ اِس کنٹریکٹ کو ختم کرنے کے پیچھے مقاصد کیا تھے اور جو بھی معاملات ہیں میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو اور معزز ممبر کو بتادوں گا۔

جناب سپیکر: محترمہ حنا پرویز بٹ! Minister sahib is not acquainted with the details تو میرا خیال ہے کہ this satisfies your question.

محترمہ حنا پرویز بٹ: جی، ٹھیک ہے جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال جز(ج) سے متعلق ہے کہ "سیکنڈری ویسٹ کے لئے ایک local transportation کو کنٹریکٹ دیا گیا" کیا وہ کنٹریکٹ کسی کمپنی کے پاس ہے یا open ہے اور اِس کنٹریکٹ کی مالیت اور اِس کے عرصہ کی تفصیل بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہ fresh question ہے اور محکمہ سے تفصیل لے کر انہیں بتادوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، ویسے میں I do take serious concern to this کہ rather جو آپ جواب دے رہے ہیں یہ اِسی کی تفصیل ہے اور آپ کے پاس ہونی چاہئے تھی لیکن چلیں، چونکہ آپ کے پاس وہ تفصیل نہیں ہے تو حنا صاحبہ Minister Sahib is not acquainted with the details ٹھیک ہے۔

جناب ندیم صادق ڈوگر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا تیسرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈوگر صاحب! چلیں، محترمہ حنا پرویز بٹ given floor to Dogar sahib already آپ بیٹھیں۔

جناب ندیم صادق ڈوگر: جناب سپیکر! محترمہ کو اپنا سوال کر لینے دیں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! جز(د) میں ہے کہ کیا لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی صفائی کے لئے کسی کمپنی کے ساتھ معاہدہ کرنے جارہی ہے اور یہ کنٹریکٹ کب تک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! جز(د) میں تو ہے کہ یہ معاہدہ کس کمپنی سے تھا اور کتنی مالیت کا تھا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! سوال یہ ہے کہ یہ معاہدہ کس کمپنی سے ہوا تھا اور کتنی مالیت کا تھا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! بتا دیں کہ are we planning in the coming future to make a contract with the company?

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ آئندہ کوئی ایسا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں وہی بات کروں گا کہ ہم باقاعدہ اِس کو تحصیل کی سطح پر out source کرنے جا رہے ہیں۔ لاہور میں اِس کو ٹاؤن کی سطح پر ان شاء اللہ اگلے چار ماہ میں کر دیا جائے گا۔ اِس وقت پری کوالیفکیشن کی phase میں ہے اور 31۔ مئی تک پری کوالیفکیشن کا process چل رہا ہے اور اِس کے بعد اِس کے contracting کا معاملہ پھر اِس کے بعد جب کنٹریکٹ award ہوں گے تو ایک time frame دیا جائے گا تاکہ کمپنیاں اِس میں شامل ہو سکیں تو یہ چار مہینے کا وقت ہے۔

جناب ندیم صادق ڈوگر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈوگر صاحب! اس سوال پر تین ضمنی سوالات ہو گئے ہیں I know that since long میں آپ کو floor نہیں دے سکا۔ اگلا سوال نمبر 205 بابر حسین عابد صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے تو لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 208 بھی بابر حسین عابد صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے تو اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال جناب محمد بلال یامین!

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! شکریہ، میرے سوال کا نمبر 211 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی ڈسٹرکٹ کونسل کی آمدن اور 2020-23 تک پراجیکٹس سے متعلقہ تفصیلات

***211: جناب محمد بلال یامین:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی کی آمدن کے ذرائع کیا کیا ہیں نیز 2022 تا 2023 میں نقشہ جات کی مد میں کتنی آمدن حاصل ہوئی؟

(ب) ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی نے سال 2020-21 تا 2022-23 میں کون کون سے پراجیکٹ پایہ تکمیل تک پہنچائے تحصیل وار ان پراجیکٹس کے نام اور ان پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی کی آمدن کے ذرائع کی تفصیلات تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ نیز ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی کی نقشہ جات کی آمدن برائے سال 2022-23 مبلغ -/70,48,367 (ستر لاکھ اڑتالیس ہزار تین سو ستاسٹھ روپے) ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی کی جانب سے سال 2020-21 تا 2022-23 پایہ تکمیل تک پہنچنے والے منصوبہ جات کی تحصیل وار تفصیلات بشمول نام منصوبہ جات و لاگت تتمہ "ب" تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! میرے سوال کا بڑا مفصل جواب وزارت بلدیات کی طرف سے دیا گیا ہے لیکن اِس میں صرف number of errors ہیں جو میری انفارمیشن میں ہیں تو میں منسٹر صاحب کے نوٹس میں ضرور لانا چاہوں گا کہ اِس سوال کے دیئے گئے جواب کے صفحہ 16 پر آئیں اور ملاحظہ فرمائیں جو per یونین کونسل کے حساب سے محکمہ نے جواب دیا ہے۔ اِس میں اوپر heading میں یونین کونسل بھتیاں لکھا ہوا ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر: بلال صاحب! آپ پڑھ دیں ناں. save the time.

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! I am saving the time میں وزیر موصوف کو بتانا چاہتا ہوں کہ محکمہ کی طرف سے اُنہیں جواب غلط دیا جارہا ہے کیونکہ اِس میں یونین کونسل بھتیاں میں ایسے گاؤں کے نام لکھے ہوئے ہیں جو میرے صوبائی حلقہ میں نہیں ہیں بلکہ وہ راجہ صغیر صاحب کے حلقے میں ہیں۔ نام اُوپر اِس یونین کونسل کا لکھا گیا ہے اور نیچے تفصیل میں entirely other صوبائی اسمبلی اور دوسری تحصیل کا دیا گیا ہے۔ میں نے آپ سے چیمبر میں بھی یہ گزارش کی تھی اور اب بھی مُلتمس ہوں کیونکہ محکمہ کو جواب ٹھیک دینا چاہئے Minister sahib is not aware of all the areas put the, department knows all the areas

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں اور اِس جواب میں کیا غلطی ہے؟

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! میں بیان کر دیتا ہوں کہ مثال کے طور پر میں نے اِن سے پوچھا تھا کہ کیا فنڈز خرچ ہوئے ہیں اور اِن تمام منصوبوں کی تفصیل دی جائے۔ اب ایک یونین کونسل کی تفصیل دی گئی ہے کہ فلاں منصوبہ لگا ہے تو وہ area اِس یونین کونسل میں fall ہی نہیں کرتا اور اِس تحصیل میں fall ہی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کی طرف سے details laid on files ہیں جو table پر آپ کے پاس ہیں، اس کے صفحہ 16 پر probably صرف وہ بتا رہے ہیں کہ دی گئی تفصیل یونین کونسل اس area میں fall نہیں کرتی۔

آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو تفصیل دی گئی ہے وہ یونین کونسل کے اس ایریا میں fall نہیں کرتی۔ دوسرا وہ پورے ضلع کے استعمال شدہ فنڈز کا پوچھ رہے ہیں اور آپ صرف ایک یونین کونسل کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں آپ کو دکھا دیتا ہوں یہ تقریباً دو، تین سو صفحات ہیں جو انہوں نے specifically بتایا میں وہ نہیں دیکھ پایا۔ میں فاضل رکن کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں یہ بتا دیں اگر اس میں کوئی error ہے وہ بتا دیں اس کے علاوہ میں آپ کے سامنے ensure کرتا ہوں کہ اگر کسی نے غلط information دی ہے تو اس پر اِن شاء اللہ تعالیٰ ایکشن لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: بلال صاحب! منسٹر صاحب کا کہنا ہے کہ کافی زیادہ تفصیل ہے۔ میں منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ Honorable Minister for Local Government in any case یہ آپ کا this is your reply. You should have been cognizant of this. جواب ہے اور اس کے اوپر ایک ایک تفصیل آپ ہی کی تفصیل ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! بالکل یہ ہماری تفصیل ہے۔ چونکہ یہ سوال اس طرح کا تھا کہ اس کے جواب میں 300 صفحات تھے جو میں سارے نہیں پڑھ سکا۔

جناب سپیکر: یہ آپ ہی نے ٹیبل پر رکھے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ تھی کہ مجھے یہ سمجھ لگی ہے کہ یونین کونسل کے نیچے جو گاؤں اور سکیمیں لکھی ہیں وہ سکیمیں اُس یونین کونسل میں fall نہیں کرتیں۔ یہ مجھے سمجھ لگی ہے باقی میں دیکھ لیتا ہوں۔ مجھے تو سارے گاؤں کی detail نہیں پتا کہ اس یونین کونسل کے نیچے کون کون سے گاؤں ہیں۔ بہر حال میں اس کو چیک کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: بلال صاحب! منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں اس کی تفصیل بہت زیادہ ہے لیکن یہ correct answer ہے اور اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! مجھے جو اُن کی جانب سے یہ سمجھ آئی ہے کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اُن کے ساتھ بیٹھ کر چیک کر لیتا ہوں اگر یہ غلط ہوا تو یہ غلط جواب تصور کیا جائے گا، میں اِس issue پر اُن کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا۔ میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے ضلع کونسل راولپنڈی کے حوالے سے تفصیل فراہم کی ہے۔ تحصیل مری، تحصیل کوٹلی ستیاں، تحصیل کہوٹہ کو 23-2022 میں زیرو پیسے ملے جبکہ دیگر تحصیلوں کو اربوں کے قریب پیسا ملا ہے۔ میں محترم وزیر صاحب سے جاننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ فنڈز مساوی طور پر تقسیم نہیں ہوتے؟ اس پر میرے پاس ہائی کورٹ کا فیصلہ ہے۔ راولپنڈی ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا all funds

care taker یہ will be distributed equally in all the Union Councils government کے دوران فنڈز کی تقسیم ہوئی ہے، یہ اس پر اپنا مؤقف دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں بالکل اپنے فاضل دوست کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ideally ضلع کونسل کے فنڈز تمام تحصیلوں میں برابر تقسیم ہونے چاہئیں۔ جو ہم نے figure دی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ 23-2022 میں ان دونوں تحصیلوں کو فنڈز نہیں دیئے گئے۔ ضلع کونسل کی طرف سے وہاں پر ڈویلپمنٹ فنڈز نہیں لگائے گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ بعض اوقات یونین کونسلز میں منصفانہ تقسیم نہیں ہوتی لیکن اِن شاء اللہ میں آئندہ کے لئے کوشش کروں گا کہ ہم آبادی کے تناسب سے تحصیلوں میں ضلع کونسل کے فنڈز برابر تقسیم کرائیں۔

جناب سپیکر: جی، بلال صاحب!

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! یہاں پر جو فنڈز تقسیم ہوتے رہے ہیں میں بلدیات کے سسٹم سے آیا ہوں، مجھے پتا ہے کہ ایک فارمولے کے تحت فنڈز کی تقسیم آبادی کی بنیاد پر بھی کی جاتی ہے اور رقبے کے لحاظ سے بھی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کس فارمولے پر تقسیم کرتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اس میں کوئی فارمولہ تو نہیں ہے۔ میں نے عرض کی ہے کہ پیچھے ایسی practices رہی ہیں کہ کسی حلقے میں زیادہ پیسے لگ جاتے تھے اور کسی میں کم۔ چاہے صوبائی بجٹ ہو یا قومی بجٹ ہو اُس میں بھی اس طرح کے issues آتے ہیں کہ کسی جگہ پر کم اور کسی جگہ پر زیادہ پیسے لگ جاتے ہیں۔ یہ تو میں نے آئیڈیل بات کی ہے کہ اس طرح ہونا چاہئے اور اِن شاء اللہ آگے ہم کوشش کریں گے کہ جو علاقے deprived ہیں اُن کو فنڈز دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بلال صاحب!

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس نے بھی ایک resolution پاس کی ہے جس میں ضلع کونسل مری کے قیام کی بات کی گئی ہے۔ یہ ensure کر دیں کہ یہ کب تک ضلع کونسل مری کو بنا دیں گے تاکہ ہم ضلع راولپنڈی سے نکل ہی جائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! ہم اس کو بالکل اِن شاء اللہ تعالیٰ کروائیں گے کیونکہ اب مری ضلع بن چکا ہے تو اس سلسلے میں ہم ایک کمیٹی بنائیں گے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 280 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: داروغہ والا میں فلٹریشن پلانٹ کی صفائی سے متعلقہ تفصیلات

***280: محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور پی پی۔150 داروغہ والا میں کل کتنے پانی کے فلٹریشن پلانٹ ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ علاقے اور پی پی۔150 میں اکثر فلٹریشن پلانٹ خراب ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو پلانٹ چل رہے ہیں ان کی عرصہ دراز سے صفائی نہیں کی گئی جس کی وجہ سے شہریوں میں گردے اور مثانے کی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ حکومت خراب فلٹریشن پلانٹ چلانے اور ان کی دیکھ بھال کا مناسب انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) پی پی۔150 واقع ٹاؤن ایم سی ایل کے کنٹرول میں صرف ایک فلٹریشن پلانٹ موجود ہے جو باقاعدہ استعمال میں ہے۔

(ب) جواب جز "الف" میں دیا جا چکا ہے۔ مزید برآں اگر واٹر فلٹریشن پلانٹس خراب ہیں تو ان کے بارے میں محکمہ پبلک ہیلتھ سے جواب لیا جا سکتا ہے۔

(ج) جب سے مذکورہ فلٹریشن پلانٹ واقع زون ایم سی ایل میں نصب کیا گیا ہے اس کی متواتر صفائی و ستھرائی کا عمل جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال جز (ج) کے حوالے سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس فلٹریشن پلانٹ کی متواتر صفائی کی جا رہی ہے۔ میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ اُس کی کوئی صفائی ستھرائی کا کام جاری نہیں ہے۔ براہ مہربانی ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا جائے کہ انہوں نے کیوں غلط جواب دیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! چونکہ اس حلقے میں ایک ہی فلٹریشن پلانٹ ہے تو اگر میری بہن سمجھتی ہے کہ وہاں پر صفائی نہیں ہو رہی ہے تو میں اس کو چیک کروالیتا ہوں لیکن اگر وہ چالو حالت میں ہے تو پھر ٹھیک ہی ہو گا تو چل رہا ہے۔ اب لاہور کے حوالے سے واسا بھی فلٹریشن پلانٹ لگاتا ہے، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی طرف سے بھی لگائے جاتے ہیں۔ اس لئے جو ایجنسی فلٹریشن پلانٹ لگاتی ہے وہی اس کو چلاتی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میں نے ایک سوال pend کیا تھا so we have time yet five minutes to go یہ سوال محترم ندیم قریشی صاحب کا تھا۔ جی، قریشی صاحب!

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 141 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان۔میونسپل کارپوریشن کی آمدن، منصوبہ جات اور تخمینہ لاگت سے متعلقہ تفصیلات

*141: **جناب محمد ندیم قریشی:** کیاوزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان میونسپل کارپوریشن کی آمدن سالانہ کتنی ہے اور کتنی آمدن رقم سالانہ حکومت سے ملتی ہے؟

(ب) اس کارپوریشن کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں ان سے کتنی رقم علیٰحدہ علیٰحدہ سالانہ ملتی ہے؟

(ج) پارکنگ سٹینڈ اور بس سٹینڈ کتنے کہاں کہاں ہیں ان کے ٹھیکہ جات کن کن کے پاس ہیں ان سے ماہانہ کتنی رقم مل رہی ہے؟

(د) پارکنگ سٹینڈ اور بس سٹینڈ کا ٹھیکہ کب دیا گیا تھا؟

(ہ) اس کارپوریشن کے کون کون سے منصوبہ جات پر کام ہو رہا ہے ان کے نام، تخمینہ لاگت و دیگر تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) میونسپل کارپوریشن ملتان کی سالانہ آمدن مبلغ-/2,200,190,000روپے ہے (سال 24-2023) اور اس کے 02 ذرائع ہیں جن کی تفصیل درج مندرجہ ذیل ہے۔(یہ میونسپل کارپوریشن کے بجٹ24-2023 کے مطابق ہے۔)

1۔	گورنمنٹ گرانٹس	مبلغ-/848,073,000روپے
2۔	محکمانہ ذرائع آمدن(OSR)	مبلغ-/1,352,117,000روپے
	کل آمدن سالانہ	مبلغ-/2,200,190,000روپے

(ب) میونسپل کارپوریشن ملتان کی آمدن کے مختلف ذرائع (نقشہ فیس، کنورژن فیس، پراپرٹی ٹیکس، سلاٹر ہاؤس، پارکنگ فیس اور لاءانفورسمنٹ وغیرہ) ہیں اور ان سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میونسپل کارپوریشن ملتان کے زیر استعمال 08 پارکنگ سٹینڈز ہیں جن کی کل آمدن تقریباً 07 ملین روپے ہے۔ بس سٹینڈ میونسپل کارپوریشن ملتان کے پاس نہ ہیں وہ سیکرٹری RTA کے پاس ہیں۔ جو پارکنگ سٹینڈز میونسپل کارپوریشن ملتان کے پاس ہیں اُن کی تفصیل تتمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پارکنگ سٹینڈز کے سالانہ ٹھیکہ جات مورخہ 01.07.2023 سے دیئے گئے تھے اور مورخہ 30.06.2024 تک مؤثر رہے گا۔ جبکہ بس سٹینڈ کا ٹھیکہ میونسپل کارپوریشن ملتان کی طرف سے نہ دیا گیا ہے کیونکہ بس سٹینڈ سیکرٹری RTA کے پاس ہے۔

(ہ) میونسپل کارپوریشن ملتان کے زیر سایہ 06 منصوبہ جات پر کام ہو رہا ہے جن میں مختلف سڑکوں کی بحالی اور تعمیر جاری ہے جن کی کل لاگت تقریباً 65 کروڑ روپے ہے جس کی تفصیل تتمہ "ج" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! جو جواب محکمے کی طرف سے محترم وزیر صاحب کو موصول ہوا ہے اس کے جز (ب) میں میونسپل کارپوریشن ملتان نے جو آمدن کے ذرائع بتائے ہیں انہوں نے سلاٹر ہاؤس کا ایک segment رکھا ہے۔ میں آپ اور اس معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ضلع ملتان 80 لاکھ کی آبادی کا ضلع ہے اور میونسپل کارپوریشن کی آبادی تقریباً 30 لاکھ کے قریب ہے۔ حقیقت احوال یہ ہے کہ اس وقت ایک بھی سلاٹر ہاؤس ایسا نہیں ہے جو باقاعدہ working میں ہو اور میونسپل کارپوریشن اس کو supervise کر رہی ہو، لوگوں کو basic health facility کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! قریشی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے جز (ب) میں بتایا ہے کہ ملنے والی رقوم کہاں کہاں سے آ رہی ہیں۔ اس میں اِن کا مؤقف سلاٹر ہاؤس کے حوالے سے ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! سلاٹر ہاؤس کی آمدن لکھی ہوئی ہے، آمدنی آئی ہو گی تو لکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ سلاٹر ہاؤس کی آمدن آ رہی ہے، وہ چل رہا ہے تو آمدن آ رہی ہے۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو میں یہ لفظ تو نہیں استعمال کرنا چاہتا کہ میونسپل کارپوریشن نے "ماموں بنایا" لیکن حقیقت احوال ایسا ہی ہے۔ منسٹر صاحب بڑے educated اور humble انسان ہیں میں اِن کی ذاتی طور پر بڑی عزت کرتا ہوں۔ یہ کسی PML(N) کے کسی دوست کو جو ملتان سے رکن اسمبلی ہو۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ جو کہہ رہے ہیں آپ کا کہنا ٹھیک ہے۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ ملتان میں یہ ایک عام رائے ہے کہ سلاٹر ہاؤس کے بغیر جو غیر قانونی مذبح خانے قائم ہیں وہ سارے میونسپل کارپوریشن کی ملی بھگت سے قائم ہیں اور وہاں لوگوں کو جو گوشت فراہم کیا جا رہا ہے نہ وہ health facility کے مطابق ہے، نہ وہ health کی need پوری کرتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! قریشی صاحب یہ کہہ رہے ہیں because he is from that constituency وہ ان کا شہر ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ سرکاری زیرِ انتظام سلاٹر ہاؤسز اُن کے علم میں نہیں ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر محکمے نے یہ جواب دیا ہے تو ان کی دانست میں یہ جواب غلط آیا ہے۔ اس کو پھر آپ چیک کر لیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! چیک کر لیتے ہیں لیکن کوئی ثابت تو کرے۔ میں نے تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ سلاٹر ہاؤس کے عوض ہمیں اتنی فیس آ رہی ہے یا آ چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ قریشی صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں اِن کی ذات کی حد تک قائل ہوں لیکن میں گزارش کروں گا کہ یہ انتہائی important issue ہے اس کو یہ خود چیک کروالیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اسے ضرور چیک کروائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں چیک کروالیتا ہوں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! جز(ج) میں میونسپل کارپوریشن ملتان یہ جواب دیتی ہے کہ ہمارے زیر انتظام سات پارکنگ سٹینڈز working حالت میں ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق تقریباً چالیس کے قریب پارکنگ سٹینڈز ہیں، مجھے یہاں پر بھی بادلِ نخواستہ لفظ "ملی بھگت" استعمال کرنا پڑے گا۔ میں آپ کو دعوت بھی دوں گا کہ آپ لاہور کے اس خوبصورت شہر سے کبھی جنوبی پنجاب کا وزٹ بھی کریں۔ ماضی میں بھی یہ رہا ہے کہ ایک صاحب کو بڑا شوق تھا جنوبی پنجاب میں کیبنٹ میٹنگ کرنے کا اور وہ آج کل بڑے اہم عہدے پر فائز ہیں تو میں آپ سے بھی درخواست کروں گا، آپ شاید ان کی طرح behave نہ کریں کیونکہ آپ عوام کے representative ہیں، آپ کو پورا ملتان شہر اس وقت پارکنگ سٹینڈ کی صورت میں نظر آئے گا۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! آپ کی بات آ گئی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو ہمارے پاس details ہیں تو یہ ہمارے پارکنگ سٹینڈز ہیں۔ اب میرے بھائی بات کر رہے ہیں کہ یہ غلط ہے یہ غلط ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہاں پر میٹنگز کیا کرتے تھے تو پانچ سال ان کی حکومت رہی ہے اگر یہ پارکنگ سٹینڈز تھے تو اس وقت ختم کرا لیتے۔ یہ جو کہہ رہے ہیں کیونکہ یہ اسی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے پاس جو information ہے وہ correct ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی اور بات ہے، اگر یہ کوئی چیز ثابت کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس چیز کو ثابت کریں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، last supplementary question

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! ہمیں اس وقت کارپوریشن یہ information دے رہی ہے کہ سات پارکنگ سٹینڈز ان کے زیر انتظام ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے تو میں پھر آپ سے request کروں گا کہ اگر میری اس تجویز سے ملتان میونسپل کارپوریشن کی آمدن میں اضافہ ہوتا ہے تو منسٹر موصوف کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ اگر چالیس کے قریب سٹینڈز چل رہے ہیں اور اس کی آمدن بالکل ایک نہ نظر آنے والے لوگوں کی جیبوں میں جا رہی ہے تو سرکار کے پاس آئے گی تو مجھے اس بات کی خوشی ہو گی اور میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب کو بھی خوش ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو کسی proper طریقے کے ساتھ formulate کریں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ مجھے چالیس پارکنگ سٹینڈز کی لسٹ provide کر دیں تو ہم visit کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! آپ منسٹر صاحب کو کوئی لسٹ فراہم کر دیں پھر اس کو دیکھ لیتے ہیں اگر آپ کی بات میں کوئی وزن ہوا۔ جی، اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

میاں چنوں: چک نمبر 15L/128 تا پل نہر لوئر باری دو آب سڑک کی تعمیر و مرمت سے متعلقہ تفصیلات

***205: جناب بابر حسین عابد:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میاں چنوں چک 15L/128 تا پل نہر لوئر باری دو آب سڑک کی لمبائی کتنی ہے؟

(ب) اس سڑک کی از سر نو تعمیر کب شروع ہوئی تھی اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) کتنا کام سڑک پر ہوا ہے کہاں تک سڑک مکمل ہوئی ہے کتنی رقم خرچ ہوئی ہے کتنا کام سڑک کا کہاں سے کہاں تک بقایا ہے اس کے لئے کتنی رقم درکار ہے؟

(د) اس کی تعمیر کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا تھا؟

(ہ) بقایا سڑک مکمل نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) مذکورہ سڑک کی کل لمبائی 4.4 کلو میٹر ہے۔

(ب) ضلع کونسل خانیوال نے سال 23-2022 میں 1.22 کلو میٹر تخمینہ لاگت 6 ملین روپے از طرف چک نمبر 15L/128 مرمت کیا تھا باقی پورشن C&W ڈیپارٹمنٹ نے مرمت کیا تھا۔

(ج) ضلع کونسل خانیوال نے 1.22 کلو میٹر کا پورشن مبلغ 60 لاکھ روپے میں سال 23-2022 میں ہی مکمل کر لیا تھا نقشہ مع تصاویر تتمہ 'الف' تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔ بقیہ پورشن کی مرمت محکمہ C&W نے مکمل کر لی ہے۔

(د) 1.22 کلو میٹر کے لئے ٹھیکہ میسرز رفیق سہو کو ملا تھا۔

(ہ) ضلع کونسل خانیوال نے 1.22 کلو میٹر کا پورشن مکمل کر لیا تھا۔ بقیہ پورشن کی مرمت محکمہ C&W نے مکمل کر لی ہے۔

میاں چنوں: شہر میں واٹر سپلائی کے لئے ٹیوب ویل اور واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب سے متعلقہ تفصیلات

***208: جناب بابر حسین عابد:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میاں چنوں شہر کی حدود میں کتنے واٹر سپلائی کے لئے ٹیوب ویل کہاں کہاں نصب ہیں شہر کی کتنی آبادی کو واٹر سپلائی کی سہولت ہے؟

(ب) مزید کتنے ٹیوب ویل کی واٹر سپلائی کے لئے ضرورت ہے؟

(ج) کتنے واٹر فلٹریشن پلانٹ کہاں کہاں نصب ہیں کتنے بند ہیں اور کتنے چالو حالت میں ہیں جو بند ہیں ان کی بند ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کتنی آبادی میں مزید واٹر فلٹریشن لگانے کی ضرورت ہے؟

(ہ) میاں چنوں شہر میں صفائی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں کتنی مشینری ہے اور دیگر کون کون سا سامان ہے؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ میاں چنوں شہر کی حدود میں ہر گلی کے آخر پر MC کی طرف سے کوڑا کرکٹ کے لئے ڈرم نصب تھے وہ کہاں گئے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق):

(الف) سال 1985 میں واٹر سپلائی سکیم بنائی گئی تھی جو سال 2002 تک قابل استعمال رہی اور سال 2002 میں ڈلیوری سپلائی پائپ لائن ناکارہ ہونے کی وجہ سے واٹر سپلائی بند ہو گئی اس کے بعد میونسپل کمیٹی میاں چنوں کے پاس کوئی واٹر سپلائی سکیم نہ ہے اور نہ کوئی واٹر سپلائی ٹیوب ویل قابل استعمال ہے۔ میونسپل کمیٹی میاں چنوں اپنی کمزور مالی حالت کی وجہ سے نئی واٹر سپلائی پائپ لائن نہ ڈلوا سکتی ہے۔

(ب) موجودہ واٹر سپلائی سکیم مکمل طور پر (Abundant) ناکارہ ہو چکی ہے۔ 10 عدد نئے واٹر سپلائی ٹیوب ویل لگائے جانے مقصود ہیں نئی واٹر سپلائی پائپ لائن ڈالنے پر تخمینہ لاگت 9,33,79,000/- روپے آتا ہے اور میونسپل کمیٹی میاں چنوں اپنی کمزور مالی حالت کی وجہ سے اتنی خطیر رقم خرچ کرنے سے قاصر ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ڈویلپمنٹ گرانٹ کی صورت میں ہی واٹر سپلائی پائپ لائن ڈالی جا سکتی ہے۔ واٹر سپلائی پائپ لائن کا Estimate ہمراہ تتمہ "الف" تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت میاں چنوں شہر میں زیر کنٹرول میونسپل کمیٹی میاں چنوں 15 واٹر فلٹریشن پلانٹ درج ذیل مقامات پر قائم ہیں جو کہ چالو حالت میں ہیں اور کوئی بھی واٹر فلٹریشن پلانٹ بند نہ ہے۔

1۔ دفتر بلدیہ 2۔ تحصیل کچہری کمپلیکس 3۔ کوٹھی نند سنگھ 4۔ بستی مسان 5۔ بستی سعود آباد 6۔ آفیسرز کلب 7۔ گوشت مارکیٹ تلمبہ روڈ 8۔ نزد بوائز ڈگری کالج 9۔ نزد غلہ گودام 10۔ حسنین آباد 11۔ ریلوے پھاٹک 12۔ محلہ عید گاہ 13۔ محلہ شمس پورہ 14۔ محلہ اسلام آباد 15۔ مشتاق کالونی۔

(د) سال 2019 میں میونسپل کمیٹی میاں چنوں کی حدود میں توسیع کی گئی اور توسیع کردہ درج ذیل علاقہ جات میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جانے ضروری ہیں۔

1۔ انصار کالونی 2۔ یٰسین کالونی 3۔ کوارٹر L15/4130 4۔ خورشید ٹاؤن 5۔ عبداللہ ٹاؤن 6۔ فخر ٹاؤن

(ہ) میاں چنوں شہر میں 178 عملہ شعبہ صفائی کام کر رہا ہے اور درج ذیل مشینری صفائی کے نظام کے لئے زیر استعمال ہے۔

1۔ 03عدد ٹریکٹر مع ٹرالی 2۔ 02عدد فرنٹ لوڈر 3۔ 03عدد لوڈر رکشہ 4۔ 01عدد سیوریجیٹنگ مشین 5۔ 01عدد سکر مشین

(و) یہ درست ہے کہ سال 2011 میں Dust Bin شہر کے مختلف گلیات میں لگائے گئے تھے جو اب ٹوٹ چکے ہیں اور میونسپل کمیٹی میاں چنوں اپنی کمزور مالی حالت کی بنا پر نئے Dust Bin نصب کرنے کے قابل نہ ہے۔ صفائی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے Dust Bin کی تنصیب ضروری ہے جس کے لئے جلد ہی تخمینہ تیار کر لیا جائے گا اور ADP 2025-26 میں اس عمل کو مکمل کر لیا جائے گا۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!, after this مجھے تھوڑا سا ہاؤس کو چلا لینے دیں۔ آپ کے ہی Call Attention Notices ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ میرا ضروری Call Attention Notice ہے لیکن آپ نے کہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: I will give you یہ تھوڑا procedure گزار دیں۔ یہ Call Attention Notice ہے اصل میں جو میری دقت ہے وہ یہ ہے کہ میرے پاس کچھ Call Attention Notices ہیں جو عرصے سے pend چلے آرہے ہیں اور کچھ معزز ممبران کی Privileges Motions ہیں وہ ایک عرصے سے pend ہیں۔ Just want to go through with them. وہ ہر بار کسی نہ کسی Point of Order کے زمرے میں رہ جاتی ہیں۔ یہ صرف پانچ منٹ

کا کام ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ Now, we take this Call Attention Notice No.52/2024 جناب آفتاب احمد خان کا ہے۔

بہاولنگر میں شادی شدہ خاتون سے 9 افراد کی اجتماعی زیادتی سے متعلقہ تفصیلات

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ ازارہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روز نامہ دنیا مورخہ 11۔مئی 2024 کی خبر کے مطابق بہاولنگر تھانہ صدر کی حدود میں ایک شادی شدہ خاتون کو 9 افراد نے مبینہ طور پر اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا؟

(ب) اگر اس واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے تو ابھی تک کتنے ملزمان پولیس کی گرفت میں آچکے ہیں۔ اگر نشاندہی کے باوجود ملزمان گرفتار نہیں ہوئے ہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں اور اب تک کی صورتحال سے آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ واقعہ بہاولپور کا نہیں بلکہ بہاولنگر کا ہے جس دنیا نیوز کی خبر کا بتا رہے ہیں تو وہ خبر بہاولنگر سے ہے۔ اس کے جواب کے ضمن میں عرض ہے کہ ضلع بہاولنگر کے تھانہ صدر بہاولنگر میں مورخہ 09 مئی 2024 کو مدعیہ شمائلہ بی بی نے درخواست پیش کی کہ سائلہ شادی شدہ ہے اور خانہ داری کرتی ہے۔ مورخہ 05-05-2024 مغرب ویلے سائلہ کی طبیعت خراب تھی سائلہ کا خاوند نشہ کرتا ہے اسی اثنا میں سائلہ کا جیٹھ غلام مصطفیٰ ولد حاکم علی ذات چھیڈو مغرب ویلے آگیا۔ سائلہ نے اسے بتایا کہ سائلہ کی طبیعت خراب ہے اس پر اس نے کہا کہ میں عمران ولد احمد یار ذات کمہار جو کہ ریسکیو 1122 کا ملازم سے رابطہ کرتا ہوں اور اسے دوائی لے کر دیتا ہوں۔ ہم دونوں موٹر سائیکل پر سوار ہو کر نور سر سے چستیاں اڈے کی طرف آگئے اور جب بائی پاس بہاولنگر کے قریب پہنچے تو مذکورہ مجھے ایک مکان میں لے گیا جہاں پر عمران پہلے سے ہی موجود تھا اس نے مجھے چیک کیا اور دوائی دی اور ایک انجکشن لگا دیا۔ اس کے بعد مجھے کوئی ہوش نہ رہا صبح فجر ویلے جب میری آنکھ کھلی اور مجھے کچھ ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو برہنہ حالت میں پایا اور محسوس کیا کہ میرے ساتھ زنا حرام کاری کی گئی ہے۔ کپڑے

پہن کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو دروازہ لگا ہوا تھا اس کے بعد دو دن تک مذکوران نے مجھے اسی کمرے میں بند رکھا اور 9 کس افراد مختلف اوقات میں میرے ساتھ مسلسل زنا حرام کاری کرتے رہے۔ 9 کس افراد کو پہچانتی ہوں اور پانچ عدد افراد کے نام جو آپس میں پکار رہے تھے جن میں ادریس، سیف الملوک، امین جوئیہ جبران آصف اور دو کس نامعلوم ہیں۔ بعد ازاں رات کی تاریکی کا موقع پاکر میں وہاں سے بڑی مشکل سے فرار ہو کر گھر پہنچی تو سائلہ نے گواہان محمد بلال ولد محمد خان، محمد نواز ولد فیض احمد کو سارا واقعہ بتایا۔ وجہ عناد یہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل میرے جیٹھ کے ساتھ میرا تنازعہ ہو گیا تھا جو کہ خاندان کے لوگوں نے مل کر صلح کروادی تھی اس بات کا رنج میرے جیٹھ کو تھا اور وہ مجھ پر بری نظر بھی رکھتا تھا۔ 9 کس ملزمان بالا نے باری باری سائلہ کے ساتھ نشہ آور ادویات دے کر حبس بے جا میں رکھ کر اغوا کر کے اور زنا بالاجبر کر کے سخت زیادتی کی ہے۔ تھانہ آئی ہوں ملزمان بالا کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

سائلہ نے تحریری درخواست برائے اندارج مقدمہ مقامی پولیس حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مقدمہ نمبر 284/24 مورخہ 09-05-2024 بجرم 375(A) تھانہ صدر بہاولنگر میں درج رجسٹر کیا۔ حسب حکم عدالت مدعیہ شائلہ بی بی کا میڈیکل ہو چکا تھا ملزمان کی گرفتاری کے لئے ریڈ کئے لیکن ملزمان دستیاب نہ ہوئے۔ تاہم ملزم نامزد FIR محمد عمران ولد احمد یار قوم کمہار ملازم ریسکیو 1122 اور ملزم غلام مصطفیٰ ولد حاکم علی قوم چھیڑو شامل دریافت ہے۔ مورخہ 12-05-2024 کو نتیجہ ڈاکٹری نمبر 457/24 میڈیکل آفس نے جاری کرتے ہوئے تحریر کیا کہ پرائیویٹ پارٹس پر زخم یا تشدد کے نشان نہ ہیں موصول پارسل کو مورخہ 13-05-2024 کو Punjab Forensic Science Authority Lahore جمع کروایا گیا ہے۔ مورخہ 22-05-2024 تک ملزم محمد عمران بر ضمانت عبوری اور ملزم مصطفیٰ شامل دریافت ہیں۔ بقیہ نامزد ملزمان محمد ادریس، سیف الملوک، امین جوئیہ، جبران آصف کی گرفتاری بقایا ہے۔ مدعیہ نہ ہی جائے واقعہ زنا ہونے کی جگہ کی نشاندہی کروا رہی ہے اور نہ ہی اپنے گواہ FIR محمد نواز کو شامل تفتیش کروا رہی ہے۔ نہ ہی مدعیہ ڈی این اے کروانے کے لئے آرہی ہے مدعیہ نے بذریعہ کونسل مورخہ 18-05-2024 کو بعدالت جناب علاقہ مجسٹریٹ صاحب برائے قلم بندی بیان

زیر دفعہ 164 ض،ف گزاری جس کی آئندہ تاریخ پیشی 20-05-2024 مقرر ہے۔ ملزمان کی گرفتاری کا تحرک جاری ہے بعد ازاں گرفتاری ملزمان مقدمہ کو حقائق پر یکسو کی جائے گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! Culprits پکڑے جائیں جو بھی ہے اس کی میرٹ پر investigation ہو۔ اگلا Call Attention Notice محترمہ نیلم جبار چودھری کا ہے۔

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ڈی پی او بہاولنگر خود تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اگر رانا آفتاب احمد خان صاحب further کچھ پوچھنا چاہتے ہیں، اس میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو اس ایوان میں بیان نہیں کی جاسکتی ہیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں تو وہ ان کو explain کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا Call Attention Notice No.53/2024 محترمہ نیلم جبار چودھری کا ہے۔ Not present in the House, disposed of

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔ آپ تشریف رکھیں اس کے بعد آپ کا point لیتے ہیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! میرا Call Attention Notice تھا وہ پڑھا گیا تھا منسٹر صاحب نے دو دفعہ ٹائم دیا کہ کل جواب آجائے گا لیکن پھر اس کے بعد۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کس Call Attention Notice پر؟

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو پتا ہے۔ دو بندے murder ہوئے تھے اور آٹھ بندے۔۔۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ایک بڑا penitent واقعہ لاہور میں ہوا ہے جہاں پر دو قتل ہو گئے ہیں، 6 لوگ زخمی ہیں اور دو معذور ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، that is correct. رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ that is correct یہ کوئی باہر کے ضلع کی پولیس آئی ہے اور اُس نے۔۔۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! یہ Call Attention Notice جوڈیکیتی کے نام پر فیصل بٹ نامی بندہ murder ہوا ہے اُس کا نہیں ہے۔ یہ Call Attention Notice دوسرا ہے یہ امر سدھو گاؤں کا ہے، میری constituency کا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ آپ کے نوٹس میں ہے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کے حوالے سے میں نے لاہور پولیس کو کہا تھا کہ اس کی مجھے detailed report دے دیں جو مجھے انہوں نے ابھی تک نہیں دی تو یہ رپورٹ جیسے ہی آتی ہے۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ please اس کی رپورٹ منگوالیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! یہ بڑا serious matter تھا، یہاں ڈپٹی سپیکر صاحب موجود ہیں آپ اُن سے اکیلے میں پوچھ لیں یہ کتنا serious matter ہے۔ انہوں نے کہا ایک دن کے بعد اس کی رپورٹ دے دیں تو وزیر پارلیمانی امور نے وعدہ کیا کہ اگلے دن رپورٹ آجائے گی۔ Thursday کو رپورٹ نہیں آئی، Friday کو آجائے گی، Friday کو پھر نہیں آئی آج کا کہا گیا تھا۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! ذرا بتائیں کہ incident کیا تھا؟

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ قینچی امر سدھو گاؤں میں، جو میرے حلقے میں ہے وہاں پر دو بندے murder ہوئے ہیں، چھ بندے مضروب ہوئے ہیں، دو بندے اپاہج ہو گئے ہیں وہاں پانچ لوگوں نے فائرنگ کی ہے اُس کے بعد۔۔۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! private parties کا آپس میں کوئی۔۔۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! آپس میں نہیں ہے یہ one sided ہوا ہے جن کو مارا گیا ہے وہ نہتے تھے اور جو بندہ دلاور murder ہوا، اُن کو گھر کے اندر گھس کر فائر مارے گئے اُس شخص کی

والدہ کو لگے، اُس کے باپ کو لگے، اُس کے بھائی کو لگے، اُس کی بہن کو لگے وہ bed پر ہیں 23 سال کا ایک نوجوان جس کی ماں۔۔۔

جناب سپیکر: حافظ فرحت عباس صاحب! چلیں اس کو ایسے کریں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں اس میں یہ مسئلہ آرہا ہے کہ اس معاملہ کو پولیس serious ہی نہیں لے رہی۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔Before the rise of the sitting جو آپ کے پاس available ہیں اگر آپ نے تین دن سے call attention پر جواب مانگا ہوا ہے اُس کی مفصل رپورٹ منگوالیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! call attention notice پر جواب آگیا تھا مگر حافظ صاحب اُس سے satisfied نہیں تھے۔ان کا کہنا تھا کہ جواب ٹھیک نہیں ہے تو ہم نے یہی کہا تھا کہ ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں take-up کر لیتے ہیں۔

تحاریک استحقاق

(تمام تحاریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی گئیں)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کی progress report منگوا کر دیکھ لیں پھر اس کو دیکھتے ہیں۔جی، now we take the Privilege Motions, all are referred to the committee جتنی بھی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر. Now we take the Adjournment Motions پہلی تحریک التوائے کار نمبر 140/24 محترمہ شازیہ رضوان کی ہے۔جی، محترمہ! اپنی تحریک پڑھ دیں۔

لاہور کی ڈسپنسریوں میں سہولیات کی فراہمی اور عملہ کی فی الفور تعیناتی کا مطالبہ

محترمہ شازیہ رضوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ لاہور کے دیہی اور شہری علاقوں میں لوگوں کو طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے محکمہ صحت کی ڈسپنسریاں کام کر رہی تھیں جہاں پر ڈاکٹرز،ڈسپنسرز ودیگر پیرامیڈیکل سٹاف وہاں کے مقامی لوگوں کو صحت کی سہولت فراہم کر رہے تھے۔ چھوٹے موٹے علاج کے لئے لوگوں کو گھر کی دہلیز پر ہیلتھ کی سہولت میسر تھی لوگوں کو بڑے بڑے ہسپتالوں کا رخ نہیں کرنا پڑتا تھا وہ انہی ڈسپنسریوں سے مستفید ہوتے تھے۔ لیکن اب حکومت نے لاہور کی تمام ڈسپنسریوں کو تقریباً ختم کر دیا ہے نہ یہاں ادویات ہیں نہ بجلی،نہ پانی، جگہ جگہ گندگی پھیل رہی ہے کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ یہاں سے ڈاکٹرز،ڈسپنسرز پیرامیڈیکل و نان میڈیکل سٹاف کو اٹھا کر ایک ایک 7/24 اربن ڈسپنسری بنائی گئی ہے جو کہ وہاں کے مقامی لوگوں کے ساتھ سراسر زیادتی ہے حکومت کو چاہئے تھا کہ اگر نئی 7/24 اربن ڈسپنسریاں بنائی ہیں تو اس کے لئے نیا سٹاف بھرتی کرتے عرصہ دراز سے قائم پرانی ڈسپنسریوں سے ڈاکٹرز،ڈسپنسرز پیرا میڈیکل سٹاف کو اٹھانے سے وہاں کے لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ پایا جارہا ہے لہٰذا،استدعا ہے کہ حکومت پرانی تمام ڈسپنسریوں میں دوبارہ میڈیکل سٹاف تعینات کرے۔ یہاں پر ادویات کی سہولت مہیا کرے اور ان کی صفائی ستھرائی پانی بجلی کی سہولت پر توجہ دے تاکہ دوبارہ سے مقامی سطح پر لوگوں کو صحت کی سہولیات میسر آسکیں اور ان کی محرومیوں کا ازالہ ہو سکے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!اس کا جواب منگوالیں۔

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی،اگلی تحریک التوائے کار نمبر 170/24 محترمہ زرناب شیر کی ہے۔جی، محترمہ اسے پڑھ دیں۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، دریائے چناب بھٹہ کہنہ کے بند کی تعمیر میں ناقص میٹریل کا استعمال

محترمہ زرناب شیر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ دریائے چناب بھٹہ کہنہ تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے مقام پر کروڑوں روپے کی لاگت سے بند تعمیر کیا گیا ہے۔ اس بند کی تعمیر پر اس کے دونوں اطراف پیچنگ کرنا تھی مگر ایک طرف پیچنگ کی گئی ہے جس کی وجہ سے بند ابھی سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور دریابُرد ہو رہا ہے۔ اس بند کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا ہے اور بند بھی صحیح خطوط پر تعمیر نہ کیا گیا ہے۔ اس بند کی تعمیر کے ٹھیکہ میں بھی بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ ٹینڈر بھی نہیں دیا گیا اور اپنے من پسند ٹھیکیدار سے اس کی تعمیر کروائی گئی ہے۔ اس بند کی تعمیر سے سینکڑوں ایکڑ زرعی اراضی کو دریا میں طغیانی کے موسم میں پانی سے بچانا ہے اور کافی دیہات جو کہ ہر سال سیلاب سے متاثر ہو رہے ہیں ان کو بچانا ہے۔ اس بند کی ٹوٹ پھوٹ اور دریابُرد ہونے سے ان علاقہ کے کسان اور رہائشی افراد بے حد پریشان اور اضطراب میں مبتلا ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس کا جواب منگوالیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/184 جناب قاضی احمد اکبر کی ہے۔ جی، آپ اسے پڑھ دیں۔

ضلع اٹک تحصیل حضرو کے ٹی ایچ کیو کے ٹراما سنٹر میں عملہ و دیگر سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ

قاضی احمد اکبر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ

ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔01 ضلع اٹک تحصیل حضرو میں ٹی ایچ کیو ہاسپٹل میں لوگوں کے دیرینہ مطالبہ پر ایک ٹراما سنٹر کی منظوری ہوئی جس پر پانچ کروڑ کی لاگت سے اسکی بلڈنگ بھی تعمیر کر دی گئی ہے۔ لیکن تا حال اس ٹراما سنٹر کے لئے سٹاف و دیگر سہولیات مہیا نہیں کی جا رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے آئے روز حادثات میں انسانی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے اس حوالے سے میرے حلقہ کی عوام میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے ان کا محکمہ صحت کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ ہے کہ فی الفور اس ٹراما سنٹر کو فعال کیا جائے تا کہ انسانی جانوں کو بچایا جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس کا جواب منگوالیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار محترمہ صائمہ کنول کی ہے۔ جی، محترمہ صائمہ کنول تشریف فرما ہیں؟

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس کو pend کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ صائمہ کنول تشریف نہیں رکھتیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ this practice could not continued forever, if somebody has to take interest then he has to take interest. اگلی تحریک التوائے کار جناب محمد عدنان ڈوگر کی ہے۔ عدنان ڈوگر صاحب تشریف فرما ہیں؟ تشریف نہیں رکھتے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 197/24 جناب محمد اقبال کی ہے۔ جی، آپ اسے پڑھ دیں۔

میانوالی کے علاقہ عیسیٰ خیل میں تاریخی شیر شاہ سوری روڈ کی زمین پر بااثر افراد کا قبضہ

جناب محمد اقبال: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ

یہ ہے کہ شیر شاہ سوری روڈ جو کہ تاریخی اور قیام پاکستان سے قبل کچا ٹریک ہے اس کی چوڑائی 33 فٹ ہے۔ یہ روڈ مین بازار عیسیٰ خیل شہر سے شروع ہو کر کچہ اور دریائے سندھ کراس کر کے سیدھا میانوالی شہر بلوخیل روڈ کو لنک کرتا ہے۔ اس تاریخی ٹریک پر مقامی زمینداروں نے قبضہ کر کے فصلیں کاشت کی ہوئی ہیں۔ اہل علاقہ نے مقامی انتظامیہ کی مدد سے عیسیٰ خیل شہر کی طرف سے زمینداروں سے تقریباً 6 کلومیٹر ٹریک واگزار کرالی ہے لیکن اس کے بعد دریا تک تقریباً 2 کلومیٹر سڑک کا حصہ واگزار نہیں کرایا جارہا کیونکہ مقامی زمیندار قبضہ چھڑوانے کے وقت بہت مشکلات پیدا کرتے ہیں، وہاں پر انتظامیہ بے بس دکھائی دیتی ہے۔ اس حوالے سے اہل علاقہ میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ ان کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ قبضہ مافیا سے تاریخی سڑک کو واگزار کر کے بحال کیا جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس کا جواب منگوالیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار جناب ملک اعتبار خان کی ہے جی، آپ اسے پڑھ دیں۔

بلدیاتی اداروں کے متعدد ذرائع آمدن ختم ہونے سے تنخواہوں اور پنشن کی ادائیگی میں مشکلات کا سامنا

ملک اعتبار خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ تمام بلدیاتی ادارے جن میں ایک دور میں کماؤ پتر لکھا جاتا تھا اس وقت شدید مالی مشکلات کا شکار ہیں خصوصاً میونسپل کمیٹیاں جن کے لئے اپنے اہلکاران کی تنخواہیں اور پنشن کی بروقت ادائیگی دن بدن مشکل ہوتی جارہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام ذرائع آمدن ختم کئے جاچکے ہیں، جو ذرائع آمدن ختم کئے گئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

محصول چونگی (ضلع ٹیکس):

سال 1998 میں اس کو ختم کر دیا گیا جس سے بلدیاتی اداروں کو کروڑوں کی ماہانہ آمدن ہوتی تھی۔

منڈی مویشیاں:

بلدیاتی اداروں کا ایک بڑا ذریعہ آمدن تھا۔ سال 2014 – 2013 میں اس کو ختم کر کے اس کا انتظام و انصرام کیٹل مینجمنٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا جب اس کا اختیار بلدیاتی اداروں سے لیا گیا تو اس کی آمدن پورے پنجاب میں اربوں روپے سے زائد تھی۔ اس ضمن میں تحریر ہے کہ منڈی مویشیاں بلدیاتی اداروں کو واپس کر دی جائیں اس سے حاصل ہونے والی آمدن کا 50 فیصد حصہ بلدیاتی ادارے کو دیا جائے۔

وصول ٹیکس منتقلی جائیداد:

ایک طویل عرصہ تک ٹیکس منتقلی جائیداد کو بذریعہ CR وصول کیا جاتا ہے۔ اس سے بلدیاتی اداروں کو یہ فائدہ ہوتا تھا کہ CR زیادہ سے زیادہ بولی دے کر ٹھیکہ حاصل کر لیتے تھے جس سے بلدیاتی اداروں کو خاصی رقم وصول ہو جاتی تھی اور جو سرکاری عملہ اس ٹیکس کی وصولی پر تعینات ہوتا تھا انکی تنخواہوں و دیگر واجبات کی ادائیگی بذمہ CR ہوتی تھی۔ اس وقت یہ ٹیکس محکمانہ طور پر وصول کیا جا رہا ہے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو ٹیکس محکمانہ طور پر وصول کیا جاتا ہے وہ سرکاری عملہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے خاطر خواہ نہیں ہوتا۔

لائسنس فیس پر کاروبار:

یہ بلدیاتی ادارہ اپنے دائرہ کار میں ہونے والے کاروبار پر لائسنس فیس کا نفاذ کرتا تھا جس سے بلدیاتی اداروں کو ایک خطیر رقم وصول ہوتی تھی۔ اب صورتحال یہ ہے کہ دیگر محکمے لیبر، انڈسٹری اور ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن تو یہ ٹیکس وصول کر رہے ہیں لیکن بلدیاتی اداروں کا یہ ذریعہ آمدن ختم کر دیا گیا ہے۔

ٹول ٹیکس:

یہ ٹیکس بلدیاتی ادارے اپنے زیر انتظام سڑکوں پر نافذ کر کے انہی سڑکوں کی مرمت پر خرچ کرتے تھے لیکن اس کے خاتمے کی وجہ سے بلدیاتی ادارے ایک خطیر رقم سے محروم ہو گئے

ہیں۔ بلدیاتی اداروں کے وسائل انتہائی کم ہو چکے ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، آپ اس کا جواب منگوالیں۔ جی، امجد علی جاوید صاحب اپنی تحریک پیش کریں۔

پنجاب بھر میں پرائیویٹ کالجز کی محکمہ تعلیم میں رجسٹریشن فیس میں اضافہ سے طلباء میں شدید پریشانی

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق پنجاب بھر کے پرائیویٹ کالجز کی رجسٹریشن اور پہلے سے محکمہ تعلیم کے پاس رجسٹرڈ کالجز کی renewal fee میں کئی گنا اضافہ کر دیا گیا ہے جس سے چھوٹے شہروں میں قائم تعلیمی اداروں کے لئے اپنا وجود برقرار رکھنا مشکل ہو گیا۔ تفصیلات کے مطابق محکمہ ہائر ایجوکیشن میں رجسٹرڈ کالجز کی رجسٹریشن فیس جو قبل ازیں دس سے بارہ ہزار روپے سالانہ تھی اس میں اچانک بہت زیادہ اضافہ کر دیا گیا ہے، گریجویشن کی تعلیم کی فراہمی کے لئے خود کو رجسٹر کروانے کے لئے ایک کالج کو اگر وہ دس مضامین میں BS کلاسز جاری رکھنا چاہتا ہے تو اس کو کالج کی رجسٹریشن کے لئے اپلائی کرنے کے لئے تقریباً گیارہ لاکھ روپے محکمہ تعلیم کو بطور رجسٹریشن فیس ادا کرنا پڑے گی جبکہ education boards اور یونیورسٹی سے الحاق کی فیس اس سے الگ ہے۔ محکمہ تعلیم کے فیصلہ سازوں کا یہ تعلیم دشمن فیصلہ حکومت کے تعلیم کو عام کرنے اور تعلیم ہر شہری کی دسترس میں کرنے کے فیصلے اور اعلانات کی سراسر نفی ہے۔ محکمہ تعلیم کے اس اعلان سے پنجاب بھر میں عموماً

اور دور دراز کے چھوٹے شہروں میں خصوصاً قائم چھوٹے تعلیمی اداروں کا وجود قائم رکھنا خطرے میں پڑ گیا ہے۔ یہ وہ ادارے ہیں جہاں وہ طلباء جو بڑے شہروں کے رہائشی اخراجات اور یونیورسٹی کی فیسیں afford نہیں کر سکتے تھے اور وسائل کی عدم دستیابی کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے تھے ان تعلیمی اداروں کا وجود ان کے لئے ایک نعمت سے کم نہیں تھا جہاں وہ اپنے گھروں کے نزدیک قائم ان تعلیمی اداروں سے کم فیس میں تعلیم حاصل کر سکتے تھے۔ محکمہ تعلیم کے اس علم دشمن فیصلے سے مذکورہ بالا تعلیمی ادارے بند ہونے اور طلباء کا تعلیمی مستقبل مخدوش ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے جس سے ان تعلیمی اداروں کے مالکان، طلباء اور ان کے والدین میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور! آپ اس تحریک التوائے کار کا جواب منگوالیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد اسماعیل! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

فیصل آباد، چیف آفیسر کارپوریشن کا لاکھوں کی رشوت لیکر نان ٹیکنیکل عملہ کو بلڈنگ انسپکٹر کی سیٹ پر تعینات کرنا حکومت سے نوٹس کا مطالبہ

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے شہر فیصل آباد سٹی میں چیف آفیسر کارپوریشن زبیر وٹو نے رشوت خوری، کرپشن لوٹ مار اور چور بازاری کا ماحول گرم کر رکھا ہے تمام نان ٹیکنیکل افراد کو بلڈنگ انسپکٹرز کی سیٹ پر تعینات کر رکھا ہے، زبیر وٹو نے علاقہ ایریا کے حساب سے پانچ سے دس لاکھ روپے نقد وصول کر کے نان ٹیکنیکل افراد کو جو کہ سکیل میں بہت کم ہیں، بلڈنگ انسپکٹر سیٹ پر تعینات کیا ہے، غلام مرتضیٰ، نوید اختر اور ارشاد احمد سمیت کئی افراد نمایاں ہیں جو کہ قانون اوپر سے منتخب ہو کر آتا ہے ان کو رائج کرنا وٹو صاحب کے لئے ضروری نہیں ہے، زبیر وٹو سر عام ڈنکے کی چوٹ پر، رشوت خوری، کرپشن

لوٹ مار اور چور بازاری کر رہا ہے۔ پنجاب کے دوسرے بڑے شہروں میں افسروں کو شاید نظر نہیں آتا، زبیر وٹو سبزی ٹماٹر کریانہ اور نان بائی کے ریٹ چیک کرنے جاتا ہے یہ دیکھنے کے لئے کہ کہیں یہ عوام کو لوٹ تو نہیں رہے مگر عوام میں کیا باتیں ہوتی ہیں پنجاب حکومت کی گورنمنٹ کو مذاق کیا جاتا ہے، زبیر وٹو جو خود ایک دم راشی شخص سبزی اور پھل وغیرہ کی رشوت نہیں چھوڑتا، وٹو صاحب کو ریٹ لسٹ چیک کرنے کے لئے گورنمنٹ نے اہم ڈیوٹی پر لگایا ہوا ہے، کمشنر فیصل آباد، سعید سلوت کو ان ایکشن ہونا چاہئے جو کہ نہیں ہیں۔ سیکرٹری پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ کے احکامات پر عمل کروانا چاہئے، ہمارے سوال کرنے پر ہمیں کہا جاتا ہے آپ کون ہیں مجھ سے پوچھنے والے میں جو جی چاہے کروں گا؟ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: Order in the House. جی، منسٹر صاحب! آپ اس تحریک التوائے کار کا جواب منگوالیں۔ اب چودھری اعجاز شفیع اپنی تحریک پیش کریں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے تو یہ عرض کرنی تھی کہ آپ business dispose of تو کر رہے ہیں لیکن last week آپ نے ایک بہت اچھی ruling اور ایک direction minister for law and parliamentary affairs کو دی تھی کہ۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ پہلے اپنی تحریک التوائے کار پڑھ لیں۔ میں نے آج آپ کی تحریک التوائے کار out of order priority basis پر لی ہے کیونکہ this is pertinent.

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب سپیکر: Please order in the House. جی اعجاز شفیع صاحب!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ کچھ باقی ممالک کی طرح پاکستان سے 10 ہزار سے زیادہ بچے جن میں میرے حلقے سے احمد داؤد، حافظہ آمنہ ارشد، مہوش شہزاد، حفصہ شہزاد، عائشہ ارشد، فرقان احمد اور عبدالصبور شامل ہیں، میڈیکل کی تعلیم کے حصول کے لئے کرغزستان میں مقیم ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز صاحب! Sorry آج میرے پاس تھوڑی سی confusion ہو گئی ہے I received it as an Adjournment Motion

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نہیں بلکہ قرارداد ہے۔

جناب سپیکر: پھر یہ ابھی take up نہیں ہو سکتی میرے پاس اس کی mixing up آ گئی ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ نے ہماری پرانی pend تحاریک التوائے کار کے حوالے سے direction دی تھی۔ ہماری تحاریک التوائے کار دو دو ماہ سے pend چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ نے وزیر پارلیمانی امور کو direction دی تھی کہ ان کے جوابات لے کر آئیں لیکن آج تک کسی تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ کی قرار دادیں ہیں؟

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ نے ہماری pending تحاریک التوائے کار کے حوالے سے وزیر پارلیمانی امور کو direction دی تھی۔

جناب سپیکر: ہوتا یہ ہے کہ بعض اوقات passing issues ہوتے ہیں۔تو جب آپ out of order میرے پاس in House بھیج کر priority لگواتے ہیں تو mixing up ہو جاتی ہے۔ تھوڑی confusion create ہو گئی ہے آپ تشریف رکھیں جن تحاریک التوائے کار کے آنے والے جواب ہیں وہ منگواتے ہیں۔ اب ہم گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم خبر کی طرف دلوانا چاہوں گا۔ پاکستان کے ہمسائے دوست ملک ایران کے صدر رئیسی صاحب، وزیر خارجہ، گورنر تبریز اور آزربائیجان کے نمائندے ایک ہیلی کاپٹر کے حادثے میں شہید ہو گئے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ rules suspend کر کے میری قرار داد کو لیا جائے۔آپ نے دیکھا کہ جب اتنی بڑی شخصیت لاہور میں آئی وہ آپ کے ساتھ دوستانہ تعلقات بنانا چاہ رہے تھے آپ کو آج ہاؤس adjourn کر دینا چاہئے تھا۔ یہ کچھ فرق نہیں پڑتا you should have shown grace اور

اس میں آپ کی honor تھی کہ اگر آج ہم اجلاس نہ بھی کرتے ہماری یہ تحاریک استحقاق، تحاریک التوائے کار بعد میں بھی لی جا سکتی تھیں مگر ایک goodwill gesture ہوتا ہے ہم ان کی جان تو واپس نہیں لا سکتے مگر میری گزارش ہے کہ In the greater interest you should adjourn this House in respect for the President of Iran اور یہ اسلامی امہ کے بہت بڑے لیڈر تھے، سکالر تھے ہر چیز تھے۔ہم جو چیزیں کر رہے ہیں ان سے بھی زیادہ important تھا کیونکہ آج عالم اسلام کا ایک بہت بڑا لیڈر ہمارے میں نہیں رہا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کا ہمسایہ ملک ہے آپ کو پتا ہے کہ حالات کیا ہیں، آپ اس قرارداد کو Rule 234 کو suspend کر کے out of turn لے لیں اور you should adjourn the House after the resolution ہم jointly resolution کر لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر you should adjourn the House after that as a mark of respect for that honorable leader .

جناب سپیکر: یہ بڑی اندوہناک خبر ہے کل جب سے یہ خبر ملی ہے اس وقت سے پورے ملک میں سوگ کی فضا ہے کوئی شک نہیں ہے میں نے اس پر تمام حکومتی زعما، تمام سیاسی اکابرین کی statements دیکھی ہیں اور پوری قوم میں اس بات پر افسردگی اور افسوس ہے چونکہ یہ ایک بہت بڑا حادثہ ہے۔اس ہاؤس نے obviously جیسے you have rightly pointed out میرے پاس راجہ شوکت عزیز بھٹی تشریف لائے وہ بھی اس پر بطور پرائیویٹ ممبر قرارداد پیش کرنا چاہ رہے تھے، آپ کرنا چاہ رہے تھے، مجھے قائد حزب اختلاف کا پیغام ملا کہ وہ بھی قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں حکومت کا بھی پیغام ملا above amongst all کہ گورنمنٹ بھی قرارداد پیش کرنا چاہتی ہے۔تو پھر میں نے انہیں یہ suggest کیا کہ meanwhile we don't sit idle ہمارا جو کام ہے وہ تو ہم کر رہے ہیں تو اس پر ہم سب ان کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں، اس مشکل گھڑی میں پوری مسلم امہ ان کے اہل خانہ کے لئے دعا گو ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اور آپ کی طرف سے بھی میرے پاس قرارداد آئی ہے چونکہ یہ معاملہ ایسا ہے تو اسے we will take it up jointly لیکن پہلے تھوڑا سا بزنس لے لیتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس سے زیادہ کوئی اور اہم چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ درست فرما رہے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں آپ تو پہلے ہی interpretation دے دیتے ہیں۔ اس وقت ہمارا دل رو رہا ہے، سارا ملک رو رہا ہے اس وقت تو آپ ان کی فوٹو لگاتے نہیں تھکتے تھے لیکن آج جب وہ شہید ہو گئے ہیں تو آپ ان کے لئے ہاؤس بھی adjourn نہیں کر سکتے آپ کا یہ بزنس کل بھی آ سکتا ہے heavens are not going to fall بطور مسلم یہ grace show کرنے کا وقت ہے۔ آپ ہاؤس adjourn کر دیں آپ جو یہ black law لا رہے ہیں یہ تو آ جائے گا چونکہ آپ کے پاس طاقت ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات آ گئی آپ نے پہلی دفعہ بھی یہی بات کی اور اب بھی یہی کر رہے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں چاہ رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں کوئی point scoring نہیں کر رہا میں چاہ رہا ہوں کہ you will leave a good message to the neighboring countries آپ کے انڈیا کے ساتھ مسائل ہیں، افغانستان کے ساتھ مسائل ہیں اور آپ دیکھیں کہ لوگ کس طرح شہید ہو رہے ہیں۔

GOVERNMENT BUSINESS

جناب سپیکر: رانا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ Now, we take up Government Business آج کے ایجنڈے پر درج ذیل گورنمنٹ بزنس ہے۔

Consideration and Passage of Punjab Defamation Bill 2024.

THE PUNJAB DEFAMATION BILL 2024

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Defamation Bill 2024. Minister for Parliamentary Affairs may move the motion for consideration of the Bill.

جناب جنید افضل ساہی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: .Disallowed میں بعد میں بات کرتا ہوں آپ ابھی تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے اپنی اپنی نشستوں پر
کھڑے ہو کر نعرے بازی شروع کر دی)

MR SPEAKR: These are your amendments. Don't you want to speak on them? You have moved these amendments. These are your amendments پلیز تشریف رکھیں یہ آپ کی amendments ہیں if you do this then what options shall I have?

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔تمام معزز اراکین بیٹھیں اور میری بات سن لیں۔میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ آج کے بزنس پر آپ کے movers کی amendments ہیں let the minister sahib move then floor is yours اور آپ کے پندرہ پندرہ ممبران listed ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر متعلقہ چیز کے متعلق بات نہ کی جائے تو sorry for it اگر اس کے متعلق amendments ہیں۔

جناب سپیکر: میں تو یہی کہہ رہا ہوں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم نے اس پر بہت بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضرور بات کریں۔

جناب آفتاب احمد خان: اس بل سے جنرلسٹ disappointed ہیں انہوں نے ہمارے ساتھ بات کی ہے We are not going to let it go like that

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک سیکنڈ۔ there is a method to everything رانا صاحب! ایک سیکنڈ بات سن لیں۔ ایک سیکنڈ آپ تشریف تو رکھیں ۔ پلیز تشریف رکھیں ۔ میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں۔ I have always given you آپ تشریف رکھیں۔

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! آپ بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: بریگیڈیئر صاحب! پلیز بیٹھیں۔ Minister Sahib first he has to move it . Can I stop the legislation and give you the floor? رانا صاحب! can I stop the legislation and give the floor on جناب اپوزیشن لیڈر صاحب! Point of Order? Once it is done, then I will give you the floor. At least go through it once. جی، منسٹر صاحب! Move the motion.

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja Ur Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Defamation Bill 2024, as recommended by Special Committee No.01, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Defamation Bill 2024, as recommended by Special Committee No.01, be taken into consideration at once."

There is an amendment in it. The amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid

Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid

Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it. Mr Ahmad Khan now you want to speak or you want to shout.

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لوں۔

جناب سپیکر: آپ کی amendment ہے آپ اس پر جتنا مرضی بات کریں قانون سازی میں I have to keep a few things as they are supposed to be.

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: اس میں سُن لیں during legislation اگر تو آپ اس کے procedure پر کوئی نکتہ اُٹھاتے ہیں تو پھر آپ point of order پر بات کر سکتے ہیں۔ اب یہاں بات یہ ہے کہ آپ کی amendment ہے تو آپ اس پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! آپ ایک قانونی کام کرنے جا رہے ہیں۔ اس حوالے سے جو Special Committee بنی تھی اس میں ہمیں اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ اس کمیٹی کے لئے ہم سے کوئی نام نہیں لئے گئے۔ اب ہم ایک غیر قانونی کام کی طرف جا رہے ہیں تو پہلے اس بات کا تعین کیا جائے کہ کیا اس Special Committee کی میٹنگ کے minutes میں ہمارے ممبران کا موقف شامل کیا گیا ہے؟ ہمارا ایک ممبر ATC کی عدالت میں تھا اور ہمارے دوسرے ممبر کو صرف ایک دن پہلے میٹنگ کی اطلاع دی گئی۔ میرے خیال میں یہ سارا کام غیر قانونی ہو جائے گا۔ ہم پورے طبقہ پر چُھری پھیرنے جا رہے ہیں۔ سول سوسائٹی پر ایک قدغن لگائی جا رہی ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ اس کمیٹی کو reconstitute کیا جائے اور اس bill کو دوبارہ کمیٹی کی طرف بھیجا جائے۔ یہ ہمارا relevant point of order ہے۔

MR AFTAAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! I would draw your kind attention....

MR SPEAKER: Rana sahib, I have given the floor to the Leader of the Opposition. Please sit down. Because I carry a certain weight in respect for honorable members and you know that.

اب جو آپ pointاُٹھا رہے ہیں اور آپ Point of Orderپر یہ بات کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی کی رپورٹ آپ کو پڑھنے کے لئے نہیں دی گئی۔اس حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی amendmentمیں کہہ رہے ہیں کہ اس billکو دوبارہ غور کے لئے Select Committeeمیں بھیج دیں۔ آپ یہی pointاُٹھا رہے ہیں۔یہی آپ کا نکتہ ہے اور یہی آپ کی amendmentہے تو should I kill it?ملک احمد خان بھچر صاحب! آپ میری بات سُنیں۔

As a matter of fact this is your amendment. This is what you are proposing in the amendment sir.

آپ نے ہاؤس کے سامنے یہ amendmentرکھی ہے۔ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ it has to go to the Select Committee, it has to go back. آپ یہی کہہ رہے ہیں؟

جناب جنید افضل ساہی: جناب سپیکر! Rule 166 and 167 کی violationہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی کی رپورٹ آپ کو پڑھنے کے لئے نہیں دی گئی۔

جناب جنید افضل ساہی: جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہہ رہا بلکہ یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ Rule 166(2)(b) کو پڑھیں۔اس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ کمیٹی کی جو recommendations ہیں اس کے اندر minority کا point of view mention کیا جائے گا۔اسی طریقے سے Rule 167(2) میں بھی یہ چیز clarity سے لکھی گئی ہے کہ آپ نے کمیٹی کی رپورٹ کے اندر minority کا point of view mentionکرنا ہے۔یہ رپورٹ میرے پاس پڑی ہے، آپ کی میز پر پڑی ہے اور تمام معزز ممبران کے پاس بھی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا point of order آ گیا ہے۔ I will pass an appropriate ruling on this. آپ تشریف رکھیں۔جناب احمد خان بھچر! You have the floor now.

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! پہلے رانا آفتاب احمد خان بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جو motion move کی ہے اس حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ:

I will draw your kind attention to Rule 154 **Functions of Committees.-** (2) In the case of a Bill, the Committee shall also examine whether or not the Bill violates, disregards or is otherwise not in accordance with the Constitution…….

جناب سپیکر! آپ اس کو ذرا پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کون سا rule پڑھ رہے ہیں؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں Rule 154 پڑھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ Rule 154 پڑھیں۔

Mr Aftab Ahmad khan: Rule 154 (1) A Committee shall examine a Bill or other matter referred to it by the Assembly or by the Speaker and shall submit its report to the Assembly or the Speaker, as the case may be, with such recommendations including suggestion for legislation, if any, as if may deem necessary…

جناب سپیکر! انہوں نے تو کوئی suggestions نہیں بھیجیں۔ اس سے آگے لکھا گیا ہے کہ:

(2) In the case of a Bill, the Committee shall also examine whether or not the Bill violates, disregards or is otherwise not in accordance with the Constitution.

جناب سپیکر! اب میں اس bill کے بارے میں پاکستان کے آئین کا حوالے دوں گا۔

I would draw your attention to Article 8 of the Constitution which says, **Laws inconsistent with or in derogation of Fundamental Rights to be void**. Now Article 19 **Freedom of speech.**

اب جب یہ bill آ گیا تو

There are two parts, one is a Civil Wrong and 2nd is a Criminal Wrong. For the criminal procedure, section 499 of the PPC is very clear.

کہ اس میں سزا ہے۔

And when you already having a law which was passed by this Assembly in 2002...

جناب سپیکر: Please order in the House. مہربانی کر کے خاموشی اختیار کریں۔ It is quite a pertinent debate.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Sir, they are not interested because, they had to come at a good lunch. They had a good lunch and they just want to vote for that and nothing more than that...

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ بات کریں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! This issue is very important. جب یہ قانون بنایا گیا تھا تو اُس وقت آئین پاکستان میں defamation کی provision موجود تھی لیکن کچھ وقت کے بعد انہوں نے defamation کو ختم کر دیا۔

جناب سپیکر! اب صورتحال یہ ہے کہ The law which is already in existence. یہ قانون 2002 میں بنایا گیا اور 2012 میں اس اسمبلی نے اس کو amend کیا تھا۔

When there was already a law in existence. If there was some problem regarding the Social Media you could have brought amendments.

اور اس میں سب سے خطرناک چیز یہ آ گئی ہے کہ قانون شہادت کو ختم کر دیا گیا ہے۔ When there is no evidence تو پھر آپ کیا کریں گے؟

This is also against the basic injunctions of Islam and if any law which is contrary to the Islamic law.

اس قانون کے تحت آپ without proof کسی کو بھی پکڑ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! Rule 154 سے متعلق آپ کا Point of Order آ گیا ہے۔ I will pass an appropriate ruling on this and you know that اگر کوئی چیز violative of Rules and Procedure ہوئی ہے اور کمیٹی کی submitted report آپ تک جانی مقصود تھی اور اگر Rule 154 کی violation ہوئی ہے تو you know I will strike it down. آپ تشریف رکھیں۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ I have to pass an appropriate ruling.

MR AFTAB AHMAD KHAN: We don't want to be part of this black law because already this law is in existence.

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ایک دفعہ تشریف رکھیں۔ احمر بھٹی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ مہربانی کر کے ایک دفعہ تشریف رکھیں۔

The problem is that legislation has its procedure, Minister Sahib has moved it and honorable Leader of the Opposition stood for his amendment that has to be opposed and then there will be discussion.

آپ کے دو point of order آئے ہیں اور ان پر میں آپ کو appropriate ruling دے دوں گا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل صاحب ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے آپ کی اس بات کا جواب دینا ہے۔ ملک احمد خان بھچر صاحب! آپ نے جو amendment propose کرنی ہے وہ کریں۔

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! میں بھی اسی حوالے سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: احمر بھٹی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ملک احمد خان بھچر صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! میری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: It is not allowed. You have to sit. ملک احمد خان صاحب! آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! احمر بھٹی صاحب کو ایک منٹ بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: آپ بار بار کھڑے ہو رہے ہیں۔ آپ تو مجھے procedure بھی adopt نہیں کرنے دے رہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ٹھنڈا پانی پئیں اور غصہ نہ کریں۔ ہمیں بات کرنے کا موقع تو دیں۔

جناب سپیکر: اچھا چلیں، میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ ایک دفعہ تشریف رکھیں۔ رانا آفتاب صاحب! تشریف رکھیں۔ I am not running through. I am just bringing it back to the procedure. ملک صاحب! آپ تشریف تو رکھیں۔ This has never been like this in legislation sir

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! یہ کالا قانون ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پچاس مرتبہ کالا قانون کہیں لیکن procedure تو follow کریں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! آپ ان کے Point of Order سُن لیں اُس کے بعد ہم باہر چلے جائیں گے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! I can't allow Point of Order آپ قائد حزب اختلاف ہیں میری دِقت یہ ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جا سکتا I am just trying and struggling with it now. دیکھیں، کیسی بھی legislation ہو ہم نے اُس کو لینا تو ہے ناں!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: میں وہی کہہ رہا ہوں تو جب آپ amendment پر بات کریں گے تو آپ کو بھی floor مل جائے گا۔

There is an amendment in this motion. The amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais,

Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

LEADER OF THE OPPOSITION (Mr Ahmad Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Defamation Bill 2024, as recommended by Special Committee No. 01, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 17th July 2024:
>
> 1. Mr Ahmad Khan
> 2. Mr Aftab Ahmad Khan
> 3. Mr Shahbaz Ahmad
> 4. Mr Javed Niaz Manj

5. Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi
6. Mr Asad Mehmood
7. Mr Abdul Razzaq Khan
8. Ms Ashifa Riaz
9. Sardar Mohammad Ali Khan
10. Qazi Ahmed Akbar
11. Mr Junaid Afzal Sahi
12. Mr Ali Asif
13. Hafiz Farhat Abbas
14. Mr Hassan Zaka
15. Mr Ahmer Bhatti

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Defamation Bill 2024, as recommended by Special Committee No. 01, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 17th July 2024:

1. Mr Ahmad Khan
2. Mr Aftab Ahmad Khan
3. Mr Shahbaz Ahmad
4. Mr Javed Niaz Manj
5. Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi
6. Mr Asad Mehmood
7. Mr Abdul Razzaq Khan
8. Ms Ashifa Riaz

9. Sardar Mohammad Ali Khan
10. Qazi Ahmed Akbar
11. Mr Junaid Afzal Sahi
12. Mr Ali Asif
13. Hafiz Farhat Abbas
14. Mr Hassan Zaka
15. Mr Ahmer Bhatti

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بل ہذا پر سپیشل کمیٹی نمبر-1 میں حزب اختلاف کے اراکین بھی شامل تھے۔ اس بل پر تفصیل سے غور وخوض کیا گیا اور تفصیلی بحث کے بعد بل ہذا کو ایوان میں غور کرنے اور اسے بغیر کسی ردوبدل کے منظور کرنے کی تجویز دی گئی ہے لہٰذا بل ہذا کو Select Committee میں بھیجا جانا مناسب نہ ہو گا کیونکہ مزید فائدے کا کوئی امکان نہ ہے۔ ترمیم ہذا بلا جواز ہے لہٰذا مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: Now, he has opposed it. Now, you have the floor sir. I have to struggle to bring it back to the procedure. It could not be allowed sir.

جناب سپیکر: جناب احمر بھٹی!

جناب احمر بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس ترمیم پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس ایوان کا بنیادی کام قانون سازی کرنا ہے اور آج سے چند روز پہلے یہاں پر جناب سعید اکبر نوانی نے جناب امجد علی جاوید کی ایک motion پر comment کیا تھا جس میں جم خانہ کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا تھا کہ آپ اس کا کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ مجھے آج بھی ایسا ہی لگ رہا ہے کہ انہوں نے جو الفاظ ادا کئے جس طرح اس قانون کو پاس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے مجھے نہیں لگ رہا اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی کوئی حیثیت ہے یا اہمیت ہے۔ یہ بل consider کرنے کے لئے سپیشل کمیٹی نمبر-1 کو بھیجا گیا تھا جیسا کہ ابھی رانا صاحب نے پڑھا۔

سپیشل کمیٹی نمبر-1 کی یہ بنیادی ذمہ داری میں شامل ہے کہ وہ بل کا معائنہ کر کے بتائے کہ اس بل میں آئین یا قانون کے خلاف کوئی بات ہے یا نہیں۔ ابھی میں آپ کے گوش گزار کروں گا آئین کے کم از کم ایک درجن articles کو یہ بل violate کر رہا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو Article-8 پڑھ کر سُنانا چاہوں گا۔

Chapter 1: Fundamental Rights:

(1) Any law, or any custom or usage having the force of law, in so far as it is inconsistent with the rights conferred by this Chapter, shall, to the extent of such inconsistency, be void.

MR SPEAKER: Order in the House please. All honorable members, if anyone has something to talk about, lobbies are available for the honorable members.

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! ان اراکین کو بتائیں کہ یہ بل ان کی زندگیوں پر بھی اثر انداز ہو گا تو kindly یہ debate سُن لیں اور اس میں participate کریں۔

جناب سپیکر: جی جی، پلیز۔

MR AHMAR BHATTI: (2) The State shall not make any law which takes away or abridges the rights so conferred and any law made in contravention of this clause shall, to the extent of such contravention, be void. Now Article 10A: For the determination of his civil rights and obligations or in any criminal charge against him a person shall be entitled to a fair trial and due process.

اب یہ Artilce10 (A) کے مطابق fair trial and due process کا right ہر شہری کا ہے۔ میں اس proposed قانون کی کلاز نمبر 23 کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا۔ قانونِ شہادت کو altogether exclude کر دیا گیا ہے کہ اس بل کی

proceedingsپر applyہی نہیں ہو گا جو ماورائے آئین ہے۔ اسی طرح سے آگے چلتے ہوئے میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: I would request please kindly آپ کے پاس galleriesہیں Sardar Khizar Khan, Shahani sahib and Malik Arshad sahib if there is something important you have the lobbies on the side because you are disrupting the whole proceeding by making loud laughter.

MR AHMAR BHATTI: Article 19: Every citizen shall have the right to freedom of speech and expression, and there shall be freedom of the press, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of the glory of Islam or the integrity, security or defence of Pakistan or any part thereof, friendly relations with foreign States, public order, decency or morality, or in relation to contempt of court, [commission of][33] or incitement to an offence.

جناب سپیکر! اگر آپ اس کے foot notesمیں پڑھیں تو لکھا ہوا ہے۔ substituted by the Constitution (Fourth Amendment) for "defamation" چوتھی amendmentکے ذریعے defamationکا لفظ آئین میں deleteکر دیا گیا تھا اس سے ہمیں اس بات کا اندازہ ہو جانا چاہئے کہ جب آئین بنایا گیا تو آزادیٔ رائے کو کتنی اہمیت دی گئی۔ آئین میں سے Defamationکے لفظ کو ہی مٹا دیا گیا لیکن ہم آج کئی برسوں کے بعد دوبارہ وہی غلطی دہرانے جا رہے ہیں جس کو ایک amendment کے ذریعے درست کیا گیا تھا۔ اس میں اور بھی جو articlesہیں میں اُن کے حوالے سے بھی آپ کو بتاتا ہوں۔ Article 175A and Article 175 (3) یہ دو articles وہ articles ہیں جو appointment of Judges of High Courtکو dealکرتے ہیں۔ اب اس بل میں proposeکیا گیا ہے کہ ایک Tribunalبنے گا جس

میں حکومت کی جانب سے ایک ڈسٹرکٹ جج یا ہائی کورٹ کے ایک جج کو appoint کیا جائے گا جب وہ Article 175A کی clear violation ہے۔ Article 175A میں بڑا clearly define کر دیا گیا ہے کہ ایک جج کی appointment کیسے کی جائے گی۔ (3) 175 Article کو میں آپ کے لئے پڑھ بھی دیتا ہوں۔

The Judiciary shall be separated progressively from the Executive within [fourteen] years from the commencing day.

جناب سپیکر! اب اس میں بڑا clearly کہہ دیا گیا ہے کہ Judiciary کے دائرہ کار میں حکومت کسی طرح کی مداخلت نہیں کر سکتی جب کہ یہ بل propose کر رہا ہے کہ اس tribunal کے جج کو حکومت ہی appoint کرے گی تو یہ سیدھی سیدھی interference in the affairs of the Judiciary ہو گی۔ اسی طرح آگے چلیں تو Article 202: Subject to the Constitution and law, a High Court may make rules regulating the practice and procedure of the Court or of any court subordinate to it. Article 203: Each High Court shall supervise and control all courts subordinate to it

جناب سپیکر! جتنی بھی Court subordinate courts میں شامل ہیں۔ ان تمام کے rules ہائیکورٹ بنائے گی کوئی گورنمنٹ نہیں بنا سکتی۔ یہ کچھ articles ہیں جن کے حوالے دے کر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجوزہ بل میں جو clauses propose کی گئی ہیں وہ ان کی violation میں ہیں۔ لہٰذا اس بل کو پوری طرح سے مسترد کیا جانا چاہئے۔ اس میں ہم نے جو ترامیم پیش کی ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کو Special or Select Committee کو forward کریں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسا کالا قانون بنے تو اس کو درست طریقے سے بنائیں۔ ہم اس پورے کے پورے بل کو مسترد کرتے ہیں۔ اگر بہت ہی مجبوری ہے اور ایسا قانون ماورائے آئین جا کر بنانا چاہتے ہیں تو اس کو reasonable grounds پر بنائیں۔ میں نے جتنے articles کا حوالہ دیا ہے آپ ان کو under consideration لے کر آئیں۔ ہماری سول سوسائٹی، صحافیوں اور عام شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے اور اس ایوان کی ذمہ داری

ہے۔ ہم پر یہ لوگ کروڑوں روپے اس لئے خرچ نہیں کر رہے کہ ان کا حق آزادی رائے ہی ہم چھین لیں۔ وہ ہمیں تنخواہیں اس لئے نہیں دیتے کہ ہم ان کے حقوق پر غاصب بن جائیں۔

جناب سپیکر: احمر صاحب! شکریہ۔

I wanted to invite the Advocate General when the Minister Sahib opposed but due to the anxiety dictated from the benches I couldn't.

Let us hear the Advocate General آپ کے اس بل کے حوالے سے جو تحفظات ہیں۔ ایڈووکیٹ جنرل صاحب اس بل کی غرض وغایت تو آپ کو ابھی بتادیں۔ اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔ جی، جناب خالد اسحاق صاحب!

ADVOCATE GENERAL (Mr Khalid Ishaq): Thank you honorable Speaker and thank you to the members of this august House. یہاں ابھی معزز ممبر نے بات کی ہے۔ vis a vis violation of the constitutional provision وہ clear کرنا بڑا ضروری ہے۔ میرے بھائی نے سب سے پہلے Article-175(a) کی بات ہے۔ یہ Article ججوں کی appointment کا طریق کار بتاتا ہے لیکن respectfully عرض کروں گا that pertains to the appointment of the Judges of the Supreme Court, Federal Shariat Court and High Courts Article-175(a) does not deal with the appointment of Judges of all kind of courts. وہ صرف ان کے لئے ہے۔ یہ ایک تصحیح تو کر لیں وہ Article-175 کا domain نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ابھی آپ نے Article-203 کو refer کیا ہے۔ آپ اس کا domain سمجھیں وہ یہ ہے کہ جو subordinate judiciary اور lower judiciary ہے۔ ان کے service structure کے اگر rules بننے ہیں تو وہ ہائیکورٹ نے بنانے ہیں۔ اس وقت سر دست مجھے کوئی دس قوانین پنجاب کے یاد ہیں جہاں پر appointment of Judges گورنمنٹ ہی کرتی ہے۔ ان سارے قوانین میں جیسے Anti-Terrorism Court میں گورنمنٹ Judges appoint

کرتی ہے۔ آپ کے Punjab Revenue Authority میں گورنمنٹ Judges appoint کرتی ہے۔ آپ کے Service Tribunal میں گورنمنٹ Judges appoint کرتی ہے۔ ان کا تعلق Article-203 سے نہیں ہے۔ یہ ایک different dispensation ہے۔ ان سارے معاملات کو سپریم کورٹ بدر جہا دیکھ چکی ہے اور دیکھنے کے بعد اس نے بہت سارے فیصلے دیئے ہیں جن میں اس کی تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ Article-203 pertain to subordinate judiciary. The Member of the Tribunal is not part of the subordinate judiciary. آپ نے ایک اور چیز کہی separation of judiciary from the Executive. آپ نے Article-173 اس کے لئے refer کیا ہے۔ وہ separation ہمارے Constitution کا hallmark ہے۔ اسی لئے شیخ ریاض کیس میں جو PLD-2013 Supreme Court 493 ہے۔ Honorable Supreme Court نے یہ کہا کہ Service Tribunal کے Judges جنہیں appoint کرنا حکومت کا اختیار ہے۔ انہیں appoint تو حکومت ہی کرے گی لیکن اس میں نہیں لکھا ہوا کہ consultation with the Chief Justice ہونی ہے۔ اس قانون میں نہیں لکھا ہوا کہ Supreme Court نے interpret کرنا ہے۔ ہم نے تو اس قانون میں لکھا ہوا ہے کہ consultation with the Chief Justice ہونی ہے۔ Chief Justice کی consultation کے بغیر کوئی judge appoint نہیں ہو گا۔ میں ایک آخری چیز آپ کو عرض کرتا ہوں کہ مجھے تو اس ہاؤس سے آپ کے ایڈووکیٹ جنرل کے طور پر یہ strength چاہئے کہ executive اور legislatures نے اپنا domain give up کر دیا ہے۔ آپ اس کو regain کریں۔ آپ اس کو repossess کریں۔ میں آپ کو power دینا چاہتا ہوں اور آپ throw away کرنا چاہتے ہیں۔ آپ دیکھیں پوری دنیا میں executive Judges appoint کرتا ہے۔ آپ نے امریکہ میں debates دیکھی ہوں گی ۔ ہاؤس کے سامنے American Supreme Court کے Judges آتے ہیں۔ ان کو ایسے سوالات کئے جاتے ہیں جن کا جواب دیئے بغیر وہ ہاؤس سے باہر نہیں نکل سکتے۔ آپ نے 2003 کے بعد سے اپنا اختیار give up کر دیا اور خاص طور پر اٹھارہویں ترمیم کے بعد سے کر دیا ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ کی Judiciary اٹھارہویں ترمیم سے پہلے beyond 150 تھی۔ Executive جب Judges appoint کرتے تھے تو آپ کو

Cornelious جیسے Judge ملے۔ آپ کو بھگوان داس جیسے Judge ملے۔ آپ کو ایسے جید Judge ملے کہ آج بھی ان کا نام لینے سے پہلے ہم اپنا سر جھکا لیتے ہیں۔ آپ نے اپنا سارا domain ہی give up کر دیا ہے۔ آپ اب چاہتے ہیں کہ Judiciary Judges appoint کرے۔ آپ کے tribunal میں بھی وہ judges appoint کرے۔ آپ کے Consumer Courts میں بھی وہ judges appoint کرے۔ آپ کی Punjab Revenue Authority میں بھی وہ judges appoint کرے۔ مجھے بتایئے کہ آپ کا Punjab Revenue Authority کا قانون ہے۔ اس قانون میں جو judge appoint ہوتا ہے وہ subordinate judiciary سے ہوتا ہے۔ وہ میرے لئے محترم اور قابل عزت ہیں لیکن ان judges نے زندگی میں کبھی کوئی کمرشل کیس نہیں کیا۔ انہوں نے کبھی ٹیکس کے statute کو نہیں دیکھا۔ آپ کی کروڑوں اربوں کی liabilities پر stay ہو جاتا ہے اور آپ کا صوبہ جس کا source of income یہی Punjab Revenue Authority ہونا چاہئے وہ redundant ہو کر رہ گیا ہے۔ آپ اپنے Service Tribunal کو دیکھ لیں۔ آپ کو Service Tribunal میں Judges appoint کرنے چاہئے تھے۔ یہاں ابھی ایک معزز ممبر نے بات کی تھی کہ فیصل آباد میں ایک آفیسر ہیں انہوں نے ہوشربا قسم کا رویہ رکھا ہوا ہے۔ آپ ان کو نوکری سے نکالتے ہیں تو وہ Service Tribunal میں جا کر stay لے لیتے ہیں اور وہ آپ کے سینے پر مونگ دلتے رہتے ہیں۔ آپ legislature ہیں اور آپ اپنی power regain کریں جبکہ آپ surrender کرنا چاہتے ہیں۔

آپ نے Article -8 کی بات کی ہے۔ یہ بالکل بے جا بات ہے۔ Any law which is repugnant to injunction of Islam اس کے لئے مناسب طریق کار یہ ہے کہ آپ بتائیں کہ اس قانون میں یہ repugnancy ہے۔ یہ fundamental rights کے chapter کو disturb کرتا ہے۔ اس میں Article-14 بھی آتا ہے اور یہ dignity of man and members کی بات کرتا ہے۔ dignity of individual کی بات کرتا ہے اور آپ سب کی بات کرتا ہے۔ آپ اس بات کو ذرا سمجھئے۔ restriction speech میں نہیں ہے آپ بولیں لیکن اس کے بعد you are accountable for what you have spoken یہ کسی مہذب معاشرے میں ممکن نہیں ہے کہ آپ کسی شریف آدمی کے اوپر الزام لگا

دیں، چلیں! آپ الزام لگادیں لیکن اس کے بعد کم از کم اتنا تکلف کریں کہ یہ زیادہ evidences نہیں بلکہ ایک preliminary evidence لے آئیں جس میں آپ یہ کہیں کہ میرے پاس یہ دستاویزی شہادت موجود ہے جس کی بنیاد پر میں نے یہ الزام لگایا ہے۔ اس کو دیکھنے کے لئے evidence record کرنا ضروری ہے۔ آپ کو leave to defend مل جائے گی۔ آپ اپنی شہادت دیں لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ آج سپیکر صاحب کو یا honorable Leader of Opposition کو کہہ دیں کہ انہوں نے corruption کی ہے اور اس کے بعد یہ ثابت کریں کہ میں نے corruption نہیں کی ہے۔ یہ تو دنیا کے کسی defamation کے concept کے ہی خلاف ہے۔ یہاں اپوزیشن لیڈر نے بات کی ہے کہ 2002 کا قانون موجود تھا تو اس قانون کی کیا ضرورت تھی۔ آپ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ وہ defamation کا law کیا law of frustration نہیں بن گیا۔ آپ دعویٰ کرتے ہیں تو آپ کے دعویٰ کا سالہاسال جواب نہیں آتا۔ اس کی process service نہیں ہوتی۔ اس کی decree ہونا تو کجا بات ہے اس کو جواب دعویٰ ہی نہیں آتا۔ ہمارے ملک میں law of defamation اب law of frustration بن چکا ہوا تھا اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد آپ کے اس ایوان کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ قانون بنائے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: Advocate General has the floor

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ Chair کو address کریں اور overall view دیں ہمیں point out نہ کریں۔

جناب سپیکر: It has never been like this اعجاز صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ایڈووکیٹ جنرل (جناب خالد اسحاق): جناب سپیکر! ایک بڑی important pertinent بات کی honorable member نے کہ قانون شہادت کا اطلاق ہم نے یہاں ختم کر دیا ہے میں honorable ممبرز کی یاد دہانی کے لئے ایک لاء بتانا چاہتا ہوں اور بھی بہت سارے ہیں لیکن سب سے پہلے ایک لاء جو رینٹ کا قانون تھا وہ اس ملک میں اتنا فرسودہ تھا کہ اگر کسی شخص کو آپ نے

رینٹ پر پراپرٹی دے دی ہے اور اس پہ کیس کرنا ہے آپ تو بھول جائیں کہ ایک نسل تک تو آپ کو وہ پراپرٹی واپس نہیں ملے گی اس معزز ایوان نے 2009 میں رینٹ کا جو قانون پاس کیا اس میں بھی قانون شہادت applicable نہیں ہے آج اور پرانے کیسز میں ذرا دیکھیں تین مہینے میں فیصلے ہو رہے ہیں رینٹ کے قوانین کے حقدار کو حق مل رہا ہے تو قانون شہادت کو applicable کرنے سے فائدہ ہوا ہے یا نقصان ہوا ہے دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ کا جو مسلم فیملی لاء ہے پنجاب میں اور پورے پاکستان میں اس پر بھی قانون شہادت applicable نہیں ہے تو کیا مسلم فیملی لاء میں قانون شہادت applicable نہ ہونے سے فائدہ ہو رہا ہے یا نقصان ہو رہا ہے آپ کے consumer کے قانون میں بھی قانون شہادت applicable نہیں ہے آپ کے الیکشن کے لاء میں بھی قانون شہادت applicable نہیں ہے تو قانون شہادت کی applicability نہ ہونے کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ وہاں شہادت نہیں ہونی وہ صرف جو اس کی موشگافیاں ہیں جو اس کی technicalities ہیں اس کو eradicate کر کے قانون کو سادہ اور simple بتایا کہ بنایا گیا ہے اس کو expeditious بنایا گیا ہے in the interest of justice یہ کیا گیا ہے ایک اور بات honorable ممبر نے کی ہے جی آرٹیکل 10 A کے حوالے سے due process کس چیز کا نام ہے due process اس چیز کا نام نہیں ہے جی کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے مقدمے کا فیصلہ میری خواہشات کے مطابق due process اس چیز کا نام ہے کہ مقدمے کا فیصلہ جو مروجہ قانون ہے اس کے مطابق ہو یہ قانون آپ بنا رہے ہیں اگر قانون بن جائے گا اس قانون کے مطابق اس مقدمے کا فیصلہ ہو گا آخری چیز جو honorable ممبر نے پوائنٹ آؤٹ کی وہ ججز کی appointment کے حوالے سے تھی کہ شاید حکومت نے جج appoint کرنے ہیں تو اس میں حکومت کا کوئی mala fide ہے غالباً اس ایکٹ کو غور سے اس طرح دیکھا نہیں گیا جب بھی کسی حکومتی عہدے دار کی کوئی defamation کی درخواست جائے گی تو وہ اس جج کے سامنے نہیں جائے گی جو وہ tribunal کا ممبر ہے بلکہ جو constitutional offices ہیں یا جو پبلک آفس ہولڈرز ہیں ان کی defamation کی درخواست تو ہائی کورٹ کے جج نے ٹرائل کرنی ہے اس کی تو نہ appointment آپ کے ہاتھ میں ہے نہ removal آپ کے ہاتھ میں ہے نہ extension آپ کے ہاتھ میں ہے نہ succession آپ کے ہاتھ میں ہے تو یہ قانون تو بڑا اس طرح سے دیکھ

کے fairly ہم نے کوشش کی ہے کہ آپ کو مضبوط کرنے کے لئے اس ملک کو بچانے کے لئے اس ملک کی روایات کو اور سماج بچانے کے لئے آپ بنائیں جو آپ amendments suggest کریں گے ہم اس پر بات کرنے کو تیار ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں جی یہ جو ایڈوکیٹ جنرل کی concluding statement ہے وہ یہ ہے کہ جو amendments آپ propose کریں گے یا جو آپ نے propose کی ہیں So, let's see the quantum of those proposed amendments. What is the legal rationale of what Mr Ahmer said about the Article on the appointment of Judges? Now, can we bring in it appointments of Judges and equate them with the appointment of Tribunals? جی ملک صاحب!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! آپ کے ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے اپنی جو speech کی ہے وہ دو حصوں میں ہے میں ان دونوں حصوں پر بات کروں گا چونکہ ایک تو انہوں نے ہمیں سیاسی لیکچر دیا ہے direct ہماری طرف مخاطب ہوئے ہیں دوسرا انہوں نے amendments پر بھی تھوڑی بہت بات کی ہے پورے ہاؤس کو یہ انہوں نے بتایا ہے کہ ہماری حیثیت کیا ہے چاہے وہ Treasury Benches سے ہیں اور میں بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں اس پر desk بھی بجائے گئے۔ اب یہ جو ایڈووکیٹ جنرل صاحب فرما رہے ہیں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آج دن تک جو قانون بنے جو بل یہاں سے پاس ہوئے ہیں ان کی implementation کیسے ہوئی ہے اس کے جو articles ہیں یا اس کی جو روح ہے اس پر میں بعد میں آؤں گا پہلے میں سیاسی طور پر بتادوں ایک مثال میں دوں گا کہ جس طرح ATC کی انہوں نے بات کی ہے اس وقت یہ موجود ہے اس وقت جب ہم ادھر بات کر رہے تھے اس وقت ہائی کورٹ بے بس ہے چیف منسٹر کے آگے چار دفعہ summary جا چکی ہے ہائی کورٹ سے اور ATC Judges نہیں appoint ہو رہے ہیں۔ آپ دیکھیں یہ اختیارات کا ناجائز فائدہ ہے ATC Judges کیوں نہیں appoint ہو رہے ہیں اس لئے appoint نہیں ہو رہے ہیں کہ وہاں پر

پاکستان تحریک انصاف کے ورکرز پر representative پر اور لیڈرز پر بوگس کیس ہیں اسی لئے وہ appoint نہیں ہو رہے اس لئے میں ان کو بتا رہا ہوں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ATC کے Judges, Punjab Government with the consultation of Chief Justice مقرر کرتی ہے تو میں اِن کو بتا رہا ہوں کہ اِس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اِس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے ہمارے leaders, workers اور representatives بے گناہ لوگ جیلوں میں ہیں لیکن اِس وقت ججز مقرر نہیں ہو رہے۔ ایک تو میں اِن کو یہ بتا دوں کہ جب آپ implementation کرنے آتے ہیں تو اُس وقت یہ پوزیشن ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے فرمایا کہ آپ اپنے قانون خود بنائیں، بالکل ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں اپنے قانون خود بنانے چاہئیں اور ہم بنا بھی رہے ہیں۔ مجھے ایک بات بتائیں کہ کیا ہمارے cases پر سپیشل پراسیکیوٹرز نہیں لگائے گئے؟ جب ہمارے 9 مئی کے cases آئے ہیں تو کیا راتوں رات ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کے دفتر میں پنجاب کے تمام پراسیکیوٹرز کو نہیں بلایا گیا؟ آپ آئیں اور آ کر اِن کے cases face کریں اور اُنہوں نے پُوری پُوری لسٹیں دی ہیں کہ اِن اِن بندوں کے چالان submit نہیں ہونے دینے، یہ کیا misuse نہیں ہے؟ اِسی طرح کے misuse ہوں گے جب آپ ایک کام کرنے جائیں گے تو اِسی طرح کریں گے کہ اِس میں سے جو آپ کو اچھا لگے گا اِسے آپ adopt کریں گے اور اِس کی مثالیں اُن لوگوں کے ساتھ دیں گے جو واقعی ایک مثال بنے ہیں اور اِس میں کوئی شک نہیں۔ اِنہوں نے دو تین honorable judges کے نام لئے ہیں جو واقعی ایک مثال تھے لیکن اگلی بات یہ کہ کون اِن چیزوں کو determine کرے گا؟

جناب سپیکر! یہ ایک اور کالے قانون کی طرف جا رہے ہیں، اگر کوئی قانون کا misuse کرے یا کوئی نشانہ بنا رہے تو پاکستان تحریک انصاف سے زیادہ سے کوئی نشانہ نہیں بنا۔ پاکستان تحریک انصاف اور اِن کا لیڈر عمران خان اور اِن کے باقی لیڈران بنے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ ہمارے ساتھ ایسے قوانین کا misuse کیا ہے اور اِن کی خواہش کے مطابق آپ جتنی مرضی ترقی دے دیں۔ مجوزہ قانون کو دیکھیں کہ اِس میں freedom of speech کی طرف جائیں تو آپ کا no comments of جو آپ کا سیکشن 12 ہے وہ 119 total Article کے مخالف جا رہا ہے۔ جب

آپ ججز لگائیں گے، آپ نے ججز کے لئے establishment of tribunal میں رکھا ہوا ہے ، آپ اگر دیکھیں تو سپریم کورٹ کا جو qualified وکیل کو کون nominee کرے گا with the consultation of Chief Justice High Court لیکن پینل کون دے گا؟ پینل پنجاب حکومت نے دینا ہے اور آپ کو پتا ہے کہ جو حال ہوتا ہے، اگر آپ اِس کی ایک ایک بات پر جائیں، اگر آپ قانون شہادت پر جائیں جس طرح فرمارہے ہیں، آپ اِس معاملے کا مکان کے کرائے کے ساتھ comparison کر رہے ہیں۔ آپ comparison تو دیکھیں کہ rent کے قانون میں کہتے ہیں کہ قانون شہادت apply نہیں ہوتا۔ آپ اِس کالے قانون کے ساتھ موازنہ کر رہے ہیں جہاں آپ کا بلوچستان کا بندہ وہاں پر کوئی comments دیتا ہے تو آپ یہاں پر پرچہ کروا کے اُس غریب آدمی کو اُدھر سے پکڑ کر لے آئیں کیونکہ ہم تو یہ بُھگت رہے ہیں اور جس طرح قانون شہادت سے متعلق فرمارہے ہیں۔

جناب سپیکر! اِس میں جرمانے کو دیکھیں تو آپ کو ہر comments پر 50 ہزار روپے جرمانہ ہے۔ جو غریب آدمی ہو گا اسے پھر 9۔ مئی میں ڈال دیں کیونکہ جو غریب 50 ہزار روپے جرمانہ نہیں دے سکتا تو ساتھ یہ بھی شامل کر لیں کہ اُسے 9۔ مئی کے cases میں دیں۔ بات یہ ہے کہ misuse کر رہے ہیں اور آپ law knowing ہیں اور مجھے نہیں لگتا کہ آپ سے زیادہ کوئی قانون کو اچھا پڑھ سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے۔ میرا آپ کے ساتھ وقت گزرا ہے اور ہمارا یہ مقصد ہے کہ اِس بل کو سپیشل کمیٹی کی طرف بھیجنے میں کیا دشواری ہے؟ کیا اتنی جلدی پڑی ہے کہ ہم نے آج رات بارہ بجے سے پہلے پہلے یہ کالا قانون پاس کرنا ہے؟ لوکل گورنمنٹ کمیٹی کا میں خود بھی ممبر رہ چکا ہوں اور معزز منسٹر صاحب بیٹھے ہیں تو ہم اکٹھے اِس کمیٹی کے ممبر تھے بلکہ آپ بھی اِس کمیٹی میں شامل تھے۔ ہم نے تو اِس قانون کو بناتے ہوئے دو مہینے لگا دیئے تھے جبکہ 14-2013 میں لوکل گورنمنٹ ایکٹ بنا تھا تو پُوری سول سوسائٹی کو بلایا گیا تھا۔ اِس بل کے stakeholders کو بلائیں اور اُنہیں سپیشل کمیٹی میں شامل کروائیں۔ اِس طرح نہ کریں کہ ہمارے ایڈووکیٹ جنرل صاحب آ کر ہمیں لیکچر دے دیں اور ہم ڈیسک بجانا شروع کر دیں اور کہیں کہ واہ جی واہ پڑھا لکھا لیکچر دے کر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! قانون لاہور سے باہر بھی ہے، قانون میانوالی، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں بھی یہ apply ہونا ہے۔ یہی قانون آپ نے apply کرنا ہے ایسے بندے پر جس کو کچھ پتا بھی نہیں ہو گا تو کم از کم آپ اُن لوگوں کو تو شامل کریں۔ یہ کمیٹی بن گئی ہے تو اِس کمیٹی میں ہمارے ممبران تو گئے ہی نہیں اور ہم پہلے بھی آپ سے یہی request کرتے رہے چونکہ ہم نے 8 فروری کا الیکشن بطور احتجاج لڑا۔ ہمارے proposers, seconders سب کے ساتھ جو کچھ ہوا، اِس کے بعد جتنے الیکشن ہم نے لڑے وہ بطور احتجاج لڑے اور یہ جو ہم نے آپ کو ترامیم بھی دی ہیں یہ بھی بطور احتجاج دی ہیں تاکہ ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہوئے ہمارے منسٹر صاحب یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کوئی ترامیم ہی نہیں دے سکے تو ہم نے بطور احتجاج یہ ترامیم دی ہیں۔ ہم نے یہ ترامیم ضمیر جگانے کے لئے دی ہیں اور یہ ترامیم ہم نے خُوشی کے ساتھ نہیں دیں بلکہ اِس لئے دی ہیں کہ پُورے پنجاب کو پتا چلے تو میری آپ سے یہی request ہو گی کہ آپ اِس کالے قانون پر بند باندھ سکتے ہیں کیونکہ آپ واحد آدمی ہیں جن پر ہمیں اُمید ہے کہ اِس بل کو دوبارہ سپیشل کمیٹی میں بھیج دیں۔ کمیٹی کو reconstitute کریں، تمام stakeholders کو وہاں بلائیں اور ہمارے ایڈووکیٹ جنرل صاحب پڑھے لکھے ہوں گے، بہت اچھا بول لیتے ہیں اور تیاری بھی اچھی کر کے آئے ہوں گے لیکن اِن کو بھی یہ بتائیں کہ according to the law assembly میں بات کریں۔ اِس پورے ہاؤس کو جو ساڑھے بارہ کروڑ عوام کا ہاؤس ہے اس کو لیکچر نہ دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب شہباز احمد صاحب!

جناب محمد سبطین رضا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سبطین صاحب! Not at all, this is legislation۔ Not at all sir آپ بات نہیں کر سکتے اِس لئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ احمر بھٹی صاحب! تشریف رکھیں۔ رانا شہباز احمد صاحب! You don t want to speak? I have to go by the list now. Sir, it is not everybody's call. جو آپ نے دی ہے this is printed on the papers جاوید نیاز منج صاحب!

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: امتیاز صاحب! تشریف رکھیں۔ جاوید نیاز منج صاحب۔۔۔ تشریف فرما نہ ہیں۔ چودھری اعجاز شفیع صاحب!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ جس طرح اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ یہ ایک کالا قانون بنانے کی طرف حکومت جا رہی ہے تو first of all اِس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ already Defamation Law exist کر رہا ہے۔ اگر آپ کو بہت شوق ہے کہ ہم نے ہر بندے کی زبان بندی کرنی ہے اور تالا بندی کرنی ہے، اس ملک کے اندر ہم نے ڈکٹیٹر شپ لے کر آنی ہے، جمہوریت کا جنازہ نکالنا ہے اور اگر آپ کو یہ خوف ہے کہ 8 فروری کو جو آپ کے ساتھ ہوا ہے، جو عوام نے ری ایکشن دیا ہے اس کا بھی ہم نے خاتمہ کرنا ہے تو اس طرح کے قوانین سے ایسا نہیں ہو گا۔ اِس قانون کو بنانا چاہتے ہیں تو بنائیں، کیونکہ ہم بھی چاہتے ہیں کہ سوشل میڈیا پر اِس طرح کھلی چھوٹ نہ ہو لیکن اِس کے جتنے sections ہیں، کسی ایک کو بھی اٹھا کر دیکھ لیں، Preamble کو دیکھ لیں وہ بھی already exist کر رہا ہے، civil and criminal law side پر ہے اِس طرح اگر broadcasting media دیکھ لیں constitutional office دیکھ لیں، defamation دیکھ لیں یعنی جو بھی ہے already چیزیں exist کر رہی ہیں۔ اگر آپ ترمیم کرنا چاہتے ہیں تو اِدھر لے جائیں۔ آپ کو لازمی کہیں سے ڈکٹیشن آئی ہے کہ نہیں جی، یہ قانون بنائیں تو بنائیں اور بالکل بنالیں لیکن پہلے ہاؤس کی ایک سپیشل کمیٹی جس طرح Select Committee ہے، اِس کے سپرد کر دیں۔ ہمیں ایڈووکیٹ جنرل صاحب ڈکٹیشن نہ دیں کہ میں یہ کر رہا ہوں اور میں وہ کر رہا ہوں یا حکومت نے یہ کیا یعنی یہاں پر سارے پارلیمنٹیرین illiterate بیٹھے ہیں اور وہ زیادہ پڑھے لکھے تھے تو اس طرح ایڈووکیٹ جنرل صاحب ڈکٹیشن دے رہے تھے؟

جناب سپیکر! اِس حوالے سے میری humble request ہو گی کہ throughout all دیکھیں ناں جی کہ جو ایکٹ ہے یہ آرٹیکل 201,202,203 جو Constitution کا ہے تو اس میں ہائی کورٹ کے supervisory role کو اِس کے اندر بالکل ignore کیا گیا ہے۔ اسی طرح

اگر ہم دیکھیں کہ اِس بل میں آرٹیکل 10-A, 4, 8, 19-A یعنی سارے آرٹیکل جو Constitution کے ہیں، اِن کی violation کر کے ہم اِن کو by force because آپ کی اکثریت ہے جو کہ اِس بل کو approve کر سکتی ہے۔ اگر آپ یہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے لیکن یہ ایک history لکھی جائے گی جس کے اندر ایک black law جو آپ نے by force جس کے اندر Constitution ہمیں allow نہیں کرتا۔ Constitution کا آرٹیکل 10-A جس طرح میرے فاضل دوست نے پڑھا تھا آرٹیکل 14, 25, 8 تو اگر آپ کہیں تو میں سارے آرٹیکل پڑھ کر بھی سنا دیتا ہوں لیکن عرض یہ ہے کہ ہماری پہلے بھی یہی request ہے کہ اِس بل کو Select Committee کے سپرد کر کے اِس کو دوبارہ review کر لیا جائے۔ اِس کے تمام stakeholders کو onboard کر کے میڈیا والے علیحدہ چیخ رہے ہیں، سول سوسائٹی علیحدہ اِس پر اعتراضات کر رہی ہے، ہمارے سارے پارلیمنٹرین یہ لوگ بھی جو اُدھر بیٹھے ہیں، اِن سے بھی اگر آپ پُوچھیں، اِن پر تو آپ impose کر رہے ہیں ناں تو اِن کی اگر honest opinion لے لیں تو یہ کبھی بھی اِس black law کی support نہیں کریں گے کیونکہ freedom of speech اگر آپ کا ختم کر دیا جائے گا جو آپ کا ختم کر دیا گیا ہے جو آپ کا constitutional right ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اسمبلیوں کا ہونا یا ہمارے اِس ہاؤس کا ہونا تو ایسا ہی ہے کہ ہمیں اوپر سے orders دیئے جاتے ہیں کہ یہ قانون منظور کرا دیں کہ کسی شخص کو اپنی بات کرنے کا بھی کوئی حق نہ ہو۔ میری humble request یہی ہے کہ ہماری ترمیم کو accept کیا جائے اور ہم نے کہا ہے کہ اس کو Select Committee کے سپرد کر کے دوبارہ اس کو review کر کے دوبارہ ہاؤس میں put کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، قاضی احمد اکبر صاحب! میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی فارمولہ طے کر لیں تاکہ repetition نہ ہو۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم نے جو سلیکٹ کمیٹی کو propose کیا ہے وہ اس کو پڑھ رہے ہیں all the honorable members from the Opposition ان کے نام ہیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس لسٹ آگئی ہے، وہ بھی identical تھے۔ جو آپ کی سلیکٹ کمیٹی والی amendment ہے اس پر بات آگئی ہے اور چار پانچ لوگوں نے بات کر لی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ سب سے important ہے، یہ بنیاد وہاں سے شروع ہوئی ہے جو آپ نے refer کیا ہے۔ this is what's your prerogative to form a committee but that was formed for certain purpose کہ کوئی motion آجاتی ہے مگر law knowing people should be in that committee آپ دیکھیں جرنلسٹ کا بھی بڑا important role ہے، سوشل سوسائٹی کا بھی role ہے بلکہ سب لوگوں کا role ہے لہٰذا آپ اس کو bulldoze نہ کریں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں اور کمیٹی کو refer کر دیں۔ بے شک آپ کمیٹی کو تھوڑا ٹائم دے دیں. they should probe it clause-wise

جناب سپیکر: راناصاحب! I agree آپ کا مؤقف آگیا ہے۔ آپ کی proposed amendment ہی یہ ہے کہ اس کو واپس سلیکٹ کمیٹی میں بھیجا جائے اور اسی پر معزز ممبران بات کر رہے ہیں۔ I have few other members those who want to speak on it. میں یہ چاہ رہا ہوں کہ اس میں repetition نہ ہو۔ قاضی صاحب! I know you can give a good input into this. Government is there to take your notes آپ کوشش کریں کہ repetition نہ ہو۔

قاضی احمد اکبر: جناب سپیکر! اس کا جو سیکشن 12 ہے کہ no comment on pending proceedings میں اس حوالے سے صرف بات کرنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کے آرٹیکل 19 جس میں freedom of expression کی بات کی جاتی ہے۔ اس بارے میں کوئی بھی proceeding جو کسی بھی court of law میں چل رہی ہو، ایک بڑی definite سی بات ہوتی ہے کہ میڈیا پر ایک certain limitations کے اندر discussion کی جاتی ہے اور معزز ججز کو عوام کی طرف سے ایک input اور feedback آ رہا ہوتا ہے کہ عوام اس particular issue پر کیا سوچ رہی ہے۔ یہ کوئی انہونی بات تو ہے نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ

اس میں اس اختیار کو مکمل طور پر چھین لیا گیا ہے۔ اگر میں یہ quote کروں چونکہ یہ بہت اہم ہے کہ United States میں پہلی ترمیم ہوئی تو۔ the US constitution protects freedom of speech and allowing commentary on judicial proceedings unless it poses a clear and present danger to the administration of justice.

سر، United Kingdom میں subjudice rule ہے جس میں UK follows the subjudice rule which is six comments. That could prejudice ongoing legal proceedings but allows fair reporting and discussion in public interest.

Likewise sir, Canadian Charter of rights and freedom Canada میں protects freedom of expression but allow this یا تو اس قانون میں کوئی ایسی provision دی جائے جس میں اتنا allow کیا جائے اور ایک balance strike out کیا جائے کہ پبلک اس proceeding کے بارے میں، اس claimant کا جو claim ہے اس کے بارے میں اور determent کی جو writ standing ہے اس کے بارے میں دیکھیں، اگر یہ دو common Pakistanis کا issue ہو تو پھر تو شاید اتنی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب ایک طرف ایک important personality آجائے جس میں ہم نے سیکشن۔2 میں Constitutional Offices کا ذکر کر دیا تو اس حوالے سے proceeding public interest بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ constitutional right جو مکمل طور پر چھین لیا گیا ہے، اس کو واپس لیا جائے اور اس میں ایک free trial and free expression کی اجازت دی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ سید اعجاز حسین بخاری، تشریف نہیں رکھتے۔ جناب جاوید کوثر، تشریف نہیں رکھتے۔ ملک فہد مسعود، تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد تنویر اسلم، تشریف نہیں رکھتے۔ سید رفعت محمود، تشریف نہیں رکھتے۔ جناب ندیم صادق ڈوگر!

جناب ندیم صادق ڈوگر: جناب سپیکر! شکریہ۔

یہ ضروری تو نہیں کہ لب پہ سوال آجائے
کتنا اچھا ہو جو خود ہی خیال آجائے
اُس گھڑی میں تجھ سے پوچھوں گا جہاں کیسا ہے
جب تیرے حسن پہ تھوڑا سا زوال آجائے

جناب سپیکر! جو بل کے حوالے سے میرے بھائی نے law points raise کئے ہیں۔ میں قانون کا طالبعلم نہیں ہوں لیکن بات صرف اتنی سی ہے کہ اس بل کو پیش کر کے پاس کرانے میں جتنی جلدی Treasury بنچز کو ہے اس سے ان کی نیت کا بھی اندازہ ہو رہا ہے اور اس بل کے استعمال کا بھی اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ کس لئے لانے کی جلدی کر رہے ہیں۔ قانون آئین کی بات بالکل ٹھیک ہے، آپ نے ایڈووکیٹ جنرل صاحب کو کہا تھا کہ یہ آپ کو بریف کریں گے۔ اگر کسی نے محسوس کیا ہو تو یہ بریف نہیں بلکہ تمام ممبران کو dictate کر رہے تھے جس بات کا اظہار ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن بھی کر چکے ہیں۔ یہ ہم عام زندگی میں دیکھ سکتے ہیں کہ اگر ایک شخص جا رہا ہو اور اُس کی گاڑی سے منشیات برآمد ہو جائے تو یہ پولیس والے پر depend کرتا ہے کہ اگر وہ ایف آئی آر میں یہ لکھ دے کہ یہ منشیات ذاتی استعمال کے لئے لے کر جا رہا تھا تو اُس کی فوری bail ہو سکتی ہے اور اگر وہ یہ لکھ دے کہ یہ فروخت کرنے کے لئے لے کر جا رہا تھا تو اُس کی ضمانت کئی مہینوں تک نہیں ہوتی۔ جیسے ہمارے بھائی نے ابھی کہا تھا کہ یہ کالا قانون پاس کرنے کی جلدی کر رہے ہیں تو ہماری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اگر اس کو دوبارہ سپیشل کمیٹی میں بھیج دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ہمیں اس پر بہت تحفظات ہیں۔ freedom of expression کی بات کرتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک شخص سے اظہار رائے کی آزادی بھی چھینی جا رہی ہے۔ جیسے 8۔فروری کی بات کی گئی ہے، 8۔فروری کو ہمیں ہر طریقے سے دیوار کے ساتھ لگایا گیا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ سوشل میڈیا activists کی اس میں بہت زیادہ contribution تھی۔ جب اپنی مرضی سے اس کی definition کی جائے گی تو فیصلہ کون کرے گا کہ یہ غلط استعمال کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بہت زیادہ loop holes ہیں۔ اگر

overseas باہر بیٹھے ہیں تو اس پر بھی یہ قانون applicable ہو گا، بات یہ ہے کہ ان کی نیت کچھ اور ہے۔ جس طرح لیڈر آف اپوزیشن نے کہا ہے یہ بل سپیشل کمیٹی کو دوبارہ بھیج دیا جائے اور تمام سٹیک ہولڈرز کو اس کمیٹی میں شامل کر کے دوبارہ thoroughly discussion کرنے کے بعد اس کو لایا جائے۔ اتنی جلدی اس بل کو پاس نہیں کرنا چاہئے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شاہد رضا صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ ضمیر الحسن بھٹی، تشریف نہیں رکھتے۔ شیخ امتیاز صاحب!

جناب امتیاز محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہاں ایڈووکیٹ جنرل صاحب موجود ہیں انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے جس کی appointment کا اختیار اپنے ہاتھ سے دے دیا ہوا ہے، انہوں نے بڑا کہا کہ جج سامنے بیٹھا ہوتا ہے تو سارے questions کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ House of Common میں جو questions کر رہے ہوتے ہیں اُس میں جتنے ارکان گورنمنٹ کے ہوتے ہیں اتنے ہی اپوزیشن کے بھی موجود ہوتے ہیں۔ اگر وہ دونوں مل کر question کرتے ہیں اور پھر جا کر کسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ جج ہونا چاہئے تو میرا خیال ہے کہ یہ پوری طرح ٹھیک ہے۔ آج ہم نے ایک اختیار اور بھی لوگوں کو دے دیا ہے۔ اگر آج ہمارے منسٹر لاء اینڈ پارلیمانی امور بات کرتے جو ایڈووکیٹ جنرل نے کی ہے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ ہمیں ایڈووکیٹ جنرل کو اندر بلانا پڑ گیا تاکہ ہمارے حصے کا کام کوئی اور کر سکے۔ دو قانون already موجود ہیں جو کہ نیشنل لیول پر یعنی پاکستان لیول پر ہیں Defamation Ordinance 2002 اور PECA Act 2016 موجود ہیں اب question یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک نیشنل لیول پر قانون موجود ہے اور ہمارے چار صوبے ہیں بلکہ ہمارے پاس کشمیر بھی ہے اور گلگت بلتستان بھی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسی صوبے کو اس قانون کی کیوں ضرورت پڑ گئی؟ میں ابھی بھی کہوں گا کہ اس کالے قانون کی صرف اور صرف اسی صوبے کو ضرورت کیوں پڑ گئی؟ ہوتا یوں ہے کہ انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ خود ججوں کی appointment کرے گی اور یہ گورنمنٹ اپنا اختیار واپس لے رہی ہے۔ ایک ایسی گورنمنٹ جو ایسے IG کو appoint کرے جو پوری قوم پر مسلط ہو کر اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرے تو انہیں ججوں کی ایسی appointment کون کرنے دے

گا؟میں آپ کو کل کا ایک واقعہ بتاتا ہوں آپ ججوں کی appointment کہتے ہیں، قوم ان پر اتنا اعتماد نہیں کرتی کہ یہ ایک ایس پی بھی appoint کر دیں، ایک IG appoint کر دیں، میں آپ کو کل کی ایک بات بتاتا ہوں مثال کے طور پر، کل ایک چھوٹا سا 100 سے 200 لوگوں کا جلوس نکلتا ہے کوئی گملا نہیں ٹوٹتا، کوئی سڑک نہیں بلاک ہوتی اور اس کی خبر اخبار میں آجاتی ہے کہ فلاں فلاں لوگوں نے احتجاج کیا، گورنمنٹ خاص طور پر جو ہماری چیف منسٹر صاحبہ ہیں، ایس پی کی رات کو ڈیوٹی لگی ہوئی ہے کہ جو جو بندہ اس خبر میں موجود ہے اس کو گرفتار کر کے تھانے میں لایا جائے تو اگر آپ اس طرح کی حرکتیں کریں گے تو آپ کو ججوں کی appointment کرنے کا اختیار کون دے گا؟ہم تو آپ کے کسی بھی، اور خاص طور پر ایسی حکومت جو قرآنی آیات کے نیچے بیٹھی ہوئی ہے، فارم 47 لے کر، ہاں 22 فروری کو یہاں پر ہم سب سے حلف لیا کہ ہم قانون پر عمل کریں گے اور قانون کا تحفظ کریں گے تو مجھے یہ بھی بتا دیجئے کہ قانون کا تحفظ ہم کیسے کریں اور میں کیسے کروں جبکہ ہر روز یہاں پر قانون کو توڑا جاتا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ایس پی نے آج آٹھ دس بندوں کو ابھی تک تھانے میں بٹھایا ہوا ہے صرف اس لئے کہ وہ لکھ کر دے دیں کہ ہم آئندہ احتجاج نہیں کریں گے۔ قانون میں بڑے clear الفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ ہمیں right to protest ہے اور right to speech ہے۔ اگر یہ سارا کچھ لکھا ہوا ہے اور مجھ سے حلف بھی لیتے ہیں تو مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں؟میں کیا ایسا کروں کہ جا کر وہ ایس پی، اگر کوئی غریب آدمی گھر نہیں موجود ہوتا تو اس کی بیوی، اس کے بھائی اور اس کے بچے کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور قانون کی violation کرتا ہے۔ اگر آپ اس طرح کی حرکتیں کریں گے تو I am sorry ہم آپ کو ججوں کی appointment نہیں دے سکتے۔ ایڈووکیٹ جنرل نے بات کی تو اس سے صاف نظر آرہا ہے کہ یہ judicial system parallel ایک سسٹم جو بنایا جارہا ہے جس میں شاید جوڈیشری کا کوئی تعلق نہ ہو اور پھر ایک شاعر اسلام آباد میں ایک شعر کہہ دیتا ہے تو اٹھایا جاتا ہے۔ ایک بندہ عمران خان کی فلیکس پرنٹ کرتا ہے تو وہ اٹھایا جاتا ہے۔ ایک بندہ عمران خان کے لئے سڑک پر آواز اٹھاتا ہے تو وہ اٹھایا جاتا ہے۔ آپ اٹھانے والوں کو یا آپ ان لوگوں کو، ان پولیس افسران کو، اس IG کو اور اس SP کو آرڈر کس کے ہوتے ہیں کیا وہ خود اٹھاتا ہے؟وہ اٹھاتا صرف اور صرف اس لئے ہے کہ آج ایک پولیس آفیسر نے بیان بھی دیا کہ ہم سے جھوٹے پرچے کروائے جاتے ہیں، ہم سے جھوٹی FIR کروائی

جاتی ہیں اور ہم سے چادر اور چاردیواری کا تحفظ پامال کروایا جاتا ہے۔ جب آپ کی اس طرح کی گورنمنٹ ہو گی تو کیا آپ کو کوئی ججوں کو appoint کرنے دے گا؟ نہیں sir ججوں کو appoint کرنے کا اختیار سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کا ہے اور یہ اختیار صرف اور صرف اُنہیں کا ہونا چاہئے۔

اب Defamation Ordinance 2002 موجود، PECA Act موجود، قومی اسمبلی سے پاس ہوا۔ اب میں اس بات پر آجاتا ہوں کہ اسی ایوان کو ضرورت کیوں پڑی کہ KPK کو تو ضرورت نہیں پڑی، اگر آپ یہ bill لے بھی آتے ہیں تو کیا ایک بندہ آپ کی defaming صوبہ KPK میں بیٹھ کر دے، اسلام آباد میں بیٹھ کر دے، آزاد کشمیر میں بیٹھ کر دے یا باہر کے ملک میں بیٹھ کر دے تو کیا آپ روک سکیں گے؟ نہیں روک سکیں گے۔ آپ یہ بل صرف اور صرف اس لئے لے کر آئے تاکہ لوگوں کو ڈرایا جائے اور لوگوں کو دھمکایا جائے۔ اس بل پر کسی صورت عمل نہیں ہو گا کیونکہ اگر میں نے کسی کی defamation کرنی ہے، اگر میں نے کورٹ کے خلاف کوئی contempt یا کوئی comments کرنا ہے تو میں KPK میں جا کر کر دوں گا اور میں کراچی میں کر دوں گا کیونکہ آپ کی وہاں پر jurisdiction لاگو نہیں ہو گی۔ اب میں واپس آتا ہوں کہ اسی ایوان سے ایسا کام کیوں کروایا جاتا ہے؟ بڑی زور زور سے تالیاں بجا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم freedom of speech پر قدغن نہیں لگا رہے صرف اُس پر کر رہے ہیں اور ساتھ یہ بھی بتا دیتے، آپ کو ڈرایا جا رہا ہے کہ اگر آپ بولے تو جج میرا ہو گا۔ اگر آپ بولے تو جو جج appoint کیا ہے وہ میرا ہو گا اور میں آپ کی ایسی کی تیسی کر دوں گا۔ گورنمنٹ خود ہی ایسا کام نہ کرے یا کوئی عام آدمی جو freedom of speech کے خلاف ہو۔ اب ایک بندہ یہاں سے اٹھ کر کہے گا، اگر ایک خاتون یہاں سے اٹھ کر کہے گی کہ میری لندن میں تو کیا پاکستان میں بھی پراپرٹی نہیں تو ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے، سب کے منہ پر تالے لگا دیں، یہاں پر خاتون کہہ گئی کہ 600 روپے کا سوٹ ملتا ہے تو کیا لوگ اپنے منہ پر تالے لگا لیں اور ٹیپ باندھ لیں، کچھ نہ کچھ تو کہیں گے۔ اگر کوئی کسی کے گھر میں دیواروں کو پھلانگ کر وہاں سے اٹھاتا ہے تو اس کی زبان سی دیں یا زبان کاٹ دیں؟ آپ یہ جو بل لے کر آرہے ہیں اور یہ جو دھڑ دھڑ کر کے بجا رہے ہیں تو کل ان شاءاللہ ان کی بجے گی۔ یہ یاد رکھیں گے کہ انہوں نے کس قانون پر عمل کیا ہے اور کیا یہ لے کر آئے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ conclude کر دیں۔

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! میں conclude بھی کرتا ہوں۔ اب مجھے یہ بتایئے کہ یہ جو نیا قانون آرہا ہے اس پر عمل کرنا ہو گا یا Defamation Ordinance already exist کرتا ہے اس پر عمل کرنا ہو گا، مجھے یہ بھی بتا دیں کہ میں اس بندے کو کیسے روکوں جو کہ ایسی environment create کر دیتے ہیں کہ لوگوں کو بولنے پر مجبور کرتے ہیں، یہ جو لوگ بولتے ہیں اور اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں اور اگر آپ نے یہ بھڑاس نکالنا بند کر دی تو آپ یقین کیجئے کہ لوگوں کے اندر اگر کوئی لاوا جمع ہوتا جائے گا اور یہ ایوان کے جو لوگ آج تالیاں بجا رہے ہیں یہ چھپتے پھریں گے۔ یہ باہر شکلیں دکھانے کے قابل نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر: I have a long list to take care of

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ conclude کر دیں۔

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! کس قانون کے تحت twitter کو بند کیا جاتا ہے؟ کس قانون کے تحت ہر دوسرے دن انٹرنیٹ کو بند کر دیا جاتا ہے؟ جب یہ بھی دونوں چیزیں کام نہیں آئیں؟ آپ نے انٹرنیٹ بند کر کے دیکھ لیا اور twitter بند کر کے دیکھ لیا اور سوشل میڈیا کے لوگوں کو اٹھا کر دیکھ لیا، شوشل میڈیا کے لوگوں کو مار کر دیکھ لیا، سوشل میڈیا کے لوگوں کو ڈرا کر دیکھ لیا لیکن کوئی اثر نہیں ہوا تو پھر کیا ہوا؟ آپ صرف اور صرف پنجاب کی عوام کے لئے یہ بل لے کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! thank you.

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! کسان کو مارو کہ نہیں بولنے دیں گے، شاعر کو مارو کہ نہیں بولنے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! آخری بات۔

جناب سپیکر: چلیں conclude کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! پہلے فارم 47 والیاں نوں تے چپ کروا دیو بڑبڑ بولی جا رہے نیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ قابل اعتراض بات کر رہے ہیں اب آپ بات ختم کر دیں۔

جناب امتیاز محمود: جناب سپیکر! آخری بات کہ جس جلدی میں مجھے یہ لگ رہا ہے جو کہ صبح سے میں دیکھ رہا ہوں، صحافی بھی آئے، سب نے آکر آپ کی بھی منت کی کہ اس کو ذرا pending کر لیں، لیکن لگتا یہ ہے کہ اس کو آج bulldoze کر کے ہی رہنا ہے تو اگر آپ نے bulldoze کر کے ہی رہنا ہے تو آٹھ دن بعد bulldoze کر دیں۔ آج ہی کا کہاں سے آرڈر ہے مجھے بتایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! شکریہ I have got many of your colleagues to take care of اُن سب نے بات کرنی ہے۔ آپ زیادہ ٹائم consume کر گئے ہیں thank you very much. Is there anyone else who wants to speak on this? اب اس کا کوئی formula بنا لیں، اس کا یہ formula بنا لیں کہ جو آپ کی آگے بھی proposed amendments ہیں اُن میں repetition تو نہیں ہو گی، وہ rules بھی permit نہیں کرتے and I have got your number of amendments جو صاحبان ان amendments پر بات کر لیں تو پھر وہ اگلے mover کو موقع دے دیں کیوں کہ repetition of names ہیں یہ میں دیکھ رہا ہوں same members have written their whole list of names in every amendment تو اس کو پھر ایسے دیکھ لیں کہ جو معزز اراکین پہلے بات کر لیں وہ دوبارہ نہ کریں۔ جی، جناب علی آصف آپ بات کر لیں۔ آپ کی بات کے بعد پھر we put it for the vote and then we move to the next amendment

جناب علی آصف: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں definitely repeat نہیں کرنا چاہوں گا دوستوں نے بہت ساری باتیں کر لی ہیں۔ پہلے تو treasury benches نے کمال کیا ہے۔۔

جناب سپیکر: Honestly, in my own right I am trying to figure out that what type of legislators are in front of me and what is coming out from there.

جناب علی آصف: جناب سپیکر! میں treasury benches کو appreciate کروں گا کہ جب اُنہیں پتا چلا کہ اُن کی نالائقی اُن کو اس بات کی permission نہیں دیتی کہ وہ خود اپنے بل کو justify کر سکیں تو انہوں نے Advocate General کو یہاں بلا کر ایک شاندار تقریر چھڑوانے کی کوشش کی اور ہمیں impress کرنے کی کوشش کی۔ Secondly میں پہلے والے points کو دوبارہ repeat نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: میں صرف ایک بات کہہ دوں Advocate General کو ہاؤس میں بلانے کا اختیار سپیکر کا ہے اس بل کی کیونکہ اہمیت بہت زیادہ ہے it is about defamation اور defamation کا بل ایک بڑا important بل ہے تو میرا یہ خیال تھا کہ گورنمنٹ اور Advocate General Office اس ہاؤس کو apprise کریں کہ اس بل کی constitutionality میں کہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہے، کہیں freedom of expression سے متصادم تو نہیں ہے۔ آپ کی بات آئی ہے جناب احمر بھٹی نے بات کی freedom of expression، رانا آفتاب احمد خان نے بات کی freedom of expression قائد حزب اختلاف ملک احمد خان صاحب نے بات کی اور دوستوں نے بھی بات کی تو اس میں اگر آپ freedom of expression کی قدغن جو constitution کی proviso ہے اُس میں کہیں اس بل کے متصادم ہونے کی بات ہو تو please bring it in آپ لائیں۔

جناب علی آصف: جناب سپیکر! آپ نے بڑا اچھا کیا Advocate General کو معاونت کے لئے بلا لیا لیکن اس سے بھی زیادہ اچھا ہوتا کہ ان کو اُس کمیٹی میں بٹھا لیا جاتا جس کی ہم request کر رہے تھے وہاں ہم ساری باتیں discuss کر سکتے ہیں۔ ان کے concerns کو address کر سکتے ہیں اور یہ بھی ہماری باتیں سن لیتے بہر حال اب آپ نے اُنہیں بلا لیا تو بڑی اچھی بات ہے ہم نے اُن کی تقریر سن لی۔ میں صرف آپ کے سامنے تین points لانا چاہتا ہوں مجھے ابھی لگتا ہے کہ اس بل پر ابھی بہت زیادہ discussion کی ضرورت ہے۔ جہاں تک general damages کی بات کی ہے، آپ کہتے ہیں کہ 3 million کی amount اس کو deposit کرنا ہے۔ یہ پوری دنیا basic principles of justice کے against ہیں۔

جناب سپیکر! پوری دنیا جہاں بھی کسی کو accuse کیا جاتا ہے تو general formula کیا ہے کہ innocent unless proves guilty یہاں معاملہ الٹا ہے آپ جب upfront اُس سے 3 million لے رہے ہیں تو آپ اس فارمولے کو reverse کر رہے ہیں that he is guilty unless proven innocent تو اس میں یہ ایک میرا objection ہے۔

secondly آپ نے جو constitutional office definition لکھی جن لوگوں کو آپ نے شامل کیا آپ نے آئینی عہدے بڑے اچھے شامل کئے لیکن شاید آخر میں جا کر آپ نے جو Chairman Joint Chief of Staff Committee, Chief of Army Staff, Chief of Naval Staff, Air staff میں نہیں سمجھتا کہ یہاں اس definition میں ان designations کو add کیا جانا چاہئے تھا کیوں کہ یہ constitutional offices نہیں ہیں اور اگر ان کو آپ add کر رہے ہیں تو ایک آئی جی پنجاب کو بھی add کر لیجئے، ایک کانسٹیبل کو بھی add کر دیجئے۔ اس ہاؤس میں بہت سارے government servants ہیں ان کے بھی rights ہیں وہ بھی گورنمنٹ کے لئے کام کرتے ہیں ان کو بھی add کر دیجئے۔

جناب سپیکر! یہ نام، یہ designations اس سے نکالے جانے چاہئے، صرف constitutional offices کی آپ بات کر رہے ہیں آپ کریں ٹھیک ہے۔ آپ سپیکر کے designation کو add کریں، آپ President کو کریں۔ آپ Governors کو کریں۔ لیکن یہ جو آپ نے special نام add کئے ہیں۔ special designation یا offices add کئے ہیں ان کو یہاں سے eliminate ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں میری بات اتنی اہم نہیں ہے کہ آپ توجہ دے سکیں۔ میں آپ کا wait کر لیتا ہوں۔ چونکہ آپ کی توجہ ادھر نہیں تھی میں ایک آخری بات repeat کر دیتا ہوں۔ کہ میرے opinion کے مطابق یہ جو designations آپ نے add کئے ہیں یہ constitutional offices کی definition میں سے ان کو remove کیا جانا چاہئے یہ کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے کہ government servants کو آپ exemption دے رہے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے وہ بھی گورنمنٹ servants ہیں جیسے یہ سارے government servants یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، جیسے پنجاب پولیس میں بیٹھے ہوئے ہیں، جیسے پوسٹ آفس میں

بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اس سے نکالا جانا چاہئے۔Secondly اس میں ایک section وہ ہے جو کہتا ہے کہ 180days میں اس کو decide کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! جن لوگوں کو آپ protection دینا چاہ رہے ہیں جن کے نام آپ نے mention کئے ہیں آپ چاہتے ہیں 180 دن میں اُن کی توہین کا معاملہ نمٹا دیا جائے۔ کیا ان کا تقدس اور ان کی عزت خدانخواستہ رسول پاک ﷺ یا قرآن پاک سے بھی زیادہ ہے، توہین رسالت یا توہین قرآن بل میں یہ ٹائم کی limitation نہیں ہے it goes as a regular case اس میں آپ 180 days میں اُس کو نمٹانے کی بات کر رہے ہیں تو کیا ان ہستیوں کا تقدس خدانخواستہ نبی آخر زماں رسول پاک ﷺ سے زیادہ ہے یا قرآن پاک کی توہین سے زیادہ اہم معاملہ ہے؟ اس کو چینج کیا جانا چاہئے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اس میں کمیٹی بنائی جائے اور اُس میں بیٹھ کر ہم یہ ساری باتیں discuss کریں بجائے اس کہ ہم یہاں شور شرابہ کریں ہلا گلہ کریں۔ ہم reasonably sensibly, بیٹھ کر بات کریں۔ ہم ان چیزوں کو decide کریں، چینج کریں۔ پھر آپ implement کرنا چاہتے ہیں کریں۔ میں اور بہت سارے 50 points پر بات کر سکتا ہوں لیکن جیسا کہ آپ نے کہا کہ there should be no repetition and everybody must not discuss every point تو میں صرف ان تین points کے ساتھ ہی آپ سے اجازت چاہوں گا kindly اس کو consider کیا جائے اس کو دوبارہ کمیٹی کے سامنے رکھا جائے پھر آپ Advocate General کیا Attorney General کو بلا لیں، جس کو مرضی بلا لیں ہم بیٹھ کر بات کریں گے ان شاء اللہ اپنا پوائنٹ ہم explain کرنا جانتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آپ بھی اس ہی amendment پر بات کرنا چاہ رہے ہیں آپ کا نام آگے بھی ہے۔

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! میں اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: Let me put this for vote now آپ اگلی پر بات کر لیں اب repetition ہو گی all has been covered جی، please کریں بات۔

جناب مشتاق احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! Thank you very much for giving me the floor آپ تھوڑا بہت مجھے جانتے ہیں کہ میں law expert تو نہیں ہوں۔ میں نے یہ جو ایکٹ ہے اس کو پڑھنے کی کوشش کی ہے، سمجھنے کی کوشش کی ہے اور اس کو digest کرنے کی کوشش کی ہے۔ میرا background چونکہ military سے ہے تو میں جوں جوں اس ایکٹ کو پڑھتا جا رہا تھا اب میں اس کے legal aspects ہیں جو constitutionalism ہیں میں شاید اُس پر اتنی بات نہ کر سکوں۔ میں اس میں سے جو بنیادی چیزیں decipher کر سکا ہوں وہ شاید ہاؤس کی دوسری سائیڈ والوں کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ کس trap میں اپنے آپ کو پھنسا رہے ہیں۔ مجھے اس بل کے اندر جو مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو mindset ہے، جو spirit ہے میں تھوڑی سی اُس پر بات کروں گا پھر اس پر جو آپ نے فیصلہ کرنا ہے وہ کر لیں۔ یہاں پر الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ یہ summary disposal ہو گا، یہاں پر یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ جج صاحب اپنی ڈگری کو ثبت کرنے کے لئے law enforcement agencies کو بلائیں گے پنجاب پولیس کا specially ذکر کیا گیا ہے۔ کیا یہ پولیس law enforcement agencies کی definition میں نہیں آتی ہے۔ تو میں دوبارہ گزارش کروں گا کہ I am not a legal or a constitutional expert لیکن شاید میں پہلی مرتبہ یہ دیکھ رہا ہوں کہ جو constitutional appointments ہیں، جیسا کہ صدر پاکستان، پرائم منسٹر، سپیکر نیشنل اسمبلی یا دوسرے عہدیداران ہیں، اگر میں غلط ہوں تو مجھے rebuttal دیں میں apology extend کر دوں گا کہ سروسز چیف کو آج یہ ہاؤس آئینی عہدہ دے رہا ہے، اس بات کو کل کلاں کو بھولنا نہیں ہے، آج آپ خود ان کو یہاں بیٹھ کر آئینی عہدوں میں شامل کروا رہے ہیں مجھے نہیں پتا کہ what is the definition of the constitutional appointment holder لیکن جتنا میں سمجھ سکا ہوں آج یہ اس میں amend کیا جا رہا ہے۔ یہاں پر میں ایک دو اور باتیں عرض کرنا چاہوں گا یہاں پر بار بار claim کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اگر میں claimant ہوں اور میں ایک چیز claim کر رہا ہوں تو میں آپ کو ان کا mindset بتانے کی کوشش کر رہا ہوں، I am the claimant اور آگے یہ کہہ دیتے ہیں کہ claimant is not bound to establish کہ اس کی اپنی integrity اس کی اپنی عزت کیا ہے، یہاں پر اس حوالے سے لفظ لکھے ہوئے ہیں، یہ میں شاید پہلی مرتبہ کسی قانون

میں دیکھ رہا ہوں تو اس کی کیا ضرورت پیش آئی ہے تو ان کا mindset بتاتا ہے کہ اس میں عزت وغیرہ کا کوئی concept نہیں ہے تو ان چند documents کو پڑھ کر جو مجھے جو سمجھ آئی ہے وہ یہ ہے کہ claimant نے صرف application دینی ہے اور اس میں اس نے کچھ بھی proof نہیں کرنا ہے، پوری دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ میں complainant ہوں تو اس نے اس حوالے سے کچھ proof بھی کرنا ہوتا ہے، The burden to prove lies totally and totally on the defendant تو مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے کہ یہ mindset اتنی تیزی سے کیوں کام کر رہا ہے تو اس کو ہمیں off set کرنے کی ضرورت ہے؟ میری آپ سے پھر request ہے لیکن مجھے نہیں پتا کہ constitutional violation کہاں پر کی گئی ہے یا نہیں کی گئی تو اس حوالے سے رانا آفتاب صاحب یا دوسرے لوگ بات کر سکتے ہیں، یہ جس mindset کے ساتھ چل رہے ہیں یہ ہمیں گہری کھائی میں لے جائے گا۔ یہاں پر ہمارے محترم اپوزیشن لیڈر صاحب نے بات کی تھی جہاں جہاں پر executive کے پاس اتھارٹی آئی ہے the appointment of the election tribunal تو ہم آج تک کتنے election tribunal بنا چکے ہیں، میرے خیال میں پنجاب میں سب سے زیادہ ہیں لیکن اس وقت تک آج کتنے دن گزر چکے ہیں صرف ایک election tribunal بنایا ہے، میری صرف یہ request ہے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ سول سوسائٹی میں اور عام آدمی میں unrest ہے bulk of the people جنہوں نے یہ بل پڑھا ہی نہیں ہے اور وہ اس کی spirit کو بھی نہیں جانتے، وہ زیادہ ڈیسک بجائے جا رہے ہیں آپ سے میری دوبارہ درخواست ہو گی اس بل کو واپس select committee میں بھیجا جائے اور اس پر بہتر input لانے کی کوشش کریں۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That the Punjab Defamation Bill 2024, as recommended by Special Committee No. 01, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 17th July 2024:

1. Mr Ahmad Khan
2. Mr Aftab Ahmad Khan
3. Mr Shahbaz Ahmad
4. Mr Javed Niaz Manj
5. Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi
6. Mr Asad Mehmood
7. Mr Abdul Razzaq Khan
8. Ms Ashifa Riaz
9. Sardar Mohammad Ali Khan
10. Qazi Ahmed Akbar
11. Mr Junaid Afzal Sahi
12. Mr Ali Asif
13. Hafiz Farhat Abbas
14. Mr Hassan Zaka
15. Mr Ahmer Bhatti

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That the Punjab Defamation Bill 2024, as recommended by Special Committee No.01, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan,

Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr

Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! I move:

> "That in clause 3 of the Bill, for the words "without proof", the words "with proof", be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 3 of the Bill, for the words "without proof", the words "with proof", be substituted."

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن:جناب سپیکر! I oppose. میں اس پر تھوڑی سی بات بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ ابھی سب میرے معزز ممبران نے اس بل پر بات کی ہے۔ دیکھیں کہ ایک بل پر کلاز بائی کلاز بات کی جاتی ہے لیکن میرے دوستوں نے تقریباً تمام clauses پر سب نے باتیں کر لیں ہیں تو میرا نہیں خیال کہ آپ ان کو دوبارہ بات کرنے دیں کیونکہ اگر آپ ان کو دوبارہ ٹائم دیں گے تو repetition ہو گی، آپ نے بھی دیکھا ہے کہ یہ کلاز (3) پر بھی بات کر چکے ہیں، کلاز (12) پر بھی بات کر چکے ہیں اور انہوں نے جن جن clauses پر amendments دی ہیں اُن پر اِن سب نے بات کر لی ہے، یہ کوئی طریق کار نہیں ہوتا تو آپ مہربانی ان کو اس حوالے سے کوئی کورس کروادیں۔ آپ کی مہربانی ہو گی آپ ان کو بتائیں کہ اسمبلی چلانے کا کیا طریق کار ہے، یہاں بل کی amendments پر بات ہو رہی ہے اور میرے زیادہ تر معزز ساتھی جو کہ پہلی مرتبہ اسمبلی میں آئے ہیں، وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ پی ٹی آئی کی شاید کوئی پبلک میٹنگ ہو رہی ہے اور وہاں پر انہوں نے اپنی تقریر فرمانی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے پاس اتنا فالتو ٹائم نہیں ہے اگر انہوں نے بات کرنی ہے تو یہ بل پر بات کریں اور پلیز میں ان سے کہوں گا کہ ججز کی appointment کا طریق کار دیکھ لیں کیونکہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم شاید اپنا کوئی جج لے کر آئیں گے اور لا کر وہاں بٹھا دیں گے تو ہمیں judges نے ہی تین judges کا پینل دینا ہے اور اس میں سے ہم نے ایک judge select کرنا ہے، ہماری حکومت کا ایک اختیار ہے تو ہم اپنا اختیار کیوں چھوڑ دیں؟ جج تو انہوں نے ہی دینے ہیں ہم نے اپنے مسلم لیگ نون کے کسی شخص کو تو وہاں پر جج تو نہیں لگا دینا یہاں پر تو ایسے باتیں کی جا رہی ہیں کہ جیسے ہم نے وہاں مسلم لیگ نون کا کوئی جج بنا دینا ہے۔I oppose this amendment اور میں آپ سے کہوں گا کہ اب آپ بل کو کلاز بائی کلاز پڑھیں اور اس پر آپ ہاؤس سے ووٹنگ کروالیں کیونکہ ان سب نے بات کر لی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Are we going against the rules of procedure? This is the right of every member to move an amendment ہم نے تو کبھی اعتراض نہیں کیا کہ منسٹر صاحب کو کام بھی نہیں آتا لیکن ان کو 11 محکمے دے دیئے گئے ہیں یہ repetition ہوتی ہے ہم نے کبھی نہیں یہ کہا and he is always very lethargic on that, we don't want to go into details ہم amendments پر بات کر رہے ہیں تو یہ اس کا جواب دیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ ہمیں اپنی سیاسی تقاریر نہ سنائیں، ہم یہاں پر ان کی سیاسی تقاریر سننے کے لئے نہیں آئے۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان میں سے جو سابقہ اسمبلی میں بھی ممبر تھے، ان کو پتا ہے کہ پرویز الٰہی صاحب ہمارے کسی ممبر کو بولنے بھی نہیں دیتے تھے تو میرے منہ سے کوئی غلط لفظ نکلنے لگا تھا آپ نے ان کی ابھی اتنی فضول باتیں سنی ہیں جو یہ political speech کر رہے ہیں، amendments پر اس طرح کی باتیں نہیں ہوتی؟ آپ اور میں بھی پچھلے 20 سے 25 سال سے اس ہاؤس کے ممبر ہیں، ایسے تو کوئی بھی بل پر بات نہیں کرتا جس طرح بل کی amendments پر یہ باتیں کر رہے ہیں یہ کوئی طریق کار نہیں ہے آپ ان کو کوئی کورس کروائیں اور ان کو بتائیں کہ اسمبلی کا decorum کیا ہوتا ہے، ان کو بتائیں کہ اسمبلی

کےmanners کیاہیں اور ان کو بتائیں کہ اس معزز ایوان میں کھڑے ہو کر کس طرح سے بات کرنی ہے ان کو اس چیز کا نہیں پتا اور یہ بالکل بھی اس چیز کا خیال نہیں کرتے ؟

جناب سپیکر: پلیز، آپ ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! Thank you very much I was done with while doing the job of Law Minister یہ تو آپ نے کرنی ہے، اب میں ان کو کیسے بار بار بات کرنے سے منع کر سکتا ہوں؟ ایک بات سنیں دیکھیں یہ جو legislation کا procedure ہے اس کو تو by book follow ہونا ہے اسی لئے میں نے اونچی آواز میں اس طرف بیٹھے ہوئے اپنے کچھ ممبرز میرے دوستوں کو بھی بات کرنے سے منع کر دیا ہے، میں نے ان کو درخواست کی ہے کہ آپ مہربانی کریں بیٹھ جائیں کیونکہ legislation میں ایسا نہیں ہوتا as long as کہ آپ نے اس کو oppose کیا ہے now Rana Sahib has his point of view یہ کہہ رہے ہیں کہ جن ممبرز نے move کیا ہے ان کا یہ right ہے کہ this is what they say once they have to stand and speak اس پر آپ بتادیں کہ اس ممبر کا کتنا right ہے؟ No cross talk.

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، بالکل ممبر کا بات کرنے کا right ہے لیکن clause by clause بات کی جاتی ہے۔ انہوں نے جتنی amendments دی ہیں اور انہوں نے میرے معزز اپوزیشن لیڈر سمیت جن جن ممبران نے بات کی ہے، انہوں نے تمام clauses پر ہر ایک نے بات کر لی ہے، اب یہ پھر وہی باتیں repeat کریں گے آپ چاہتے ہیں کہ سارا ہاؤس بیٹھ کر پھر وہی باتیں سنے تو ٹھیک ہے پھر جیسے آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب اور رائے صاحب! پلیز، آپ دونوں تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! آپ جو میری مرضی پوچھ رہے ہیں تو میری مرضی جمہوریت ہے اور میں وہ ہر صورت maintain کروں گا کیونکہ میری مرضی جمہوریت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور انہوں نے جو بات کی ہے تو انہوں نے بہت اچھا کیا ہے یہ گورنمنٹ کا role ہے کہ to stop it آپ نے کہنا اور بتانا ہے کہ انہوں نے جو بات کی ہے وہ irrelevant ہے اس کو روک دیں اب وہ بطور mover بات کر رہے ہیں۔ ایک سوال ضرور پیدا ہوتا ہے جس پر آپ بھی

خیال کریں، جس پر یہ بھی خیال کریں کہ legislative process میں آپ اپنی بات اس مجوزہ قانون پر جو آپ کی رائے بطور mover or amendment ہے اس پر precise رہیں تو ہاؤس کا وقت بچے گا اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے اور پہلی بات جو وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو دوبارہ Select Committee کی طرف بھیج دیں، یہ generic ہے اس پر میں نے ان کو بات کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع دے دیا ہے کیونکہ یہ generic ہے اس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ پورے کا پورا بل Select Committee کو بھیج دیں، اب آگے clause by clause ریڈنگ شروع ہو رہی ہے اور mover رانا آفتاب صاحب ہیں۔ انہوں نے move کیا ہے کہ without proof کو with proof سے substitute کر دیں تو let's hear him out کہ اس پر کیا کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ، سب سے پہلے I read out defamation actionable.

جناب سپیکر: رانا شہباز صاحب ! can you approach the chair please? جی رانا صاحب! آپ شروع کریں۔

MR AFTAB AHMAD KHAN: Subject to the provisions of this Act and any other law for the time being in force, defamation shall be a civil wrong and the person defamed may initiate an action under this Act without proof of actual damage or loss and, where defamation is proved, General Damages shall be presumed to have been suffered by the person defamed.

Mr Speaker! is there any law in the world that allows condemnation or action to be taken without any proof? For example, if I say the honorable Speaker is biased and not acting according to the rules of procedure, should I have to prove it

without proof? Can I say all these things? No. Because you know, you have to prove that you are acting according to the rules of procedure. So, this is basically a violation of the human rights that you alleged a person without having some proof against him. You don't have to prove it, he has to prove it.

ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے قانون شہادت کے حوالے سے فرمایا کہ ججز بنتے ہیں۔ یہ بھی اسی کی وجہ سے بنے ہیں The day this government is not there, he will not be there. گورنمنٹ کی مرضی سے بنتے ہیں اس لئے This is a fundamental right of every person to live and survive in the society. Any law which is contrary to the basic human rights اس معاملے میں what message are we giving to the society? Is this a Military trial or a summary trial? جس میں ہم نے guilty or not guilty نکال دیا ہے۔

I would draw your attention to Article 8 (2) which says: "The state shall not make any law which takes away or abridges the rights so conferred and any law made in contravention of this clause shall, to the extent of such contravention be void." So, what will be the capacity of such law which you are making in contravention of it?

I would draw your attention to Article 10A. **Right to Fair Trial:** For the determination of his civil rights and obligations or in any criminal charge against him a person shall be entitled to a fair trial and due process.I need your attention sir because you are acting as Law Minister also. Now, the point is what is a fair trial? Do you think Imran Khan had a fair trial? No.

آپ اس کی فوٹو نہیں دیکھ سکتے، آپ ان کے وکیل کو نہیں جانتے، اس کی evidence نہیں ہے، آپ بارہ بارہ گھنٹے لوگوں کو بٹھائے رکھتے ہیں۔ ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے یہاں فرمایا کہ تین مہینے میں کیس ہو رہا ہے۔ تین مہینے میں کیس کہاں ہو رہا ہے؟ میرے خیال میں آپ کا nicotine level گر گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ، میں fair trial کی بات کر رہا تھا۔ fair trial میں جب بھی کوئی چیز ہوتی ہے even the FIR آپ کہتے ہیں کہ یہ وجہ عناد تھی، یہ لوگوں نے دیکھا ہے، evidence ہوتی ہے اس میں آپ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں بلکہ آپ نے یہ without proof کرنا ہے۔ جب آپ کے پاس proof ہی نہیں ہے، قانون شہادت بھی applicable نہیں ہے، اس میں rights بھی infringe ہو رہے ہیں۔ We are not against any law of defamation آپ کے پاس already existing law تھا اور آپ existing law کو how can you change an existing law? آپ کہہ دیں گے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس آیا تھا اور ہم نے change کر دیا But you could have brought some certain amendments in it. Now, can you charge a person guilty without proof? This is now upon you میں نے سپیکر صاحب سے بھی کہا ہے کہ یہ آپ پر آ جائے گا this is a basic deviation from the fundamental rights also or spirit of law and law is basically a common sense ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے فرمایا ہے لیکن اصل law یہ نہیں ہوتا کہ آپ نے بنا دیا ہے the actual law is the implementation of law and then comes the adjudication of justice یہ کہتے ہیں کہ ادھر بڑا انصاف ہو رہا ہے، آپ ججز کی appointment ایگزیکٹو کو دے دیں گے تو یہ سسٹم تباہ ہو جائے گا۔ جب ایڈووکیٹ جنرل، اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل یا اٹارنی جنرل بنتے ہیں that is from certain law officers

یہ ان کی خوشامد کر کے بنتے ہیں۔i know a lot of people جن کو پتا بھی نہیں تھا وہ ججز بھی بن گئے تھے they used to be members with us and we don't say that مگر اصل issue یہ ہے کہ you should have proper proof when charging some person آپ کسی پولیس والے کو بھی کرتے ہیں تو you prepare a charge sheet that these are the allegations اور وہ prove کرتا ہے کہ نہیں ہیں۔ مگر آپ جو یہ law لا رہے ہیں what is the rationale in it? Does this cover the fundamental rights? No. Does this cover according to the rules of procedure? No. you have formed a committee جس نے نقصان کر دیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ without proof والا ختم کر کے with proof والا add کیا جائے تا کہ لوگوں کو انصاف مل سکے۔ آپ کل کو دیکھیں گے کہ یہاں سے خبر ملے گی، میڈیا والے اس کو کر جائیں گے۔ آپ کا ہر بندہ یوٹیوبر ہے وہ ایک خبر لگا دیتا ہے کہ رانا آفتاب نے یہ کہا تھا how will I prove کہ میں نہیں تھا? what evidence he has اس لئے this is a draconian law اس طرح کا law تو جنگل میں بھی نہیں ہوتا ادھر بھی کوئی قانون ہوتا ہے ,just to suppress us pressurize us and victimize us یہ جو sections لائے جا رہے ہیں which are against the spirit of justice لہٰذا میری یہ گزراش ہے کہ اس کو delete کر کے اس میں add کیا جائے with proof کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک احمد خان بھچر صاحب!

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! اب میں بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قریشی صاحب!

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! صحافی حضرات ایوان سے واک آؤٹ کر کے چلے گئے ہیں۔ کوئی کمیٹی بنا کر ان کے پاس بھیجیں اور انہیں واپس بلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شیر علی گورچانی، جناب بلال یٰسین، جناب عاشق کرمانی، جناب صہیب احمد، ذیشان رفیق صاحب آپ بھی جائیں آپ اچھا dialogue کر لیتے ہیں صحافی حضرات کے پاس جائیں اور انہیں واپس گیلری میں لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر سردار شیر علی گورچانی، جناب بلال یٰسین، سید محمد عاشق حسین شاہ، جناب صہیب احمد ملک اور جناب ذیشان رفیق صحافیوں سے بات کرنے کے لئے ایوان سے تشریف لے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ندیم قریشی صاحب! پلیز آپ بات کریں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! آپ کا یہاں کرسئ صدارت پر جلوہ افروز ہونا مجھے بڑا اچھا لگا۔ کم از کم مجھے اس بات کی گواہی اور ثبوت مل رہا ہے کہ جناب سپیکر ملک محمد احمد خان صاحب اس کالے قانون کی implementation سے بچنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! Clause-3 میں without proof damage اس پورے قانون کے مغز کی عکاسی کرتا ہے۔ وزیر پارلیمانی امور بار بار فرماتے ہیں کہ اپوزیشن کے اراکین کو کوئی کورس کروایا جائے۔ میں ان سے کہوں گا کہ پچھلے چالیس سال سے پاکستان کو لوٹنے کا جو کورس آپ نے کیا ہے اب آپ چاہتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی شخص بات بھی نہ کرے۔ آپ نے جو کورس کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کورس سے بچائے۔ میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج کا دن کم از کم پنجاب کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے۔ یہ ملک پاکستان چار صوبوں کی اکائیوں پر مشتمل ہے۔ یہ 25 کروڑ لوگوں کا ملک ہے اور صوبہ پنجاب نے ہمیشہ بڑے بھائی کا کردار ادا کیا ہے۔ صوبہ پنجاب نے پاکستان کو درپیش ہر challenge میں upfront آ کر اپنا کردار ادا کیا ہے۔ آج ہمارے لئے بڑی بد دلی، بڑی تکلیف اور بڑے افسوس کا دن ہے کہ ایک کالا قانون ہم سے پاس کروایا جا رہا ہے۔ اگر میں حکومتی benches پر بیٹھے ہوئے کسی دوست کا نام لوں اور کہوں کہ وہ مجھے کھڑے ہو کر بتا دیں کہ اس قانون میں کیا ہے اور وہ اس قانون کے بارے میں مجھے بتا دیں تو میں آپ سے معافی مانگ لوں گا۔ خُدا کے لئے اتنی جلد بازی نہ کریں۔ اب تو لوگوں کے گلے دبانے تک بات آ گئی ہے۔ وہ کسی نے کہا تھا کہ "مختار یا گل ودھ گئی اے" اگر بات اتنی ہی بڑھ گئی ہے تو بہتر ہے کہ اس ملک میں ایک ایسا قانون بنا دیں کہ ان ساری اسمبلیوں کو، ان سارے

اخبارات اور ان سارے Media Houses کو بند کر دیا جائے اور 25 کروڑ لوگوں کا گلا دبا دیا جائے تا کہ ان کا حق حکمرانی ہمیشہ قائم رہے۔ میں اس بات پر حیران ہوں کہ آپ پریس والوں اور پنجاب کی عوام سے یہ حق چھین رہے ہیں کہ وہ جائز تنقید بھی نہ کر سکیں۔ یہ بدنصیب قانون اور یہ black day ہمارے حصے میں آیا ہے کہ ہم چند لوگوں کی خواہشات پر اس قانون کو صوبہ پنجاب میں نافذ العمل کریں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر پارلیمانی امور سے کہوں گا کہ دن بدل جاتے ہیں۔ کل ہم حکومتی benches پر بیٹھے ہوئے تھے اور آج اپوزیشن میں ہیں۔ یہ دن پھر بدل جائیں گے۔ قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ ہے کہ "ہم لوگوں کے درمیان دنوں کو ادلتے بدلتے رہتے ہیں" اسی طرح کسی شاعر نے کہا تھا کہ:

جاہل کو اگر جہل کا انعام دیا جائے
اس حادثہ وقت کو کیا نام دیا جائے
میخانے کی توہین ہے رندوں کی ہتک ہے
کم ظرف کے ہاتھوں میں اگر جام دیا جائے

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اگر کمیٹی اس قانون کو پوری طرح discuss کر کے implement نہیں کرتی تو یہ سیاہی ہمارے نام آئے گی کہ without proof آپ کسی شخص سے ایک damage لے رہے ہیں، وہ اپنے damage کا تعین بھی نہیں کرتا اور یہ شاید دنیا کی کسی بھی اسمبلی میں بننے والا پہلا قانون ہو گا کہ without proof آپ کسی کو مجرم declare کریں گے۔ آپ قانون کے ذریعے رشوت اور لوگوں کی پگڑی اُچھالنے کا ایک ایسا راستہ کھول رہے ہیں اور ایک ایسا دروازہ open کر رہے ہیں کہ جس کی وجہ سے تاریخ ہمیں سیاہ ناموں سے یاد رکھے گی۔ میں اپنے حکومتی benches پر بیٹھنے والے دوستوں سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کالے قانون کو پاس نہ کریں۔ ٹھیک ہے کہ آپ اقتدار کے مزے لوٹ رہے ہیں لیکن یہ اقتدار بڑے عارضی ہوتے ہیں۔ یہ دن بہت جلدی بدل جاتے ہیں۔ خُدارا! آپ حکومت کے اس آمرانہ رویے کے خلاف اس ہاؤس کو تقویت دیں، اس کو توانائی اور طاقت دیں۔ اس قانون کو روکنے کے لئے ہمیں جو کچھ کرنا پڑا وہ ہم کریں گے۔

جناب سپیکر! میں عرض کر دوں کہ یہ قانون کورٹ میں challenge ہو جائے گا۔ آج میری بات لکھ لیں کہ یہ قانون عدالت میں challenge ہو گا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پنجاب کی یہ اسمبلی پنجاب کے لوگوں کی بہتری کے لئے کام کرتی، کسان کی گندم کے حوالے سے کوئی policy بناتی، بڑھتی ہوئی مہنگائی پر کوئی policy بناتی اور پنجاب کا جو infrastructure تباہ ہو چکا ہے اس بارے میں کوئی policy بناتی لیکن آپ کے حکمرانوں کے ذہنوں پر اپنے مخالف اس طرح سے سوار ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے بارے میں نہ کوئی media house بات کرے، نہ کوئی اینکر بات کرے اور نہ ہی کوئی صحافی ان کے خلاف لکھے۔ آپ جبر سے بہت زیادہ دیر تک اس سارے نظام کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ یہ نظام اس شخص کے گھٹنوں پر لیٹنے کے لئے تیار ہے جسے آپ نے اڈیالہ جیل میں بند کیا ہوا ہے۔ آپ اس کے سب دوستوں کو، اس کے سب چاہنے والوں کو پابند سلاسل کرنے کے بعد چاہتے ہیں کہ اب ان کی زبان بھی بند کر دی جائے اور وہ کوئی بات نہ کر سکیں۔ آپ اس ملک اور صوبے کے وسائل کے ساتھ جو مرضی کریں لیکن آپ کو کوئی روکنے اور پوچھنے والا نہ ہو۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ہمیں اس گناہ کا حصہ بننے سے بچائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب جناب رضی اللہ خان بات کریں گے۔

جناب رضی اللہ خان: جناب سپیکر! ایڈووکیٹ جنرل صاحب کے دلائل سُن کر تو میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ مجھے ان کی قابلیت پر واقعی یقین ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ same package کے ساتھ ان کو اگر حزب اختلاف کی طرف سے بولنے دیا جائے تو یہ اس سے بہتر دلائل دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! بات قانون کی نہیں بلکہ بات اس کے استعمال کی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ قانون ہماری جماعت PTI اور سنی اتحاد کونسل کو target کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ آپ عمران خان کی تصویر نشر نہیں کر سکتے اور عمران خان کا میڈیا پر نام نہیں لے سکتے۔ مجھے بتائیں کہ freedom of expression کدھر ہے؟ واحد سوشل میڈیا ہے کہ جہاں پر آپ dissenting voices سُن سکتے ہیں اور آج اس کالے قانون کے ذریعے اس کا گلا بھی گھونٹا جا رہا ہے۔ ایڈووکیٹ جنرل صاحب فرما رہے تھے کہ جناب اس قانون میں یہ یہ خوبیاں ہیں۔ مجھے بتائیں کہ آج ہماری پارٹی کی خواتین کس قانون کے تحت جیل میں بند ہیں؟ کیا یہ abuse of law نہیں

ہے اور کیا یہ abuse of power نہیں ہے؟ آج اگر ہم سب کو اس قانون سے کچھ خدشات ہیں تو وہ اس کے استعمال سے ہیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ freedom of expression کسی بھی معاشرے کی نشو و نما میں بہت اہم ہے۔ یہ وہ قانون ہے جو کہ freedom of expression کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اگر آپ نے freedom of expression کو اسی طریقے سے قید کیا اور اسی طریقے سے suppress کرنے کی کوشش کی تو آپ کا معاشرہ مزید decline کی طرف جائے گا۔ میں اپنے ساتھیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ پر مشکل حالات تھے تو کیا چار پانچ اینکرز کے ذریعے آپ لوگوں نے عدالتوں سے relief لینے کی کوشش نہیں کی تھی کہ میاں صاحب کو دکھایا جائے اور ان کے بیانات کو دکھایا جائے؟ آج آپ دوبارہ اس سازش کا شکار بننے جا رہے ہیں۔ کل کو یہی قانون آپ پر لاگو ہو گا۔ آپ تو senior and experienced لوگ ہیں۔ آپ لوگوں نے کیا سیکھا ہے؟ کچھ بھی نہیں سیکھا۔ بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ freedom of expression اس وقت ہر معاشرے کی ضرورت ہے۔ اس سے ہماری ترقی اور increased democratic level جُڑا ہوا ہے اور اگر آپ نے اس کو suppress کرنے کی کوشش کی تو ہماری کوئی منزل نہیں ہے۔ بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اب حافظ فرحت عباس صاحب بات کریں گے۔

حافظ فرحت عباس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O اللھم رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي۔ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي۔ يَفْقَهُوا قَوْلِي O جناب سپیکر! آج جو bill پیش کیا گیا ہے میں اس پر اپنی بات کا آغاز ان اشعار سے کروں گا:

لگے گی آگ تو آئیں گے گھر کئی زد میں
یہاں پر صرف ہمارا مکان تھوڑی ہے
جو آج صاحب مسند ہیں کل نہیں ہوں گے
کرائے دار ہیں ذاتی مکان تھوڑی ہے

جناب سپیکر! ہم تو overall اس bill کے خلاف تھے۔ آپ نے ہماری پہلی amendment مسترد کر دی ہے کہ اس کو Select Committee میں نہیں بھیجنا۔ یہ آپ کی اور ہاؤس کی مرضی ہے اور ہم اس کا احترام کرتے ہیں مگر میں یہ کہہ دوں کہ جو مرضی اُٹھے جس پر مرضی الزام لگا دے اور اس کا جتنا abuse of law اس قانون کی وجہ سے ہو گا کہ لوگ without proof الزام لگا دیں گے۔ آپ نے اگر یہ قانون بنانا ہی ہے تو اس میں without کی بجائے with proof کر دیں۔ کوئی شخص درخواست دے تو وہ اس کا proof بھی دے کہ اُس کی کوئی توقیر ہوئی ہے۔ دُنیا میں کوئی بھی ہتکِ عزت کا دعویٰ کرتا ہے تو سب سے پہلے اُس کو یہ proof کرنا پڑتا ہے کہ اُس کی عزت ہے یعنی وہ معاشرے میں باعزت انسان ہے اور معاشرے میں اُس کا کیا مقام ہے۔ اس قانون میں آپ مجھے کہیں بتا دیں کہ ایسی کوئی چیز ہے جو مرضی چور یا ڈاکو اُٹھے اور کسی پر الزام لگا دے جیسے کوئی ایون فیلڈ کے apartment میں رہتا ہو اور آپ کہہ دیں کہ وہ ایون فیلڈ کے apartment میں رہ رہا ہے تو وہ کہہ دے کہ میرے پر الزام لگا دیا ہے وہ بے شک ایون فیلڈ کے apartment میں ہی رہتا ہو۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ لوگ جس عُجلت میں یہ قانون پاس کرنا چاہ رہے ہیں مگر ایک چیز یاد رکھیئے گا آج جو لوگ اس قانون کو پاس کرنے کے لئے یہاں ڈیسک اور تالیاں بجا رہے ہیں کل جب یہ لوگ اِس طرف بیٹھے ہوں گے تو یہ رو رہے ہوں گے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ وہ قانون بنائیں جس سے اس معاشرے کا کوئی بھلا ہو سکے، وہ قانون بنائیں جس سے اس معاشرے میں بہتری آ سکے۔ قانون اس لئے نہ بنائیں کہ آوازیں بند کر دی جائیں اور کوئی تعمیری تنقید کرنے والا بھی نہ بچے۔ جو بھی حکومت آتی ہے وہ اپنی مرضی کی پالیسی implement کرنے کے لئے PEMRA کے ذریعے سب manage کرتی ہے۔ آپ نے Law Enforcement Agencies کے ذریعے اینکرز اور میڈیا مالکان کو روکا تو اُس کا نتیجہ کیا نکلا کہ You Tubers پیدا ہو گئے۔ آپ یہ قانون بنا رہے ہیں اگر یہ قانون اتنا ہی ضروری ہے تو یہ قانون پورے پاکستان میں بنا دیں۔ آپ کے پاس پہلے ہی Cyber Crime Act ہے، آپ کے پاس PECA Act ہے، آپ کے پاس Defamation Ordinance 2002 ہے، PEMRA ہے اس کے بعد اگر آپ نے کوئی قانون بنانا تھا تو آپ موجودہ قوانین کے اندر amendments کرا سکتے تھے لیکن آپ اس قسم کا special قانون بنا کر جو کام کرنے جا

رہے ہیں یہ healthy activity نہیں ہو گی اور جب سول سوسائٹی اور اُس کے دانشوروں کو بولنے پر پابندی لگا دی جائے گی تو معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ میں اپنی بات کا اختتام انہیں اشعار پر کروں گا:

ملا ہے صاحبِ شمشیر کا پیام مجھے
قلم کی کھینچ کے رکھنی ہے اب لگام مجھے
کہا گیا ہے سچ وہ کہوں جو وہ بولیں
کہا گیا ہے رہنا ہے اب غلام مجھے
میں سوچ میں تھا کہ اقبال کی صدا آئی
خُودی کا سرِ نہا لا الہ الااللہ
سو میں نے صاحبِ شمشیر کو لکھ بھیجا
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الہ الا للہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہاں پر پھر تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا کہ ابھی رانا صاحب نے بھی کہا اور ہمارے دوسرے بھائی نے بھی بات کی۔ میں ان کو پہلی بات یہ بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے بل کی amendment پر بات کرتے ہوئے ہماری leadership کے بارے میں بات کی لیکن ہماری پارٹی کے تمام لوگ اور بشمول ہماری leadership تمام عدالتوں سے باعزت بری ہوئے ہیں۔ چوری یا دہشت گردی میں اگر اس وقت کوئی جیل میں ہے تو وہ ان کا بانی ہے۔ 190 ملین پاؤنڈ کی چوری ہم نے نہیں کی وہ عمران خان نیازی نے کی ہے۔ اربوں روپے کی گھڑی ہم نے چوری کر کے نہیں بیچی۔ انہوں نے توشہ خانہ کا کوئی زیور یا کوئی چیز نہیں چھوڑی اور ان کے دَور میں جو جو کچھ ہوتا رہا اُس کا ہمیں پتا ہے تو یہ ہمیں نہ سُنائیں۔ یہ یہاں پر ججز کی بات کرتے ہیں تو یہاں پر ایسے بھی چیف جسٹس تھے جو عمران خان نیازی کو دیکھ کر کہتے تھے .Good to see you اور پھر اُنہیں اس طرح relief دیا جاتا تھا جو پاکستان کی

تاریخ میں اس طرح کبھی نہیں ہوا کہ آپ کے اوپر جتنے کیس ہیں اُن میں بھی ضمانت اور جو بعد میں کیس ہوں گے اُن میں بھی ضمانت۔ یہاں پر بار بار یہ بات کر رہے ہیں ان کو law پڑھنا چاہئے، law میں ہے کہ جو بندہ کسی بھی constitutional post پر ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شدید shouting اور اس کے جواب میں وزیر پارلیمانی امور کی طرف سے بھی شدید shouting)

جناب سپیکر: Order in the House. Order in the House. شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا تھا کہ چوری میں یہ اندر ہیں اور الزام دوسروں پر لگاتے ہیں۔ یہ بل پر clause by clause بات کریں اگر یہ کوئی اور بات کریں گے تو ہم بھی ان کو جواب دیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! آپ اُٹھ کر چلے گئے تھے تو انہوں نے پھر ساری clauses, repeat کی ہیں۔ میں پھر یہ کہوں گا کہ آپ ان سے کہیں کہ بل کی clause پر to the point بات کی جاتی ہے۔ ہمیں یہاں پر آکر کوئی لیکچر نہ دیں یا ہمیں یہاں پر کوئی سیاسی تقریریں نہ سُنائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے چونکہ Defamation Ordinance 2002 میں بھی یہی الفاظ موجود ہیں۔ ترمیم بلاجواز ہے مسترد فرمائی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 3 of the Bill, for the words "without proof", the words "with proof", be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed, Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar,

Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

Mr Junaid Afzal Sahi: Mr Speaker! I move:

"That in clause 4 of the Bill, in para (a), before the word "broadcasted", the words "in his own opinion" be inserted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 4 of the Bill, in para (a), before the word "broadcasted", the words "in his own opinion" be inserted."

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! I oppose.

جناب جنید افضل ساہی: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر موصوف میرے بزرگ ہیں لیکن وہ تھوڑا سا غُصہ کر گئے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر آپ نے فرمایا تھا کہ ایک دفعہ جو رُکن بات کرے گا وہ اپنی بات complete کرے گا۔

جناب سپیکر: ساہی صاحب! آپ نے جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو بزرگ کہا ہے مجھے آپ کی اس بات پر اعتراض ہے۔ (قہقہے)

جناب جنید افضل ساہی: جناب سپیکر! اگر ہم تمام ترامیم کے اوپر بات نہیں کریں گے تو جیسے آپ نے فرمایا کہ کافی زیادہ ٹائم لگ جائے گا تو جو رُکن کھڑا ہو گا تو اپنی بات ایک ہی دفعہ conclude کرلے اس وجہ سے ہر رُکن اپنے حساب سے تھوڑی سی گزارشات کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! جس طریقے سے باقی دوستوں نے بات کی ہم کوشش کریں گے کہ repetition نہ ہو۔ اگر آپ definition کی Sub Clause (f) پڑھیں تو Article 70 کی violation ہے۔ Article 70 ہمیں bound کرتا ہے کہ National Assembly and Senate اس پر legislate کر سکتے ہیں۔ Federal Legislative List کے اندر جو officers fall کرتے ہیں وہ Constitution کے forth schedule کے اندر mentioned ہیں جس کے اندر Armed Officers جن میں Chief of Army Staff, Naval Chief, Joint Chief of Army Staff کے offices ہیں ان کے علاوہ President, Chairman Senate, Federal Legislative List کے اندر Speaker and Prime Minister کے offices اس کے اندر discuss کر لئے لیکن یہ تمام offices ہمارے ambit میں fall ہی نہیں کرتے تو ہم اس کے اوپر legislation کر ہی نہیں سکتے۔ حکومت کو چونکہ تھوڑی سی جلدی ہے ظاہر ہے ان کو اس قسم کا pressure ہے تو انہوں نے یہ بل فوری طور پر پاس کروا کر پاکستان تحریک انصاف کے workers اور ہم جیسے منتخب نمائندوں کو اندر کرنا ہے تو ان کے لئے ضروری ہے کہ بغیر پڑھے اور بغیر کچھ بتائے اس بل کو پاس کروایا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے اندر دوسری چیز جو یہاں پر میں نے point of order پر بھی raise کی تھی وہ چیز یہ تھی کہ آپ کے آرڈر پر کمیٹی کی میٹنگ کروائی گئی اُس کمیٹی کی میٹنگ کے اندر جو بھی چیزیں discuss ہوئی تھیں اُس کی رپورٹ جب ہاؤس کے اندر lay ہونی تھی جس کے بعد ہم نے اس بل پر بحث کرنی تھی اُس رپورٹ کے اندر minorities کا view, mention ہونا ضروری تھا۔ ہمارا ایک رُکن fortunately or unfortunately اُس دن میٹنگ کے اندر موجود تھا تو ہاؤس کے اندر جو رپورٹ lay کی گئی اُس رُکن کی contention, mention ہی نہیں کی گئی۔ ہمارے اُس رُکن نے میٹنگ میں کچھ تو بولا ہو گا چاہے ہمارے اُس رُکن نے غلط بولا ہو گا لیکن اگر انہوں نے وہ

amendment نہیں بھی ماننی تھی تو ہمارے رُکن کا point of view اس بل کی رپورٹ میں ہی لے آتے۔ اتنا تو تکلف کر لیتے کہ اسمبلی کی کارروائی کے لئے جو Rules of Procedure, adopt کئے جاتے ہیں اُن کا ہی خیال کر لیتے۔ آپ حکومت کی کارروائی دیکھ لیں جس طرح سے ہوائی جہاز کے اندر auto pilot کا ایک button ہوتا ہے آپ اُس button کو دبا دیں اور اُس کے بعد سکون سے بیٹھ جائیں وہ جہاز اپنے آپ ہی چلتا رہے گا اسی طریقے سے یہ سرکار بھی چل رہی ہے اور اب یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی بھی auto pilot button پر چلائی جائے۔

(اذانِ عشاء)

جناب سپیکر: جی، جنید افضل ساہی!

جناب جنید افضل ساہی: جناب سپیکر! proposed bill کے Section10(4) کو دیکھتے ہیں تو جو میں نے Article-70 کی violation کی بات کی ہے تو وہ یہاں پر بھی apply ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہم نے جو دوسری ترامیم پیش کی ہیں۔ اس میں سب سے بنیادی چیز جس پر پہلے بھی discussion ہوئی ہے کہ اگر گورنمنٹ کوئی بھی tribunal constitute کرے گی، کسی بھی جج کو یا کسی بھی شخص کو tribunal کے جج کے اختیارات دیئے جائیں گے تو یہ اختیارات جس طرح پہلے misuse ہوتے ہیں اسی طرح سے پھر ہوں گے۔ اگر through proper forum یعنی چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کے through یا جو بھی relevant High Court ہیں ان کے through کیا جائے تو تھوڑی سی بہتری آنے کی امید ہے۔ اسی میں ایک اور بڑی ضروری چیز جو discuss کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک طریق کار اس بل میں وضع کیا ہے کہ tribunal کا جج appoint کس طرح کیا جائے گا۔ اس میں انہوں نے time bound نہیں کیا۔ اگر چیف جسٹس صاحب ان کو نام بھیجتے ہیں یا چیف جسٹس صاحب کو یہ نام بھیجتے ہیں تو وہ کتنی دفعہ without consent واپس بھجوائے جا سکتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر گورنمنٹ نہ چاہے تو یہ tribunal نہیں بنے گا اور جس وقت انہیں بہتر لگے گا اس وقت وہی نام بھجوائے جائیں گے جو وہاں سے reject ہو کر آتے ہیں یا نام نہ بھجوائے

جائیں گے تو اس کے اندر وقت کی کوئی قد غن نہیں ہے۔ اگر اس کو شامل کر لیا جائے تو تھوڑی سی بہتری آنے کے chances ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح جو criteria بنایا گیا ہے۔ انہوں نے جس کی وجہ سے tribunal کے جج کی activities کو monitor کرنا ہے اور 18 ماہ کے بعد اس کی extension کا فیصلہ کیا جانا ہے۔ اس میں سب سے ضروری part یہ تھا that was integrity اس کو یہ آخر پر لے گئے ہیں۔ انہوں نے اس کے 25 marks or percentage فیصد رکھی ہے۔ ہم نے 50 فیصد کا propose کیا ہے کیونکہ اس سارے scenario کے اندر جہاں political victimization کا شکار ایک خاص جماعت پاکستان تحریک انصاف ہے۔ اس کے قائدین سے لے کر ورکرز تک سب زیر عتاب ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خصوصی طور پر یہ قانون بھی ہم پر شفقت کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ اس کے اندر جج کی یا tribunal head کی integrity in question ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو تو وہاں نہیں رہنا چاہئے۔ انہوں نے at least انصاف تو نہیں کرنا لیکن آپ لوگوں میں انصاف کی امید تو نہ توڑیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے اس میں ایک اور چیز شامل کی تھی۔ اس کے اندر ہم صرف یہ چاہ رہے تھے کہ اگر کوئی بھی بندہ claim کرتا ہے تو at least اس سے اُسی قسم کی باز پُرس ہونی چاہئے جس طرح سے ہم استغاثہ دائر کرتے ہیں۔ جج استغاثہ میں پہلے evidence collect کرتا ہے اور اس کے بعد دوسری پارٹی کو بلایا جاتا ہے۔ اگر ایک بندے کے خلاف آپ نے صرف اور صرف victimization card کھیلنا ہے تو آپ آرام سے جائیں گے اور اس کے خلاف درخواست دے دیں۔ وہ بے چارہ اپنے آپ کو defend کرتا پھرے گا۔ ہم لوگ آج تک 9۔ مئی کی واردات جو ڈالی گئی تھی اس کو بھگت رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم میں سے اکثریت ایسے ممبران کی ہے جن کو 9 مئی والے دن پنجاب حکومت اور پنجاب پولیس نے سپر مین کا کردار ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے ہمیں ایک دن میں سات سات اضلاع کے اندر 9 مئی کی وارداتوں کے اندر ملوث کیا ہے۔ آپ مجھے بتائیے کہ کیا یہ humanly possible ہے۔ اسی طریقے سے اس قانون کو بھی استعمال کیا جائے گا کہ جہاں ان کا دل کرے گا ایک دن میں کراچی بیٹھا ہوں یا کہیں اور بیٹھا ہوں گا۔ یہ یہاں بیٹھ کر صرف اور صرف مجھے malign کرنے کے لئے اور میرے عدالتوں کے چکر لگوانے کے لئے ایسا

کر رہے ہیں۔ اس کے اندر جو سب سے ضروری element ہے وہ بھی missing ہے کہ اگر کسی بندے نے غلط درخواست دی۔ میں اس کو غلط ثابت کرنے میں کامیاب ہو بھی جاؤں کہ میرے خلاف یہ درخواست غلط دی گئی تھی تو اس وقت وہاں پر penal consequences کیا ہوں گی۔ یہ سب سے اہم اور ضروری یہی چیز دیکھنے والی تھی۔ ان کو جلدی پڑی ہوئی ہے کہ کسی طرح سے اس قانون کو پاس کروا لیا جائے۔ خدارا ہوش کے ناخن لیں۔ اس کے اوپر تھوڑی سی deliberation کر لیں۔ ہم سزا تو بھگتنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم پاکستان تحریک انصاف میں ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہیں لیکن خدارا پورے پنجاب کے عوام پر یہ ظلم نہ کیا جائے at least بیٹھ کر اس پر تھوڑی سی deliberation کریں۔ اس پر سوچیں کہ کس طرح اس میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب انصر اقبال!

جناب محمد انصر اقبال: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ اپوزیشن کی طرف سے صرف ایک ہی بات کی جا رہی ہے کہ اس بل کو جلد بازی میں پاس نہ کیا جائے۔ اس بل کو Select Committee کے پاس بھیج دیا جائے۔ اس پر تھوڑا سا غور و خوض کر لیا جائے لیکن حکومتی بنچوں سے یہ feeling آ رہی ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید پاکستان تحریک انصاف کے خلاف ایک شکنجہ کسا جا رہا ہے۔ اس خوف کی وجہ سے یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس بل پر تھوڑا غور و خوض کر لیا جائے۔

جناب سپیکر! میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان تحریک انصاف کے لئے کسی قانون کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو جب چاہیں پکڑ لیں، جس وقت اور جب مرضی ہو پکڑ لیں اور جیل میں ڈال دیں۔ ہمیں اس چیز سے کوئی خوف نہیں کہ قانون بن رہا ہے۔ ہمارے لئے قانون کے بغیر بھی سارا کچھ ہو سکتا ہے۔ میں اپنے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کے لئے شاید شکنجہ ہو اس لئے آپ اس پر تھوڑا سا غور کر لیں۔ یہ بل Select Committee کے پاس چلا جائے گا اور دو چار یا پانچ دن کے بعد یہ دوبارہ ایوان میں پیش ہوتا ہے اس میں کوئی مضحکہ نہیں ہے اس بل نے پاس ہونا ہی ہے۔ ہمیں پتا ہے ہم جو تقریریں کرنے لگے ہوئے ہیں ہم اس بل کو روک نہیں سکتے یہ حکومتی

بل ہے اس نے پاس ہونا ہی ہے صرف اتنی درخواست ہے کہ اسے اس طرح جلدی میں نہ کیا جائے۔ دوسرا میں treasury benches کی جو کیفیت دیکھ رہا تھا اس پر مجھے چند اشعار کہنے ہیں اگر اجازت ہو تو:

یہ جو امیر اقتدار نظر آتے ہیں
یہ فارم 47 کے آثار نظر آتے ہیں
جو لگاتے تھے ووٹ کی عزت کا نعرہ
وہ لوگ جمہوریت کے غدار نظر آتے ہیں
جو ماہر جھوٹ کے کرتب پہ بجاتے ہیں تالیاں
یہ ایوان غلامی کے آثار نظر آتے ہیں
یہ جو بیٹھے ہیں امارات کا استخارہ
یہ لوگ ماضی کے لوہار نظر آتے ہیں
اور جو نہیں مانتے یہ ظلم کے ضابطے
یہ آزادی کے ذالفقار نظر آتے ہیں

جناب سپیکر: جی مہربانی تشریف رکھیں۔ جی جناب احسن رضا!

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم پہلے سے ہی over legislative ہو چکے ہیں تو اس بل کو جس طریقے سے اور جتنی جلدی سے پیش کیا جا رہا ہے تو میں کسی اور angle سے کوئی سوچ رہا تھا کہ ہمارے یہاں کچھ منسٹرز بیٹھے ہیں اگر میں یہ کہوں کہ ان کو tuition کی ضرورت ہے تو کیا یہ defamation مجھ پر لاگو ہو گا یا نہیں اور دوسرا مجھے الجھن سی ہو رہی تھی کہ اگر کوئی بلوچستان، سرحد یا سندھ سے کوئی شخص یہ کہہ دے کہ فلاں ٹبر چور ہے تو اس پر یہ ہتک عزت کا کوئی قانون لاگو ہو گا اس کا طریق کار کیا ہو گا وہ کیسے لاگو ہو گا۔ آج منسٹر صاحب بڑے غصے میں تھے اور بڑی غصے والی باتیں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ clause wise آپ اس پر بات کریں ۔ اگر آپ دیکھیں اس بل میں جو سب سے بڑا fault ہے وہ ججز کی appointment کا طریق کار کا ہے آپ حقیقت جانیں کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے آپ ایک تھانے کا

ایس ایچ او لگا دیں اور اس کو کہیں کہ یہ فلاں بندہ PTI کا ہے تو اس کو گرفتار کر لیں تو وہ بڑی شد و مد سے جائے گا اور جا کر ریڈ بھی کرے گا اور اس کو پکڑے گا بھی یہ ایسے ہی ہو گا اور یہ جو ہمارے حکومتی benches پر لوگ بیٹھے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں کہ ہم نے بڑا کام کیا ہے تو یہ کل کو ان کے گلے میں بھی پڑے گا یہ چیزیں ایسے نہیں رکیں گی آپ دیکھ لیں انٹرنیشنل سطح پر پہلے ہی ہم بڑے اس چیز پر بدنام ہیں اور ہمارے بہت اچھے اینکرز off air ہو چکے ہیں اور میڈیا پر جتنی already قدغنیں لگ چکی ہیں بہت سارے فورم ایسے ہیں جہاں پر آج یہ بات ہو رہی ہے کہ پاکستان کے اندر میڈیا آزاد نہیں ہے تو frustration کا ایک ماحول جو already موجود ہے ہم اس کو مزید create کر رہے ہیں کہ اب ہمارے بولنے پر بھی پابندی لگا رہے ہیں وہ ایسے ہی ہے کہ جیسے ہم اسمبلی کے اندر آ جائیں اور اشاروں کنایوں میں بات کریں تو بات کرنے والے کی کوئی لب کشائی بھی نہ کر سکے اور کسی پر کوئی تنقید بھی نہ کر سکے خواہ وہ positive ہو اس طرح کے کالے قانون کے لئے اتنی جلدی میں جس طرح سے آج یہ بل پاس ہو رہا ہے یہ ساڑھے 12 کروڑ عوام کے ساتھ ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ آپ دیکھیں تو یہ کہہ رہے ہیں کہ بار بار repeat نہ کریں منسٹر صاحب اٹھ کے چلے گئے ہیں یہ repeated اس لئے ہو رہا ہے کہ 2002 میں already اس پر قانون سازی ہو چکی ہے اس کی 16 شقیں ہیں ان 16 شقوں میں ہتک عزت پر تمام کا احاطہ کیا گیا ہے اور اس میں 2012 اور 2016 میں amendment بھی آئی ہے۔ اس کی مزید کوئی ضرورت نہیں ہے اس بل کو واپس کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور جو طریق کار ججز کی تعیناتی پر ہو رہا ہے یہ انتہائی مضحکہ خیز ہے اس طرح کی حرکتیں ہمیں زیب نہیں دیتی اور جس طریقے سے یہ کمیٹی جو constitute ہوئی اور اس کے اندر جو ہمارے ممبران تھے چاہئے تو یہ تھا کہ ہمارا 45/55 کے حساب سے ہمارا حصہ ہوتا لیکن یہ ہمارے دو تین ممبر جو ڈالے گئے تھے ان کو بھی بولنے کی اجازت نہیں تھی اور ان سے کوئی رائے نہیں لی گئی اگر رائے انہوں نے دی بھی ہے تو اس کو consider ہی نہیں کیا گیا تو اس طرح کی چیزیں کر کے ہم اپنے آپ کو مضحکہ خیز بنا رہے ہیں اس ہاؤس کے تقدس کو ہم پامال کر رہے ہیں آپ اس طرح کی چیزیں نہ کریں یہ ہمارے ملک کے لئے ہمارے صوبے کی عوام کے لئے بہتر نہیں ہو گا۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سے سوشل میڈیا اور میڈیا کے اوپر ان چیزوں کو روک لیں گے تو آپ جتنی مرضی کوشش کر لیں آپ اس چیز کو بالکل نہیں

روک سکتے یہ چیزیں ایسے ہی چلیں گی اور ہم اپنی آواز اٹھاتے رہیں گے آپ جس طرح کی مرضی قدغنیں لگالیں آپ جس طرح کی مرضی پابندیاں لگالیں آپ جس طرح کی مرضی FIR دے لیں یہ چیزیں رکنے والی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، جناب محمد تنویر اسلم!

جناب محمد تنویر اسلم: جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایاک نعبد وایاک نستعین۔ میں کافی دیر سے discussion سن رہا تھا جتنی میری سمجھ میں آئی ہے کہ آپ سارے لوگ بل کی مخالفت اور اس کی حمایت میں بات کر رہے ہیں لیکن مجھے جو چیز سمجھ آئی ہے کہ اپوزیشن side پر اور specially گورنمنٹ side پر آپ کو نہیں پتا کہ اس بل کا مقصد کیا ہے ہم اس کو کیوں move کر رہے ہیں ہم اس کو کیوں پاس کر رہے ہیں لیکن میرے خیال میں اس سے ایک پوری industry جس کو digital industry کہتے ہیں IT industry وہ اس سے disturb ہو گی پوری دنیا جو ہے وہ digitalization کی طرف جا رہی ہے 5G دنیا میں بہت سارے ملکوں میں launch کیا ہے اور پاکستان میں ابھی تک ہم 4G کے اوپر کام کر رہے ہیں 5G ہم afford نہیں کر سکتے لیکن یہ جو digital industry ہے اس کے اوپر پاکستان کی youth کی بہت بڑی percentage اس پر کام کر رہی ہے اور millions of dollars وہ اس industry سے پاکستان میں آتے ہیں ویسے ہی پاکستان کا جو source of income کسی بھی industry سے نہیں آ رہا as for as we are an agricultural country اور agriculture کی جو situation ہے وہ آپ کے سامنے ہے لیکن اگر آپ اس digital industry کا بھی گلا گھونٹ دیں گے جس پر بہت ساری youth کام کر رہی ہے اور یہ واحد private sector ہے جس کے اوپر گورنمنٹ کی کوئی investment نہیں ہے، کوئی involvement نہیں ہے یہ اپنے own پر youth اور بہت سارے foreign clients اور foreign companies ہمارے ساتھ کام کر رہی ہیں وہ اپنا بزنس ہمیں outsource کرتی ہیں لیکن ہم ایک بل کی اڑ میں یا صرف

accountability سے بچنے کے لئے اس industry کو بہت بڑا loss دینے والے ہیں اور ایک اور سمجھنے والی چیز ہے کہ گورنمنٹ ایسا کون سا کام کر رہی ہے یا ادارے ایسا کون سا کام کر رہے ہیں کہ ان کو accountability سے ڈر لگ رہا ہے اور وہ سوشل میڈیا کو اور اس digital industry کو بند کرنا چاہتے ہیں باقی ساری دنیا اس industry کو promote کرتی ہے امریکہ، انگلینڈ یا بہت سارے ایسے ملک جو ترقی یافتہ ملک ہیں جو بہت بڑے level پر پوری دنیا کو deal کرتے ہیں وہ اپنے ان platforms اور اپنی companies پر پابندی نہیں لگاتے بلکہ freedom of expression اور لوگوں کو ان کے حقوق دیتے ہیں کہ وہ کُھل کر اِس چیز کا اظہار کریں۔ Accountability اس time digitalization ہے اور سب سے important چیز کہ ہمارے پڑوسی ممالک میں I.T اور digital industries کو out source کیا گیا جس سے وہ millions of Dollars کماتے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ اِس industry کو بند کر کے کس کو بچانا چاہ رہے ہیں اور کس کو چُھپانا چاہ رہے ہیں کیونکہ اِس سے 70٪ of youth جو اِس industry کے اُوپر کام کرتی ہے وہ اِس سے متاثر ہو گی۔ پہلے ہی ملک میں jobs نہیں ہیں اور پہلے ہی ملک میں کام نہیں ہیں تو جو لوگ اپنے own پر اِس پر کام کر رہے ہیں خدارا! آپ اِن کا گلہ نہ گھونٹیں اور اِن کے source of income and source of survival کو بند نہ کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا شہباز احمد صاحب!

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ جب یہ بل آیا تو آپ اگلے دن چھٹی پر تھے اور ڈپٹی سپیکر صاحب اجلاس Chair کر رہے تھے تو میں نے انہیں گزارش کی تھی کہ آپ نے جو کمیٹی بنائی ہے جس میں تین نام ہمارے اپوزیشن ممبران کے ڈالے ہیں تو ہمارا حصہ تو اِس میں سات لوگ بنتے تھے۔ ڈالے گئے تین ممبران میں سے ایک تین ماہ سے موجود نہیں ہیں، ایک کی دہشت گردی کی عدالتوں میں پیشیاں تھیں اور ایک ممبر کو ایک دن بلایا ہے تو میں نے انہیں کہا تھا کہ اتنی جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اِس کمیٹی کا دوبارہ اجلاس بلا لیں تو اُنہوں نے کہا کہ آج سپیکر صاحب نہیں ہیں۔ ویسے ہم تو اِس Chair کو ہی سپیکر سمجھتے ہیں جو اِس Chair پر بیٹھا ہو لیکن اتنی جلد بازی میں کیونکہ یہ اپوزیشن سے جو نام لینے ہوتے ہیں بالکل استحقاق آپ کا ہے مگر نام اپوزیشن لیڈر سے

جو لینے ہوتے ہیں وہ نہیں لئے کیونکہ اپوزیشن لیڈر کو پتا ہے کہ ہماری قانونی ٹیم کون سی ہے اور کس کو ہم نے کمیٹی میں شامل کرنا ہے۔ اگر آپ دل کے ڈاکٹر کو کہیں گے کہ وہ قانون بنادے تو وہ نہیں بنا سکے گا۔ اگر آپ کسی قانون دان کو کہہ دیں کہ وہ آپریشن کر دے تو وہ آپریشن نہیں کر سکے گا۔ یہ مختلف jobs ہیں تو ہم نے لوگ دینے تھے لیکن ہمارے لوگوں کے نام شامل نہیں کئے گئے۔ ایک ہمارا اعتراض یہ تھا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ کہ ابھی یہ قانون بن ہی رہا ہے تو تھانوں میں لسٹیں بننی شروع ہو گئی ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ آج کل تمام صحافی اور چینل digital media پر جا رہے ہیں اور یہ ایک بہت بڑی انڈسٹری بن گئی ہے۔ اگر کوئی کسی جگہ پر بھی بیٹھا ہے، ملک میں بیٹھا ہے تو وہ digital media کے ذریعے اپنی آواز آگے تک پہنچاتا ہے جس سے اُسے کافی earning ہو جاتی ہے تو ہم اِس پر پابندیاں لگانے کے لئے کس طرف جا رہے ہیں۔ دیکھیں ایک ملک میں دو قانون نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ قانون بنا رہے ہیں تو اس حوالے سے سائبر کرائم ایف آئی اے میں ہے تو کیا ہم صرف پنجاب میں یہ case چلائیں گے؟ اگر کوئی کراچی میں بیٹھ کر بات کرتا ہے یا کوئٹہ میں کرتا ہے تو یہاں ان کے خلاف ایف آئی آرز درج ہوں گی تو اس پر ہمارے بڑے تحفظات ہیں۔ ہمارے پارلیمانی امور کے وزیر نے بڑے غصے میں آکر فرمایا کہ یہاں پر justices, good to see you کہتے ہیں لیکن یہاں پر آپ نے دیکھا کہ جو جسٹس یہاں رہے اُنہیں بعد میں صدرِ پاکستان بنایا گیا، اُن کے پوتے کو وفاق میں وزیر اطلاعات لگایا گیا ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو یہاں پر کئی ایک ایسی مثالیں ملتی ہیں لیکن اب اگر ٹربیونلز بھی اُن کی مرضی اور اُن سے پوچھ کر لگیں گے تو یہ وہی ٹربیونل ہوں گے جو بعد میں جسٹس بنیں گے اور اُس کے بعد پھر صدرِ پاکستان بنیں گے کیونکہ یہ پوری فیملی ایسے آجاتی ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ ٹربیونلز بھی چیف جسٹس صاحب کو بنانے چاہئیں، ٹی وی چینلز مالکان اور صحافی بھائیوں کے خلاف ہم کالا قانون بنانے جا رہے ہیں تو اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے اور اس کو واپس لینا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، تشکل عباس صاحب!

جناب تشکل عباس وڑائچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو بل پیش ہوا ہے اِس پر میں کوئی تقریر وغیرہ نہیں کروں گا بلکہ دو چار چھوٹی چھوٹی باتیں کروں گا جو کہ شاید حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے ممبران کی سمجھ میں آجائیں۔ اِس بل کا سیکشن 1 کہتا ہے کہ it shall extend to whole of the Punjab میری گزارش یہ ہے کہ it is a Federal subject یہ پنجاب کے اندر اگر ہم لاگو کریں گے تو Constitution کا آرٹیکل 25 کہتا ہے کہ all citizen are equal before law and are entitled to equal protection of law اگر یہ ایک شخص جو کہ پنجاب سے باہر بیٹھا ہوا ہے وہ کوئی ایسی چیز کرتا ہے تو کیا یہ پنجاب کا law اِس پر implement ہو گا۔ اگر تو یہ اُس پر implement ہی نہیں ہو گا تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ کل اِس کے 10 ہزار چور دروازے بنیں گے۔ اگر آپ میڈیا کی حد تک بھی اِس پر implement کرنا چاہتے ہیں تو already میڈیا ہاؤسز اپنے head offices کوئی دوبئی میں لے کر بیٹھا ہوا ہے اور کوئی UK میں لے کر بیٹھا ہوا ہے۔ اگر ہم اِس کو اِس طرح سے دیکھیں تو پھر اِس کی زد میں کون آئے گا؟ اِس کی زد میں صرف اور صرف کم پڑھے لکھے، عام اور معصوم لوگ آئیں گے جنہیں یہ پتا ہی نہیں ہو گا کہ اُنہوں نے کوئی civil wrong بھی کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے اٹارنی جنرل صاحب نے کہا کہ ہمیں وہ judicial powers واپس لینی چاہئیں اور اپنے ہاتھ میں لینی چاہئیں تو میری request یہ ہے کہ ہمارا Constitution جو ہے وہ segregation of powers پر یقین کرتا ہے اور ہمیں کہتا ہے کہ سٹیٹ کے three pillars میں Executive, Legislature and Judiciary ہیں اور ہم ایک دوسرے کی powers میں intervene نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کی powers میں نہیں گھسیں گے۔ میری request اور میرا سوال حکومت سے یہ ہے کہ اگر کوئی malafide نہیں ہے اور نیت میں کوئی فتور نہیں ہے تو why not کہ کوئی ایک جج already اِس کی appointment کا طریقہ موجود ہے۔ ہائی کورٹ میں Judges already appoint ہوتے ہیں تو اِنہی میں سے کوئی جج کیوں نہیں اِس ٹربیونل کا حصہ بن جاتا یا کیوں نہیں اُسے allow کر دیا جاتا ایک ٹربیونل so that کہ وہ اُسے try کر لے اور اُسے دیکھ لے۔

جناب سپیکر! اِس میں میری طرف سے دو تین مزید چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں کہ میں اِس بل کی damages کے متعلق سمجھتا ہوں کہ وہ بڑے unfair رکھے گئے ہیں کہ آپ preliminary decree کے اُوپر کہتے ہیں کہ تین ملین روپے کی decree ہو گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی عام آدمی یا کوئی کم پڑھا لکھا بندہ اگر اِس کے اوپر اِس قسم کا کوئی case ہو تو کیا وہ afford کرے گا کہ وہ ایک legal council یا وہ خود سے اِس کو defend کر پائے؟ اگر وہ بے چارہ اِس قابل نہیں ہے تو پھر یہ ایک پنڈورہ باکس کھلے گا اور ہر روز ہر شخص ایک blackmailing کا tool بھی بنے گا۔ ہر شخص کہے گا کہ میری defamation ہو گئی اور میری ہتک عزت ہو گئی۔ اِس طرح تو ہم اِس کو broader prospective میں دیکھیں تو یہ بڑے مسائل کی جڑ بن جائے گا۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ اِس بل کے کوئی technical aspects بھی ہیں کہ آنے والا دور AI (Artificial Information) کا دور ہے کیونکہ انٹرنیٹ کا دور ہے اور لوگ اِسے بہت different طریقوں سے دیکھتے ہیں۔ اِس میں بالخصوص سوشل میڈیا کے حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اِس کو اِس طرح سے دیکھیں کہ یہ without proof جو یہ کہتے ہیں کہ کوئی بھی بندہ الزام لگا دے، without any thing آج کل تو ہر چیز fabricate کر کے بھی آگے رکھ دی جاتی ہے اور آپ یہ کہیں کہ یار تم نے proof کرنا ہے کہ تم نے یہ کیا یا نہیں کیا تو وہ کیسے کرے گا؟ یہ ایک عجیب سا dilemma ہو جائے گا تو اِس میں ہماری جتنی بھی ترامیم ہیں وہ بڑی well thought ہیں تو میری request یہ ہے کہ جس طرح میرے باقی دوست ممبران نے کہا ہے کہ اِسے kindly کسی کمیٹی میں refer کر دیں so that کہ اِس کے اُوپر further اور سوچ سمجھ کر ہم آگے بڑھیں۔ جزاک اللہ

جناب سپیکر: جی، تشکل عباس صاحب! Thank you very much حسن اقبال بٹر صاحب!

جناب حسن اقبال بٹر: جناب سپیکر! Thank you بڑی سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے اور ہاؤس کا interest بھی ختم ہو چکا ہے تو سارے points repeat ہو چکے ہیں۔ اِس پر صرف ایک بڑی pertinent سی بات ہے کہ ہمارا universal rights of declaration جس پر ہم نے کئی

ممالک کے ساتھ treaties کی ہوئی ہیں، اُن کو بھی دیکھنا پڑے گا کہ اُن treaties کا fait after this act کیا ہو گا۔ Secondly ہمارا اِسی کے اندر ایک section 17 propose کیا ہوا ہے کہ جو claimant کا کوئی بھی previous record اور character کو نہیں دیکھا جائے گا۔ اِس کی malafide دیکھی ہی نہیں جا سکتی that is not questionable تو یہ ایک بڑی important چیز ہے جس پر سوچنے کی ضرورت ہے۔ Lastly میں بالکل ایک چھوٹی سی بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ section 12 میں ہے کہ جو اِس کی pending proceeding پر کوئی بھی بندہ یا کوئی ادارہ comment نہیں کر سکتا تو میں یہی کہہ کر ہاؤس کی نذر ایک شعر کر کے اجازت چاہوں گا کہ:

لگی ہے صدا کہ پھر اِک بار سردار بدلے گا
مگر فرعونی سلطنت کا صرف اِک کردار بدلے گا
جس قوم کو خود پر جبر سہنے کی عادت ہو
وہاں کب کچھ بدلا ہے جو اِس بار بدلے گا

شکریہ۔

(اِس مرحلہ پر صحافی حضرات کا واک آؤٹ ختم کروا کے ہاؤس میں لانے کے لئے جانے والے وزیر خوراک جناب بلال یٰسین، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی جناب ذیشان رفیق اور وزیر مائنز اینڈ منرلز سردار شیر علی گورچانی ایوان میں واپس تشریف لائے)

جناب سپیکر: بائیکاٹ کر کے جانے والے ہمارے صحافی بھائیوں کو منانے کے لئے جانے والے وزراء واپس ایوان میں آ گئے ہیں؟

جو صحافی حضرات بائیکاٹ کر کے گئے تھے ان کو منانے کے لئے ہمارے منسٹر صاحبان گئے تھے۔ بلال یٰسین صاحب آپ میرے پاس تشریف لے آئیں اور ان کے بارے میں بتا دیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین) نے سپیکر ڈائس پر آ کر جناب سپیکر کو اس بارے میں آگاہ کیا)

جناب سپیکر: جی، جام امان اللہ صاحب!

جام امان اللہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اتھاں تاں پتراں دی روزی کینی
اتھاں تاں دھیریں دا ڈاج کینی
اتھاں تاں قلم دا سر قلم ہے
اتھاں تاں بولن دا رواج کینی

جناب سپیکر! یہ قانون جو اسمبلی پاس کرنے جا رہی ہے اس میں جو بھی مقدمہ درج ہو گا اُس کا فیصلہ 180 دن کے اندر ہو گا۔ ہمیں اس قانون کو پاس کرنے کی کیا جلدی ہے کہ ہم 180 گھنٹے کا بھی انتظار نہیں کر رہے ہیں۔ ہمیں تو جلدی ہونی چاہئے اُس قانون کو پاس کرنے کی جو 300۔ ارب روپے کا ڈاکہ غریب کسانوں پر پڑا ہے، یہاں کے لوگ جو اسلام آباد چلے گئے ہیں۔ ہمیں تو اس قانون کو پاس کرنے کی جلدی ہونی چاہئے۔ آپ نے کچھ دن پہلے مجھے بڑی سختی سے منع فرمایا کہ آپ ہر بات میں سیاسی رنگ لے آتے ہیں۔ وزیر موصوف ابھی ہمارے قائد کے بارے میں فرما رہے تھے کہ وہ دہشت گردی مقدموں میں اندر پڑے ہوئے ہیں۔ میرے قائد تو ہر مقدمے کا اور ہر چیز کا مقابلہ کر رہے ہیں اور وہ ہر جھوٹے مقدمے کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ یہ قانون جو اسمبلی بنانے جا رہی ہے اس کا فائدہ صرف اور صرف تھانوں میں بیٹھے ہوئے اُن SHOs کو ہو گا جو پچاس پچاس ہزار روپے لے کر غریب آدمیوں پر جھوٹے مقدمات بنائیں گے اور بغیر ثبوت کے اُن کو سزائیں دلوائیں گے۔ اس اسمبلی کو 180 گھنٹے دیں، اس کمیٹی کو دیں تاکہ اس پر بحث ہو سکے۔ ان کی جماعت کو تو نقصان ہونا نہیں ہے کیونکہ ان کے سامنے تو قانون کے صرف تین طریقے ہیں۔ بوٹ پالش، معافی اور فرار۔ جزاک اللہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یاسر محمود قریشی صاحب! مجھے آپ کی ابھی چِٹ ملی ہے۔ On this amendment he is the last mover

جناب یاسر محمود قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!

لوگوں پہ ہی ہم نے جاں واری
کی ہم نے انہی کی غم خواری
کٹتے ہیں یہ ہاتھ تو کٹ جائیں
شاعر نہ بنیں گے درباری

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ یہ ملک ہم نے جمہور کی بنیاد پر لیا۔ ریفرنڈم ہوا اور عوام نے چاہا کہ ہمیں ایک آزاد فلاحی ریاست چاہئے جس کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آیا۔ پاکستان میں اس وقت جس قدر جمہوریت کی تذلیل کی جارہی ہے میں پوچھتا ہوں کہ کیا کسی اور ملک میں اس طرح ہو رہا ہے؟ 70 فیصد لوگ انٹرنیٹ، فیس بک اور واٹس ایپ استعمال کرتے ہیں۔ ان سے ہی خبریں لیتے ہیں کیونکہ الیکٹرانک میڈیا خبر صحیح دے ہی نہیں رہا۔ جس طرح 9۔ مئی کے واقعات ہوئے ایک ہی شخص پر at a time میانوالی اور لاہور میں ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے۔ یہ باتیں ہمیں سوشل میڈیا سے پتا چلیں کہ ڈاکٹر یاسمین راشد صاحبہ روک رہی تھیں کہ اندر نہ جایا جائے لیکن روکنے والے پر مقدمے ڈال دیئے گئے، یہ باتیں بھی ہمیں سوشل میڈیا سے ہی معلوم ہوئیں۔ اس وقت سوشل میڈیا ملک کی ضرورت ہے۔ اگر اس طرح ایف آئی آر درج کی جائیں گی تو کرپشن کا بازار گرم ہو گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس پر سنجیدگی سے سوچا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، احمد مجتبیٰ چودھری صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس میں ہماری ایک ترمیم 8 نمبر پر ہے that is very important اس طرح نہ کریں بلکہ آپ دو، دو منٹ سن لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ تشریف رکھیں میں نے احمد مجتبیٰ کو floor دیا ہے۔

جناب احمد مجتبیٰ چودھری: جناب سپیکر! یہ جو Defamation Bill 2024 ہے میرا خیال ہے کہ اس کا نام بدل کر JAG Bill of 2024 رکھ دینا چاہئے۔ کیونکہ اس کی حیثیت اسی طرح ہو گی

جس طرح ایک JAG order ہوتا ہے ۔ یہاں پر اس بل کے ذریعے ہمارے rights کو infringe کیا جا رہا ہے۔ یہ بل continuation ہے۔71 سالوں سے اس ملک کے اندر جو قانون سازی ہو رہی ہے اور یہاں کس طرح کے بل پاس ہو رہے ہیں۔ 1953 میں جب گورنر جنرل غلام محمد نے پرائم منسٹر خواجہ نظام الدین کی Prime Minster ship کو dismiss کیا تو اس وقت سے ہم لوگ یہی کچھ دیکھ رہے ہیں۔ یہاں پر جو بھی قانون سازی ہو رہی ہے وہ نظریہ ضرورت کی نذر ہو جاتی ہے۔ اس قانون کے اندر بھی ہمیں وہی چیز کی جھلک نظر آ رہی ہے۔ اس بل میں right to defend کو چھینا جا رہا ہے، صرف اپوزیشن سے نہیں بلکہ پورے پاکستان کی عوام سے چھینا جا رہا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت چاہے دھونس اور دھکے سے یہ بل پاس کر لے مگر ہم اس کو چیلنج کریں گے۔ میں اور میری جماعت پاکستان تحریک انصاف اِن شاء اللہ تعالیٰ constitutional Court اور اعلیٰ عدالت میں اس کو چیلنج کریں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتا دوں کہ جس طرح کا dictatorial attitude ہمیں نظر آ رہا ہے جس طرح گورنمنٹ اس بل کو پاس کر رہی ہے یہاں جمہوری روایت کی پاسداری نہیں ہو رہی ہے مگر یہ کسی کے لئے بھی کوئی حیرانی کی بات نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ان کا attitude ہی dictatorial ہے۔

جناب سپیکر: احمد صاحب! تشریف رکھیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ دیکھیں، انہوں نے پھر دوبارہ وہ clauses repeat کی ہیں۔ میرے کچھ معزز ممبران نے پہلے بات کی، پھر اُسی issue پر بات کی اور دوبارہ پھر وہی بات کی ہے۔ یہ جس طرح یہاں پر بات کر رہے ہیں مجھے لگ رہا ہے کہ ان میں سے بہت سارے لوگوں نے بل پڑھا ہی نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ یہ بل بڑی جلدی میں پاس ہو رہا ہے۔ آپ ماشاء اللہ سینئر ترین lawyer ہیں، سینئر پارلیمنٹیرین ہیں اور آپ کو 20 سال سے زیادہ اس پارلیمنٹ میں ہو گیا ہے۔ آپ نے بہت سے عہدے دیکھے اور بہت کچھ دیکھا۔ میں نے پہلے کبھی اس ہاؤس میں ایسا نہیں

دیکھا کہ اس طرح سے بل پاس ہو رہا ہو۔ میں صرف ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ بار بار کہتے ہیں کہ یہ بل بڑی جلدی میں لایا جا رہا ہے۔ آپ ان کو بتا دیجئے کہ ویسے تو تین دن کا وقت ہوتا ہے اور اس بل کو سات آٹھ دن ہو گئے ہیں، اس کے بعد اس بل کو اسمبلی میں بڑے اچھے طریقے سے لے کر آیا گیا ہے۔ یہ خود اس کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔ یہ بار بار کہتے ہیں کہ جلدی میں بل لایا گیا تو یہاں پر ہمارے پرانے دوست جو پچھلی اسمبلی میں تھے میں اُن کو یاد دلاتا ہوں کہ یہاں پر جلدی میں کس طرح بل پاس ہوتے تھے۔ صبح کو ایک بل آتا تھا، 10 کروڑ روپیہ چودھری پرویز الٰہی صاحب جیب میں ڈالتے تھے، 10 کروڑ روپے محمد خان بھٹی اپنی جیب میں ڈالتے تھے اور یونیورسٹی کا بل دیکھے بغیر اسی وقت پاس کر کے بھیج دیتے تھے۔ اس طرح بل پاس ہوتے ہوئے بھی اس ہاؤس نے دیکھا ہے۔ میں صرف یہی کہوں گا کہ باقی بھی جو ان کی amendments رہ گئی ہیں خدارا amendments پر بات کریں اور repeat نہ کریں۔ ججوں کے بارے میں بار بار بات کی جا رہی ہے۔ میں پھر بتانا چاہوں گا کہ اس بل میں لکھا ہے کہ جو constitutional office hold کر رہے ہیں ان کا کیس ہائیکورٹ کے جج کے پاس جانا ہے اور ہم جن ججوں کا اس appointment میں کہہ رہے ہیں وہ پرائیویٹ لوگوں کے لئے ہے یہ خدا کے لئے بل پڑھیں اور پھر اس پر بات کریں۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ان کی amendment کے بارے میں کہوں گا کہ مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیونکہ کلاز 4(a) اپنی حیثیت میں مکمل ہے اور مزید کسی لفظ کے اضافے کی گنجائش نہیں ہے یہ ترمیم بلا جواز ہے لہٰذا مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 4 of the Bill, in para (a), before the word "broadcasted", the words "in his own opinion" be inserted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSES 5 to 7

MR SPEAKER: Now, Clauses 5 to 7 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clauses 5 to 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There are four amendments in it. The first amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad,

Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! I move:

> "That in clause 8 of the Bill, in sub-clause (1), for the word "Government", the words "Chief Justice Lahore High Court" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in clause 8 of the Bill, in sub-clause (1), for the word "Government", the words "Chief Justice Lahore High Court" be substituted."

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہو گا کہ separation of the executive from judiciary جب ہوا تھا that was separation of power تا کہ لوگوں کو انصاف مل جائے۔ جب آپ defamation law میں گورنمنٹ کو appointment کا اختیار دے دیں گے this will negate the ideas of justice. اس میں سب سے important یہ چیز ہے۔ For the betterment of dispensation of justice میری گزارش ہے کہ Chief Justice should have the sole power کہ وہ اپنے ممبرز کو serving لوگوں کو appoint کریں نہ کہ ریٹائرڈ لوگوں کو appoint کریں جو میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ جب گورنمنٹ بناتی ہے جیسے آپ کے legal profession میں your party has been obliging in the appointment of Assistant Advocate General and Attorney General اور میں ان کو جانتا ہوں جو آج تک کبھی ہائیکورٹ میں پیش نہیں ہوئے وہ اسسٹنٹ اٹارنی جنرل بھی بنے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ آپ کی خوشی کے لئے کیونکہ جو بندہ گورنمنٹ کی مرضی سے لگے گا he will always support the government اس کا جو notion ہو گا۔ اس لئے he never support Chief Justice should be empowered کہ وہ جو پینل دیں اور وہی he should be responsible for fair trial اور ہر چیزوں کا ذمہ دار ہو گا۔ میری یہی گزارش ہے کہ government should not be a party in it کیونکہ when the government appoints them, they will be directly under the command of the people who have nominated them. اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اسے substitute کریں تا کہ Chief Justice of Lahore High Court should be empowered to make nomination so that we can ask کیونکہ ultimately آپ آج کل بھی دیکھ رہے ہیں کہ اگر ادارہ کسی کا نام بھی ڈال دیتا ہے تو اس کے لئے بھی we have to go to the High Court for that اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ بڑا arbitrary ہو گا کہ oblige people, you have lot

of other spheres آپ ان کو اتھارٹی کا چیئرمین لگا دیں جیسے آپ کا ایک اختیار ہے، میں کسی کا نام نہیں لیتا کہ جو لوگ کبھی کالج بھی نہیں گئے تو آپ نے ان کو syndicate کا ممبر بھی بنا دیا ہے، اسی طرح آپ اپنے من پسند کسی advocate کو یا ریٹائرڈ جج کو لگائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت 10 بجے تک بڑھایا جاتا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان شاءاللہ اجلاس 12 بجے تک چلنا ہے۔ یہ جو گورنمنٹ کر رہی ہے This is for the benefit to oblige their people not for the sake of justice اس لئے the Chief Justice should be empowered کہ وہ اپنے tribunals بنائیں۔ just like جیسے الیکشن ٹریبونل بنتے ہیں۔ آپ ادھر بھی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں you can just make an amendment کریں گے تو وہ بھی کر دیں گے اس لئے For the betterment of the people or for dispensation of justice and for the fair trial, so I think آپ اس کو Chief Justice should be empowered and the word Government should be substituted with the Chief Justice of Pakistan.

جناب سپیکر: جی، جناب احمر بھٹی!

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں پر میں نے شروع میں آپ کو Article 175A پڑھ کر سنایا، ایڈووکیٹ جنرل صاحب کو بھی پڑھ کر سنایا اور انہوں نے اس پر اپنی رائے کا اظہار بھی کیا۔ ہم جو ابھی یہ amendment propose کر رہے ہیں یہ اُس سے linked ہے Clause 2 which deals with definitions in this particular Bill part X اس میں، میں آپ کی توجہ چاہوں گا اور میں پڑھ کر سناتا ہوں کہ tribunal means the Punjab defamation tribunal constituted under section 8 of this act and shall also be used interchangeably for the specially nominated single bench of the Lahore High Court where the jurisdiction is invoked by the holder of a constitutional office under this act اب اگر

اس شق کی تشریح کی جائے تو میری رائے میں یہاں پر ٹربیونل کو لاہور ہائیکورٹ کے بنچ کی طرح تصور کیا جارہا ہے جب ایک ٹربیونل کو لاہور ہائیکورٹ کے بنچ equivalent تصور کیا جائے گا تو اس پر رولز بھی لاہور ہائیکورٹ کے apply ہوں گے۔ اب لاہور ہائیکورٹ کے رولز کے حوالے سے آئین میں بڑا واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ وہ کیسے تشکیل دیئے جائیں گے اور وہ کون سے رولز کے تحت کام کرے گا۔ ان کی از سر نو تشکیل نہیں کی جاسکتی یہ ماورا آئین ہے۔ یہ بات میں پہلے بھی بتا چکا ہوں اور میں دوبارہ دہرا رہا ہوں کہ یہ جو قانون میں purpose کیا جارہا ہے یہ بالکل ماورا آئین ہے جہاں پر ایڈووکیٹ جنرل صاحب نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ executive کے اختیارات ہیں اور executive اپنے پاس ان کو واپس لے۔ جب آپ اس طرح کے قوانین بنائیں جو ماورا آئین ہیں تو لازمی طور پر عدالت میں چیلنج ہوں گے اور میں یہ بات آپ کو بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ آج آپ اس بل کو پاس کیجئے کل یہ ہائیکورٹ میں چیلنج ہوا لیجئے گا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ قانون چیلنج نہ ہو؟ تو کیا ہم اس اختیار کو واپس لے رہے ہیں یا دوبارہ سے عدالت کو invite کر رہے ہیں کہ وہ ہمارے اختیارات میں آکر دوبارہ سے interfere کرے۔ ہمیں اس بات پر سوچنا چاہئے۔ اب ایڈووکیٹ جنرل صاحب تو چلے گئے ہیں میں چاہوں گا کہ اس پر آپ اپنی رائے دیجئے کہ کیا ہم اس پر عدالت کو invite نہیں کر رہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب سپیکر: میں نے تو ابھی آپ کو floor ہی نہیں دیا۔ آپ نے شکریہ پہلے ادا کر دیا ہے۔ چلیں! اب آپ اپنی بات کریں۔

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! اگر آپ پہلے اپنی رائے دے دیں تو میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں! I cannot do so during this proceeding یہ آپ کی amendment ہے اور انہوں نے oppose کرنا ہے یہ procedural ہے۔ but I do have different interpretation میں آپ کو بعد میں دے دوں گا۔ چودھری محمد اعجاز شفیع صاحب! آپ بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہم نے یہ جو amendment file کی ہے اس میں بڑی clear بات ہے کہ اگر خدانخواستہ، ایک یہ پہلے قانون کالا قانون بن رہا ہے اگر آپ بنانا ہی چاہتے ہیں تو پھر اگر گورنمنٹ کا word ہو گا تو گلوبٹ ہی آئیں گے۔ آپ وہ سارے گلوبٹ نہلے دہلے لا کر appoint کر دیں گے۔ اگر ٹربیونل بن رہا ہے اور بنانے کا بہت زیادہ شوق ہے first of all ہم اس کو oppose کر رہے ہیں کہ یہ ہونا ہی نہیں چاہئے کیونکہ قانون already exist کر رہے ہیں تو پھر جو word Chief Justice Lahore High Court ہے وہ اس میں لائیں تاکہ جو ججز آئیں وہ حاضر سروس لوگ آئیں، میرٹ پر لوگ آئیں اور obliged لوگ نہ آئیں جب چیف جسٹس کا word ہو گا تو اس ٹربیونل کے جتنے بھی ممبرز ہوں گے وہ میرٹ پر آئیں گے حاضر سروس لوگ ہوں گے۔ گلوبٹ جیسے دوسرے لوگوں کے دروازے بند ہو جائیں گے جس طرح ابھی رانا صاحب کہہ رہے تھے کہ ایک ان پڑھ بندے کو syndicate کا ممبر بنا دیا گیا ہے تو اس طرح ٹربیونل میں بھی وہی لوگ آجائیں گے تو ہماری humble request ہے کہ اس word کو change کر کے چیف جسٹس صاحب لاہور ہائیکورٹ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ جو amendment ہے اس میں clearly لکھا ہوا ہے اگر آپ کہیں تو میں پڑھ بھی دیتا ہوں a member shall be appointed by the government in consultation with the Chief Justice of Lahore High Court

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے نعرے بازی)

جناب سپیکر: رانا شہباز صاحب! میں نے منسٹر صاحب کو floor دیا ہے۔ آپ منسٹر صاحب کو سن ہی نہیں رہے۔ جی، منسٹر صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیونکہ پنجاب میں رائج قوانین کے مطابق گورنمنٹ اسی طرح کے tribunals کو قائم کرتی ہے ترمیم بلاجواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 8 of the Bill, in sub-clause (1), for the word "Government", the words "Chief Justice Lahore High Court" be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The second amendment is fromMr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar,

Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi, Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے نعرے بازی)

MR SPEAKER: The proposed motion is:

"That in clause 8 of the Bill, sub-clauses (2) and (3) be omitted."

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیونکہ شق نمبر 8 کی ذیلی شق نمبر 2 اور 3 مکمل ہیں اور مجوزہ بل کا اہم حصہ ہیں جو tribunal کے ممبرز کی اہلیت کو بیان کرتی ہیں اور ہائی کورٹ اور حکومت کے درمیان ممبران کی تقرری کی مشاورتی عمل کو تجویز کرتی ہیں، ترمیم بلاجواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 8 of the Bill, sub-clauses (2) and (3) be omitted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The third amendment is fromMr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood,

Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool,

Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

CHAUDHARY MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Mr Speaker! I move:

"That in clause 8 of the Bill, sub-clauses (2) and (3) be omitted."

جناب سپیکر! جس طرح ہم نے پہلے اس کا word کہا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! I oppose

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جس طرح ہم نے پہلے اس کا word کہا ہے۔اگر گورنمنٹ کی جگہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب! that one is lost اب میں next one پر ہوں آپ پھر پیچھے چلے گئے ہیں۔that one is lost ابھی اس شور شرابے میں پھر آپ move نہیں کر رہے پھر وہ amendments lost ہوتی جائیں گی۔ آپ اگلی ترمیم پیش کریں۔

The proposed amendment is that:

That in clause 8 of the Bill, for sub-clause (6), the following be substituted:

"(6) The term of the office of the Members shall be subject to renewal after every eighteen (18) months after evaluation of their performance by a Performance Review Committee, comprising Chief Justice Lahore Hight Court, as its Convener, two senior most judges of Lahore Hight Court, Speaker and Leader of the Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab; the Committee shall evaluate the Members on the following touchstone:

(a)	integrity;	50%
(b)	adherence to statutory timelines;	25%
(c)	competence and fitness.	25%"

Minister for Parliamentary Affair, Are you opposing it?

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! yes I oppose.

MR SPEAKER: Now, the question is:

That in clause 8 of the Bill, for sub-clause (6), the following be substituted:

"(6) The term of the office of the Members shall be subject to renewal after every eighteen (18) months after evaluation of their performance by a Performance Review Committee, comprising Chief Justice Lahore Hight Court, as its Convener, two senior most judges of Lahore Hight Court, Speaker and Leader of the Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab; the Committee shall evaluate the Members on the following touchstone:

(a)	integrity;	50%
(b)	adherence to statutory timelines;	25%
(c)	competence and fitness.	25%"

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The fourth amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood,

Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool,

Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! I move:

"That in clause 8 of the Bill, sub-clauses (7) and (8) be omitted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 8 of the Bill, sub-clauses (7) and (8) be omitted."

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! I oppose.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Sir, we have moved an amendment in it. In sub-clause (7) the retiring age of the Member, not being a serving District Judge, shall be seventy years and sub-clause (8) related to salary and allowances

اس میں آتا ہے کہ again the same issue جیسے اب why you keeping people ایک age کا آتا ہے ایک بندے کو پتا ہو کہ میں نے age 60 پر ریٹائر ہو جانا ہے he doesn't know کہ میں نے مرنا کب ہے، مگر اس کو یہ پتا ہے کہ فلاں تاریخ کو میں نے ریٹائر ہو جانا ہے۔ آپ کے hiring the retired judges, you have a lot of talent پاس available ہمارے پاس اس you see ہیں آ رہے بھی لڑکے اچھے پاس آپ کے وقت we have chartered accountants, we have barristers, we have doctors, we have engineers, we have MBA's یہ سارے لوگ آئے ہیں they are also waiting کہ ہم نے جانا ہے۔ اس میں سب سے important issue ہے کہ age it should be a retiring age, judge should be کو آپ ختم کریں اور factor because یہاں پر رکھیں from High Court not even from Supreme Court when somebody will retire تو اس کے بعد پھر دوسرے کو موقع ملنا ہے اگر آپ نے

then those people who will be obliged they will be اسی طرح oblige کرنا ہے loyal to the Government not to the cause نہ وہ اپنے کام کے لئے مخلص ہوں گے، نہ وہ we oppose this اس لئے they will try to keep the government happy کریں گے amendment اور جو ہم نے یہ اس کو substitute کیا ہے اس age factor کو ضرور رکھیں he may نہیں ہے integrity جس بندے کی Secondly, integrity is very important be competent مگر integrity نہیں ہے that is nothing to do with us اس کو بھی اس that integrity should get 50% of his work, 25% may be کے points کا بھی ہے his competency and rest his display--- اس لئے I oppose جو law انہوں نے government جس طرح we request for an amendment کیا ہے propose because he will have the powers of the Judge of میں کرتے ہیں جیسے services how is کا ریٹائر ہو جاتا ہے judge of the High Court 62 years اگر the High Court so this is against the principles of? کہ آپ 70 سال والے کو کر لیں گے it possible justice, I would request کہ اس کو delete کر دیا جائے اور اس کو substitute کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیوں کہ ذیلی شق 7 ممبرز کی retirement کی عمر کی بالائی حد کو بیان کرتی ہے جب کہ ذیلی شق 8 ممبرز کی تنخواہ الاؤنسز اور دیگر شرائط کو بیان کرتی ہے ترمیم بلاجواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 8 of the Bill, sub-clauses (7) and (8) be omitted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSES 9 to 11

MR SPEAKER: Now, Clauses 9 to 11 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clauses 9 to 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad,

Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

MR AHMER BHATTI: Mr Speaker! I move:

"That in clause 12 of the Bill, in sub-clause (1), for the expression "to comment or make any statement relating to any proceedings pending before the Tribunal under this Act. This clause shall apply automatically from the inception till the final conclusion of the proceedings, and shall not require any order to this effect being specifically passed by the Tribunal or any other authority." the expression "to make any slanderous and defaming comment or statement." be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 12 of the Bill, in sub-clause (1), for the expression "to comment or make any statement relating to any proceedings pending before the Tribunal under this Act. This clause shall apply automatically from the inception till the final conclusion of the proceedings, and shall not require any order to this effect being specifically passed by the Tribunal or any other authority." the expression "to make any slanderous and defaming comment or statement." be substituted."

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! I oppose.

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! یہ کلاز اس مجوزہ بل کی سب سے اہم کلاز ہے اس لئے میں چاہوں گا کہ آپ کی اور اس ایوان کی توجہ اس پر مرکوز رہے۔ اس کلاز کے تحت نہ صرف عوام الناس کے حقوق کو سلب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے بلکہ یہ ایک blanket ban ہو گا کہ آپ کو pending proceedings پر کسی طرح کا بھی کوئی جائز یا ناجائز comment کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ اب آرٹیکل 19 میں نے پہلے بھی پڑھا ہے اس میں ایک بڑی اہم چیز کی طرف نشاندہی کی گئی ہے کوئی restrictions اگر freedom of speech پر law impose کرنا چاہتا ہے تو اس پر reasonable restrictions ہوں گی، اب کسی بھی standards کے مطابق blanket ban کو reasonable restriction نہیں کہا جا سکتا اس میں not to comment on any pending proceedings کے الفاظ استعمال کئے گئے تو یہ بہت absolute قسم کے words استعمال کئے گئے ہیں جس میں pending proceedings پر صحیح یا غلط کوئی بھی بات کرنے پر مکمل طور پر قدغن لگا دی گئی ہے تو میری گزارش ہو گی کہ یہ ایوان اس amendments کو سنجیدگی سے consider کرے اور اس کو پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیونکہ شق نمبر 12(1) جامع ہے اور اس میں کسی اضافے کی گنجائش نہ ہے لہٰذا ترمیم بلا جواز ہے مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 12 of the Bill, in sub-clause (1), for the expression "to comment or make any statement relating to any proceedings pending before the Tribunal under this Act. This clause shall apply automatically from the inception till the final conclusion of the proceedings, and shall not require any order to this effect being specifically passed by the Tribunal or any other authority.", the expression "to make any slanderous and defaming comment or statement." be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal,

Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed, Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

CHAUDHARY MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Mr Speaker! I move:

"That in clause 12 of the Bill, sub-clause (3) be omitted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 12 of the Bill, sub-clause (3) be omitted."

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! I oppose.

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ دیکھیں Article 10(a)right of fair trial, اگر آپ کسی کو Article 19(a)right to information اپنی fair comments پر دینے پر بھی pending proceedings کریں گے تو پھر ban کے آرٹیکل constitution 10(a) اور آرٹیکل 19(a) کو بھی ختم کر دیں تاکہ لوگوں کو کسی جو گا ہی نہ چھوڑیں اگر ہم نے جمہوریت میں رہ کر ہی dictatorship لانی ہے۔ سپریم کورٹ کی لائیو پروسیڈنگ چل رہی ہوتی ہیں تو وہاں پر بھی آپ اپنے comments دے سکتے ہیں تو آپ ایک ایسا قانون لا کر پورے پنجاب کی اور پورے پاکستان کی عوام کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کو فروغ دے رہے ہیں یا کسی dictatorship کو فروغ دے رہے ہیں کہ جس پر آپ کوئی comments بھی نہیں کر سکتے تو میری آپ سے humble request ہے کہ کلاز 3 کو ختم کر دیا جائے کیونکہ آپ جو مرضی کر لیں، قانون لے آئیں، میں تو پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آپ قانون لائیں اور ضرور لائیں لیکن at least یہ چیزیں ختم کر کے اس کے قانون کو لائیں تاکہ آپ اپنی خواہش یا چند لوگوں کی خواہش پوری کرنا چاہتے ہیں تو کم از کم یہ چیزیں fair ہوں، کم از کم کل مستقبل میں آپ نے بھی اس سائیڈ پر آنا ہے تو آپ کو بھی ان چیزوں کو face نہ کرنا پڑے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیونکہ شق نمبر 3 کا موجود ہونا بل ہذا کے عملدرآمد کے لئے ضروری ہے، ذیلی شق نمبر۔1 اور شق نمبر۔2 کی خلاف ورزی کی صورت میں مذکورہ شق کسی قسم کے دفاع کو مسترد کرتی ہے، ترمیم بلا جواز ہے لہٰذا مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 12 of the Bill, sub-clause (3) be omitted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSES 13 to 15

MR SPEAKER: Now, Clauses 13 to 15 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clauses 13 to 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary,

Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed, Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! I move:

"That in clause 16 of the Bill, in sub-clause (5), para (a), be omitted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 16 of the Bill, in sub-clause (5), para (a), be omitted."

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! I oppose.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! In section (5): Notwithstanding anything contained in the Code or any other law for the time being in force:

(a) the Tribunal shall follow the summary procedure for purposes of investigation of claims and objections in respect of the attachment or sale of any asset or property of the judgment-debtor for the purpose of satisfaction of the decree, and shall conclude such Investigation within thirty (30) days of filing of such claims or objections.

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ کیا پہلے جو ہم نے قوانین پاس کئے ہوئے ہیں یہ اس سے relevant ہے؟ اگر تو یہ خاص طور پر لوگوں کو harass کرنے کے لئے یا کسی عزت دار کی پگڑی اچھالنے کے لئے کیا جا رہا ہے یا اس کی پراپرٹی کو attach کرنے کے لئے یا اس کو disqualify کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے then he will be convicted under for next I would request that, in the selection اس لئے کیا جا رہا تو یہ بہت malafide ہے تو given circumstances آپ کے پاس اگر پہلے اس طرح کا کوئی procedure ہے تو آپ اس کو پاس کر لیں you should not bring any new law اس لئے کوئی ایسا قانون نہ

لائیں کہ کل پھر اس کو تبدیل کرنا پڑے so I recommend that this should be committed تاکہ جو پہلے پرانے قوانین پاس ہوئے ہیں اس طرح سے ڈگری کی تکمیل کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیونکہ بل ہذا کا مقصد فوری انصاف کی فراہمی ہے اور مجوزہ ترمیم اس عمل کی نفی کرتی ہے لہٰذا ترمیم بلاجواز ہے، مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 16 of the Bill, in sub-clause (5), para (a), be omitted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSES 17 to 22

MR SPEAKER: Now, Clauses 17 to 22 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clauses 17 to 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mr Ahmad Khan,

Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil,

Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

CHAUDHARY MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Mr Speaker! I move:

"That in clause 23 of the Bill, the word "not", wherever occurs, be omitted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 23 of the Bill, the word "not", wherever occurs, be omitted."

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! I oppose.

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پھر دوبارہ وہی بات ہے کہ آپ اگر ایک اتنا بڑا قانون بنا رہے ہیں، اگر اس میں قانون شہادت آجائے گا، اگر اس کو ایک evidence right دے دیا جائے گا تو اس میں کون سی اتنی بڑی بات ہو جائے گی کہ آپ نے ایک ٹرائل کرنا ہے اتنا بڑا defamation law بنا رہے ہیں جیسا کہ ایڈووکیٹ جنرل صاحب فرما رہے تھے rent law میں نہیں ہے، یہ family law میں نہیں ہے تو family law جو ہے وہ rent law سے الگ ہے یہ defamation law ہے۔ again وہی بات ہے کہ آپ ان کو دیں تاکہ وہ اپنی evidence دے سکیں، وہ prove کر سکیں یا disprove ہو جائے۔ وہ ٹریبونل ہے اس میں جج ہیں اگر آپ کسی بندے کو جج کے پاس اپنی evidence دے کر اسے prove یا disprove کرنے کے لئے موقع نہیں دیں گے تو یہ انصاف نہیں ہو گا۔ آپ اتنا اندھا اور کالا قانون بنانا چاہ رہے ہیں، میرا تو یہی خیال تھا کہ پھر آپ اسے اسمبلی میں lay ہی نہ کرتے خود ہی بنا دیتے چونکہ بادشاہت اور شہنشاہت تو رائیونڈ شریف کی چل رہی ہے۔ میری اس میں humble request ہو گی کہ یہ Federal Law

ہے لہٰذا ہم اسے کس طرح amend کر سکتے ہیں کہ قانون شہات apply ہی نہ کرے؟ میری تجویز ہے کہ آپ not کی بجائے apply کر دیں تا کہ آپ جسے پھنسانا چاہتے ہیں جسے بھی شکنجے میں لانا چاہتے ہیں جو بھی victim ہو وہ پی ٹی آئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب میرے بھائی ہیں انہوں نے بڑے کرب کے ساتھ رائے ونڈ شریف کا ذکر کیا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ یہ ان کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! کیا یہ میری amendment کا جواب ہے؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسی ایوان کے در و دیوار نے سنا۔ یہ جیسے اب باغی صاحب کی تعریفیں کرتے ہیں یہ اس وقت میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی تعریفیں کرتے تھے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اعجاز صاحب پلیز منسٹر صاحب کو بات continue کرنے دیں۔جی منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیونکہ دیگر رائج الوقت قوانین مثلاً The Family Court Act 1964 اور Punjab Rented Premises Act 2009 میں بھی اس طرح کی شقیں موجود ہیں۔ لہٰذا ترمیم بلاجواز ہے اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 23 of the Bill, the word "not", wherever occurs, be omitted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24 and 25

MR SPEAKER: Now, Clauses 24 and 25 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clauses 24 and 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed, Mr Muhammad Ismael,

Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

MR AFTAB AHMAD KHAN: Mr Speaker! I move:

"That in clause 26 of the Bill, after the second Proviso, the following new Proviso be added:

"Provided further that the deposited amount, along with the profit, shall be awarded by the Court."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 26 of the Bill, after the second Proviso, the following new Proviso be added:

"Provided further that the deposited amount, along with the profit, shall be awarded by the Court."

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ، میرے خیال میں منسٹر صاحب نے طبعاً ہی اس کی مخالفت کر دی ہے۔ یہ پیسے خزانے میں جمع ہونے ہیں اگر انہیں profit کے ساتھ دے دیئے جائیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ can I give any justification اگر آپ بنک میں بھی پیسے جمع کراتے ہیں یا کسی بھی اکاؤنٹ میں دیتے ہیں تو profit لیتے ہیں even salary accounts میں پیسے جاتے ہیں if it is saving account اس پر بھی آپ profit لیتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی نے damages کے لئے کیا ہے اور amount is held in the exchequer or the treasury اگر اس پر اسے profit کے ساتھ دے دیا جائے تو should be avoided by the court اس میں کوئی بات نہیں ہے I think just for sake اسے oppose کرنا مناسب نہیں ہے۔ لہٰذا میرے خیال میں اسے accept کر لیں کیونکہ جس نے پیسے جمع کروائے ہیں اسی کو ملنے ہیں I think he should not oppose this instead he should accept this.

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیونکہ شق نمبر 26 میں اپیل سے متعلق مکمل طریق کار موجود ہے۔ ترمیم بلا جواز ہے لہٰذا اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 26 of the Bill, after the second Proviso, the following new Proviso be added:

"Provided further that the deposited amount, along with the profit, shall be awarded by the Court."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27 and 28

MR SPEAKER: Now, Clauses 27 and 28 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clauses 27 and 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq,

Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi, Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid, Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

MR AHMER BHATTI: Mr Speaker! I move:

"That in clause 2 of the Bill, in sub-clause (f), the words and commas "the Chairman, Joint Chiefs of Staff Committee, the Chief of the Army Staff, the Chief of the Naval Staff and the Chief of the Air Staff", be omitted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 2 of the Bill, in sub-clause (f), the words and commas "the Chairman, Joint Chiefs of Staff Committee, the Chief of the Army Staff, the Chief of the Naval Staff and the Chief of the Air Staff", be omitted."

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! 18ویں ترمیم کے بعد آئین میں یہ وضع کر دیا گیا ہے کہ صوبوں کے کیا اختیارات ہیں اور وفاق کے کیا اختیارات ہیں اس سے پہلے آئین میں تین طرح کی لسٹس دی گئی تھیں Federal Legislative ، Provincial Legislative List and Concurrent List میں وفاق قانون سازی کرتا تھا، Provincial Legislative List میں صوبے قانون سازی کرتے تھے اور Concurrent List میں وفاق اور صوبہ دونوں ہی قانون سازی کر سکتے تھے لیکن 18ویں ترمیم کے بعد صرف آئین میں ایک ہی Legislative List بچی ہے جسے Federal Legislative List کہتے ہیں اس کے علاوہ جتنے بھی محکمہ جات بچتے ہیں ان میں صرف صوبے قانون سازی کر سکتے ہیں۔ اب جو Federal Legislative List fourth schedule میں آئین میں دی ہوئی ہے اس میں پہلا اور دوسرا سبجیکٹ deals with arms forces اس میں جو fourth schedule ہے یہ آرٹیکل 17 کے تحت existing میں آیا۔ اب آرٹیکل 17 میں صرف دو اسمبلیاں یا پارلیمنٹ کے دو حصے

ہیں جن میں سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ Federal Legislative List میں قانون سازی کریں۔ اس میں کہیں بھی یہ mention نہیں کیا گیا کہ اس میں صوبائی اسمبلی کو قانون سازی کرنے کا اختیار ہے۔ ہم نے یہاں پر جو amendment move کی ہے اس میں ہمارا موقف یہ ہے کہ اسے accept کیا جائے کیونکہ یہ پنجاب اسمبلی کے دائرہ کار سے ہی باہر ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیونکہ مذکورہ عہدے آئین پاکستان کے آرٹیکل 243 کی رو سے آئینی عہدے ہیں۔ ترمیم بلاجواز ہے لہٰذا اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 2 of the Bill, in sub-clause (f), the words and commas "the Chairman, Joint Chiefs of Staff Committee, the Chief of the Army Staff, the Chief of the Naval Staff and the Chief of the Air Staff", be omitted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mr Ahmad Khan, Mr Aftab Ahmad Khan, Mr Ahmer Bhatti, Qazi Ahmed Akbar, Syed Ijaz Hussain Bukhari, Mr Javed Kausar, Malik Fahad Masood, Mr Muhammad Tanveer Aslam, Syed Riffat Mehmood, Mr Yasir Mehmood Qureshi, Mr Mushtaq Ahmed, Mr Shahid Raza, Mr Zameer Ul Hassan Bhatti, Ms Zarnab Sher, Ms Baasima Chaudhary, Chaudhary Muhammad Tariq, Mr Hassan Ali, Mr Tashakul Abbas Warraich, Mr Muhammad Ansar Iqbal, Mr Ali Asif, Mr Hassan Malik, Mr Muhammad Iqbal, Mr Amin Ullah Khan, Mr Junaid Afzal Sahi,

Mr Ahmad Mujtaba Chaudhary, Mr Muhammad Akram Chaudhary, Mr Noor Shahid Noor, Mr Hassan Zaka, Mr Basharat Ali, Mr Asad Mehmood, Mr Nadeem Sadiq Dogar, Mr Muhammad Latif Nazar, Mr Shahid Javed,Mr Muhammad Ismael, Mr Abdul Razzaq Khan, Mr Khayal Ahmad, Mr Asad Zaman, Mr Muhammad Ahsan Ihsan, Ms Ashifa Riaz, Sheikh Muhammad Akram, Mian Muhammad Asif, Mr Shahbaz Ahmad, Mr Khurram Ijaz, Mr Muhammad Awais, Mr Tayyab Rashid, Mr Muhammad Sarfraz Dogar, Mr Imtiaz Mehmood, Mr Ali Imtiaz, Hafiz Farhat Abbas, Mr Farrukh Javaid, Mian Muhammad Haroon Akbar, Ms Misbah Wajid,Mr Rashid Tufail, Mr Humble Sanaa Kareemi,Mr Muhammad Ghulam Sarwar, Mr Muhammad Moeen Ud Din Riaz, Mr Muhammad Adnan Dogar, Mr Muhammad Nadeem Qureshi, Mr Ayaz Ahmed, Mr Razi Ullah Khan, Mr Izzat Javaid Khan, Mr Salman Shahid, Ms Suryia Sultana, Ms Farzana Khalil, Chaudhary Muhammad Ejaz Shafi, Mr Faisal Jamil, Ms Saima Kanwal, Mr Jam Aman Ullah, Rana Aourang Zaib, Mr Muhammad Ahsan Ali, Mr Muhammad Athar Maqbool, Mr Shahab Ud Din Khan, Mr Shuaib Ameer, Mr Usama Asghar Ali Gujjar, Khawaja Salah Ud Din Akbar, Mr Muhammad Zahid Ismail and Mr Asad Abbas. Any mover may move it.

MR AHMER BHATTI: Mr Speaker! I move:

> "That in clause 2 of the Bill, in sub-clause (x), after the words "this Act", appearing in line 4, the words "and any private citizen aggrieved of defamation", be added."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 2 of the Bill, in sub-clause (x), after the words "this Act", appearing in line 4, the words "and any private citizen aggrieved of defamation", be added."

MINISTER FOR FINANCE & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba Shuja ur Rahman): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، جناب احمر بھٹی!

جناب احمر بھٹی: جناب سپیکر! یہ جو مجوزہ bill ہے اس کے آخری صفحے پر Statement of Objects and Reasons دیئے ہوئے ہیں۔ جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ:

The Punjab Defamation Bill, 2024, envisages legal protection from false, misleading, and defamatory claims made via print, electronic, and social media against public officials and private citizens...

اس میں دو طرح کے لوگوں کو یہ حق کہ وہ defamation کی proceedings initiate کر سکتے ہیں۔ اس میں public officials and private citizens آتے ہیں۔ جب conveniently private tribunal کی jurisdiction کو define کیا گیا تو اس میں بڑا citizens کو نکال دیا گیا۔ Tribunal کی jurisdiction کو اس کی definition کے مطابق صرف constitutional office barer ہی invoke کر سکتے ہیں اور private citizens invoke نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں ترمیم کر کے private citizens کو add کیا جائے۔ Thank you.

جناب سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مجوزہ ترمیم غیر ضروری ہے کیونکہ ذیلی شق نمبر 10 بذات خود ایک مکمل شق ہے اور کسی اضافے کی گنجائش نہ ہے۔ یہ ترمیم بلا جواز ہے لہٰذا مسترد فرمائی جائے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That in clause 2 of the Bill, in sub-clause (x), after the words "this Act", appearing in line 4, the words "and any private citizen aggrieved of defamation", be added."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1, PREAMBLE AND LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, Clause 1, Preamble and Long Title of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in them, the question is:

"That Clause 1, Preamble and Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Parliamentary Affairs may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR FINANCE AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Mr Mujtaba ShujaUr Rehman): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Defamation Bill 2024, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Defamation Bill 2024, be passed."

Now, the question is:

"That the Punjab Defamation Bill 2024, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill was passed.)

Applause!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے
اور انہوں نے bill کی کاپیاں پھاڑ کر پھینکنا شروع کر دیں)

جناب سپیکر: معزز ممبران حزب اختلاف سے میری گزارش ہے کہ ابھی چونکہ ایک important business باقی ہے اس لئے کاغذات پھاڑ کر نہ پھینکیں اور اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ اکثریت نے اس bill کو پاس کیا ہے۔ آپ سب معزز ممبران تشریف رکھیں۔

Before we conclude the session we have to pass a resolution.

قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب سپیکر: وزیر پارلیمانی امور جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، قائد حزب اختلاف جناب احمد خان، جناب آفتاب احمد خان، جناب فرخ جاوید، چودھری محمد اعجاز شفیع، جناب احمر بھٹی، جناب شہاب الدین خان، جناب محمد انصر اقبال اور محترمہ آشفہ ریاض نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایرانی صدر کی شہادت کے حوالے سے ایک تعزیتی قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایرانی صدر کی شہادت کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایرانی صدر کی شہادت کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ قرارداد ہم بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ہم نے یہ قرارداد پہلے جمع کروائی ہے۔ Why this discrimination? میں نے اس حوالے سے Point of Order بھی raise کیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے floor وزیر پارلیمانی امور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دیا ہے اگر رانا آفتاب احمد خان صاحب اس قرارداد کو پڑھنا چاہ رہے ہیں تو آپ grace show کر دیں۔ دونوں صاحبان میں سے کوئی ایک یہ قرارداد پیش کر دے۔ یہ تعزیتی reference کی قرارداد ہے لہٰذا اس کو کوئی بھی پیش کر دے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! متفقہ قرارداد ہمیشہ حکومت کی طرف سے ہی پیش کی جاتی ہے۔ آپ نے حزب اختلاف کے معزز ممبران کے نام پڑھ دیئے ہیں۔ حزب اختلاف کے معزز ممبران اس میں شامل ہیں۔ یہ قرارداد متفقہ طور پر پیش ہو رہی ہے۔

قرارداد

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب! آپ یہ قرارداد پڑھ دیں۔

ایوان میں اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر ڈاکٹر سید ابراہیم رئیسی سمیت ان کے رفقاء کی المناک شہادت پر اظہار تعزیت

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر ڈاکٹر سید ابراہیم رئیسی اور ان کے رفقاء کی المناک حادثاتی شہادت پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اس اچانک حادثے پر پوری پاکستانی قوم سوگوار اور گہرے صدمے میں ہے۔

ڈاکٹر سید ابراہیم رئیسی 1960 میں ایران کے شہر مشہد میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے قم شہر کے ایک مدرسے سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ 63 سالہ ابراہیم رئیسی 2021 میں ایران کے صدر بننے سے قبل چیف جسٹس کے عہدے پر فائز رہے۔ اس سے قبل وہ تین دہائیوں تک ملک کے قانونی نظام سے منسلک رہے تھے۔ اس کے علاوہ بھی وہ کئی اہم ذمے داریاں ادا کر چکے ہیں۔

صدر ڈاکٹر ابراہیم رئیسی نے حال ہی میں پاکستان کا دورہ بھی کیا تھا۔ پاکستان اور ایران کے باہمی تعلقات کو مضبوط بنانے میں ان کے کردار اور تعاون کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

صدر رئیسی کی اتحاد بین المسلمین کی کاوشوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی شہادت سے نہ صرف ایران بلکہ عالم اسلام ایک عظیم رہنما سے محروم ہو گیا ہے۔

یہ ایوان مرحومین کے اہل خانہ اور ایرانی عوام کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ یہ ایوان دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر ڈاکٹر سید ابراہیم رئیسی اور ان کے رفقاء کی المناک حادثاتی شہادت پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔اس اچانک حادثے پر پوری پاکستانی قوم سوگوار اور گہرے صدمے میں ہے۔

ڈاکٹر سید ابراہیم رئیسی 1960 میں ایران کے شہر مشہد میں پیدا ہوئے۔انہوں نے قم شہر کے ایک مدرسے سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔63 سالہ ابراہیم رئیسی 2021 میں ایران کے صدر بننے سے قبل چیف جسٹس کے عہدے پر فائز رہے۔اس سے قبل وہ تین دہائیوں تک ملک کے قانونی نظام سے منسلک رہے تھے۔اس کے علاوہ بھی وہ کئی اہم ذمے داریاں ادا کر چکے ہیں۔

صدر ڈاکٹر ابراہیم رئیسی نے حال ہی میں پاکستان کا دورہ بھی کیا تھا۔پاکستان اور ایران کے باہمی تعلقات کو مضبوط بنانے میں ان کے کردار اور تعاون کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

صدر رئیسی کی اتحاد بین المسلمین کی کاوشوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ان کی شہادت سے نہ صرف ایران بلکہ عالم اسلام ایک عظیم رہنما سے محروم ہو گیا ہے۔

یہ ایوان مرحومین کے اہل خانہ اور ایرانی عوام کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔یہ ایوان دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: Before the closure of the session آج during the proceedings جناب امجد علی جاوید کی ایک بات پر it is amounting to a great displeasure کہ اگر ایک رکن اسمبلی کے بزنس میں اپنے سوالات لے کر آتے ہیں، وہ ان پر ضمنی سوالات کرتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ کسی وجہ سے زیادتی ہو اور ان کو task کیا جائے کہ وہ سوالات کیوں کرتے ہیں تو یہ انتہائی غیر مناسب ہے۔

جناب امجد علی کی طرف سے محکمہ ٹرانسپورٹ پر کئے گئے سوالات کے نتیجے میں اُن کی فیملی کے businesses کو بند کر دیا گیا ہے I will take a serious exception to this, so please kindly I need this report by 12 o'clock. وزیر پارلیمانی امور! آپ نے 12 بجے تک یہ رپورٹ میرے chamber میں بھجوا دینی ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔

جناب شوکت راجہ: جناب سپیکر! میں نے نوٹس التوائے کار دیا تھا وزیر موصوف یہاں پر موجود ہیں تو یہ اس مسئلے پر policy statement دے دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! وزیر موصوف سے میری بات ہو گئی ہے وہ آپ کا مسئلہ حل کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! ہمارے معزز رُکن سردار راشد صاحب کے ساتھ ایک واقعہ ہوا تھا وہ آپ کے علم میں ہو گا اُس حوالے سے ایک انکوائری کمیٹی کا بھی فیصلہ کیا گیا تھا وہ کمیٹی ابھی تک نہیں بنی تو ہم چاہ رہے ہیں کہ وہ انکوائری کمیٹی constitute ہو جائے۔

جناب سپیکر: I assure all the members that such like act will never happen. معزز ممبران چاہے اُن کا تعلق حزب اقتدار سے ہے یا حزب اختلاف سے ہے as a member they have the same privilege and such like act will never happen again آپ تشریف رکھیں دوبارہ ایسا نہیں ہو گا۔ معزز اراکین سے بھی میری درخواست ہے کہ ہاؤس میں وہ اپنے جن مہمانوں کو invite کرنا چاہتے ہیں آپ کو اُن کی permission Speaker Office سے لینی ہے۔ اسمبلی سٹاف کے پاس guests کی permission کا کوئی اختیار نہیں ہوتا تو آپ نے جن مہمانوں کو لانا ہو تو prior in time please inform کر دیا کریں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(39)/2024/54. Dated: May 24, 2024. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

In exercise of the powers conferred under Article 109(b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I**, Sardar Saleem Haider Khan**, Governor of the Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab on **20th May, 2024 (Monday)** after the conclusion of the sitting of the Assembly on that day.

Dated: May 23, 2024 **SARDAR SALEEM HAIDER KHAN**
GOVERNOR OF THE PUNJAB"